قرآن واحادیث اور جدید سائنس کی روشنی میں بے پردگی
کے نقصانات کو بتانے والی منفرد کتاب

پردہ
اور جدید سائنس

ادارہ اشاعت اسلام
0333-2103655

مؤلف: محمد انور میمن

Marfat.com

Marfat.com

پردہ اور جدید ریسرچ

DATA ENTERED

تحقیق و تصنیف

محمد انور بن اختر

شعبہ تحقیق و تصنیف

ادارہ اشاعت اسلام

اردو بازار، کراچی ـ موبائل 0300-3602654

Marfat.com

297-38
35
۱۲۷۴۸۲
Marfat.com

جملہ حقوق ملکیت برائے "ادارہ اشاعت اسلام" محفوظ ہیں

نام کتاب	:	پردہ اور جدید ریسرچ
مؤلف	:	محمد انور بن اختر
سن اشاعت	:	2007ء
باہتمام	:	خاور افتخار
ناشر	:	ادارہ اشاعت اسلام کراچی
موبائل	:	
قیمت	:	

اِسٹاکسٹ :- کتاب ملنے کا پتہ

کراچی:

☆ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن
☆ ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی
☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال
☆ مکتبہ ذکریا بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ بخاری بہار کالونی نزد صابری پارک
☆ اقبال بک سینٹر
☆ فضلی سنز کراچی
☆ دارالاشاعت اردو بازار
☆ رحمٰن بک ڈپو
☆ مکتبہ قاسمیہ بنوری ٹاؤن

حیدر آباد:

☆ حاجی امداد اللہ اکیڈمی مارکیٹ ٹاور
☆ بیت القرآن نزد چھوٹکی گھٹی، حیدر آباد

ملتان:

ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون گیٹ
☆ مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس

لاہور:

☆ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور
☆ شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ رحمانیہ غزنی اسٹریٹ اردو بازار
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

پشاور:

☆ یونیورسٹی بک ایجنسی خیر آباد

Marfat.com

فہرست مضامین

موضوعات	صفحہ نمبر

عرض مؤلف ---------- ۲۴

موضوع نمبر ۱

پردہ کے بارے میں احکام قرآنی

پردہ کے بارے میں احکام قرآنی ---------- ۲۷
عورت اور پردہ ---------- ۲۷
عورتوں کو اپنی عصمت کی حفاظت کے لئے پردہ کا حکم ---------- ۲۸
عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم ---------- ۳۰
برقع یا جلباب کا حکم ---------- ۳۳
جلباب کسے کہتے ہیں؟ ---------- ۳۴
چادر کس طرح اوڑھی جائے ---------- ۳۶
قریبی رشتہ داروں سے پردہ نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں ---------- ۳۹
بوڑھی عورت کے لئے بھی پردہ کا حکم ---------- ۴۰
پردے کی آڑ سے گفتگو کرنی چاہئے ---------- ۴۱
بلا اجازت گھروں میں جانا ---------- ۴۳

Marfat.com

موضوع نمبر ۲

پردہ پر احادیث نبوی ﷺ

- حضرت صفیہؓ کا حضور ﷺ کے ساتھ سفر اور پردہ ---------- ۴۵
- ام مکتومؓ نامی نابینا صحابیؓ سے پردہ ---------- ۴۶
- دین و دنیا میں عورتوں کی عزت و محافظت کس چیز میں ہے؟ ---------- ۴۶
- عورت پردہ کی چیز ہے ---------- ۴۶
- عورت جب بغیر پردہ کے باہر نکلتی ہے تو شیطانی عملہ حرکت میں آتا ہے ---------- ۴۷
- ستر کا پردہ ---------- ۴۷
- مردوں کے حق میں بری اور عورتوں کے حق میں اچھی چند عادتیں ---------- ۴۸
- خواتین کا جہاد کیا ہے؟ ---------- ۴۸
- عورت اللہ کی رحمت سے قریب کب ہوتی ہے؟ ---------- ۴۹
- عورت کے لئے کیا چیز بہتر ہے؟ ---------- ۴۹
- ایک صحابیہؓ عورت کا جواب: حیا تو نہیں مری ---------- ۵۰
- عورت کی فطرت میں دو چیزیں شامل ہیں ---------- ۵۱
- غیر مرد کے ساتھ عورت کا سفر حرام ہے ---------- ۵۲
- غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے وساوس شیطانی کا پیدا ہونا ---------- ۵۳
- بغیر اجازت خاوند کے کسی کو گھر میں آنے کی ممانعت ---------- ۵۳
- عورت کی غیر مرد کے ساتھ نرم و نازک باتوں سے دل کا چور جاگ اٹھتا ہے ---------- ۵۴
- اجنبی مرد و عورت کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے ---------- ۵۵
- مردوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ ---------- ۵۵
- عورتوں کی مسجد گھر ہے ---------- ۵۵
- شوہروں کی غیر موجوگی میں مرد عورتوں کے پاس نہ جائیں ---------- ۵۶
- حکایت ---------- ۵۶
- چھ چیزوں پر جنت کی ضمانت ---------- ۵۷

Marfat.com

- نامحرم عورتوں کو چھونے کی ممانعت ---------- ۵۸
- فائدہ ---------- ۵۸
- بے پردہ عورت اور ایک صحابیؓ کی غیرت ---------- ۵۸
- جنتی خاتون ---------- ۵۹
- صحابیؓ کی غیرت ---------- ۵۹
- بہترین خاتون ---------- ۶۰
- پردہ اور علمائے امت کے اقوال ---------- ۶۰
- مردوں کی غیرت کہاں گئی؟ ---------- ۶۰
- حضرت رابعہ بصریؒ کا نظروں کی حفاظت کا عمل ---------- ۶۱
- کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو خواہ رابعہ بصری ہی کیوں نہ ہوں ---------- ۶۱
- مردوں کو متوجہ کرنے والی چیزوں کے پہننے اور لگانے کی ممانعت ---------- ۶۲
- عورتوں سے پردہ نہ کرانے والے پیر کی مزاحیہ حکایت ---------- ۶۲

موضوع نمبر ۳

فیشن، عریانیت اور مردوں کی مشابہت پر احادیث نبوی ﷺ

- فیشن ایبل عورتیں ---------- ۶۴
- ایک دوسری روایت ---------- ۶۴
- عورتوں کے لئے چست کپڑے پہننا سراسر حرام ہے ---------- ۶۵
- نائلون کے شفاف و چست کپڑے ---------- ۶۶
- مردوں کے طور طریقے اختیار کرنے والی اللہ کی لعنت یافتہ عورت ---------- ۶۶
- اللہ کا غضب کن عورتوں پر؟ ---------- ۶۷
- منکرانہ لباس پہننے والوں کو اللہ قیامت میں نظر رحمت سے نہ دیکھے گا ---------- ۶۸
- فتنہ عریانی ---------- ۶۹
- لباس پہننے کے باوجود بھی ننگی عورتیں ---------- ۷۰

Marfat.com

- واقعہ ---------- ۷۱
- باریک کپڑے کے نیچے استر لگانے کا حکم ---------- ۷۱
- عریانی پھیلانے والوں پر اللہ کی لعنت ---------- ۷۲
- زیب وزینت کا لباس پہنے والی عورت پر لعنت ---------- ۷۲
- چہرے سے بال اکھاڑنے والیاں اللہ کی لعنت یافتہ ---------- ۷۳
- مردوں جیسی چال ڈھال اختیار کرنے والی عورت پر لعنت ---------- ۷۳
- جسم گودوانے والی پر لعنت ---------- ۷۳
- بخاری کی روایت میں ہے ---------- ۷۳
- مصنوعی بال لگانے والیوں پر لعنت ---------- ۷۴

موضوع نمبر ۴

حیا، ایمان اور پردہ لازم وملزوم

- حیا، ایمان اور پردہ لازم وملزوم ---------- ۷۵

موضوع نمبر ۵

بے پردہ عورت کیلئے عذاب خداوندی پر احادیث نبوی ﷺ

- جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی ---------- ۷۹
- جہنم کی پروانہ یافتہ فیشن ایبل عورتیں ---------- ۷۹
- اللہ کی رحمت کا دروازہ کن عورتوں کے لئے بند ہوتا ہے؟ ---------- ۸۰
- جہنم میں بالوں سے لٹکی ہوئی عورتیں اور ان کا کھولتا ہوا دماغ ---------- ۸۰
- دوزخ کی آگ کا مذاق اڑانے والوں کا انجام ---------- ۸۱
- بے پردہ عورتیں اور دوزخ کی آگ ---------- ۸۱

Marfat.com

- اللہ کی لعنت اور عذاب کی مستحق عورتیں ---------- ۸۲
- بدنظری پر پگھلنے کا عذاب ---------- ۸۲
- باریک کپڑے پہننے والی عورتیں جہنم میں سب سے زیادہ ہوں گی ---------- ۸۳

موضوع نمبر ۶

قدیم دور میں پردہ

- رومن ایمپائر کی قدیم عورتوں کا پردہ ---------- ۸۴
- رومن ایمپائر کے دور میں نرگس کے پھول سے بھی پردہ ---------- ۸۵
- یونانی تہذیب کے زوال کا سبب ---------- ۸۵
- بے پردہ عورتوں کی آزادی ---------- ۸۵
- رومن عورتوں کی حد سے زیادہ بے حیائی اور عریانی ---------- ۸۷
- رومن عورتوں کی بے پردگی کا نتیجہ ---------- ۸۸
- جاہلیت کے قدیم دور میں پردے پر اشعار ---------- ۹۰
- بائبل اور تورات میں پردے کا ذکر ---------- ۹۱
- پردہ ہندوستان کے قدیم باشندوں کا دستور ---------- ۹۲
- مسز ایف سی داس کا نقطہ نظر ---------- ۹۲
- دروپدی رانی کا قصہ ---------- ۹۲

موضوع نمبر ۷

اسلام میں پردہ کی ابتداء

- آپ ﷺ کی ازواج مطہرات سے پردہ کی ابتداء ---------- ۹۴
- شان نزول ---------- ۹۵

81175
Marfat.com

امہات المومنین کو گھر میں پردہ سے رہنے کا حکم ---------- ۹۵
پردہ کی آیت کا نزول اور حضرت سودہؓ کا ضرورت سے نکلنا ---------- ۹۵
پردہ کے بارے میں حجۃ الوداع کا واقعہ ---------- ۹۷
شریف زادی اور لونڈی کے درمیان پردے کا امتیاز ---------- ۹۸
نزول حجاب اور مسلمان عورت کی بے پردگی اور یہودیوں کا محاصرہ ---------- ۹۹

موضوع نمبر ۸

کیا پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

بے پردگی کا سیلاب ---------- ۱۰۰
ایک زمانہ تھا جب پردہ شرافت وعالی نسبی کا نشان سمجھا جاتا تھا ---------- ۱۰۵
کیا پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟ ---------- ۱۰۷
برقعہ یا نقاب اوڑھ کر بھی بے پردگی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے ---------- ۱۱۴
حجاب بے حجابی ---------- ۱۱۹
دعوت نظارہ دینے والی عورت ---------- ۱۲۰
جب نقاب اٹھتا ہے تو حیا چلی جاتی ہے ---------- ۱۲۰
میں پردہ کیوں کروں؟ ---------- ۱۲۱
(۱) میں ابھی تک پردہ کی قائل نہیں ہوں ---------- ۱۲۱
(۲) میں تو چاہتی ہوں مگر میرے گھر والے منع کرتے ہیں ---------- ۱۲۲
(۳) میرے پاس برقعہ وغیرہ خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہیں ---------- ۱۲۲
(۴) ہمارے یہاں گرمی زیادہ ہے ---------- ۱۲۳
(۵) مجھے ڈر ہے کہ ایک بار پردہ کرنے کے بعد کہیں پردہ کرنا چھوڑ نہ دوں ---------- ۱۲۳
(۶) مجھ سے کہا گیا ہے کہ پردہ کروگی تو کوئی شادی نہ کرے گا ---------- ۱۲۴
(۷) اللہ تعالیٰ نے مجھے حسن کی نعمت سے نوازا ہے، میں کیوں چھپاؤں؟ ---------- ۱۲۴
(۸) میں جانتی ہوں کہ پردہ فرض ہے، جب مجھے توفیق ہوئی میں پردہ کرلوں گی - ۱۲۵

Marfat.com

(۹) جلدی کیسی! ابھی میری عمر ہی کیا ہے! ---------- ۱۲۵
(۱۰) ڈرتی ہوں کہ پردہ کرنے سے کسی مخصوص گروہ سے منسوب کر دیا جائے گا -- ۱۲۶
(۱۱) پردہ تو اصل میں دل کا ہے! ---------- ۱۲۶
پردہ کی حکمت ---------- ۱۲۷
کیا پردہ عورت کو قید رکھتا ہے؟ ---------- ۱۲۷
پردہ میں ضعف اعصاب کا شکوہ غلط ہے! ---------- ۱۲۹
اے اسلام! تو عورتوں کا سب سے بڑا محسن ہے! ---------- ۱۳۰

موضوع نمبر ۹

پردہ کے بارے میں خواتین کا اظہار رائے

پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے ---------- ۱۳۸
پردہ کے بارے میں برٹش ٹیلی ویژن کے عملے کی خاتون میری واکر کے تاثرات -- ۱۴۱
امریکہ سے مستورات کی جماعت کی علی گڑھ آمد اور مقامی خواتین کی فیشن پرستی -- ۱۴۴
بے پردگی کی وجہ سے راستے کا فاصلہ صدیوں تک محیط ہو جاتا ہے ---------- ۱۴۵
ایک باپردہ لڑکی کا اظہار خیال ---------- ۱۴۵
پاکستانی خواتین کی بے پردگی پر ایک سکھ خاتون کا تبصرہ ---------- ۱۴۶
لڑکیوں کو چھیڑنے والے نوجوانوں کے بارے میں ایک بہن کا خط ---------- ۱۴۷
نوجوان کا خط ''خدارا لڑکیوں کو حسن کی نمائش سے روکئے'' ---------- ۱۴۸
اصل بات جس پر عمل کی ضرورت ہے ---------- ۱۵۰

موضوع نمبر ۱۰

پردہ کی افادیت پر مغرب کا اعتراف حقیقت

امریکی صحافی خاتون ہیلن کے دل کی آواز ---------- ۱۵۲

Marfat.com

- مسلمانو! اپنے مذہبی اور معاشرتی قوانین کو کبھی مت چھوڑنا ---------- ۱۵۲
- اسلامی معاشرے میں عورت پر پابندی پر سرجان بیکٹ کا تبصرہ ---------- ۱۵۳
- ایک انگلستانی خاتون کی حسرت ---------- ۱۵۴
- پردہ اور مغرب کے فلاسفر ہملٹن کی ریسرچ ---------- ۱۵۵
- پردہ اور روان ہیمر کی ریسرچ ---------- ۱۵۵
- بے پردگی اور جرمنی کے بادشاہ کے دل کی صدا ---------- ۱۵۶
- امریکی طالبات کا سب سے بڑا مسئلہ: ---------- ۱۵۶
امریکہ کی سابقہ خاتون اول مسز ہیلری کلنٹن کی نظر میں ---------- ۱۵۶
- بے پردہ خواتین کا رشتہ ازدواج جلد ٹوٹ جاتا ہے (جدید تحقیق) ---------- ۱۵۸
- ''حجاب'' ایک امریکی صحافی کی نظر میں ---------- ۱۵۹
- بے سکونی کی وجہ: ایک انگریز خاتون کے مقالے سے ماخوذ ---------- ۱۶۳

موضوع نمبر 11

پردہ اور جدید سائنسی تحقیقات

- پردہ اور جدید سائنسی ریسرچ ---------- ۱۶۵
- مغربی معاشرہ بے پردگی کی وجہ سے بگڑا ہے، اطالوی ماہر نفسیات کا اعتراف ---- ۱۶۶
- حجاب پر تازہ ترین میڈیکل ریسرچ رپورٹ: ---------- ۱۶۷
- سانس میں سہولت پیدا کرنے والا نقاب ---------- ۱۶۸
- حجاب سے چہرے کی خوبصورتی اور اللہ کی خوشنودی کا دہرا فائدہ ---------- ۱۶۹
- پردہ اور میڈیکل تحقیق ---------- ۱۶۹
- برطانیہ کے ماہر امراض چشم ڈاکٹر جان مارشل کی نظر میں سر ڈھانپنے کے میڈیکل فوائد ۱۷۰
- پردہ اور جدید سائنس ---------- ۱۷۰
- دھوپ، بال اور پردہ...... جدید تحقیق ---------- ۱۷۱
- سر ڈھانپنا اور میڈیکل ریسرچ ---------- ۱۷۱

Marfat.com

شعاعیں مضر صحت کیوں؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۱
مشرق کی چادر والی اور مغرب کی بے چادر خواتین کا موازنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۲
عورت کے ہاتھ کے دستانے اور جدید سائنس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۳
دستانے اور میڈیکل سائنسی تحقیق ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۳
ٹخنوں کے اوپر شلوار لٹکانا اور میڈیکل سائنسی تحقیق ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۴
اسلا میں عورتوں کو شلوار لٹکانے کا حکم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۴
عورتوں کا شلوار کو اوپر رکھنا میڈیکل نقطہ نگاہ سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۴

موضوع نمبر ۱۲

دھوپ اور سورج کی روشنی سے بچاؤ کے لئے پردہ

اور جدید سائنسی تحقیقات

غارت گرِ حسن اسباب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۶
جلد کا سرطان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۷
دھوئیں اور کہر کے نقصانات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۷
تیز دھوپ اور سیاہ چہرہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۸
سورج کی روشنی اور جلد کا سرطان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۸
تیز دھوپ سے بچنے کا مشورہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۱
جلد کی دشمن...... ''دھوپ'' ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۱
دھوپ سے آنکھوں کے امراض ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۲
یورپ میں چھتری اور ہیٹ کا استعمال ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۳
کالا برقعہ سورج کی شعاعوں کو باآسانی جذب کر لیتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۴
عورت کا اسلامی پردہ دھوپ سے بچاؤ کا بہترین طریقہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۴
عریاں لباس اور سورج کی شعاعیں اور جدید سائنس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۵

92118

Marfat.com

دھوپ اور سورج سے بچاؤ کے لئے پردہ اور جدید ریسرچ ---------- ۱۸۵

موضوع نمبر ۱۳

پردہ اور ماہرین نفسیات کی تحقیقات

''پردہ''......نفسیات کی روشنی میں ---------- ۱۸۷
بارہ سال کی عمر اور ماہرین نفسیات کی تحقیقات ---------- ۱۹۲
پردے سے شکستہ دلی کس طرح دور ہوتی ہے ---------- ۱۹۳

موضوع نمبر ۱۴

پردہ سے عورت کی عزت وعصمت کی حفاظت پر چند واقعات

مسلمان عورت پردے کی وجہ سے ہزاروں میں پہچان کرائی ---------- ۱۹۵
چنگاری دکھانے کی دیر تھی، کفر کے دل میں اسلام کی شمع روشن ہوگئی ---------- ۱۹۶
پردہ عزت کا رکھوالا......ایک چشم کشا واقعہ ---------- ۱۹۷
فلمی دنیا کی مشہور اداکارہ راحیلہ آغا کا فلمی دنیا سے پردے کی دنیا تک کا سفر ---------- ۱۹۹
بیٹی کا پردہ کرنا لبنان کی مشہور گلوکارہ نہاد فتوح کی توبہ کا ذریعہ بن گیا ---------- ۲۰۵
عرب خاتون کا پردہ پیرس کی رقاصہ کو اسلام کی آغوش میں لے آیا ---------- ۲۰۷

موضوع نمبر ۱۵

عورت کی بے پردگی پر چند عبرتناک واقعات

بے پردگی کے نقصانات ---------- ۲۰۸
(۱) فتنے میں پڑنا ---------- ۲۰۸
(۲) شرم وحیا کا جاتے رہنا ---------- ۲۰۸

Marfat.com

- (۳) مردوں کا فتنے میں مبتلا ہونا ---------- ۲۰۹
- (۴) مرد وعورت کا آزادانہ میل جول ---------- ۲۰۹
- بے پردگی کے بے انتہاء پرخطر نتائج میں سے چند تازہ نظائر ---------- ۲۱۰
- ساہیوال کا عبرتناک واقعہ ---------- ۲۱۱
- بے پردگی کا خوفناک انجام: ولیمے پر دوستوں کو دلہن پسند آ گئی ---------- ۲۱۲
  حجلہ عروسی میں اجتماعی زیادتی، شوہر قتل ---------- ۲۱۲
- اجنبی مرد سے بات کرنے پر شوہر نے خنجر سے بیوی کا گلا کاٹ دیا ---------- ۲۱۲
- بے پردہ خواتین پر چڑیا گھر میں حملہ ---------- ۲۱۳
- ایک اپ ٹو ڈیٹ عورت کا حشر ---------- ۲۱۳
- پٹرول اور آگ ---------- ۲۱۴
- بے پردہ گھومنے کی سزا ---------- ۲۱۶
- ایک بچی کی سچی کہانی جو ایک سنگین عذاب سے دوچار ہو کر دائرہ حجاب میں آ گئی --- ۲۲۷
- ایک بے پردہ عورت کی کہانی، اس کی اپنی زبانی ---------- ۲۲۱
- بے پردگی پر مفتی رشید احمد صاحب کی زبانی تین واقعات ---------- ۲۲۲
- پہلا واقعہ ---------- ۲۲۳
- دوسرا واقعہ ---------- ۲۲۴
- تیسرا واقعہ ---------- ۲۲۴
- زمانہ آیا ہے بے حجابی کا! ---------- ۲۲۵
- شوہر کے لئے جائز نہیں کہ اپنی بیوی کو رشتے داروں کے پاس اکیلا چھوڑ دے --- ۲۲۶
- ایک امریکی صحافی ہیلیان کی مسلمان عورتوں کو نصیحت ---------- ۲۲۷
- جب رخ سے نقاب اٹھا ---------- ۲۲۷
- وہ کالج سے آنے والی جس لڑکی پر آوازے کس رہا تھا وہ اس کی اپنی بہن تھی ---- ۲۳۳

Marfat.com

موضوع نمبر ۱۶

بے پردگی اور عذابات خداوندی پر عبرت آموز واقعات

- اس واقعے سے عبرت حاصل کریں ---------- ۲۴۶
- ٹی وی، فلموں اور عام زندگی میں ننگے سر گھومنے والی خواتین ---------- ۲۴۷
- ننگے سر گھومنے پھرنے والی کا حشر ---------- ۲۴۷
- ٹی وی، فلموں و محفلوں میں سرخی لگا کر آنے والی خواتین ---------- ۲۴۸
- سرخی لگانے والی کا حشر ---------- ۲۴۸
- ٹی وی ڈراموں، فلموں اور شادیوں وغیرہ میں ناخن پالش لگانے والیاں ---------- ۲۴۹
- ناخن پالش والی کا انجام ---------- ۲۴۹
- بے نمازی اور فیشن پرستی پر عذاب ---------- ۲۵۰
- پچاس ساٹھ سانپ ---------- ۲۵۱
- خوفناک جانور ---------- ۲۵۲
- عبرتناک واقعہ ---------- ۲۵۳
- غیروں کی شباہت پر سبق آموز واقعہ ---------- ۲۵۴

موضوع نمبر ۱۷

پردہ اور یورپی فلاسفروں کی ریسرچ

- بے پردگی کے نقصانات ---------- ۲۵۷
- بے پردگی اور مفکرین مغرب کا اعتراف ---------- ۲۵۸
- پردہ اور اگسٹ کونٹ کی ریسرچ ---------- ۲۵۹
- ''حیا'' پر مشہور محقق ویل دوران کی ریسرچ ---------- ۲۶۰
- عورت کی بے پردگی اخلاقی بنیادیں منہدم کر دیتی ہے ---------- ۲۶۰

Marfat.com

پردہ اور الفریڈ ہچکاک کی ریسرچ ---------- ۲۶۱
عورت کا گھر میں بیٹھنا انیسویں صدی کے مشہور تحقیق دان ---------- ۲۶۲
سموئیل سمائلس کی نظر میں ---------- ۲۶۲
عورت کے حصول میں دشواری سے عورت کی مزید اہمیت بڑھ جاتی ہے ---------- ۲۶۲
یورپی فلاسفروں کی ریسرچ ---------- ۲۶۲
عریانیت کے نقصانات پر امریکی محکمہ انصاف کی رپورٹ ---------- ۲۶۳

موضوع نمبر ۱۸

بے پردگی اور آزادانہ میل جول اور جدید تحقیقات

مرد و عورت کا میل جول اسلام میں حرام کیوں؟ ---------- ۲۶۵
مغرب میں آزادی نسواں کے نتائج اور جدید تحقیقات ---------- ۲۶۶
مرد و عورت کے آزادانہ میل جول کا انجام ---------- ۲۷۱
عورت کی آزادی کا نقصان مغرب کی نظر میں ---------- ۲۷۳
انگریزی ناول نگار اگاتھا کرسٹی کی آزادی نسواں پر تحقیق ---------- ۲۷۴
جنسی تعلقات میں رکاوٹ اور جدید تحقیق ---------- ۲۷۴
آزادانہ میل جول اور علم طبیعات کی ماہر مسز ہڈسن کی ریسرچ ---------- ۲۷۵
امریکی مصنفین کے نزدیک امریکی زندگی کا گھناؤنا نقشہ ---------- ۲۷۶
امریکہ میں بے پردگی کا نتیجہ ---------- ۲۷۶
امریکہ میں ۱۹۹۹ء میں ۹ لاکھ خواتین کی عصمت دری ---------- ۲۷۷
عورت کی آزادی کے نقصانات پر امریکی سی آئی اے کی رپورٹ ---------- ۲۷۷
بے پردہ امریکی نرسیں مریضوں کی زیادتی کا شکار ---------- ۲۷۹

Marfat.com

موضوع نمبر ۱۹

بے پردہ عورت کی نوکری اور جدید تحقیقات

چودہ سو سال پہلے دیا جانے والا درس ---------- ۲۸۰
کیا دور جدید میں عورت کے لئے معاشی جدوجہد ضروری ہے؟ ---------- ۲۸۱
عورت کی نوکری کے نقصانات مغربی تحقیق دانوں کی نظر میں ---------- ۲۸۳
ملازم پیشہ عورتیں بنام خانہ دار خواتین ---------- ۲۸۳
بیوی کی نوکری کے نقصانات پر ڈاکٹر لکشمی نارائن کی تحقیق ---------- ۲۸۴
عورت کے کام کی آڑ میں مردوں کا اختلاط ---------- ۲۸۴
عورت کی نوکری کے نقصانات اور میڈیکل تحقیقات ---------- ۲۸۵
ملازمت پیشہ خواتین اور بے اولادی ---------- ۲۸۵
عورت کی نوکری کے میڈیکل نقصانات ---------- ۲۸۶
ملازمت پیشہ خواتین سنگین بیماریوں کا شکار ہو رہی ہیں ---------- ۲۸۷
ملازمت خواتین کے مزاج کو جنگجویانہ بنا دیتی ہے ---------- ۲۸۷
مسلمان عورت مغربی عورت سے زیادہ پرسکون رہتی ہے ---------- ۲۹۰
فرانسیسی ایڈووکیٹ کی تحقیق ---------- ۲۹۰
شمع محفل بننے والی لڑکیوں کا حشر کیا ہوتا ہے؟ ---------- ۲۹۰
شعبہ اداکاری میں جنازیب کی آپ بیتی ---------- ۲۹۲
بچی کی ملازمت...... باپ کا سر ندامت سے جھک گیا ---------- ۲۹۴
دولت کی ہوس میں بیرون ملک ملازمت کرنے والی خواتین پر کیا بیتی؟ ---------- ۲۹۷
کیا ان خواتین کو واقعی معاشی مجبوریوں کی وجہ سے باہر جانا پڑا؟ ---------- ۲۹۷

Marfat.com

موضوع نمبر ۲۰

پردہ اور یہود و نصاریٰ کی سازشیں

- بے پردگی اور یہود و نصاریٰ کی سازشیں ---------- ۳۰۴
- عورتوں کو بے پردہ کرنے کی منظم سازش ---------- ۳۰۵
- یہود و نصاریٰ کی تین شیطانی قوتوں کی عالم اسلام پر یلغار ---------- ۳۰۸
- سامراجی طاقتوں کا فتنہ و فساد ---------- ۳۰۸
- صلیبی سامراج اور صیہونی مصنف کا کہنا ہے ---------- ۳۰۹
- پردہ اور صیہونی اور صلیبی سازش ---------- ۳۱۰
- عیسائی مشنریوں کے دو مقاصد اور ہدف ---------- ۳۱۱
- پردہ کی حمایت میں انگریز کمشنر کی غیرت انسانیت ---------- ۳۱۲
- عورت بطور صلیبی ہتھیار ---------- ۳۱۳

موضوع نمبر ۲۱

پردہ روکنے کے لئے دنیا میں مسلم خواتین کے ساتھ پیش آنے والے چند واقعات

- ترک جرنیل اور لیڈی اسکارف ---------- ۳۱۶
- ملائیا میں اسکارف پہننے والی طالبات پر امتحان دینے پر پابندی ---------- ۳۱۹
- ترکی میں پردہ کرنے کی سزا ---------- ۳۲۰
- فرانس میں پردے کی سزا ---------- ۳۲۰
- مغربی جرمنی میں مسلمان طالبہ کی مقدمے میں جیت ---------- ۳۲۱
- تنزانیہ میں حجاب کے مسئلے پر پٹائی ---------- ۳۲۲

Marfat.com

سنگاپور میں مسلمان بچیوں کو پردہ نہ کرنے کا حکم ---------------------- ۳۲۲
مصر میں طالبات پر پورا نقاب اوڑھنے پر پابندی لگادی گئی ---------- ۳۲۴
کئی امریکی ریاستوں میں باحجاب مسلمان خواتین کو بے توقیری کا سامنا کرنا پڑتا ہے --- ۳۲۵
کینیڈا کی مسلمان خاتون نے عدالت میں جج کے حکم پر حجاب اتارنے سے منع کردیا --- ۳۲۷
جنیوا کی نومسلمہ خاتون ٹیچر لوسیا وحلاب کا تذکرہ --------------- ۳۲۹
جس نے حجاب کے مسئلے پر جنیوا گورنمنٹ سے ٹکر لے لی ------------ ۳۲۹
فرانس میں مسلمان عورتوں کا برقعہ اور چوری کا پروپیگنڈہ --------------- ۳۳۲
ایک مسلمان طالبہ کو دوپٹے میں امتحان دینے کی اجازت نہ دینے پر --------- ۳۳۳
حکومت فرانس پر دس ہزار ڈالر کا جرمانہ ------------------------ ۳۳۳

موضوع نمبر ۲۲

پردے کے خلاف روسی کمیونسٹوں کی سازشیں

روسی کمیونسٹوں کے مسلمانوں کی مذہبی رسومات پر حملے ------------------ ۳۳۵
روسی ریاستوں میں پردے کی ممانعت ------------------------------- ۳۳۶
ترک اسلام کی تحریک -- ۳۳۹
ترکستان میں پردے کے خلاف مہم ------------------------------- ۳۳۹
کمیونسٹوں کو ابتداء میں ناکامی کا سامنا ------------------------- ۳۴۱
نوکری اور روزگار کے ذریعے دین سے دور کرنے کی سازش ---------- ۳۴۳
کمیونسٹوں کی محنت رنگ لے آئی ------------------------------- ۳۴۶
نوبت یہاں تک پہنچ گئی --- ۳۴۷
عورتوں سے زبردستی برقعہ اتروانے کی مہم ------------------------ ۳۴۸
پیسے کے لالچ میں فوزیہ نامی لڑکی کمیونسٹ بن گئی ----------------- ۳۴۹
بدمعاشیاں اور جدید اخلاقیات ------------------------------------ ۳۵۱
نتائج --- ۳۵۵

Marfat.com

- حجاب کے خلاف قانون جائز قرار ---------- ۳۵۷
- عورت کمیونزم کی راہ پر ---------- ۳۵۸
- خدیجہ نامی لڑکی کمیونسٹ کیسے بنی؟ ---------- ۳۵۸
- برقعہ کے بدلے عورت کو کیا ملا ---------- ۳۵۹

موضوع نمبر ۲۳

پردے پر نکتہ چینی پر مدلل جوابات

- پردے پر نکتہ چینی ---------- ۳۶۵
- پردے پر الزام اور مصر کے علامہ وجدی کے مدلل جوابات ---------- ۳۶۶
- پردہ بدصورتی کا داغ مٹا دیتا ہے ---------- ۳۶۹

موضوع نمبر ۲۴

پردہ نو مسلم خواتین کی نظر میں

- امریکی غیر مسلم خاتون کا قبول اسلام کے بعد پردہ ---------- ۳۷۱
- دین کی خاطر بڑی ملازمت قربان کردی ---------- ۳۷۲
- پردے نے غیر مسلم لڑکی کو اسلام کا گرویدہ بنا دیا ---------- ۳۷۲
- حجاب فرانس میں مقیم جاپانی خاتون کی نظر میں ---------- ۳۷۲
- دنیا بھر میں اسلام قبول کرنے والی خواتین کے حجاب کے بارے میں تاثرات --- ۳۸۶
- ایک امریکی نو مسلمہ ---------- ۳۸۷
- محترمہ کریمہ عمر (امریکہ) ---------- ۳۹۲
- محترمہ ہدیٰ خطاب (برطانیہ) ---------- ۳۹۴

Marfat.com

- محترمہ ناہید مصطفیٰ (کینیڈا) ---------- ۳۹۳
- محترمہ فائزہ عبدالرشید (کینیڈا) ---------- ۳۹۳
- محترمہ بشریٰ (برطانیہ) ---------- ۳۹۳
- محترمہ امینہ جنان (امریکہ) ---------- ۳۹۴
- محترمہ اسماء (سویڈن) ---------- ۳۹۴
- محترمہ ایم عبدالحفیظ (کینیڈا) ---------- ۳۹۴
- محترمہ ثریا (امریکہ) ---------- ۳۹۵
- محترمہ خدیجہ (آسٹریلیا) ---------- ۳۹۵
- محترمہ لیلیٰ لیسالوت وتمان (امریکہ) ---------- ۳۹۵
- محترمہ فاطمہ ہیرین (جرمنی) ---------- ۳۹۶
- محترمہ پروفیسر شاہین گلفام (ہالینڈ) ---------- ۳۹۶
- محترمہ نوریہ (فرانس) ---------- ۳۹۷

موضوع نمبر ۲۵

مسلمان عورت کے لئے پردے کی شرائط

- عورت کے لئے باہر نکلنے کی شرطیں ---------- ۳۹۹
- پہلی شرط: جسم کو ڈھانپ کر نکلیں ---------- ۳۹۹
- دوسری شرط: ڈھیلا ڈھالا لباس پہن کر نکلیں ---------- ۴۰۰
- تیسری شرط: نگاہ نیچی کرتے ہوئے نکلیں ---------- ۴۰۰
- چوتھی شرط: عورت اکیلی سفر نہ کرے ---------- ۴۰۱
- پانچویں شرط: راستے میں کنارے پر چلیں ---------- ۴۰۱
- چھٹی شرط: اپنی عصمت کی حفاظت کریں ---------- ۴۰۲
- ساتویں شرط: ایسے چلیں کہ پاؤں کی آواز سے لوگ متوجہ نہ ہوں ---------- ۴۰۲
- آٹھویں شرط: بن ٹھن کر نہ نکلیں ---------- ۴۰۳

Marfat.com

نویں شرط: خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں ---------- ۴۰۳
دسویں شرط: غیروں اور مردوں کی مشابہت اختیار نہ کریں ---------- ۴۰۵

موضوع نمبر ۲۶

بے پردگی اور بے حیائی کے نتائج

آیت پردہ کے مخاطب ---------- ۴۰۷
بے پردگی کے حامیوں کی چند خصوصیات ---------- ۴۰۷
بے پردگی کے حامی نتائج سے بے خبر ہیں ---------- ۴۰۸
پردہ اور علمی ترقی ---------- ۴۰۸
نقائص پردہ اور بے پردگی میں فرق ---------- ۴۰۸
پردے میں بے پردگی ---------- ۴۰۹
احساس بعد از خرابی بسیار ---------- ۴۰۹
دین کو نفس و خواہش کے تابع بنا رکھا ہے ---------- ۴۰۹
کیا رشتہ داروں کے باہمی تعلقات بے پردگی پر موقوف ہیں؟ ---------- ۴۰۹

موضوع نمبر ۲۷

پردہ کے مسائل

عورتوں کا چہرہ اور ہتھیلیاں ''پردہ'' میں داخل ہیں یا نہیں ---------- ۴۱۱
واقعہ ---------- ۴۱۲
غیر عورت کی حالت مرد سے بیان نہ کی جائے ---------- ۴۱۲
عورت کا مرنے کے بعد بھی پردہ ---------- ۴۱۳
صحابیات کا سر کے بالوں کو نہ کٹوانا ---------- ۴۱۴

۱۴۶۱۲

Marfat.com

- فتنہ آواز اور پردہ ---------- ۴۱۵
- دیور موت کی طرح خطرناک ہے ---------- ۴۱۵
- مرد کے ستر کی طرف دیکھنے کی ممانعت ---------- ۴۱۶
- میاں بیوی کو ایک دوسرے کا ستر دیکھنے کی ممانعت ---------- ۴۱۶
- نامحرم مرد سے پردہ کرنے کا حکم ---------- ۴۱۷
- ناف سے لے کر گھٹنے تک کا ستر ہونا ---------- ۴۱۷
- پردہ نوکری کے درمیان ایک مسئلہ ---------- ۴۱۸
- نامحرم طبیبوں سے علاج معالجہ ---------- ۴۱۸
- تشریح ---------- ۴۱۸
- غیر محرم کا جھوٹا کھانا مکروہ ہے ---------- ۴۱۹
- غیر محرم برات اور دولہا دیکھنے کی ممانعت ---------- ۴۱۹
- دوران حج پردہ ---------- ۴۱۹
- پتلون، نقاب، اور شرعی پردہ! عورتوں کے لئے لمحہ فکریہ ---------- ۴۲۱
- فیشنی نقاب استعمال کرنے والی عورت کا واقعہ ---------- ۴۲۴
- نقاب اور برقعہ پہننے کا حکم ---------- ۴۲۶
- برقعہ ---------- ۴۲۸

Marfat.com

عرض مؤلف

محترم قارئین!

اسلام نے نگاہ اور زنا کے فتنے سے بچنے کے لئے پردے کی پابندی لگائی ہے عورت عفت وعصمت کی پیکر ہے۔ یہ حیا کی چادر ہے لیکن افسوس کہ آج کل ہماری ماں بہنوں میں پردہ اٹھتا چلا جارہا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ گویا بے پردگی کو کوئی گناہ تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار نہیں حالانکہ بے پردگی حرام ہے قرآن مجید میں پردے کی خاص تاکید کی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔" (الاحزاب پ۲۲)

اسلام نے حجاب کی شکل میں عورتوں کو اپنا علیحدہ تشخص عطا کیا، انہیں اپنے مستقل وجود کا احساس دلایا، مردوں کی ہوس کا اسیر ہونے سے بچایا، بلکہ وہ ہتھیار عطا فرمایا کہ جوان کے تحفظ کا ضامن ہے۔ قرآن کریم نے جہاں مسلمان عورتوں کو گھر سے باہر جاتے وقت اپنی چادروں کو اپنے اوپر اوڑھ لینے کا حکم دیا ہے۔ وہاں اس حقیقت کی طرف واضح طور پر اشارہ کر دیا ہے، فرمایا:

یاایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن، ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین وکان اللہ غفوراً رحیماً (القرآن)

"اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور ایمان والوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں اس سے وہ جلد پہچان لی جائیں گی (کہ نیک بخت ہیں) اس لئے انہیں ستایا نہ جائے گا اور اللہ غفور و رحیم ہے۔" (سورۃ الاحزاب/۵۹)

Marfat.com

پردہ مسلمان عورت کا فریضہ ہے۔ جب عورت پردہ نکلتی ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ لوگوں کی توجہ عورت کے پردہ پر مذکورہ ہوتی ہے۔ پردہ عورت کے لئے دیوار ہے لوگ آگے عورت کے جسم کو نہیں دیکھ سکے۔

عورت عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی سر ڈھانپنا یا پردہ ہے، جب عورت کا معنی ہی پردہ ہے تو پھر ہماری خواتین کو پردے سے آخراتنی دشمنی کیوں ہے؟ جو پردے کے نام سے کتراتی ہیں اور پردہ کرنا اپنی توہین سمجھنے لگی ہیں اور پھر بھی عورت کہلاتی ہیں جب کبھی عورت کی عظمت کی بات ہو تو حوالہ یہ دیا جاتا ہے کہ اسلام نے عورت کو بہت بلند مقام عطا کیا ہے ماں کے قدموں تلے جنت ہے غرض ہر کردار میں عورت کو عزت بخشی ہے، لیکن اسلام نے یہ عزت و مرتبہ ان عورتوں کو بخشا ہے جو عورتیں پردے کے تقاضے بھی پوری کرتی ہیں۔

عورت جس کے سر پر دین فطرت نے غیرت و آبرو کا تاج رکھا تھا جس کے گلے میں عفت و عصمت کے ہار ڈالے تھے آج وہ تجارتی اداروں کے لئے ایک شوپیس اور مرد کی تھکن دور کرنے کے لئے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی۔

جب سے معاشرے میں بے پردگی کا رواج بڑھا ہے اسی وقت سے اغواء زنا اور دوسرے جرائم کی شرح کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے۔ ان لعنتوں کے سدباب کا گر کوئی راستہ ہے تو صرف یہ ہے کہ ہم پردے کے سلسلہ میں اپنا رویہ بدلیں۔

آج پوری دنیا میں خصوصاً اسلامی ممالک میں بے پردگی اور عریانیت کا سیلاب برپا ہے اور بے پردگی میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے عورت کو بے پردہ کر کے بطور ہتھیار استعمال کرنا یہود و نصاریٰ کا خاص مشن ہے ایک یہودی مصنف کہتا ہے کہ:

”معاشرے کو بے دین بنانے میں عورت زیادہ موثر کردار ادا کرسکتی ہے۔“

شیطانی نگاہوں سے بچنے کے لئے پردہ میں رہنا ضروری ہے اس سے نہ صرف انسان بری نگاہوں سے بچ سکتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوتی ہے۔

مسلمان عورت کے پردے نے دنیا بھر میں اپنے گہرے اثرات چھوڑے ہیں اسی پردہ کی کشش کی وجہ سے یورپ میں کئی غیر مسلم انگریز خواتین اسلام قبول کر چکی ہیں یورپ کے مشہور مصنفین اپنی کتابوں اور مقالوں میں مسلمان عورت کے پردہ پر تبصرہ

Marfat.com

کرتے ہوئے کئی تعریفی کلمات لکھ چکے ہیں۔

یورپ میں کئی نومسلم خواتین نے اپنے تاثرات میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ جب ہم خواتین حجاب کرتی ہیں تو ہم اپنے آپ کو محفوظ اور امن میں سمجھتی ہیں اور ہماری خوداعتمادی بڑھ جاتی ہے۔

اس جدید دور میں پردہ کے میڈیکل سائنسی فوائد بھی سامنے آرہے ہیں جو کہ زیادہ تر غیرملکی ماہرین کے ہی پیش کردہ ہیں کیونکہ عورت کی جلد نازک ہوتی ہے اور جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں ان کے میڈیکل سائنسی نقصانات بھی سامنے آرہے ہیں اور احقر نے اس کتاب میں اس پر تحقیقات پیش کی ہیں۔

اب بھی اگر ہماری مائیں بہنیں پردہ کرنے کا تہیہ کرلیں تو کبھی بھی عصمت دری کی نوبت نہ آئے ہمارے رسائل، جرائد پر بے پردہ خواتین کی تصاویر بڑے اسٹائلش انداز میں پیش کرکے عورت کے دل سے پردے کی اہمیت کو بالکل ختم کیا جاتا ہے۔

ہماری خواتین اگر ماں، بیٹی، بہن اور بہو غرض کسی بھی روپ میں معاشرے میں مقام وعزت حاصل کرنا چاہتی ہیں تو یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ پردے کو کسی حالت میں نہ چھوڑیں اس کے برعکس اگر خواتین پردے کو اپنی توہین سمجھتی رہیں تو پھر اسی طرح ذلیل ورسوا ہوتی رہیں گی جس طرح آج ہورہی ہیں۔

مسلمان عورت پردہ میں رہ کر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر تعلیم وتربیت اور تبلیغ کا فریضہ انجام دے کر آزادی نسواں کا نعرہ لگانے اور مغربی تہذیب کو گلے لگانے والی خواتین کو شکست فاش دے سکتی ہیں اور اسلام کی فتح مبین اور اس کی سربلندی کا باعث بن سکتی ہیں۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری عورتوں کو باپردہ رہ کر یہود ونصاریٰ کے عزائم کو خاک میں ملانے کی توفیق دے۔

والسلام

محمد انور بن اختر

Marfat.com

موضوع نمبرا

پردہ کے بارے میں احکام قرآنی

عورت اور پردہ:

عورت کی وضع اور ساخت ہی اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ یہ سراپا ستر ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بلاضرورت اس کے گھر سے باہر جانے پر پابندی لگا دی ہے تا کہ یہ گوہر آبدار ناپاک نظروں کی ہوس سے گرد آلود نہ ہو جائے اور نہ اس کی ناموس داغدار ہو جائے، اس کی عزت پر دھبہ نہ آ جائے اور یہ گوہر آبدار کہیں روندے ہوئے پھول کی طرح کوڑے کے ڈھیر پر پھینکنے کے قابل نہ ہو جائے اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی.

(احزاب ۳۳)

ترجمہ: اور ٹکی رہو اپنے گھروں میں اور مت نکلو پہلی جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر۔

پہلی جاہلیت سے مراد زمانہ اسلام سے قبل جاہلیت کا وہ دور ہے جس میں عورتیں بن ٹھن کر بازاروں اور میلوں میں گھومتی پھرتی تھیں اور غیر مردوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے شرم وحیاء کی مقدس چادر کو تار تار کرتی تھیں۔

اس آیت کے تحت علامہ عثمانی لکھتے ہیں:

اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتی اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا اعلانیہ مظاہرہ کرتی تھیں اس بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے لہذا اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی

Marfat.com

طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔ (تفسیر عثمانی)

عورتوں کو اپنی عصمت کی حفاظت کے لئے پردہ کا حکم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقل للمؤمنت يغضضن من ابصرهن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن إلا ماظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن إلا لبعولتهن أو ء ابآئهن او ء ابآء بعولتهن أو أبنآئهن أو أبنآء بعولتهن أو إخونهن أو بني إخونهن أو بني أخوتهن أو نسآئهن أو ما ملكت أيمنهن أو التبعين غير أولى الأربة من الرجال أو الطفل الذين لم يظهروا على عورت النسآء ولا يضربن بارجهلن ليعلم مايخفين من زينتهن وتوبوآ إلى الله جميعا أيه النمؤمنون لعلكم تفلحون (النور ۳۴/۳۱)

اے پیغمبر مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں (عصمتوں) کی حفاظت کریں اور اپنا سنگار کسی پر ظاہر نہ کیا کریں۔ سوائے اس کے جواز خود (بغیر ان کے اختیار کے) کھلا رہتا ہے اور اپنے سینوں پر اوڑھے رہا کریں اپنے خاوند، باپ، خسر، بیٹوں، شوہر کے بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں اپنی ہی قسم کی عورتوں اور اپنے غلاموں کے سوا نیز ان خدام سے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں یا ایسے بچوں سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا کسی پر اپنی زینت اور سنگار کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیں) اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں

Marfat.com

تک پہنچ جائے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور مومنو!
سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

یہ آیت مبارکہ پردہ کے وجوب پر مندرجہ ذیل طریقوں سے دلالت کرتی ہے:

(ا) اللہ عز وجل نے مومن عورتوں کو اپنی عصمت کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور عصمت کی حفاظت کے حکم کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تمام وسائل و ذرائع اختیار کیے جائیں جو اس مقصد کے حصول میں مددگار ہو سکتے ہیں اور ہر عقلمند آدمی جانتا ہے کہ چہرے کا پردہ عصمت کی حفاظت کے منجملہ وسائل میں سے ہے کیونکہ چہرہ کھلا رکھنا غیر محرم مردوں کے لئے اس کی طرف دیکھنے کا ذریعہ بنتا ہے اور مردوں کو اس کے خدوخال کا جائزہ لینے کا موقع ملتا ہے۔ جس سے بات میل ملاقات بلکہ ناجائز تعلقات تک جا پہنچتی ہے۔

حدیث میں ہے:

العینان تزنیان و زنا هما النظر (مسند احمد: ۲/۳۴۳)

"آنکھیں بھی زنا کرتی ہے۔ ان کا زنا (ناجائز) دیکھنا ہے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پاؤں وغیرہ کے زنا کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں فرمایا:

والفرج یصدق ذٰلک او یکذبه (مسند احمد ۲/۳۴۳)

"شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب۔"

لہذا جب چہرے کا پردہ حفظ ناموس و عصمت کا ذریعہ ٹھہرا تو وہ بھی اسی طرح فرض ہوگا جس طرح کہ حفظ ناموس و عصمت فرض ہے وسائل و ذرائع کا بھی وہی حکم ہوتا ہے جو ان مقاصد کے حصول کے لئے ان (وسائل و ذرائع) کو ذریعہ بنایا جاتا ہے۔

۲۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

(ولیضربن بخمرهن علىٰ جیوبهن) (النور: ۳۱)

"اور اپنے گریبانوں پر دوپٹے ڈال کر رکھیں۔"

خمار (جس کی جمع خمر ہے) اس کپڑے کو کہتے ہیں جسے عورت اپنا سر ڈھانپنے کے لئے اوڑھتی ہے۔ مثلاً برقعہ کا نقاب وغیرہ جب عورت کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنے سینے پر دوپٹہ ڈال کر رکھے تو چہرہ ڈھانپنا بھی فرض ہوگا کیونکہ یا تو چہرہ لازماً اس حکم میں داخل ہو جاتا

Marfat.com

ہے یا پھر قیاس صحیح اس کا تقاضا کرتا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب گردن و سینے کو ڈھانپنا فرض ہے تو چہرے کے پردہ کی فرضیت تو بدرجہ اتم ہے جب زمین پر شدت سے پاؤں مارنے سے منع کر دیا گیا کہ مبادا غیر محرم مرد اس کے زیور کی جھنکار ہی سے فتنے میں نہ پڑ جائیں تو چہرہ کھلا رکھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

غور فرمایئے؟

فتنے میں پڑنے اور بہک جانے کا امکان کہاں زیادہ ہے۔ کیا اس صورت میں کہ ایک آدمی کسی عورت کے پاؤں میں پڑی پازیب کی جھنکار سنتا ہے۔

اسے معلوم نہیں کہ وہ عورت جوان ہے یا عمر رسیدہ، حسین و جمیل ہے یا بدصورت کیا اس صورت میں بہک جانے کا احتمال زیادہ ہے یا اس صورت میں کہ ایک مرد کسی مست شباب دوشیزہ کا کھلا چہرہ دیکھے جو رعنائی و حسن و زیبائی سے بھرپور ہو اور مشاطگی نے اس کے فتنے کو دوچند کر دیا ہو کہ ہر دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جائے۔ ہر باشعور انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ دونوں میں سے کونسی زینت زیادہ فتنے کا باعث اور مستور و مخفی رہنے کی زیادہ حقدار ہے۔

(بحوالہ۔ پردہ)

عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم:

عورتوں کی عصمت و عفت کی حفاظت اور معاشرے کی اخلاقی پاکیزگی کے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ عورتوں کا مردوں سے کم سے کم اختلاط ہو جس کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ خود عورتیں بلاضرورت گھروں سے نہ نکلیں کہ ان کا بکثرت گھروں سے نکلنا نامحرموں سے ٹکراؤ اور شدید فتنے کا سبب بنتا ہے جیسا کہ اسلام سے پہلے کی جاہلیت قدیمہ اور موجودہ جاہلیت جدیدہ سے یہ بات نمایاں طور پر واضح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے مسلمان عورتوں کو اپنے گھروں میں ٹکے رہنے کا خاص طور سے حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یانسآء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض وقلن

Marfat.com

قولا معروفا و قرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولى واقمن الصلوة واتين الزكوٰة واطعن الله ورسوله انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيرا (الاحزاب: ۳۲۔۳۳)

اے نبی کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو (بشرطیکہ) تم تقویٰ اختیار کرو تو تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو کہ (اس سے) ایسے شخص کو (طبعا) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی (اور بدی) ہے اور قاعدے کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ (اے پیغمبر کے) گھر والو! تم سے (معصیت و نافرمانی کی) آلودگی دور رکھے اور تم کو (ظاہراً و باطناً، عقیدۃً عملاً و خلقاً) پاک صاف رکھے۔

اس آیت سے دو احکامات معلوم ہوئے:

اول یہ کہ عورتوں کو چاہئے کہ نامحرم مردوں سے گفتگو کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیں۔ اپنے لہجے میں لوچ، نرمی اور مٹھاس پیدا نہ کریں اور نہ ہی بلا ضرورت باتیں بڑھائیں تا کہ کسی بد باطن کو ان کے بارے میں برا خیال لانے کی جرأت نہ ہو۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ غیر محرموں سے بات کرتے وقت صاف صاف اور کھری کھری بات کیا کریں۔ ان کی گفتگو نرمی اور مٹھاس سے خالی ہونی چاہئے نہ کہ جس طرح کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں مردوں سے نرم اور لوچ دار لہجے میں باتیں کیا کرتی تھیں اور آوارہ اور بدقماش عورتیں اب بھی کیا کرتی ہیں۔ عورت کو چاہئے کہ جب وہ اجنبیوں سے بات کرے خواہ وہ اس کے سسرالی رشتے

Marfat.com

دار ہی کیوں نہ ہوں سخت لہجے میں بات کرے اور زور زور سے نہ بولے۔ (قرطبی ج ۱۴، ص ۱۷۷۔۱۷۸)

حضرت مفتی شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں فلا تخضعن بالقول یعنی کسی غیر محرم سے پس پردہ بات کرنے کی ضرورت بھی پیش آئے تو کلام میں اس نزاکت اور لطافت کے لہجے سے بتکلف پرہیز کیا جائے جو فطرۃً عورتوں کی آواز میں ہوتی ہے۔

مطلب اس نرمی اور نزاکت سے وہ نرمی ہے جو مخاطب کے دل میں میلان پیدا کرے جیسا کہ اس کے بعد فرمایا ہے فیطمع الذی فی قلبه مرض یعنی نرم گفتگو نہ کرو جس سے ایسے آدمی کو طمع اور میلان پیدا ہونے لگے جس کے دل میں مرض ہو۔

مرض سے مراد نفاق یا اس کا کوئی شعبہ ہے اصلی منافق سے تو ایسی طمع سرزد ہونا ظاہر ہی ہے لیکن جو آدمی مومن مخلص ہونے کے باوجود کسی حرام کی طرف مائل ہوتا ہے تو اس کا وہ فعل دراصل نفاق کا ایک شعبہ ہی ہے۔ ایمان خالص جس میں شائبہ نفاق کا نہ ہو اس کے ہوتے ہوئے کوئی حرام کی طرف مائل نہیں ہو سکتا۔ (مظہری)

اس پہلی ہدایت کا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کے لئے اجنبی مردوں سے اجتناب کے ذریعے پردہ کا وہ اعلیٰ مقام حاصل کرنا ہے جس سے کسی اجنبی ضعیف الایمان کے دل میں کوئی طمع یا میلان پیدا نہ ہو سکے کہ یہ اس کے پاس بھی نہ جائیں۔ کلام کے متعلق جو ہدایت دی گئی ہے اس کو سننے کے بعد بعض امہات المومنین اس آیت کے نزول کے بعد آ کر غیر مرد سے کلام کر لیتیں تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتیں تاکہ آواز بدل جائے اسی لئے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ:

ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی ان تکلم النساء الا باذن ازواجهن. (طبرانی بسند حسن، مظهری)

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ عورتیں (کسی غیر محرم سے) بغیر شوہروں کی اجازت کے بات کریں۔

اس آیت سے دوسرا اہم حکم یہ معلوم ہوا کہ عورتوں کے پردہ کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں اور بلا ضرورت شرعیہ باہر نہ نکلیں اور یہی پردے کی وہ صورت ہے جسے حجاب بالبیوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

برقع یا جلباب کا حکم:

گذشتہ آیت سے معلوم ہوا تھا کہ مسلمان عورتیں بلاضرورت گھروں سے نہ نکلا کریں اور اگر کبھی کسی ضرورت کی بناء پر نکلنا بھی پڑے تو جاہلیت کے طور طریقے اپنا کر بے دھڑک اور بے پردہ نہ نکلا کریں۔ سورہ احزاب ہی میں آگے واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ جب نکلیں تو برقع یا جلباب اوڑھ کر نکلا کریں۔

چنانچہ ارشاد ہے:

یاایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذالک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین و کان اللہ غفورا رحیماً

(الاحزاب ۵۹)

اے نبی! اپنی بیویوں، صاحبزادیوں اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ لٹکا لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی چادریں اس طرح وہ قریب ہو جائیں گی اس بات سے کہ پہچان لی جائیں اور کوئی انہیں نہ ستائے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت پردہ کے سلسلے میں نازل ہونے والی آیات میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ چونکہ اس آیت سے بڑے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ پردہ کے حکم میں چہرے کا چھپانا بھی شامل ہے۔ چنانچہ علماء اور مفسرین نے اس آیت کے تحت چہرے کے پردہ پر خاصی بحث کی ہے۔ نیز اس آیت میں چونکہ خطاب صرف ازواج مطہرات یا حضور ﷺ کی بیٹیوں ہی سے نہیں ہے بلکہ واضح طور پر تمام مسلمان عورتوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس لئے اس میں عام عورتوں کو حکم سے خارج کرنے کے لئے کسی تاویل یا تخصیص کی گنجائش بھی نہیں ہے۔

آیت پر تفصیلی بحث کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مذکورہ الفاظ جلابیب اور یدنین علیھن کی لغوی تحقیق کر لی جائے۔

Marfat.com

جلباب کسے کہتے ہیں؟

جلابیب دراصل جلباب کی جمع ہے جلباب کسے کہا جاتا ہے اس کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

”جلباب اس اوڑھنی کو کہا جاتا ہے جو دوپٹے سے بڑی ہوتی ہے اور بڑی چادروں سے چھوٹی اور عورتیں اس سے اپنے سر اور سینے کو چھپاتی ہیں۔“

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جلباب اس بڑے اور چوڑے کپڑے کو کہا جاتا ہے جو ”ملحفہ“ سے چھوٹا ہوتا ہے اور عورتیں اسے پہنا کرتی ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ خود ”ملحفہ“ ہی کو جلباب کہا جاتا ہے۔

(لسان العرب مادہ ”جلب“ ج ا ص ۲۷۲)

علامہ موصوف اپنی اسی لغت میں ملحفہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ اس شال وغیرہ کو کہا جاتا ہے جو سردیوں میں سارے لباس پر اوڑھی جاتی ہے (اور پھر تمام کپڑوں کو ڈھانپ لیتی ہے) جیسا کہ لحاف وغیرہ میں ہوتا ہے۔ (کہ اوڑھ کر آدمی اپنے تمام بدن کو سردی کی زد سے بچالیتا ہے) چنانچہ ہر وہ چیز جس سے تم اپنے آپ کو مکمل طور پر ڈھانپ لو، لحاف کہلاتی ہے۔

(لسان العرب مادہ ’لحف‘ ج ۹ ص ۳۱۴)

علامہ موصوف جلباب کی تحقیق کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جلباب دراصل اس چادر کو کہا جاتا ہے جو عورت اپنے آپ کو چھپانے کے لئے سر سے پاؤں تک اوڑھتی ہے جیسا کہ ملحفہ میں ہوتا ہے نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ جلباب عورت کی اس چادر کو کہا جاتا ہے جو اسے مکمل طور پر لپیٹ (کر ڈھانپ) لے۔

(لسان العرب مادہ ”جلب“ ج ا ص ۲۷۳)

Marfat.com

علامہ ابن منظورؒ لکھتے ہیں کہ لغت کے اعتبار سے ''جلب'' اور ''جلباب'' کا مادہ دراصل ڈھانپنے کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور اس مادے کے اندر چھپانے کے معنی بطور خاص پائے جاتے ہیں چنانچہ وہ اس سلسلے میں دو اشعار سے استشہاد کرتے ہیں ایک شاعر کہتا ہے:

والعیش راج کنفا جلبابة

یعنی زندگی تاریک رات کی طرح ہے مصائب کی چادر نے اسے ڈھانپ رکھا ہے۔ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

مجلبب من سواد اللیل جلبابا

اس نے اپنے آپ کو رات کی تاریکی سے چھپائے رکھا ہے۔

علامہ موصوف آگے حضرت علیؓ کا ایک قول نقل کرتے ہیں جس سے اس مفہوم کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے:

من احبنا اهل البیت فلیعد للفقر جلبابا

جو شخص ہم اہل بیت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی زندگی کو فقر کی چادر سے ڈھانپنے کے لئے تیار رہے۔(لسان العرب ونہایہ، ابن اثیر۔ج ا، ص ۲۸۳)

مندرجہ بالا لغوی تحقیق سے درج ذیل امور واضح ہو کر سامنے آئے:

ا۔جلبب اور جلباب کا مادہ بنیادی طور پر ایسی اشیاء کے لئے استعمال ہوتا ہے جو کسی چیز کو مکمل طور پر ڈھانپ دیں مثلاً؟ سردیوں میں استعمال کیا جانے والا لحاف اور رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا۔

۲۔جلباب کا لفظ خاص طور پہ عورتوں کے استعمال میں آنے والی چادر کے لئے ہوتا ہے اور چادر بھی وہ جسے عورتیں اپنے آپ کو اجنبی مردوں کی نظروں سے بچانے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔

۳۔لغت ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جلباب کے نام سے استعمال کی جانے والی چادر عورتیں اپنے تمام بدن کو چھپانے کے لئے استعمال کرتی تھیں۔خاص طور پر سر، پشت، سینہ اور چہرہ وغیرہ۔

اس لغوی تحقیق کے بعد ہم مفسرین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔علامہ آلوسی لکھتے

Marfat.com

ہیں حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق جلباب اس چادر کو کہا جاتا ہے جو عورت (اجنبی مردوں کی نظر سے بچنے کے لئے) اوپر سے نیچے تک اوڑھتی ہے۔

حضرت ابن جبیر نے جلباب کی تفسیر "مقنعہ" سے کی ہے۔

(روح المعانی۔ ج ۲۲ ص ۸۸)

چادر کس طرح اوڑھی جائے؟

صرف یہی نہیں کہ مفسرین عظام نے امت کو یہ بتادیا ہو کہ اس آیت کے تحت مسلمان عورت پر پردہ کرنا لازم ہوتا ہے اور پردے میں چہرے کا پردہ بھی شامل ہے بلکہ ان بزرگ ہستیوں نے (اللہ ان کی قبریں نور سے بھرے) باقاعدہ چادر اوڑھنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں:

علامہ ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلیں تو اپنی چادروں سے اپنے سروں کو ڈھانپتی ہوئی اپنے چہروں کو چھپا کر نکلیں اور وہ صرف ایک آنکھ کھلی رکھ سکتی ہیں۔

(فتح القدیر۔ ج ۷ ص ۳۰۷)

امام المفسرین وترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ سے جلباب اوڑھنے کے دو طریقے منقول ہیں۔ ایک طریقے کے مطابق عورت ایک آنکھ کھلی چھوڑ سکتی ہے، جب کہ دوسرے طریقے کے مطابق دونوں آنکھیں کھلی رہنے دینے میں کوئی حرج نہیں۔ پہلا طریقہ تو پیچھے ہے دوسرا طریقہ وہ ہے جو علامہ آلوسی نے نقل کیا ہے:

(علامہ ابن جریر اور ابن منذر نے) حضرت ابن عباسؓ اور قتادہؒ سے چادر لپیٹنے کی کیفیت یوں نقل کی ہے کہ عورت اولاً چادر کو اپنی پیشانی پر لپیٹ کر باندھے گی پھر اس کے بعد اسی چادر کو چہرے کے نچلے حصے کو ڈھانپتے ہوئے ناک پر باندھے گی۔ اس

Marfat.com

طریقے میں اگر چہ اس کی دونوں آنکھیں کھلی رہیں گی (مگر ضرورت کی بناء پر اس میں کوئی حرج بھی نہیں) البتہ چادر اس طرح اوڑھی جائے کہ اس سے سینہ اور چہرے کا بڑا حصہ چھپ جائے۔

(روح المعانی۔ج ۲۲،ص ۸۹)

حضرت محمد بن سیرین جو کہ مشہور تابعی ہیں چادر اوڑھنے کا یہ طریقہ نقل کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ:

میں نے حضرت عبیدہ بن سفیان بن حارث حضرمی سے اس کا طریقہ پوچھا تو انہوں نے اپنی شال اٹھائی اور اسے باقاعدہ اوڑھ کر سمجھایا پہلے انہوں نے اس سے اپنے سر اور پیشانی کو اس طرح ڈھانکا کہ بھنویں تک چھپ گئیں پھر اسی چادر سے اپنے چہرے کے بقیہ حصے کو اس طرح چھپایا کہ صرف داہنی آنکھ کھلی رہ گئی۔(روح المعانی بحوالہ مذکور احکام القرآن جصاص۔ ج ۵ص ۲۴۴۔تفسیر قرطبی ج ۱۴،ص ۲۴۳)

امام ابوبکر حصاص حضرت ابن عباسؓ اور مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں کہ:

آزاد عورت جب اپنے گھر سے نکلے تو باندیوں کی طرح ننگے سر اور منہ کھول کر نہ نکلے بلکہ اپنے سر اور پیشانی کو ڈھانپ کر نکلے۔

(احکام القرآن۔ج ۵ص ۲۴۵)

امام ابن جریرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اس آیت میں نبی کریم ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ جب وہ اپنے گھروں سے کسی حاجت کے لئے نکلیں تو لونڈیوں کے سے لباس نہ پہنیں کہ سر اور چہرے کھلے ہوئے ہوں بلکہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگٹ ڈال لیا کریں تا کہ کوئی فاسق ان سے

Marfat.com

تعرض نہ کرے اور سب جان لیں کہ یہ شریف عورتیں ہیں۔
(تفسیر ابن جریر۔ ج ۲۲، ص ۲۹)

امام رازی لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں اشراف کی عورتیں اور لونڈیاں سب کھلی پھرتی تھیں اور بدکار لوگ ان کے تعاقب میں رہا کرتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شریف عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر چادر ڈال لیا کریں تاکہ اس طرح وہ صاف پہچان لی جائیں۔ پہچانے جانے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ لباس سے پہچان لیا جائے گا کہ وہ شریف عورتیں ہیں اور ان کا پیچھا نہ کیا جائے گا دوسرے یہ کہ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بدکار نہیں ہیں کیونکہ جو عورت چہرہ چھپائے گی تو کوئی شخص اس سے یہ توقع نہیں کرے گا کہ ایسی شریف عورت کشف ستر پر آمادہ ہو جائے گی۔ چنانچہ اس لباس سے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ وہ ایک پردہ دار عورت ہے اور اس سے بدکاری کی توقع نہیں کی جا سکے گی۔
(تفسیر ابن کثیر۔ ج ۲۵، ص ۲۳۰)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

چونکہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں گھٹیا اطوار کی عادی تھیں اور باندیوں کی طرح کھلے چہرے پھرا کرتی تھیں اور یہ چیز مردوں کی نظروں کو اپنی طرف کھینچتی اور ان کی ذہنی آوارگی کا سبب بنا کرتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس آیت میں حکم فرمایا کہ وہ مسلمان عورتوں سے کہہ دیں کہ جب وہ اپنی ضروریات کے لئے گھروں سے باہر نکلا کریں تو چہروں پر گھونگٹ ڈال لیا کریں۔
(تفسیر قرطبی۔ ج ۱۴، ص ۲۴۳)

علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں:

امام ابن قتیبہؒ کے بقول اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان

Marfat.com

عورتیں بڑی بڑی چادریں اوڑھا کریں۔ دوسرے علماء کا یہ کہنا ہے کہ عورتیں چادریں اس طرح اوڑھیں کہ ان کے سر اور چہرے چھپ جائیں تاکہ دیکھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ وہ آزاد اور شریف عورتیں ہیں۔

(زادالمسیر، ج۶، صفحہ ۴۲۲۔ بحوالہ: حجاب پردہ کے شرعی احکام)

قریبی رشتہ داروں سے پردہ نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں:

ارشاد باری تعالیٰ:

لاجناح علیھن فی آبائھن ولا ابنائھن ولا اخوانھن ولا ابناء اخوانھن ولا ابناء اخواتھن ولانسائھن ولا ماملکت ایمانھن واتقین اللہ ان اللہ کان علی کل شیءٍ شھیداً

عورتوں پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کچھ گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے اور نہ اپنے غلاموں سے۔ اور اے عورتو! اللہ سے ڈرتی رہو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب عورتوں کو غیر محرم مردوں سے پردہ کرنے کا حکم دیا تو یہ بھی بیان فرما دیا کہ فلاں فلاں قریبی رشتے دار سے پردہ کریں۔

حضرت ابن عباسؓ کے قول میں مذکور ایک آنکھ کھلی رکھنے کی رخصت بھی راستہ دیکھنے کی ضرورت کے پیش نظر دی گئی ہے لہذا جہاں راستہ دیکھنے کی ضرورت نہ ہو گی وہاں ایک آنکھ سے بھی پردہ ہٹانے کی کوئی وجہ نہیں۔

اور جلباب اس چادر کو کہتے ہیں جو دوپٹے کے اوپر سے عبا (گاؤن) کی طرح اوڑھی یا پہنی جائے حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصاری

Marfat.com

خواتین گھروں سے نکلتے وقت اس سکون واطمینان سے چلتیں گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اورانہوں نے سیاہ رنگ کی چادریں لپیٹ رکھی ہوتیں۔

عبیدۃ السلمانیؒ (تلمیذ حضرت علیؓ) کا بیان ہے کہ مسلمان عورتیں سروں کے اوپر سے چادریں اس طرح اوڑھا کرتی تھیں کہ آنکھوں کے سوا کچھ ظاہر نہ ہوتا۔ وہ بھی اس لئے کہ راستہ دیکھ سکیں۔

بوڑھی کے لئے بھی پردہ کا حکم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والقواعد من النساء التی لایرجون نکاحا فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجت بزینة وان یستعففن خیر لھن واللہ سمیع علیم

(النور ۶۰/۲۴)

اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی وہ اگر چادر اتار دیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ اپنی زینت کا مظاہرہ نہ کرتی پھریں اور اگر اس سے بھی بچیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے پردہ کے واجب ہونے پر وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بوڑھی عورتوں سے گناہ کی نفی کی ہے جو سن رسیدہ ہونے کے سبب نکاح کی امید نہیں رکھتیں اس لئے کہ بوڑھی ہونے کی وجہ سے مردوں کو ان کے ساتھ نکاح میں کوئی رغبت نہیں ہوتی لیکن اس عمر میں بھی چادر اتار رکھنے پر گناہ نہ ہونا اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس سے ان کا مقصد زیب وزینت کی نمائش نہ ہو چادر اتار دینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ کپڑے اتار کر بالکل برہنہ ہو جائیں بلکہ اس سے صرف وہ کپڑے مراد ہیں عام لباس کے اوپر سے اس لئے اوڑھے جاتے ہیں کہ جسم کے وہ حصے جو عام لباس سے عموماً باہر رہتے ہیں جیسے چہرہ اور ہاتھ چھپ جائیں۔ لہٰذا ان بوڑھی عورتوں کو جنہیں

Marfat.com

کپڑے اتارنے کی رخصت دی گئی ہے اس سے مراد مذکورہ اضافی کپڑے (یعنی چادریں برقعے وغیرہ) ہیں جو پورے جسم کو ڈھانپتے ہیں۔ اس حکم کی عمر رسیدہ خواتین کے ساتھ تخصیصی دلیل یہ ہے کہ جوان اور نکاح کی عمر والی عورتوں کا حکم ان سے مختلف ہے کیونکہ اگر سب عورتوں کے لئے اضافی کپڑے اتار دینے اور صرف عام لباس پہننے کی اجازت ہوتی تو سن رسیدہ و نکاح کی عمر سے گزری ہوئی عورتوں کو بالخصوص ذکر کرنے کا کوئی مقصد نہیں رہ جاتا۔

مذکورہ آیت کریمہ کے الفاظ (غیر متبرجت بزینة) "بشرطیکہ یہ بوڑھی عورتیں اپنی زینت کا مظاہرہ نہ کرتی پھریں۔" اس بات کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ نکاح کے قابل جوان عورتوں پر پردہ فرض ہے چونکہ عام طور پر جب وہ اپنا چہرہ کھلا رکھتی ہیں تو اس کا مقصد زینت کی نمائش اور حسن و جمال کا نمایاں مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مرد ان کی طرف دیکھیں اور ان کے حسن و جمال کی مدح و توصیف کریں اس قماش کی عورتوں میں نیک نیت شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں اور شاذ و نادر صورتوں کو عام قوانین کی بنیاد نہیں بنایا جاسکتا۔

پردے کی آڑ سے گفتگو کرنی چاہیئے:

سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۳ میں حکم دیا گیا کہ:

واذا سالتموھن متاعاً فسئلوھن من وراء حجاب ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن.

ترجمہ: (اے مسلمانو) جب کبھی تم کوئی چیز ان (ازواج مطہرات) سے مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی طہارت کے لئے عمدہ طریقہ ہے۔

اللہ اللہ! ایک طرف تو مسلمانوں کی مائیں ازواج مطہرات ہیں کہ جن کی عفت و عصمت اور پاکدامنی اور تقویٰ کے سامنے سارے جہاں کی عورتوں کی عفت و عصمت ہیچ ہے اور دوسری جانب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں کہ جن کے مصفّٰی و مطہر

Marfat.com

قلوب ہونے کا کوئی ثانی ہی نہیں اور نتیجتاً جنتی ہونے کا ان کی زندگی ہی میں اللہ تعالیٰ نے قرآنی سرٹیفکیٹ جاری کر دیا تھا۔

لیکن اس کے باوجود حکم دیا جارہا ہے کہ جب بھی ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی آڑ سے مانگو تا کہ دونوں جانب قلوب میں طہارت و پاکیزگی رہے خاکم بدہن نہ تو ازواج مطہرات کی نیتوں میں فتور تھا اور نہ ہی نعوذ باللہ من ذالک صحابہ کرامؓ کے قلوب میں کوئی کدورت تھی بلکہ یہ تو صرف امت کی عورتوں اور مردوں کو تعلیم دی جارہی تھی کہ پردہ کیوں اور کس طرح کرنا چاہئے اور طہارت قلوب واذہان کے لئے کیا بندوبست ہونا چاہئے۔

اس آیت سے ان خواتین کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو دانستہ یا نادانستہ یہ کہتی ہیں کہ ہمارا دل صاف ہے اور ہماری نیت پاک ہے لہذا ہم کو برقعہ کی کیا ضرورت ہے۔

ہماری بھی یہی تمنا ہے اور دعا بھی کہ ہماری بہنیں متقی و پرہیز گار رہیں لیکن ان کا طرز فکر غلط ہے اور یہ محض ابلیسی وسوسہ ہے ان معصوم بہنوں کو قطعاً علم نہیں کہ جب وہ بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں تو کتنے نوجوانوں کے دلوں کو گرماتے ہوئے یا برماتے ہوئے گذر جاتی ہیں۔

اس کا مشاہدہ روزانہ بسوں میں سفر کرنے والے نوجوانوں کی گفتگو سے لگایا جا سکتا ہے اور اسی کی طرف قرآن نے بھی سورۃ احزاب میں اشارہ کیا ہے جبکہ سورۃ نور کی آیت نمبر ۳۱ میں یہ حکم دیا جاچکا ہے کہ مردوں کے سامنے بے پردہ نہ جاؤ، نیز یہ کہ اپنی زینت و آرائش کو مردوں سے پوشیدہ رکھو تو پھر کسی کو یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ ہماری نیت پاک ہے کیا یہ خواتین ازواج مطہرات سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہیں؟

مندرجہ بالا آیت سے یہ مغالطہ ہو رہا تھا کہ ازواج مطہرات کے باپ، بیٹوں اور دیگر رشتہ داروں اقرباء کو بھی پردے کی آڑ سے گفتگو کرنی چاہئے۔ صحابہ کرامؓ بھی اس سلسلے میں وضاحت کے منتظر تھے۔

افلح بن ابی قعیس نے جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا کہ تم مجھ سے پردہ نہیں کر سکتیں کیونکہ تم میرے بھائی کی بیٹی ہو تو عائشہ صدیقہؓ نے نہ مانا حضور کے سامنے جب یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارا (رضاعی) چچا ہے وہ یہاں آ سکتا ہے چنانچہ اسی کی وضاحت کے لئے احزاب کی آیت نمبر ۵۵ نازل ہوئی جس نے مسئلہ

Marfat.com

حجاب کو صاف اور واضح کر دیا ارشاد ہوا:

لا جناح علیھن ...... واتقین اللہ

ترجمہ: (پردہ نہ کرنے میں) کوئی گناہ نہیں (پیغمبر کی بیبیوں کو) نہ اپنے باپوں اور نہ اپنے بیٹوں اور نہ بھائیوں اور نہ اپنے بھتیجوں اور نہ اپنے بھائیوں اور نہ اپنی عورتوں سے اور نہ اپنی لونڈیوں سے اور خدا سے ڈرتے رہو۔

قبل ازیں بھی واضح کر دیا گیا ہے اور دوبارہ عرض ہے کہ رسول ﷺ اور ازواج النبی ﷺ کو جو حکم دیا جاتا ہے امت کے مردوں اور عورتوں کے لئے بھی وہی حکم واجب التعمیل ہوتا ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ۔
(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر اور معارف القرآن وغیرہ)

بلا اجازت گھروں میں جانا:

سورۃ نور کی آیت نمبر ۲۷ میں ہدایت فرمائی:

یایھا الذین امنوا لا تدخلو بیوتاً غیر بیوتکم حتّٰی تستانسوا۔

ترجمہ: اے مسلمانو اپنے گھروں کے سوا (دوسرے) گھروں میں بغیر اجازت لئے داخل نہ ہو۔

اور مشکوٰۃ میں دو روایات ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے گھر میں بھی داخلے سے پہلے اجازت لے لیا کرو مبادا ایسا نہ ہو کہ تمہاری ماں (یا کوئی اور عورت) گھر میں مرد نہ ہونے کی وجہ سے بے تکلف بیٹھی ہو اور تمہارے بلا اجازت داخلے سے اس کی بے حرمتی ہو جائے۔

اس حدیث کے تحت ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ خود اپنے گھروں میں بھی داخل ہوں تو داخلے سے پہلے آواز دے لیں یا ایسی حرکات کریں کہ جس سے گھر کی عورت کو سنبھل کر باوقار طور پر بیٹھنے کا موقعہ مل جائے۔

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مردوں کو حکم دیا کہ کہ غیر محرم عورتوں کے پاس تنہائی میں نہ جایا کرو تو ایک انصاری صحابیؓ نے عرض کیا، دیور اور جیٹھ کے بارے میں کیا حکم ہے (یعنی کہ وہ عام طور پر گھروں میں خلوت وجلوت ہر دو موقعوں پر گھر میں آتے جاتے ہیں؟) تو فرمایا کہ:

''یہ تو موت ہے (یعنی زیادہ خطرناک ہے)۔'' (مسلم)

مسلم اور اسی سورۃ کی آیت نمبر ۵۹ میں حکم دیا کہ:

''جب بچے سن شعور کو پہنچ جائیں تو انہیں بھی مردوں کی طرح گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے۔''

Marfat.com

موضوع نمبر ۲

پردہ پر احادیث نبوی ﷺ

حضرت صفیہ ؓ کا حضور ﷺ کے ساتھ سفر اور پردہ:

ام المومنین صفیہ ؓ فرماتی ہیں کہ:

آنحضرت معتکف تھے، میں ایک رات آپ ﷺ سے ملنے گئی، چنانچہ میں نے آپ ﷺ سے بات چیت کی، پھر اٹھی کہ واپس چلی چلوں۔ میرے ساتھ آنحضرت ﷺ بھی ہو لئے تا کہ مجھے گھر تک پہنچادیں ہم دونوں جا رہے تھے کہ دو انصاری بزرگ گزرے اور جب ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو اور جلدی سے چل دیئے۔

آپ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: اطمینان سے جاؤ، یہ میرے ساتھ صفیہ بنت حیٔ ہیں۔

ان دونوں نے کہا، سبحان اللہ یا رسول اللہ یعنی کیا آپ کے متعلق بھی بدگمانی ہو سکتی ہے!!

تو آپؐ نے فرمایا:

ان الشیطان یجری من ابن ادم مجری الدم وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شرا اوقال شیئا

(متفق علیہ)

"آدمی میں شیطان خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہے، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ تم دونوں کے دل میں کوئی بات نہ ڈال دے۔"

(ریاض الصالحین، کتاب الملح والمنشورات، ص ۶۸۲)

Marfat.com

ام مکتومؓ نامی نابینا صحابیؓ سے پردہ:

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تھیں۔ ابن مکتومؓ نابینا صحابی کسی ضرورت سے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔

ابن مکتوم کو دیکھ کر آپؐ نے ہم سے فرمایا تم دونوں پردہ میں چلی جاؤ۔

ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے رحمت عالم ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! کیوں یہ نابینا نہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا تم دونوں بھی اندھی ہو، ان کو نہیں دیکھتیں۔ (مشکوٰۃ عن ابوداؤد)

یہ واقعہ نزول حجاب کے بعد کا ہے اس حدیث سے عورتوں کے متعلق کیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی کسی مرد کو نہ دیکھیں "یحفظن فروجھن" کے متعلق سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس میں خواہش سے بچنے کا حکم ہے قتادہؓ اور سفیانؒ کہتے ہیں ان تمام چیزوں سے عورتوں کی حفاظت کا حکم ہے جو ان کے لئے حلال نہیں ہیں۔ (ابن کثیر)

دین ودنیا میں عورتوں کی عزت ومحافظت کس چیز میں ہے؟

زید ابن طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر دین کی ایک خاص عادت واخلاق ہوتے ہیں دین اسلام کی خاص عادت واخلاق حیاء ہے۔" (بیہقی وتفسیر مظہری)

عورت پردہ کی چیز ہے:

جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے:

"عورت رب تعالیٰ کے چہرہ کے قریب تر تب ہے کہ جب وہ اپنے گھر کے اندر ہو اور اس کا اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اس کا کمرے کے اندر نماز پڑھنا

Marfat.com

گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اس کا مخدع
(کمرے کے اندر کمرے) میں نماز پڑھنا، کمرے میں نماز پڑھنے
سے افضل ہے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پردہ کی چیز ہے اور جتنی زیادہ پردے میں ہوگی اتنی ہی زیادہ سلامتی میں ہے اور زیادہ سلامتی والی ہی زیادہ افضل ہے۔

عورت جب بغیر پردہ کے باہر نکلتی ہے تو شیطانی عملہ حرکت میں آتا ہے:

ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

المراۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفھا الشیطان
(مشکوۃ، ص ۲۶۹)

ترجمہ: عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب کوئی عورت
(اپنے پردہ سے باہر) نکلتی ہے تو شیطان اس کو مردوں کی نظروں
میں اچھا کر کے دکھاتا ہے۔

عورت ستر ہے اور ستر چھپانے والی چیز کو کہا جاتا ہے عورت جب تک چھپی ہوئی ہے تو عورت ہے۔ اس میں حیاء ہے، پاکدامنی ہے اور اپنے مرد کے ساتھ وفاداری اور نباہ کا جذبہ ہے، لیکن یہی عورت جب کالج یا دفتر کے ماحول میں قدم رکھتی ہے اور مختلف نظروں کا نشانہ بنتی ہے تو پھر اس کے اندر سے خاوند کی محبت اور وفاداری کا جذبہ نکل کر ہر مرد کے لئے پرکشش بننے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

ستر کا پردہ:

ایک دفعہ کسی صحابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم اپنے ستر کو کس سے پوشیدہ رکھیں؟

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی کے سوا سب سے۔ اس پر سائل نے پھر پوچھا اگر ہم تنہائی میں ہوں تو کیا حکم ہے؟

فرمایا:

فالله تبارک وتعالیٰ احق ان یستحیی منه

''اس وقت تو اللہ پاک اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔'' (بحوالہ ابوداؤد، ترمذی وابن ماجہ)

مردوں کے حق میں بری اور عورتوں کے حق میں اچھی چند عادتیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو عادتیں مردوں کے حق میں بری سمجھی جاتی ہیں وہ عورتوں کے حق میں بہت اچھی ہیں مثلاً بخل، تکبر اور بزدلی اس لئے کہ عورت بخیل ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور موقع بے موقع خرچ کر کے ضائع کرنے سے گریز کرے گی۔

مغرور ہوگی تو دوسرے لوگوں کو اپنی نرم اور شیریں گفتاری سے متاثر نہ کر سکے گی۔

بزدل ہوگی تو شوہر کے خوف سے لرزاں رہے گی اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے گی اور تہمت کی جگہوں سے بچنے کی کوشش کرے گی اور اجنبی مردوں سے بات کرنے میں ڈرے گی کہ کہیں میرے شوہر کو یہ پتہ نہ چل جائے۔ (بحوالہ احیاء العلوم جلد اول قسط اصفحہ ۹۶ اور غنیۃ الطالبین)

(نوٹ) بخل اور تکبر کا جو اصلی روپ ہے وہ ہر شکل میں منع ہے یہاں صرف مثال ہی کا مفہوم مراد ہے۔

خواتین کا جہاد کیا ہے؟

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ خواتین آئیں اور عرض کرنے لگیں۔ یا رسول اللہ ﷺ ساری فضیلت تو مرد ہی لوٹ لے گئے وہ جہاد کرتے

Marfat.com

ہیں اور خدا کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے۔ جواب میں فرمایا۔

من قعدت منکن فی بیتها فانها تدرک عمل المجاهدین

یعنی تم عورتوں میں سے جو گھر میں بیٹھی رہے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پالے گی۔ (الحدیث بخاری ونسائی)

عورت اللہ کی رحمت سے قریب کب ہوتی ہے؟

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان المراة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان واقرب ماتکون برحمة ربها وهی فی قعر بیتها.

یعنی ”عورت پردے کے اندر رہنے کے قابل چیز ہے جب وہ نکلتی ہے (مطلب گھر سے باہر قدم رکھتی ہے) تو شیطان اس کو تاکتا ہے۔ (یعنی اس عورت کو مسلمانوں میں برائی پھیلانے کا ذریعہ ونشانہ بناتا ہے) عورت اللہ کی رحمت سے قریب تر اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں رہے۔“

(الحدیث کتاب بیہقی واحیاء)

عورت کے لئے کیا چیز بہتر ہے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے سوال کیا کہ:

ایی شیئی خیر للمراة؟

یعنی ”عورت کے لئے کیا چیز بہتر ہے؟“

Marfat.com

صحابہ کرام خاموش رہے کچھ جواب نہیں دیا پھر جب میں گھر گیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

لایرین الرجال ولا یرونھن

یعنی "عورتوں کے لئے سب سے بہتر وافضل یہ ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مردان کو دیکھیں۔"

میں نے ان کا یہ جواب آنحضرت ﷺ کے پاس نقل کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

صدقت انھا بضعۃ منی

انہوں نے درست کہا بیشک وہ میرے جگر کا ایک پارہ ہیں۔

(بحوالہ دارقطنی واحیاء تفسیر معارف)

ایک اور حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

میری امت کی عورتوں کا بہترین عمل یکسوئی اور (مردوں سے) کنارہ کشی ہے۔ (شرعی پردہ صفحہ ۱۲۰)

درحقیقت غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ عورت کے پاس غیر محرم مرد نہ آئیں اور نہ وہ گھر سے باہر نکلے، کیونکہ عورت کا گھر سے باہر نکلنا فتنے سے خالی نہیں ہے۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا عورت کا جواب حیاء تو نہیں مری:

جائت امراۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقال لھا ام خلادوھی منقبۃ تسئل عن ابنھا وھو مقتول فقال لھا بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جئت تسالین ابنک وانت منقبۃ فقالت ان اوز أابنی فلن ار زأحیائی فقال رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابنک لہ اجر شھیدین قالت ولم ذاک یارسول اللہ قال لا نہ قتلہ اھل الکتاب (ابو داؤد ۳۴۴، ج ۱)

ایک عورت جن کا نام ام خلاد تھا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں

Marfat.com

اپنے بیٹے کے انجام دریافت کرنے آئیں جو قتل ہو چکا تھا اور وہ نقاب پہنے ہوئے تھیں حضور ﷺ کے ایک صحابی نے (اس کی استقامت پر تعجب کرتے ہوئے) کہا:

''نقاب پہن کر آپ بیٹے کا حال دریافت کرنے آئی ہیں!'' (یعنی یہ موقعہ گریبان چاک کرنے اور سر پیٹنے کا تھا)۔

انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا: ''میرا بیٹا مرا ہے میری حیا تو نہیں مری ہے۔''

اس کے بعد رسول ﷺ نے ان کو تسلی دی کہ ''تمہارے بیٹے کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا۔''

انہوں نے پوچھا ''ایسا کیوں ہوگا اے اللہ کے رسول ﷺ؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''اس لئے کہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے'' ایسے موقع پر عورتوں کو ہوش نہیں رہتا گریبان چاک کرتی ہیں سر اور چہرہ پیٹتی ہیں بہت سی پردہ دار عورتیں بھی۔

(ترمذی)

قیامت کے دن جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا ایمان کی روشنی نہیں ہوگی ہر شخص اپنے ایمان کی روشنی میں وہ منازل طے کر رہا ہوگا منافقین چیخ چیخ کر پکاریں گے اور ایمان والوں سے کہیں گے ذرا ٹھہرو ہم بھی تمہاری روشنی میں چل سکیں۔

انہیں جواب ملے گا دنیا میں واپس جا کر اپنی روشنی ڈھونڈ کر لے آؤ۔

اسی طرح قیامت کے دن بازار حسن کو رونق بخشنے والی اور ہر شخص کا جی بہلانے والی عورتیں بھی انتہائی تاریکی میں ہوں گی اور کہیں سے کوئی روشنی میسر نہ ہوگی جس کے ذریعے ان کو نجات حاصل ہو۔

عورت کی فطرت میں دو چیزیں شامل ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر

Marfat.com

عورت کی فطرت میں دو چیزیں ضرور شامل ہیں:

(۱) ضعف

(۲) پوشیدہ (یعنی پردہ) تمہارے لئے ان کے ضعف کا علاج خاموشی ہے اور چھپانے کی تدبیر چار دیواری ہے (جہاں تک ہو سکے گھر کے اندر رکھو)۔

(الحدیث ترمذی شریف، جلد نمبر۲)

اور حقیقت یہی ہے کہ جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے اس کو اسی قدر زیادہ چھپایا جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہیرے جواہرات کا بیوپار کرنے والے ایک ایک ہیرے کو چھپا کر رکھتے ہیں سونے چاندی کے زیورات کا بیمہ کرالیا جاتا ہے اس لئے کہ چوری نہ ہو جائے کوئی اٹھا کر نہ لے جائے کیا بیمہ والے احمق ہیں؟

اب اگر کوئی اپنی کم عقلی کی وجہ سے یہ کہے کہ چھپا کر رکھنے سے اشتیاق اور بڑھ جاتا ہے اور چوری کا خطرہ زیادہ رہتا ہے مثلاً جس صندوق کو نہ کھولنے کی تاکید نوکر کو کی جاتی ہے اسی صندوق پر اس کی نظر زیادہ ہوتی ہے۔ برقع پوش عورتوں کا جس قدر تعاقب کیا جاتا ہے بے پردہ عورتوں کا اتنا نہیں کیا جاتا۔

تو یہ سب باتیں اس کی کم عقلی اور کم علمی کا ثبوت ہونگیں یہ دلائل اپنی جگہ بے وزن و بے جان ہیں اگر یہ دلائل مان لئے جائیں تو پھر مکان و دکان کے دروازے بھی بے کار بن جاتے ہیں اور انسان کے لئے کپڑے پہننا بھی بے وقوفی کی نشانی بن جائے گا کیونکہ کپڑے بھی تجسس پیدا کرتے ہیں۔

غرض عورت قدرت کی عظیم شے ہے اور دنیا میں بہت ہی قیمتی چیز ہے جس کے لئے تخت و تاج کو بھی حقیر سمجھا گیا ہے اس لئے اس کی حفاظت اور نگرانی سب سے زیادہ ضروری ہے مردوں کی سلامتی اسی میں ہے۔

غیر مرد کے ساتھ عورت کا سفر حرام ہے:

آنحضرت ﷺ نے عورت کو محرم کے بغیر تنہا یا غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے سے صرف منع ہی نہیں فرمایا بلکہ بہت سختی و درشتی کے ساتھ روکا بھی ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لایحل لامراۃ تومن باللہ والیوم الاخر ان تسافر سفرا یکون ثلاثۃ ایام فصاعد الاومعھا ابوھا او اخوھا اوزوجھا اوابنھا او ذومحرم منھا.

یعنی کسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بھائی یا شوہر یا بیٹا یا کوئی محرم مرد ہو (غیر مرد کے ساتھ عورت کا سفر کرنا اسلام میں حرام ہے۔)

(حدیث ترمذی شریف)

غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے وساوس شیطانی کا پیدا ہونا:

غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے وسوسہ شیطانی پیدا ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المراۃ تقبل فی صورۃ شیطان وتدبر فی صورۃ شیطان (رواہ مسلم)

یعنی صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔

بغیر اجازت خاوند کے کسی کو گھر میں آنے کی ممانعت:

ہر ایک دین دار عورت کو ضروری ہے کہ وہ کسی آدمی کو اپنے گھر میں آنے نہ دے ہاں اگر خاوند سے اجازت لے لے تو پھر مضائقہ نہیں ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

Marfat.com

عن معاذ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايحل لامراة تو من بالله واليوم الأخر ان تاذن فى بيت زوجها الا باذنه ولا تخرج وهو كاره ولا تطيع فيه احدا

(رواه الطبرانى فى الكبير والحاكم فى المستدرک والبيهقى فى السنن)

یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ اپنے شوہر کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے کسی کو آنے دے نیز عورت کو شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے باہر نکلنا بھی جائز نہیں اور اس بارے میں کسی کی اطاعت بھی جائز نہیں۔

عورت کی غیر مرد کے ساتھ نرم ونازک باتوں سے دل کا چور جاگ اٹھتا ہے:

حضرت عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو بغیر شوہر کی اجازت کے غیر مردوں کے ساتھ کلام کرنے سے سخت تاکید کے ساتھ منع فرمایا اور دوسری ایک روایت میں عورتوں کو غیر مردوں کے ساتھ ایسی میٹھی میٹھی باتیں کرنے کی بھی سخت غضب وغصے کے ساتھ ممانعت فرمائی ہے کہ مرد اس کی طرف کچھ رجھنے لگیں۔

یعنی اگر عورت کسی غیر مرد سے نرم ونازک باتیں کرے گی تو مرد کے دل میں طمع پیدا ہوگا اور دل کا چور جاگ اٹھے گا جو دونوں کے لئے نقصان دہ اور موجب عذاب ہے۔

(بحوالہ تفسیر مظہری ص ۱۸۸)

Marfat.com

اجنبی مرد و عورت کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے:

امام ترمذی رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

ماخلا رجل بامراۃ إلا و کان الشیطان ثالثھما

کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں اکٹھا نہیں ہوتا مگر یہ کہ شیطان ان کے ساتھ تیسرا فرد ہوتا ہے۔ (یعنی ان کو بہکا کر گناہ میں گرفتار کرا دیتا ہے)۔

مردوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ:

اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

ما ترکت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال من النسآء

(بخاری و مسلم کتاب الفتن)

میرے بعد تمام فتنوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ مردوں کے لئے عورتوں کا فتنہ ہے۔

اب یہ آپ خود دیکھ لیجئے کہ عورت کے چہرہ کھلا رکھنے سے یہ فتنہ زیادہ ہوتا ہے یا کم۔

عورتوں کی مسجد گھر ہے:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

عورتوں کے لئے بہترین مسجد گھر کا کونہ ہے۔ (ترغیب، جلد ا صفحہ ۱۴۱)

ایک حدیث میں ہے۔

"عورت کی دس چیزیں پوشیدگی کے قابل ہیں، جب وہ شادی کر لیتی ہے تو اس کی ایک برہنگی کو شوہر ڈھانپ لیتا ہے اور جب وہ مر

Marfat.com

جاتی ہے تو قبر اس کی دس برہنگیوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔"

شوہروں کی غیر موجودگی میں مرد عورتوں کے پاس نہ جائیں:

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لاتلجوا علی المغیبات فان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم

یعنی جن عورتوں کے شوہر باہر گئے ہوئے ہوں ان کے پاس نہ جاؤ، کیونکہ شیطان تم میں سے ہر ایک شخص کے اندر خون کی طرح گردش کررہا ہے۔ (الحدیث ترمذی شریف)

حکایت:

میرٹھ مطبع مجتبائی میں ایک مقام پر مولانا یعقوبؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ایک ہی مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی نیچے کی منزل میں تھے اور مولانا محمد یعقوب اوپر کی منزل میں تھے ایک دفعہ ایک طوائف اپنی لڑکی کو جو سیانی تھی اپنے ہمراہ لائی اور مولانا محمد قاسم سے (چونکہ مولانا محمد قاسم بہت مشہور تھے اور مولانا محمد یعقوب اس قدر مشہور نہ تھے اس لئے کسی نے ان ہی کا پتہ دے دیا)۔ عرض کیا کہ یہ میری چھوکری ہے اور مدت سے بیمار چلی آرہی ہے میری اوقات بس اسی پر ہے آپ اسے تعویز یا دعا کر دیجئے۔

(مولانا قاسم نے یوں چاہا کہ نہ تو میری وضع میں فرق آئے نہ اس کی دل شکنی ہو) اس سے فرمایا کہ اوپر ایک بزرگ ہیں تم ان کے پاس لے جاؤ یہ عورت اوپر پہنچی مولانا محمد یعقوب نے اس سے پوچھا کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میری یہ لڑکی ہے اور اس کو یہ بیماری ہے اور میری اس پر کمائی ہے آپ ذرا اس لڑکی کو دیکھنے کی زحمت فرمائیں کہ اس کو کیا شکایت ہے اور اس کی تدبیر کیا ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

مولانا محمد یعقوب نے اس کے حق میں کوئی تدبیر کی اور اسے رخصت کر کے نیچے تشریف لائے اور مولانا محمد قاسم سے پوچھا کہ اسے کس نے بھیجا ہے؟
یہ سن کر مولانا نانوتوی خاموش رہے اور اس کے بعد مولانا یعقوب خود ہی فرمانے لگے کہ بڑے متقی نکلے اپنے تقویٰ کی تو اس قدر حفاظت اور میرے پاس تنہائی میں بازاری عورت کو بھیج دیا۔ اپنے نفس پر کس کو اعتماد ہے؟ شیطان تو خلوت میں زیادہ حملہ کرتا ہے خیر اللہ نے اس کے شر سے مجھے بچالیا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ (ارواح ثلاثہ، ص ۳۲۲)

حدیث:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کل امتی معافی الاالمجاھرین

یعنی میری امت کے تمام لوگ معاف کر دیئے جائیں گے مگر ان لوگوں کو معاف نہیں کیا جائے گا جنہوں نے علی الاعلان گناہوں کا ارتکاب کیا۔
(الحدیث ومسلم واحیاء العلوم جلد ۲ قسط ۴ ص ۴۹۰)

میری امت کی عورتوں کا بہترین عمل یکسوئی اور (مردوں سے) کنارہ کشی ہے۔ (شرعی پردہ ص ۱۲۰)

چھ چیزوں پر جنت کی ضمانت:

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ چھ چیزوں کی تم ضمانت دیدو تو میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں:

(۱) بات کرو تو جھوٹ نہ بولو۔
(۲) امانت میں خیانت نہ کرو۔
(۳) وعدہ خلافی نہ کرو۔
(۴) نظریں نیچی رکھو۔

Marfat.com

(۵) ہاتھوں کو ظلم سے بچاؤ۔
(۶) شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ (مسند احمد، ج ۵ ص ۳۲۳)

نامحرم عورتوں کو چھونے کی ممانعت:

جس طرح نامحرم عورت کو دیکھنا فتنے کا سبب ہونے کی وجہ سے جائز نہیں اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر نامحرم عورت کو چھونا فتنے کا سبب ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

(۲۴) عن معقل بن يسار رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال لان يطعن فی راس احد كم بمخيط من حديد خير له من ان يمس امراة لاتحل له

(طبرانی، بهيقی)

حضرت معقل بن یسارؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کے سر پر لوہے کا سوا گھونپ دیا جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔

فائدہ:

ایک اور حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی ایسی عورت کو جو اس کے لئے کسی طور حلال نہیں چھوتا ہے، قیامت کے دن اس کے ہاتھوں پر دہکتا انگارہ رکھا جائے گا۔ (مبسوط ج ۱۰، ص ۱۵۲)

بے پردہ عورت اور ایک صحابیؓ کی غیرت:

ایک مرتبہ کسی موقع پر حضرت سعد بن عبادہؓ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی بیوی کو کسی مرد

Marfat.com

کے ساتھ دیکھوں تو میں اسے بلا ہچکچاہٹ تلوار سے قتل کردوں تو حضور اقدس ﷺ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا کیا تمہیں سعد کی غیرت پر تعجب ہوتا ہے میں سعد سے زیادہ غیرت مند ہوں اور خدا مجھ سے زیادہ غیور ہے۔

جنتی خاتون:

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: جب عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرم و آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمانبردار رہے تو پھر (اسے حق ہے کہ) جنت کے جس دروازے سے چاہے اس میں داخل ہو۔ (حلیہ ابو نعیم، آئینہ معلومات۔ مکاشفۃ القلوب، ص ۶۱۶)

ایک نوجوان صحابیؓ کی غیرت:

حضرت سیدنا ابو سائب رضی اللہ عنہ ایک نوجوان صحابی تھے وہ باہر سے گھر آئے تو اپنی بیوی کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر غصے سے لال ہو گئے نیزہ تیار کیا کہ بیوی کو ماردوں۔ یہ صورت دیکھ کر بیوی نے کہا: پہلے اندر جا کر دیکھ لو کہ مجھے گھر کے دروازے پر کھڑا ہونے پر کس چیز نے مجبور کیا ہے پھر فیصلہ کرنا۔

چنانچہ اندر جا کر دیکھا کہ ایک بڑا سانپ کنڈلی مارے چارپائی پر بیٹھا ہے۔ آپ نے نیزے سے اس پر (جلدی میں) حملہ کیا اور سانپ نے جوابی حملہ کیا نتیجہ یہ نکلا کہ سانپ مر گیا اور صحابی بھی اس کے زہر سے شہید ہو گئے۔

(صحیح مسلم، فصل الخطاب، سندھی ۵۰، دختر ملت ص ۴۱)

بتاؤ! جن لوگوں کی غیرت عورت کے دروازے پر کھڑے ہونے کو گوارا نہیں کرتی تھی وہ سفر میں بے نقاب کہاں لئے پھرتے ہوں گے۔

Marfat.com

بہترین خاتون:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
کیا میں تمہیں ایسے خزانے سے نہ مطلع کروں جو سب سے اچھا ہے۔ وہ نیک عورت ہے کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اسے خوش کر دیتی ہے اور ہر (جائز) کام میں جو وہ کہے اس کی تابعداری کرتی ہے اور جب وہ باہر جاتا ہے تو اس کے گھر (عزت و ناموس) کی حفاظت کرتی ہے۔
(ابوداؤد، آئینہ معلومات ص ۵۱)

پردہ اور علمائے امت کے اقوال

مردوں کی غیرت کہاں سو گئی؟

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:
اے لوگو! کیا تمہاری غیرت یہ گوارا کرتی ہے کہ تمہاری بیویاں بازاروں میں سڑکوں پر کافر عورتوں کے ساتھ گھومتی پھریں اور اپنا جسم مردوں کے جسم کے ساتھ رگڑ کر چلیں خدا اس کا بہت برا کرے جس کے پاس غیرت نہ ہو۔ (بحوالہ احیاء۔ جلد ۲ ص۔ ۱۱٦)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرے مکان میں کوئی بھی شخص تیری بلا اجازت جھانکے تو تیرے واسطے اس کی آنکھ کنکری مار کر پھوڑ دینا جائز ہے تجھ پر کوئی جرم عائد نہ ہوگا۔
(بحوالہ تجرید بخاری شریف، جلد ۲ ص ۳۲۸)

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے گھروں کے روشندان اور دیواروں کے سوراخ وغیرہ بند کر دیا کرتے تھے تاکہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایک بیوی کو تانک جھانک کرتے ہوئے دیکھا تو اسے سخت سزا دی اور فرمایا اگر آئندہ ایسی حرکت کی تو تیری آنکھ پھوڑ دوں گا۔

(بحوالہ احیا، جلد ۲ قسط ۱ ص ۱۱۷)

حضرت رابعہ بصریؒ کا نظروں کی حفاظت کا عمل:

ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریؒ کہیں جا رہی تھیں کہ کسی نامحرم کو اپنے سامنے دیکھ کر اتنے زور سے خدا کے خوف سے گریں کہ ہاتھ ٹوٹ گیا۔ اسی وقت آپ نے سربسجود ہو کر عرض کیا کہ اے میرے مالک خوف خدا سے میرا ہاتھ ٹوٹ چکا ہے مجھے کوئی ملال نہیں میں تیری رضا چاہتی ہوں۔

چنانچہ ندائے غیبی آئی کہ:

"اے رابعہ غمگین نہ ہو عنقریب تجھے اپنے صبر و شکر اور حیاء و خوف خدا کی وجہ سے وہ مرتبہ حاصل ہوگا کہ مقرب ملائکہ بھی تجھ پر رشک کریں گے۔"

یہ سن کر آپ خوشی سے باغ باغ ہو گئیں۔

کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو خواہ رابعہ بصری ہی کیوں نہ ہوں:

حضرت امام حسن بصریؒ نے حضرت سعید بن جبیرؓ کو تین اہم نصیحتیں کیں۔ اول صحبت شیطان سے اجتناب کرو۔ دوم کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو خواہ وہ رابعہ بصری ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ اس میں خاص شیطان کا ہاتھ رہتا ہے۔ سوم گانے، راگ رنگ وغیرہ میں کبھی شرکت نہ کرو اور نہ گانا سنو کیونکہ یہ چیزیں برائی اور جہنم کی طرف لے جانے کا پیش خیمہ ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۲۱)

Marfat.com

مردوں کو متوجہ کرنے والی چیزوں کے پہننے اور لگانے کی ممانعت:

علامہ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں عورت جب راستے پر چلتی اور اس کے پیروں میں خاموش پازیب ہوتے جس کی آواز سنائی نہ دیتی تو وہ زور سے اپنے قدم زمین پر مارتی۔ جس سے مرد اس کی آواز سن لیتے۔ اس حرکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو منع فرمادیا۔

یہی حکم اس صورت میں بھی لاحق ہوتا ہے جب عورت کی کوئی زینت کی چیز مخفی ہو اور عورت اسے حرکت دے تاکہ اس کا مظاہرہ ہو سکے۔ یہ ممانعت اس کو بھی شامل ہے۔

اور اسی وجہ سے گھروں سے نکلتے وقت عورتوں کو عطر اور خوشبو استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ مرد ان کی خوشبو نہ سونگھ سکیں۔

عورتوں سے پردہ نہ کرانے والے پیر کی مزاحیہ حکایت:

بمبئی میں سنا ہے ایک پیر صاحب ایسے تھے جو عورتوں کو زبردستی اپنے سامنے بلاتے اور کہتے تھے دیکھو جی تم ہم سے اس لئے مرید ہوئی ہو تاکہ قیامت میں تم کو بخشوائیں، سو جب ہم تم کو دیکھیں گے نہیں تو قیامت میں کیسے پہچانیں گے اور کیسے بخشوائیں گے؟

ایک شخص نے اس کے جواب میں خوب کہا کہ قیامت میں تو ننگے اٹھیں گے اور تم نے یہاں اپنی مریدنیوں کو کپڑے پہنے دیکھا ہے تو وہاں ننگیوں کو کیسے پہچانو گے، لہٰذا ان کو بالکل ننگا کر کے دیکھنا چاہئے بس پیر صاحب کو اس کا جواب کچھ نہ آیا اور اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

(ف) آج کل پیروں کے یہاں آفت ہے کہ خود عورتوں کو پردہ نہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں صاحبو! یہ پیری مریدی ہے یا راہزنی اور ڈاکہ ہے۔ پیر تو خدا کا مقرب بنانے کے لئے ہوتا ہے مگر ان کی حرکتیں خدا سے دور کرنے والی ہیں یہ پیر خود خدا سے دور ہیں دوسرے کو کیا مقرب بنائیں گے۔ آج کل کے پیروں کو خداوند کے حقوق کی پرواہ ہے، نہ

Marfat.com

بال بچوں کی نہ اعزاء کی، بس اسی کا نام فقیری رکھ لیا ہے کہ تمام اہل حقوق ضائع کر کے پیر صاحب کے حقوق ادا کئے جائیں یہ سب باتیں اللہ کے رسول کے خلاف ہیں۔

یاد رکھو! جو شریعت کے خلاف کرے گا وہ پیر نہیں ہو سکتا۔ پیر تو رسول اللہ ﷺ کا نائب ہوتا ہے کہ جو تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی ہے اس کی بصیرت اور تجربے کے ساتھ مریدوں تک پہنچاتا ہے تو جو شخص منیب کے خلاف عمل و تعلیم کرتا ہے تو اس کو منیب کا نائب کہنا کہاں درست و جائز ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے نائب اور کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے خلاف عمل۔ (کساء النساء ۲۲۔۲۳)

Marfat.com

موضوع نمبر ۳

فیشن، عریانیت اور مردوں کی
مشابہت پر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

فیشن ایبل عورتیں:

جو عورتیں مصنوعی حسن کی دلدادہ ہوتی ہیں اور اس کے لئے جسم سازی اور خود نمائی کے نت نئے طریقے ایجاد کرتی ہیں یہاں تک کہ فطری ساخت بدل دینے کے لئے بھی طرح طرح کے جتن کرتی ہیں اور جو لباس کو جسم کو چھپانے کے بجائے اس کے محاسن کو نمایاں کرنے کے لیے پہنتی ہیں اور ایسے ایسے فیشن ایجاد کرتی ہیں کہ عورت کپڑے پہن کر بھی ننگی ہی رہتی ہے ان کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں کیا ہے:

عن عبدالله قال : لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الواصلة والمستوصلة والوا شمة والمستوشمة

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بال لگانے والیوں اور لگوانے والیوں اور گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر لعنت کی ہے۔

ایک دوسری روایت ہے:

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عشر: عن الوشر والو شم والنتف وعن مكامعة المرأة المرأة

Marfat.com

بغیر شعار

رسول اللہ ﷺ نے دس چیزوں سے منع فرمایا ہے ایک دانتوں کو نوکیلا اور چمکدار بنوانے سے، دوسرے گودنے سے، تیسرے حاجب وابرو کے نوک پلک نکلوانے سے، چوتھے اس بات سے کہ عورت عورت کے ساتھ بغیر لباس کے ہم آغوش ہو۔
(سنن ابن داؤد، کتاب الرجل باب ۵، کتاب اللباس باب ۸)

بعض روایات میں اس ضمن میں متنمصات کا لفظ بھی آیا ہے جس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو نوک پلک درست کرنے کے لئے ابرو کے بال اکھڑوا دیتی ہیں۔

نیز متفلجات للحسن اور المغیرات خلق اللہ کے الفاظ بھی آئے ہیں جن سے مراد وہ عورتیں ہیں جو خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے اپنے دانتوں میں مصنوعی فصل پیدا کرتی ہیں اور اپنی قدرتی ساخت کی، اپنے زعم کے مطابق دوسری ناہمواریوں کو درست کراتی ہیں۔

ان حدیثوں میں جن چیزوں کا ذکر آیا ہے یہ عرب میں زمانۂ جاہلیت کی شوقین اور فیشن ایبل عورتیں بناؤ سنگھار (میک اپ) کے خیال سے کرتی تھیں آپ اس فہرست میں ان چیزوں کا اضافہ کر لیجئے جو جاہلیت جدیدہ نے ان مقاصد کے لیے ایجاد کی ہیں ان احادیث میں نفسِ بناؤ سنگھار کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس غیر فطری بناؤ سنگھار کی ممانعت ہے جس میں عورت قدرت کی صنعت کی اصلاح کے درپے ہوتی ہے اور بگڑی ہوئی چیز کو درست کر لینے کے بجائے قدرت کی بنائی ہوئی چیز کو بگاڑنے کی سعی کرتی ہے۔

عورتوں کے لئے چست کپڑے پہننا سراسر حرام ہے:

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد ہے کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے ہرگز نہ پہنایا کرو جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے یہ سراسر حرام ہے۔ (بحوالہ المبسوط باب الاستحسان)

Marfat.com

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی اہلیہ حضرت عاتکہؓ کے اپنے ساتھ مسجد میں نماز کے لئے جانے پر بھی کراہیت کا اظہار فرمایا ہے کیونکہ فتنے کا خدشہ تھا۔

یہاں ہمارے لئے قابل غور بات یہ ہے کہ ہماری موجودہ سوسائٹی اور ماحول نہ تو اس متذکرہ پاک اور خدا ترس سوسائٹی سے کوئی نسبت رکھتا ہے اور نہ اس کی معمولی سی بھی جھلک ہے۔

نائلون کے شفاف و چست کپڑے:

اسلام نے جس قدر شرم وحیا کی تعلیم دی تھی ہمارے معاشرے کی عورتیں اسی قدر بے حیائی و بے شرمی کا ثبوت دے رہی ہیں۔ حضرت حفصہؓ بنت عبد الرحمٰن حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو وہ ایک باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس دوپٹے کو پھاڑ دیا اور ایک موٹی اوڑھنی ان پر ڈال دی۔

(موطا امام مالک)

ایک طرف تو ام المومنین عائشہ صدیقہؓ مہین کپڑوں کی مذمت کرتے ہوئے اس کو پھاڑ کر موٹی چادر اوڑھا رہی ہیں اور حضرت عمرؓ چست کپڑوں سے عورتوں کو منع فرما رہے ہیں تو دوسری طرف آج کل کی بیگمات نائلون کے مہین کپڑے پہنتی ہیں اور وہ بھی ایسے (مرد) درزیوں سے سلوائے جاتے ہیں جو کپڑے کو ان کے جسم سے پیوست کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے اور انہیں مردوں کی نظر میں زیادہ سے زیادہ جاذب نظر بنانے کی سعی کرتے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

مردوں کے طور طریقے اختیار کرنے والی اللہ کی لعنت یافتہ عورت:

حضرت عائشہؓ سے کسی نے عرض کیا کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے یہ سن کر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی عورتوں پر سخت لعنت فرمائی ہے جو مردوں کے طور طریقے اختیار کریں۔ (بحوالہ حدیث ابوداؤد مشکوۃ ص ۳۸۳)

Marfat.com

اللہ کا غضب کن عورتوں پر؟

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار آدمیوں پر اللہ تعالیٰ صبح وشام ہر آن غصے وغضب میں ہوتے ہیں۔

میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا ایک وہ عورت جو مردوں کی مشابہت اور طرز وروش کو اختیار کرتی ہے، دوسرا وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت وطریقے کو اپناتا ہے تیسرا وہ شخص جو مردوں سے قضائے شہوت کرتا ہے چوتھا وہ شخص جو چوپائے سے غیر فطری حرکت کرتا ہے۔

(الحدیث الترغیب والترہیب)

حدیث: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (میری امت میں سے) جو مرد وعورت کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ قیامت کے روز انہی کے ساتھ اٹھے گا (یعنی اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس قوم کی مشابہت وہ اختیار کرے)۔

(حدیث ترجمہ ابوداؤد شریف، جلد ۲ ص ۸۳۳ ج ۱۵ ۳۷ کتاب اللباس واحیاء)

ناظرین کتاب!

ان مبارک احادیث اور مدلل روایات کی روشنی میں آج کی ان مسلم عورتوں کی حالت وعادت قابل حیرت ہے کہ مسلمانی کا دعویٰ کرنے کے باوجود جو عورتیں مردوں کی طرح سر کے بال کٹوا کے ہیرو بنتی ہیں اور پف کٹنگ بال رکھتی ہیں اور مردانہ لباس پہن کر بے حیا و بے شرم اور بدکردار عوتوں کی طرح گھومتی پھرتی ہیں۔ نہ ہاتھوں میں چوڑی نہ کانوں میں بالیاں اور نہ سینے پر کپڑا ہوتا ہے یہ طرز بالکل مغربی عورتوں کا ہے نہ کہ مسلمان عورتوں کا ایسی خواتین پر خدا کی لعنت ہے لہذا جو عورتیں اللہ اور یوم آخرت پر واقعی ایمان رکھتی ہیں ان پر واجب ہے کہ اب بھی وقت ہے کہ اس ناپاک طرز عمل اور قبیح حرکتوں سے باز آ جائیں یہ تشبہ وطریقہ اسلام میں سراسر ناجائز وحرام ہے۔

مسلمان عورتوں کو مغربی عورتوں کی تقلید وانگریزی لباس وطریقے اختیار کرنے سے

Marfat.com

منع کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ عریاں لباس و کپڑے پہن کر ان کے دل و دماغ کی خواہش یہی ہوگی کہ دوسروں کو دکھائیں اور اس خواہش کی تکمیل کے لیے یہ لازمی ہوگا کہ بے پردگی اختیار کریں۔ کلبوں، بازاروں، مجلسوں اور مردوں میں جا کر اپنی خواہش پوری کریں اب کیا اسلام کی یہی وقعت ہے کہ تم مسلمان عورتیں غیر مسلموں کی معاشرت و طرز عمل اختیار کر کے زبان حال سے اسلام کا ناکافی ہونا ظاہر کرو؟

دوسری قوموں کی معاشرت اختیار کر کے وہ امتیاز قومی کہاں رہا جس کے مسلمان بڑے مدعی ہیں اور مذہب اسلام وہ کی وقعت و عزت کہاں رہی جس کے مسلمان حامی ہیں؟

اور وہ حقیقی آزادی کہاں گئی جو شریعت ہی کی معاشرت میں ہے برخلاف جدید معاشرت کے جس میں سراسر تنگی ہی تنگی ہے یہ غیر اسلامی لوگ اس وقت تک کھانا نہیں کھا سکتے جب تک کرسی اور میز نہ ہو اور اہل ایمان لوگ جب چاہیں پلنگ پر کھالیں، بستر پر کھالیں بوریئے پر کھالیں اور اگر چاہیں تو زمین پر بھی کھالیں جو کہ سنت رسول ﷺ ہے ایمان والوں کے لئے غیر مسلموں کی طرح کوئی قید نہیں اب اس بات کا ذرا انصاف سے فیصلہ کریں کہ آزادی کی حالت میں کون ہے؟

یہ تو میں نے اسلامی معاشرت کے صرف ایک پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ اسلامی معاشرت کے ہر شعبے میں اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو وسعت ہی وسعت ہے تنگی سراسر دوسری قوموں کی معاشرت میں ہے اور یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شریعت سے سے آزاد ہیں ورنہ یہ لوگ مقید ہیں۔

متکبرانہ لباس پہننے والوں کو اللہ قیامت میں نظر رحمت سے نہ دیکھے گا:

نبی کریم ﷺ حضرت مصعب بن عمیرؓ کی خوش پوشی کو بھی پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور آپؐ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ:

> میں نے مکہ بھر میں مصعب بن عمیرؓ سے بڑھ کر نعمتوں اور آسائشوں والا، حسین زلفوں والا اور عمدہ لباس والا نہیں دیکھا۔
> (اصحاب النبی ﷺ)

Marfat.com

لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا:

اور اللہ اس شخص کی طرف قیامت کے دن (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا جو شیخی کے جذبے سے اپنا تہبند زمین پر گھسیٹے گا۔ (راہ عمل)

رسول اللہ ﷺ نے اسلامی تمدن کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا لباس تجویز کیا جس میں موسمی تحفظ، ستر پوشی، سادگی، نفاست اور وقار جیسے تمام لوازمات موجود ہوں۔ آپؐ نے مرد و خواتین کو اچھا لباس پہننے کی اجازت دی۔ آپؐ خود بھی کبھی کبھار بیش قیمت لباس زیب تن فرمالیا کرتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے ایسے لباس و زیبائش جس سے تفاخر کا اظہار ہوتا ہو اور مقصود دوسروں کی توجہ حاصل کرنا ہو، سے سخت منع فرمایا۔ جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو، بشرطیکہ تمہارے اندر گھمنڈ اور اسراف نہ ہو۔

اسی لئے آپ ﷺ نے مردوں کو بھڑکیلے اور ریشمی لباس پہننے سے منع فرمادیا۔ (سیرت محمد ﷺ)

اور خواتین کو خوبصورت لباس، زیبائش اور زیورات کے پہننے کی اجازت صرف اپنے شوہروں کے لئے دی۔ آپؐ نے عورتوں کو اس بات سے روکا کہ وہ بن ٹھن کر اپنا حسن غیروں کو دکھاتی پھریں اور دوسری عورتوں کے سامنے اپنے زیورات اور لباس کی شیخی بگھارتی پھریں۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ:

جنت میں مجھے عورتیں کم نظر آئیں۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ ان کو زیور اور رنگین کپڑوں نے مقید کیا ہوا ہے (سیرت محمد ﷺ)

فتنہ عریانی:

ستر کے باب میں اسلام نے انسانی شرم وحیا کی جس قدر صحیح اور مکمل نفسیاتی تعبیر کی ہے اس کا جواب دنیا کی کسی تہذیب میں نہیں پایا جاتا۔ آج دنیا کی مہذب ترین قوموں کا بھی یہ حال ہے کہ ان کے مرد اور ان کی عورتوں کو اپنے جسم کا کوئی حصہ کھول دینے میں

Marfat.com

باک نہیں ان کے ہاں لباس محض زینت کے لئے ہے ستر کے لئے نہیں ہے۔

مگر اسلام کی نگاہ میں زینت سے زیادہ ستر کی اہمیت ہے۔ وہ عورتوں اور مردوں کو جسم کے وہ تمام حصے چھپانے کا حکم دیتا ہے جن میں ایک دوسرے کے لئے مخفی کشش پائی جاتی ہے۔ عریانی ایک ایسی ناشائستگی ہے جس کو اسلامی حیا کسی حال میں بھی برداشت نہیں کرتی۔ غیر تو غیر اسلام تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میاں اور بیوی ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہوں۔

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے تو اس کو چاہیے کہ ستر کا لحاظ رکھے۔ بالکل گدھوں کی طرح دونوں ننگے نہ ہو جائیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی برہنہ نہیں دیکھا۔ (ترمذی)

اس سے بڑھ کر شرم و حیا یہ ہے کہ تنہائی میں بھی عریاں رہنا اسلام کو گوارا نہیں اس لئے کہ:

الله احق ان يستحيى منه

اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔ (ترمذی)

حدیث میں آتا ہے:

خبردار کبھی برہنہ نہ رہو کیونکہ تمہارے ساتھ خدا کے فرشتے لگے ہوئے ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے بجز ان اوقات کے جن میں تم رفع حاجت کرتے ہو یا اپنی بیویوں کے پاس جاتے ہو لہذا تم ان سے شرم کرو اور ان کی عزت کا لحاظ رکھو۔ (ترمذی)

اسلام کی نگاہ میں وہ لباس درحقیقت لباس ہی نہیں ہے جس میں سے بدن جھلکے اور ستر نمایاں ہو۔

لباس پہننے کے باوجود بھی ننگی عورتیں:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

لعن اللہ الکاسیات العاریات

یعنی ''ان عورتوں پر خدا کی لعنت ہے جو لباس پہن کر بھی ننگی کی ننگی رہیں۔''

مطلب اس حدیث پاک کا یہ ہے کہ آج کل مسلم عورتوں میں جو مغربی جدید طریقے پائے جاتے ہیں، عریاں لباس کا پسند کرنا اور بدن کا اکثر حصہ چھوڑ کر کپڑا پہننا جو پہن کر ننگی رہیں اور ایسے جدید طریقے پر کپڑا بنانا جسے پہننے کے بعد بدن کے نیچے کا حصہ اور بالائی حصہ بالکل کپڑے سے خالی رہے اور بعض پوشاکوں میں تو آستین اور بازو کا حصہ بھی غائب رہتا ہے۔ غرض اس طرح کی جتنے پوشاکیں ہیں جو نئے ڈیزائن اور نئی کٹنگ سے مسلمان خواتین میں رائج ہیں یہ سب شرع میں حرام ہیں اور اس جدید طرز اور عریاں چال ڈھال سے پہننے اور چلنے والوں پر خدا کی لعنت ہے اور اس گندی اور بے حیا تہذیب کو وہی عورت اپنا سکتی ہے جو اپنی آبرو اور عصمت کو کھو چکی ہے اور جو اسلام کی دشمن اور خدا سے باغی ہے۔

واقعہ:

ایک دفعہ کسی مجوسی نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو گرفتار کرلیا اور انہی میں سے کسی جابر و ظالم مجوسی نے آپؒ سے کہا کہ میرا قلم بنا دیجئے۔

آپ نے فرمایا کہ میں ہرگز نہیں بنا سکتا اور جب اس نے قلم نہ بنانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ قیامت کے میدان میں فرشتوں سے کہا جائے گا کہ ظالموں کو ان کے معاونین کے ہمراہ اٹھاؤ لہذا میں ایک ظالم کا معاون نہیں بن سکتا۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۲۷)

باریک کپڑے کے نیچے استر لگانے کا حکم:

حضرت دحیہ بن خلیفہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قبطی کپڑا آیا (جو

Marfat.com

باریک سفید ہوتا تھا) آپ نے وہ کپڑا مجھے دیا اور فرمایا اسے دو ٹکڑے کر لو۔ ایک کا خود کرتا بنا لو دوسرا اپنی بیوی کو دیدو کہ اس کا خمار دوپٹہ بنائے چنانچہ وہ جب جانے لگے تو آپ نے فرمایا اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ وہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا بطور استر لگا لے تا کہ ہیئت بدن معلوم نہ ہو۔ (بحوالہ مشکوۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک نیک شخص کا کسی ایسے مرد و عورت کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا جو باہم نرم و ملائم لہجے میں باتیں کر رہے تھے۔ اس نیک شخص نے اس مرد کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضروب کو کچھ بدلہ نہ دلوایا۔

عریانی پھیلانے والوں پر اللہ کی لعنت:

حدیث: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ شرمگاہ دیکھنے والے اور دکھانے والے پر لعنت فرماتا ہے۔ (بحوالہ ترجمہ مشکوۃ، جلد اص ۶۷ حدیث ۲۹۹۹)

زیب و زینت کا لباس پہننے والی عورت پر لعنت:

ایک اور حدیث میں حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ مزینہ کی ایک عورت زیب و زینت کا لباس پہنے مٹکتی ہوئی آئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہننے اور مسجد میں مٹکنے سے روکو، کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہیں کی گئی جب تک اس کی عورتوں نے زیب و زینت کا لباس پہننا اور مسجدوں (تک) میں مٹکنا اختیار نہیں کیا۔ (ابن ماجہ)

Marfat.com

چہرے سے بال اکھاڑنے والیاں اللہ کی لعنت یافتہ:

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی انہیں جریر نے خبر دی انہیں منصور نے انہیں ابراہیم نے اور ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خوبصورتی کے لئے گودنے والیوں، چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور سامنے کے دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں پر جو کہ اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں لعنت بھیجی ہے۔

ام یعقوب نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی تو عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا آخر میں کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور کتاب اللہ میں اس پر لعنت موجود ہے۔

ام یعقوب نے کہا کہ بخدا میں نے پورا قرآن مجید پڑھ ڈالا ہے اور کہیں بھی ایسی کوئی بات مجھے نہیں ملی۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا:

"واللہ اگر تم نے پڑھا ہوتا تو تمہیں مل جاتا اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے بھی تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ۔" (تفہیم البخاری پارہ ۲۴، صفحہ ۳۶۴ جلد سوم)

مردوں جیسی چال ڈھال اختیار کرنے والی عورت پر لعنت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت بھیجی جو عورتوں کی سی چال ڈھال اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت بھیجی جو مردوں کی چال ڈھال اختیار کریں۔

جسم گودوانے والی پر لعنت:

لعن الله اكل الربو وموكله والو اشمة والمستو

شمة والمصور (رواه البخاری بحواله مشکوٰة)

اللہ کی لعنت ہے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر اور ان عورتوں پر جو اپنے جسم کو گودنے والی (یعنی سوئی سے جسم میں سوراخ کر کے سرمہ ڈالتی ہیں تا کہ زینت ہو) یا گوادنے والی ہو اور ایسے ہی تصویر کھینچنے والوں پر لعنت کی ہے۔

مصنوعی بال لگانے والیوں پر لعنت:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک خاتون نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری لڑکی کو خسرہ ہو گیا ہے اور اس میں مصنوعی بال لگا دوں؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مصنوعی بال لگانے والی اور جس کے لگایا جائے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔

(تفہیم البخاری پارہ ۲۴ ص ۶۲۴ جلد سوم)

Marfat.com

موضوع نمبر ۴

حیا، ایمان اور پردہ لازم وملزوم

حیا اور ایمان کے بارے میں جناب رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وعن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الحیاء والا یمان قرناء جمیعا فاذا رفع احد هما رفع الاخر

(رواه البیهقی فی شعب الا یمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں، پس جب ان دونوں میں سے ایک اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۲ از بیہقی)

حیا مومن بندوں کی خاص صفت ہے جو قومیں حضور اقدس ﷺ کی تعلیم سے دور ہیں۔ حیا اور شرم سے ان کو کچھ واسطہ نہیں حیا اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں یا تو دونوں رہیں گے یا دونوں رخصت ہو جائیں گے بے پردگی اور اس کے لوازم اور دواعی سب کے سب اہل کفر کی دیکھا دیکھی نام نہاد مسلمانوں کے ماحول میں رواج پا گئے ہیں اور وہی لوگ مسلمان عورتوں کو پردے سے نکال کر بے حیائی کے پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جو حضور اقدس ﷺ کے اتباع سے زیادہ نصاریٰ کے احوال وعادات کو اپنائے ہوئے ہیں۔

ایسے لوگ بڑی مشکل میں ہیں ان کا دل تو یہ چاہتا ہے کہ خوب آزادی اور بے حیائی کے ساتھ مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو بازاروں اور پارکوں میں عریانی کے لباس میں دیکھیں لیکن ساتھ ہی قرآن وحدیث کی تعلیمات کو غلط کہنے کی ہمت بھی نہیں نہ یوں کہے بنتا ہے

Marfat.com

کہ ہم اسلام کو چھوڑ چکے ہیں اور نہ عورتوں کو پردے میں دیکھنا گوارا کرتے ہیں وہ لوگ بے پردگی کو رواج دینے کی کوشش میں ہیں اور ان عورتوں کے عریاں لباس سے اپنے نفوس کو تسکین دینے کا راستہ نکال چکے ہیں۔

ان میں بہت سے تو ایسے ہیں جو صرف نام کے مسلمان ہیں اور حیاء وشرم کے ساتھ ایمان کی دولت بھی کھو چکے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کسی درجے میں اسلام سے چپکے ہوئے ہیں مگر ان کا تقلید یورپ کا مزاج اور بے حیائی اور بے شرمی کی طبیعت آہستہ آہستہ ان کو اسلام سے ہٹاتی جارہی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں ایک اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے، یہ ارشاد بالکل حق ہے تجربہ اس کی گواہی دے رہا ہے۔
(بحوالہ: خواتین کے لئے شرعی احکام)

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عن ابی مسعود عقبة بن عمر والانصاری البدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مما ادرک الناس من کلام النبوة الأولیٰ اذا لم تستحی فاصنع ماشئت (بخاری)

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمر و انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگوں کو سابق نبوت کی باتوں میں سے جو ملی ہیں ان میں سے یہ بات بھی ہے کہ اگر تمہیں حیا وشرم نہیں ہے تو جو چاہے کرو۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو اپنے کاموں میں حیا وشرم محسوس نہیں کرتا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کیونکہ شرم ہی اسے برے کاموں سے روکتی ہے۔ اب جس میں حیا وشرم نہیں ہوگی وہ ہر برائی میں پڑ جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی اس وعید کا مستحق ٹھہرے گا:

اعملوا ماشئتم انه بماتعملون بصیر. (حم السجدہ ۴۰)

کرتے رہو جو کچھ تم چاہو، تمہاری ساری حرکتوں کو اللہ دیکھ رہا ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو برباد کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا چھین

Marfat.com

لیتا ہے اور جب حیا چھین لیتا ہے تو وہ ناپسندیدہ و قابل نفرت ہوجاتا ہے اور جب وہ ایسا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے دیانت داری چھین لیتا ہے تب وہ خائن اور خیانت کا شکار ہوکر رہ جاتا ہے اور جب وہ ایسا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے رحم چھین لیتا ہے اور جب وہ ایسا ہوجاتا ہے تو پھر درشت خو اور بداخلاق ہوجاتا ہے اور جب وہ ایسا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کا تعلق چھین لیتا ہے اور جب ایسا ہوجاتا ہے تو وہ شیطان مردود ہوکر رہ جاتا ہے۔

حیا ایمان کا جز ہے جیسا کہ صحیحین میں حضرت عبداللہؓ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو یہ کہہ کر ملامت کررہا تھا کہ تم شرماتے ہو (گویا یہ چیز نقصان دہ ہے) آپ ﷺ نے فرمایا:

چھوڑ دو۔ حیا ایمان کا حصہ ہے۔

صحیحین میں حضرت عمرانؓ بن حصین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''حیا صرف بھلائی لاتی ہے۔''

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''حیا خیر مجسم ہے۔''

نسائی وغیرہ میں حضرت اشج منقریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ کیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''حلم اور حیا''۔

میں نے عرض کیا: یہ پہلے سے ہیں کہ اب نئی پیدا ہوئی ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں پہلے سے ہیں۔

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھ میں دو چیزیں ایسی پیدا کیں جنہیں وہ پسند فرماتا ہے۔

بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ پیدائشی اور فطری طور پر حیا سے نوازتا ہے جس کے ذریعے وہ

Marfat.com

برائیوں سے بچتے ہیں اور اچھے اور بلند کاموں میں لگتے ہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

جو حیا محسوس کرے گا وہ (لوگوں کی نگاہوں سے) چھپے گا اور جو چھپے گا وہ تقویٰ پائے گا اور جسے تقویٰ ملا وہ بچ گیا۔

Marfat.com

موضوع نمبر ۵

بے پردہ عورت کے لئے

عذاب خداوندی پر احادیث نبوی ﷺ

جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی:

حضرت عمران ابن حصینؓ کا بیان ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا کہ اکثر لوگوں کو فقراء میں سے پایا، اس کے بعد بحکم خدا میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا کہ وہاں اکثر عورتیں ہیں (یعنی عورتوں کی تعداد جہنم میں زیادہ دیکھی)۔ (الحدیث صحیح تجرید بخاری شریف، جلد ۲ ص ۲۲۹ ح ۱۳۲۲)

ایک بزرگ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ دوزخ کی آگ سے زیادہ گرم کون سا عمل ہے؟ جواب میں فرمایا کہ حرص اور دنیا کی محبت دوزخ کی آگ کی تپش سے بھی زیادہ گرم ہے۔ (بحوالہ احیاء العلوم، جلد ۳ قسط ۳ ص ۳۸۸)

جہنم کی پروانہ یافتہ فیشن ایبل عورتیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

جو عورتیں کپڑے پہن کے بھی ننگی ہی رہتی ہیں اور اپنے اعضاء کو لچکاتی ہوئی اور لچکتی ہوئی چلتی ہیں، جن کی گردنیں بختی اونٹ کی طرح ناز سے ٹیڑھی رہتی ہیں، نہ وہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔

Marfat.com

اللہ کی رحمت کا دروازہ کن عورتوں کے لئے بند ہوتا ہے:

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
خوشی اور رحمت کا دروازہ اس گھر کے لئے بند سمجھ، جس گھر سے عورت کی آواز غیر کو سنائی دے۔ (حدیث بخاری وکیمیائے سعادت)

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ آنحضرت ﷺ کے حجرے میں بیٹھ کر کلام پاک کی تلاوت فرما رہی تھیں، سرکار دوعالم ﷺ جب حجرے سے باہر تشریف لائے تو دیوار کے ایک سوراخ سے حضرت عائشہ صدیقہ کی تلاوت کی آواز سنائی دی آنحضرت ﷺ نے فوراً مٹی کا ایک بڑا سا ڈھیلا لے کر اس سوراخ کو بند کیا تا کہ حضرت عائشہؓ کی آواز باہر والوں اور غیر محرموں کو سنائی نہ دے۔ (بیان کردہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

جہنم میں بالوں سے لٹکی ہوئی عورتیں اور ان کا کھولتا ہوا دماغ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ ہم نے سبب گریہ دریافت کیا تو ارشاد فرمایا:
میں نے شب معراج عورتوں کے عذاب دیکھے تھے آج وہ منظر پھر یاد آ گیا، اسی لئے رونا آ گیا۔

عرض کیا ہمیں بھی ارشاد ہو کہ آپ ﷺ نے کیا کیا ملاحظہ فرمایا؟
میں نے دیکھا کہ ایک عورت بالوں سے لٹکی ہوئی ہے اور اس کا دماغ کھول رہا ہے یہ اس عورت کی سزا تھی جو اپنے بال غیر مردوں سے نہیں چھپاتی تھی۔

مزید ایک عورت کو دیکھا کہ اس طرح لٹکائی گئی ہے کہ چاروں ہاتھ پاؤں پیشانی کی طرف بندھے ہوئے ہیں سانپ اور بچھو اس پر مسلط ہیں یہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی تھی اور حیض ونفاس سے غسل نہیں کرتی تھی۔

Marfat.com

مزید ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جا رہا تھا یہ اس عورت کی سزا تھی جو اپنا جسم اور زینت غیر مردوں کی دکھاتی تھی۔

ایک اور عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ کتے کی مانند ہے اور سانپ اور بچھو اس کے قبل (یعنی آگے) سے گھستے ہیں اور دبر یعنی پیچھے سے نکلتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ فرشتے آگ کے ہتھوڑے بھی اسے مار رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی خدمت میں بتایا گیا یہ اپنے شوہر سے بغض رکھنے والی تھی۔ (درۃ الناصحین)

دوزخ کی آگ کا مذاق اڑانے والوں کا انجام:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز دوزخ کا ہر فرشتہ ایک ایک طویل زنجیر سے ایک ایک گروہ کے آدمیوں کو پکڑ کر مضبوط جکڑ لے گا۔ زنجیر کے دوسرے سرے کو دوزخ کا ہر فرشتہ اپنی گردن میں لپیٹ کر دوزخی لوگوں کی طرف پیٹھ کر لے گا، پھر دوزخ کی طرف منہ کر کے ان کو گھسیٹتا ہوا لے جائے گا۔ دوزخی اپنی شامت کے سبب اس کے پیچھے منہ کے بل گھسٹتے چلے جائیں گے، ہر گروہ کے پیچھے ستر ہزار فرشتے ہوں گے، جن کے ہاتھ میں لوہے کی قمچیاں ہوں گی اور قمچیوں سے دوزخیوں کو مارتے ہوئے دوزخ کے دروازے تک لے جائیں گے وہاں پہنچ کر انہیں کھڑا کر کے فرشتے کہیں گے اے ظالمو! یہ وہی آگ ہے جسے دنیا میں تم جھٹلاتے تھے اور جس آگ کا تم مذاق اڑایا کرتے تھے اب اس کے اندر جا کر آگ کی حقیقت کا جائزہ لو، اور اپنے کیئے کی سزا پاؤ، خواہ اس شدت ومشقت میں صبر کرو یا نہ کرو، بہر حال اپنے کیئے کی سزا ضرور بھگتنی ہوگی۔

(بحوالہ غنیۃ الطالبین ص ۳۱۲)

بے پردہ عورتیں اور دوزخ کی آگ:

حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ آج کی شب کیا کیا رحمتیں اور عذاب نازل ہوتے دکھائی دیئے۔ جاؤ تم

Marfat.com

عورتوں سے کہہ دو کہ قیامت کے روز بہت سی عورتیں جو دنیا میں عمدہ عمدہ کپڑے پہن کر بے پردگی سے گھومتی پھرتی ہیں بالکل برہنہ ہوں گی اور وہ سب عورتیں دوزخ کی آگ کے لپیٹ میں آجائیں گی۔ (بحوالہ تجرید بخاری، جلد۱، ص۳۶، ح۹۵)

اللہ کی لعنت اور عذاب کی مستحق عورتیں:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیجڑوں اور مردوں کی شکل وصورت، طرز وروش اور مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر سخت لعنت فرمائی ہے، اور ایسے مردوں پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت وطرز وروش کو اختیار کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"ایسے مرد اور عورتوں کو گھروں سے نکال دو (یہ سب خدا کے عذاب کے مستحق ہیں)۔" یہ فرما کر فلاں شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نکال دیا اور حضرت عمر فاروق نے بھی فلاں عورت کو گھر سے نکال دیا تھا۔

(بحوالہ تجرید بخاری، جلد۲، ص۵۳۲، ح۱۹۳۳ باب اللباس)

بدنظری پر پگھلے ہوئے سیسے کا عذاب:

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انه من نظر الی محاسن امراة اجنبية عن شهوة صب فی عينيه الانک يوم القيمة"

یعنی بے شک جو شخص کسی اجنبی عورت کے محاسن (حسنوں) پر شہوت کی نظر ڈالے گا قیامت کے روز اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ (بحوالہ تکملہ فتح القدیر)

Marfat.com

باریک کپڑے پہننے والی عورتیں جہنم میں سب سے زیادہ ہونگی:

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی جہنم میں سب سے زیادہ عورتیں ہوں گی، بالخصوص وہ عورتیں سب سے زیادہ ہوں گی، جو بظاہر تو کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں ننگی ہیں (نہایت ہی باریک کپڑے پہننے والی عورتیں جن کے جسم کے سارے نشیب وفراز اور ہیئت باوجود کپڑے ہونے کے بھی نمایاں ہوتے ہیں اور بدن کی پوری حالت باہر سے جھلکتی ہے، جوکہ نفس پرست اور عیاش عورتوں ہی کی شان ہے کسی مسلمان عورت کو ایسے لباس زیب تن کرنا زیب نہیں دیتا اور نہ شرافت؛ اجازت دیتی ہے)۔

اور لوگوں کے دلوں میں خواہش پیدا کرنے والی عورتیں (یعنی نہایت تکلف اور بناؤ سنگھار کرنے والی اور فطری انداز سے میٹھی میٹھی باتیں کرنے والی عورتیں، جو باتیں آج کل اسکول کالج کی لڑکیوں کے اندر زیادہ پائی جاتی ہیں)۔

اور وہ عورتیں جو ناز سے شانوں کو گھما کر لچکدار چال سے چلیں گی (جو چال بالکل ایک رنڈی اور فاحشہ عورت کی ہے) اور سینے کی ہیئت ظاہر کر کے طوائف کی طرح چلیں گی اور پنڈلی ننگی، سرننگا، اور بالوں کی چوٹیاں لہرالہرا کر رقاصہ عورت کی طرح بے حیائی کے ساتھ سڑکوں میں بازاروں میں گھومتی پھریں گی اور چلتے ہوئے اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھیں گی کہ ہم پر نہ جانے کتنے لوگ فریفتہ اور ہماری حرکت وچال اور پوشاک پر نہ جانے کتنے شیفتہ ہیں اور نہ معلوم کیا کیا اس کے دل سے ناپاک نیتیں گزرتی ہوں گی۔

جب کہ خدا اور خدا کے رسول ﷺ کی نگاہ میں اس کی قیمت غلاظت کے کیڑے سے بھی زیادہ گری ہوئی اور بدتر ہے، اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا:

> ”اے دنیا کے لوگو! یاد رکھو ایسی عورتیں خدا کی جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی، اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی جب کہ جنت کی خوشبو بے حساب فاصلے سے آئے گی۔“ (بحوالہ ترجمہ صحیح مسلم شریف، جلد ۲ ص ۲۱۴ حدیث ۱۶۷۲ کتاب اللباس والزینۃ)

Marfat.com

موضوع نمبر ٦

قدیم دور میں پردہ

رومن ایمپائر کی قدیم عورتوں کا پردہ:

اب تک اس سے پہلے قرآن پاک، احادیث اور عقل انسانی کی روشنی میں بحث کی گئی مگر کچھ لوگوں کو اس وقت تک تسکین نہیں ہوتی، جب تک وہ اہل یورپ کی رائے نہیں ملاحظہ کر لیتے، چنانچہ ایسے روشن خیال طبقے کے لئے انسائیکلوپیڈیا وغیرہ کے حوالے سے کچھ اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے ہمارے مطمع نظر کی مزید تائید ہوتی ہے۔

رومن ایمپائر جو تمام یورپ کی ماں ہے اور جو حکومت تمدن و تہذیب کے اعلیٰ درجے پر فائز تھی، یہاں رومن ایمپائر میں بھی عروج و ترقی کے زمانے میں عورتیں پردے ہی میں رکھی جاتی تھیں ان کو باہر کے کاموں سے کوئی مناسبت نہ تھی۔ انیسویں صدی کی انسائیکلوپیڈیا میں مذکور ہے۔

> ''رومیوں کی عورتیں بھی اسی طرح کام کاج پسند کرتی تھیں، جس طرح مرد پسند کرتے ہیں اور وہ اپنے گھروں میں کام کرتی رہتی تھیں، ان کے شوہر اور باپ و بھائی صرف میدان جنگ میں سرفروشی کرتے تھے، خانہ داری کے کاموں سے فراغت پانے کے بعد عورتوں کے اہم کام یہ تھے کہ وہ سوت کاتیں اور اون کو صاف کر کے اس کے کپڑے بنائیں، رومی عورتیں سخت پردہ کیا کرتی تھیں، یہاں تک کہ ان میں جو عورت دایہ گری کا کام کرتی تھی، وہ اپنے گھر سے نکلتے وقت بھاری نقاب سے اپنا چہرہ چھپا لیتی اور اس کے اوپر ایک موٹی چادر اوڑھتی جو ایڑی تک لٹکتی رہتی، پھر اس چادر پر بھی ایک عبا اوڑھی جاتی جس

Marfat.com

کے سبب سے اس کی شکل کا نظر آنا تو کیا، اس کے جسم کی بناوٹ کا بھی پتہ لگنا مشکل ہوتا تھا۔ (بحوالہ مسلمان عورت)

رومن ایمپائر کے دور میں نرگس کے پھول سے بھی پردہ:

رومن ایمپائر کی مہذب ومتمدن بہن سلطنت ایران میں تو پردہ اتنا سخت تھا کہ ایرانی حرم میں نرگس کے پھول بھی نہیں جاسکتے تھے کیونکہ نرگس کی آنکھ مشہور ہے۔ رومہ اور ایران کی طرح یونان، شام اور عرب میں بھی پردے کا سخت رواج تھا۔ آفتاب نبوت ﷺ کے طلوع ہونے سے قبل اگرچہ عرب میں بے پردگی عام ہوگئی تھی لیکن اس زمانے میں بھی بعض گھرانوں میں پردہ رائج تھا۔ یہاں تک کہ بعض کفار بھی کشف وجہ یعنی منہ کھولنے کو برا سمجھتے تھے۔

یونانی تہذیب کے زوال کے اسباب

بے پردگی (عورتوں کی آزادی):

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر استاذ مصطفیٰ سباعیؒ کی ایک بحث نقل کی جائے جس میں انہوں نے یورپ کے چند محققین کے اقوال نقل کئے ہیں۔ ان میں ان لوگوں کے لئے بڑی مفید نصیحتیں ہیں جو چشم بصیرت رکھتے ہوں۔ وہ لکھتے ہیں:

"تاریخ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یونانی تہذیب کے زوال وانحطاط کا سب سے بڑا سبب عورتوں کی بے پردگی، عریانی، مردوں کے ساتھ بے باکانہ میل جول اور زینت وآراستگی میں جسم کی نمائش کا اہتمام تھا۔ رومیوں کی پرانی تہذیب میں عورت کی حیثیت ایک باوقار اور عفت وحیا کے پیکر کی تھی، لیکن جب اہل روم فتوحات کے ذریعے دنیا میں پھیلے بڑھے تو ان کے اندر اچانک

Marfat.com

ایک معاشرتی انقلاب آیا اور عورت گھر کی چار دیواری سے نکل کر عام مجالس، قہوہ خانوں اور مردوں کی محفل طرب کی زینت بن گئی۔ مردوں نے اسے اپنی ہوس رانی اور تعیش کی گرم بازاری کا ذریعہ بنا لیا عورت کے جسمانی نکھار اور حسن و سنگار کے نت نئے انداز اختیار کئے جانے لگے، مردوں کے اخلاق بگڑنے لگے، رفتہ رفتہ ان کی جنگی قوتیں اور صلاحیتیں کمزور پڑنے لگیں، اور رومی تہذیب تباہی و زوال کا شکار ہو گئی۔"

انہوں نے آگے چل کر انیسویں صدی کے انسائیکلوپیڈیا (دائرۃ المعارف) سے یہ تفصیل بھی نقل کی ہے۔

"رومی تہذیب میں مردوں کی طرح عورتوں میں بھی کام کرنے کا جذبہ بیدار ہو چکا تھا، اور وہ اپنے گھروں کے اندر کی تمام ذمے داریاں خود سنبھالتی تھیں۔ ان کے شوہروں یا بزرگوں کا کام حصول معاش کی جدوجہد اور اپنے تحفظ اور بقاء کی جنگ لڑنا تھا۔ امور خانہ داری سے نپٹنے کے بعد عورتوں کا اہم مشغلہ سوت کاتنا اور اون کے کپڑے تیار کرنا ہوتا تھا۔"

جب معاشرت میں انقلاب آیا تو جنسی ہوس اور شہوت کے جذبات نے عورتوں کو گھروں سے نکال کر مردوں کی محفل عیش و طرب کی زینت بنا دیا جب حسینان روم آرائش کے تمام تر سامان سے سج دھج کر مردوں کی محفلوں کی زینت بنیں تو لوگوں کے لئے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا ممکن نہ رہتا۔ مردوں نے نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے عورتوں کے اخلاق کو تباہ کر دیا ان کی طہارت و پاکیزگی کو گندگی میں ملوث کر دیا اور لبادہ عفت ملفوف زندگی کو ذلت و رسوائی کے خارزار میں دھکیلنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ عورتیں ناچ گھروں اور ناؤنوش کی محفلوں میں مردوں کی آسودگی نفس کے لئے بے جھجک بلکہ فخریہ شریک ہونے لگیں، رقاصہ بن کر مردوں سے داد حسن لینا اور مغنیہ بن کر آواز کے جادو جگانا، ان کی زندگی کا وطیرہ بن گیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ مردوں کی مردانگی اور حریت و شجاعت پر عورتوں کے حسن و جمال اور

Marfat.com

نکھار و بانک پن کا سحر اس حد تک حاوی ہوا کہ عورتیں اجتماعی اور سیاسی زندگی میں دخیل ہو گئیں۔ اہل سیاست کو تخت اقتدار تک پہنچانے اور اقتدار سے نیچے گرانے کے اختیارات عورتوں کے ہاتھ آ گئے اور رومیوں کی شہرہ آفاق اور عظیم سلطنت انہی بے اعتدالیوں کا شکار ہو کر دانستہ یا نادانستہ طور پر تباہیوں کے دہانے پر آ کھڑی ہوئی اور انجام کار سلطنت روم کے اقتدار کا سورج غروب ہو کر رہا۔

وہ آگے چل کر کہتے ہیں کہ:

''عورت کی زیب و زینت کی بے قید نمائش اور بے حجابانہ بناؤ سنگھار کے بڑے مہلک اثرات جو ہماری اخلاقی اقدار پر پڑے، انہیں نہ صرف میں نے محسوس کیا ہے بلکہ مجھ سے پہلے ہمارے مشہور ادیبوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے سے اس خطرناک مرض کی نشاندہی کی ہے اور اس کے علاج کے لئے مختلف اقدامات اور تدابیر تجویز کی ہیں۔

بے پردگی، بے حجابی، فحاشی و بے حیائی، آزادانہ اختلاط مرد و زن اور بڑھتی ہوئی اخلاقی گراوٹ کا مرض ہماری تہذیب کی جڑوں کو مسلسل کھوکھلا کر رہا ہے اگر اس کی روک تھام کی کوئی تدبیر نہ کی گئی تو اندیشہ ہے کہ ہماری اخلاقی و سماجی قدریں بہت جلد تباہی سے دوچار ہو جائیں گی اور اخلاق و کردار کا یہ بگاڑ پورے معاشرے میں ناسور بن کر پھیل جائیگا جس کا کوئی علاج پھر ممکن نہیں رہے گا۔

رومن عورتوں کی حد سے زیادہ بے حیائی اور عریانی:

رومی تہذیب کو جو چیز لے ڈوبی تھی وہ یہی بے حیائی، عریانی اور مردوں کے ساتھ بلا روک ٹوک میل جول تھا۔ یورپ کے دانشوروں نے اسی بناء پر اپنی قوم کو متنبہ کرنا شروع کر دیا ہے ایک مغربی مفکر (لویز برول) ماہنامہ المجلہ جلد نمبر ۱۱ میں ''سیاسی فساد'' کے عنوان سے اس طرح اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔

''سیاست کے بنیادی عناصر میں خرابی ہر دور میں پائی گئی اور عجیب بات ہے کہ موجودہ دور میں بھی سیاسی بگاڑ و فساد کے وہی اسباب ہیں جو گزشتہ زمانوں میں بھی رہے ہیں یعنی ہر دور میں عورت ہی

Marfat.com

اجتماعی اخلاق وکردار کی بنیادوں کو ڈھانے کا سب سے بڑا سبب بنی ہے۔"

آگے چل کر یہی مفکر قدیم روم اور موجودہ دور کا تقابل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"رومی سلطنت کے آخری دنوں میں مقتدر ارباب سیاست اخلاق باختہ عورتوں کے دام میں گرفتار ہو گئے۔ معاشرے میں اس طرح کی عورتوں کی تعداد بہت بڑھ گئی اور حکومت و ریاست کے معاملات ان کی مرضی اور خواہش کے تابع ہو گئے۔ تقریباً یہی صورت حال آج بھی پیدا ہو چکی ہے لوگ جنسی ہوس کے نشے میں جنون کی حد تک آگے بڑھ چکے ہیں اور نفسانی خواہشات کی تکمیل مقصد حیات بنتا جا رہا ہے۔"

رومن عورتوں کی بے پردگی کا نتیجہ:

اس دور میں اس ملک اور قوم کی ترقی وعروج کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ وہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں سب سے فائق تھے مگر ٹھیک یہی زمانہ تھا کہ ان کو عیش پرستی اور لہو لعب کا شوق پیدا ہوا اور پھر اس سلسلے میں مردوں نے اپنی ہر مجلس نشاط میں عورتوں کو شریک کرنا چاہا کہ ان کے بغیر مجلس سونی اور بے رونق معلوم ہو رہی تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ عورتوں کو پردے کی قید سے باہر نکالا اور ان کے دامن عصمت کو داغدار بنانے کی سعی کی، اور کچھ ہی دنوں میں ان کی عورتیں ناچ ورنگ کی محفلوں میں کھل کر آ گئیں۔

پھر رومی حکومت کا کیا حشر ہوا؟ بربادی شروع ہو گئی اور ساری عظمت وشوکت کی عمارت زمین پر آ گئی اور بلاشبہ اس بربادی کا بڑا سبب عورتوں کی آزادی ہی تھی، تاریخ کی روشنی میں "علامہ فرید وجدی" تحریر فرماتے ہیں۔

مگر بات یہ ہوئی کہ جب انہیں بے پردہ بنایا گیا تو باقتضائے فطرت مردان پر مائل ہونے لگے اور ان کے لئے آپس میں کٹ مرنا شروع کر دیا، یہ ایک ایسی سیاسی حقیقت ہے جس کے ماننے میں کوئی شخص بحث ہی نہیں کر سکتا ہے۔ (مسلمان عورت)

Marfat.com

علامہ لوئس پیرول نے ریویو آف ریویوز جلد نمبر ۱۱ میں ''پولیٹیکل فساد'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے، اس میں کہتا ہے کہ:

''اعلیٰ درجے کے اخلاق کی بنیادیں منہدم کرنے میں سب سے زبردست کارکن عورت رہی ہے۔'' بحوالہ ایضاً۔

پھر آگے چل کر رقم طراز ہے۔

''رومی جمہوری حکومت کے پچھلے دور میں مدبران سلطنت اور اعیان مملکت نازک مزاج اور عیش پسند عورتوں کی صحبت بہت پسند کرنے لگے تھے اور ایسی عورتیں ان دنوں بکثرت پائی جاتی تھیں۔

(بحوالہ ایضاً)

ایک انگریز ادیبہ لیڈی کوک اپنے اخبار (الایکو) میں لکھتی ہے۔

''مرد بے روک ٹوک عورتوں سے میل جول اور اختلاط چاہتے ہیں اس چیز نے عورتوں کو اپنی فطرت کے خلاف مردوں کی طرف مائل کر دیا ہے۔ اس بے قیدی اور بے راہ روی سے حرام کاری میں اضافہ نہیں تو اور کیا ہوگا۔ مرد کا تو کچھ نہ بگڑے گا مگر عورت کے لئے یہ بڑی آزمائش اور مصیبت ہوگی۔''

لیڈی کوک مزید لکھتی ہے۔

''ابھی کیا وقت نہیں آیا کہ ہم ایسی تدابیر واقدامات پر غور کریں جو ان مصائب کو اگر یکسر ختم نہ بھی کر سکیں تو کم اور ہلکا تو کر دیں۔ کہ اخلاق و کردار کا بڑھتا ہوا بگاڑ حد درجہ بدنامی اور بے عزتی بلکہ نحوست کا نشان بن گیا ہے؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہم ایسی تدابیر اختیار کریں جن سے لاکھوں کی تعداد میں ان بے گناہ بچوں کو موت کے منہ میں جانے سے بچایا جا سکے جن کا اپنا کوئی قصور نہیں۔ قصور ہے تو ان جنسی دیوانگی میں مبتلا مردوں کا ہے جو کم عقل اور نادان عورتوں کو اپنی جنسی ہوس کے جال میں پھانس کر حرام اولاد پیدا کرتے ہیں۔

Marfat.com

چند ٹکوں کی خاطر اپنی بھولی بھالی بیٹیوں کو ملازمتوں اور مزدوریوں پر مجبور کرنے والے والدین کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے اگر آپ اپنی عزت اور اپنی بہو بیٹیوں کی عزت بچانا چاہتے ہیں تو انہیں غیر محرم مردوں سے الگ رہنے اور ان میں گھلنے ملنے سے بچنے کی تلقین کریں انہیں مردوں کے مکروفریب کے بھیانک انجام سے آگاہ کریں جو غیر محرموں سے بے روک ٹوک اختلاط اور بے پردگی کے نتیجے میں ان کے سامنے آ کے رہتا ہے۔

تازہ ترین اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول کے سبب ناجائز حمل کثرت سے بڑھ رہے ہیں اور کنواری ماؤں کی بھاری اکثریت یا تو کارخانوں اور دفتروں میں کام کرنے والیوں کی ہے یا گھریلو خادماؤں کی ہے۔ اگر اطباء اسقاط حمل کی دوائیں نہ دیتے اور مانع حمل دواؤں کا رواج نہ بڑھ جاتا تو یہ تعداد اس سے بھی کہیں زیادہ ہوتی۔ یہ صورت حال انتہائی شرمناک اور تہذیب و معاشرت میں بگاڑ اور گراوٹ کی انتہا ہے۔" (بحوالہ آزادی نسواں کا مغربی تصور)

جاہلیت کے قدیم دور میں پردے پر اشعار:

شعرائے جاہلیت کے دواوین میں ایسے کئی اشعار ملتے ہیں جن سے وہاں کے رواج پردہ کی تفصیل معلوم ہوتی ہے مثلاً:

"نابغہ ذبیانی کا یہ شعر ملاحظہ ہو جو اس نے متجردہ زوجہ نعمان بن منذر شاہ حیرہ کی تعریف میں کہا ہے۔ جب کہ ایک موقعہ پر اس شہزادی کا دوپٹہ اتفاق سے گر گیا تھا اور اس نے فوراً ہاتھ سے چہرہ چھپا لیا۔

پھر دوپٹہ اٹھا لیا:

سقط النصیف ولم ترد اسقاطها
فتنا دلنه' واتقتنا بالید

یعنی اس کا دوپٹہ گر گیا مگر اس کا قصد نہ تھا کہ وہ گر جائے۔ پھر ہاتھ منہ پر دے دیا کہ ہم سے چھپ جائے اور اس دوپٹے کو اٹھا لیا۔ (کشف النقاب عن مسلۃ الحجاب صفحہ ۵۰)

Marfat.com

بائبل اور تورات میں پردے کا ذکر:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی پردہ رائج تھا۔ آج بھی بائبل میں "برقع" کا لفظ موجود ہے۔ پورا جملہ یوں ہے:

"تم سے کہا گیا تھا کہ عورتوں کو نہ دیکھو میں یہ کہتا ہوں کہ تم ان کے برقعوں پر بھی نظر نہ ڈالو۔" مدائن، فارس، یوران اور اسپارٹا میں بھی پردے کے رواج کا پتہ چلتا ہے۔ تورات کے سفر پیدائش باب ۲۴ میں درج ہے۔ "اسحٰق نکلے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے شام کے وقت، ادھر سے ایک قافلہ آتا ہوا نظر آیا جس میں ربقہ تھیں۔ انہوں نے ان کو دیکھ کر برقع لیا اور اس سے پردہ کر لیا۔"

پولس رسول کے خط میں جو قرنیتوں کے نام ہے، گیارہویں باب میں لکھا ہے:

"......عورت کو چاہئے کہ اپنے سر پر عزت کا پردہ رکھے۔" پھر لکھا ہے۔ "کیا عورت کے لئے یہ زیبا ہے کہ وہ بے پردہ خدا سے دعا کرے؟......اسے بال پردے کے لئے دیئے گئے ہیں۔"

پردہ ہندوستان کے مہاراج کی نظر میں:

اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں اس لئے تبلیغی مذہب ہونے کی صلاحیت نہیں کہ اس میں عورتوں کو قید رکھنے اور گھر کی چار دیواری بنانے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

میں باور کرتا ہوں کہ یہ اعتراض بہت زیادہ ناواقفیت پر مبنی ہے۔ اول تو یہ سمجھنا چاہئے کہ پردہ عورت کا فطری خاصہ ہے۔ جن ممالک میں عورتوں کو مردوں کے برابر آزاد سمجھا جاتا ہے وہاں کی عورتوں سے ملاقات اور ان کے کمرے میں آنے جانے کے آداب زیادہ خاص ہیں۔

دوم ہندوستانیوں کے واحد مقنن مذہب منو جی مہاراج کی سننا چاہئے۔

(۱) عورت کھلی رکھنے کے قابل نہیں۔ (ادھیا ۸ فقرہ ۳)

Marfat.com

(۲) عورت کو ذرا ذرا سی بری صحبتوں سے بچنا چاہئے۔ غیر محفوظ عورت دونوں طرف کے خاندان کو بدنام کرتی ہے۔ (ادھیا۹ فقرہ ۵)

(۳) عورت نہ شکل دیکھتی ہے نہ عمر کو۔ مرد خواہ خوبصورت ہو یا بدصورت یہ اسی سے پھنس جاتی ہے۔ (۹۔۱۴ منوسمرتی)

فقرات بالا سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ عورت کے پردے کا ذکر منو جی نے بھی کیا، اور ضروریات پردہ کی وجوہ اور دلائل بھی بتائے جسے زمانہ حال کا فلاسفر کہہ دے گا کہ یہ تو صاف طور سے عورتوں کی خودداری اور اعتماد پر حملہ ہے۔

پردہ اور ہندوستان کے قدیم باشندوں کا دستور:

عورتوں کو گھروں میں بند رکھنا ہندوستان کے قدیم باشندوں کا دستور تھا۔ ذاتوں کی تقسیم کے ساتھ ساتھ شریف عورتوں کا گھر سے نکلنا بند کر دیا گیا تھا۔

مسز ایف سی داس کا نقطہ نظر:

''مسز ایف سی داس'' اپنی کتاب ''پردہ'' میں رقمطراز ہیں:

''مہابھارت میں عورتوں کے گھروں میں بند رہنے کے آثار پائے جاتے ہیں مگر اس زمانے میں یہ شاہی گھرانوں تک محدود تھا۔ اور اسے تمغہ شرافت سمجھا جاتا تھا نہ کہ شان بے اعتمادی۔''

دروپدی رانی کا قصہ:

مہابھارت میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانے میں پردہ موجود تھا چنانچہ جب پانڈو، دروپدی رانی کو بازی میں ہار گئے اور کورو اسے گھسیٹ کر لے جانے لگے تو دروپدی نے ستاتن دھرم کی دہائی دے کر کہا کہ ''مجھے آج تک کسی نے نہیں دیکھا تھا آج میری

Marfat.com

کیسی بے حرمتی ہو رہی ہے۔"

بالکل اسی قسم کے پردے کا ثبوت "کوکنیا کے ارتھ شاستر" میں ملتا ہے جو تین سو سال قبل لکھی گئی۔ چنانچہ ارتھ شاستر ترجمہ شام شاستری میں اس کا حوالہ موجود ہے۔ مسز داس نے اپنی کتاب' پردہ میں منو شاستر کے قوانین کا ذکر کرتے ہوئے عورت کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"ان کی رات دن ہمہ وقت حفاظت کرنی چاہئے کیونکہ یہی ایک ذریعہ نسلی شرافت کے تحفظ کا ہے۔"

(بحوالہ کیا مرد عورت برابر ہیں؟)

Marfat.com

موضوع نمبر ۷

اسلام میں پردہ کی ابتداء

آپ ﷺ کی ازواج مطہرات سے پردہ کی ابتداء:

پردہ کا سب سے پہلا حکم ۵ ہجری میں نازل ہوا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے عقد کیا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ:

مومنین جناب رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوں۔ اور کوئی ضروری بات کہنی ہو تو پس پردہ کہیں۔

جس کی تعمیل میں آنحضرت ﷺ نے اپنی تمام ازواج مطہرات کے دروازوں پر پردے ڈلوادیئے جو اس سے پہلے نہ تھے اور غیر محرم کو اندر جانے سے منع کر دیا گیا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو جو عائشہ رضی اللہ عنہا کا چچازاد تھا عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے سے روکا تھا جس پر وہ ناراض ہو گیا تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے آپ کی ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم ہوا جیسا کہ سورۂ احزاب میں ہے:

یاایھا النبی قل لازواجک وبنتک ونسآء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین۔

اے پیغمبر کہہ دیجئے اپنی بیویوں سے اور صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے کہ نیچے لٹکا لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔ اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو ایذا نہ دی جایا کریں گی۔

Marfat.com

شان نزول:

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں شہر کے اندر پاخانہ نہ ہونے کے باعث شریف زادیوں کو بھی قضائے حاجت کے لئے علی الصبح شہر سے باہر جانا پڑتا تھا۔ بدکردار لوگ (غنڈے) عوام تو کیا خواص عورتوں کو بھی آتے جاتے دیکھ کر ان سے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے۔ جب ان سے دریافت کیا جاتا کہ تم کیوں شرفاء زادیوں سے ہنسی کرتے ہوتو وہ کہتے کہ ہم ان کو لونڈیاں سمجھتے ہیں ورنہ ہماری مجال نہیں۔

امہات المؤمنین کو گھر میں پردے سے رہنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو پھر گھر سے باہر نکلنے کی بالکل ممانعت کر دی۔ چنانچہ سورہ احزاب میں ارشاد فرمایا ہے:

وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولیٰ
(سورہ احزاب رکوع ۴)

یعنی اور قرار کھو اپنے گھروں میں اور اظہار کرتی نہ پھرو۔ پہلے زمانہ جہالت کی طرح۔

جیسے کفر کی حالت اور اگلے زمانہ کی جاہلیت میں دستور تھا کہ عورتیں بے پردہ بناؤ سنگار دکھاتی پھرا کرتی تھیں۔ ایسا نہ کرو بلکہ پردہ میں بیٹھو اور گھروں میں قرار پکڑو۔

پردہ کی آیت کا نزول اور حضرت سودہؓ کا ضرورت سے نکلنا:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ پردے کی آیت نازل ہونے کے بعد ایک دن حضرت سودہؓ کسی ضرورت شدید سے باہر نکلیں چونکہ آپ دراز قد انسانوں میں سے تھیں، کسی شخص سے چھپ نہ سکتی تھیں اور باوجود چہرہ پوشیدہ ہونے کے مخفی نہیں ہو سکتی تھیں، چنانچہ ایک دن حضرت عمرؓ نے ظاہری قد و جسامت دیکھتے ہی پہچان لیا، آواز دے کر کہا:

Marfat.com

اے سودہ! تم کس طرح نکل رہی ہو ذرا خیال کر کے نکلا کرو، خدا کی قسم ہم سے تم چھپ نہیں سکتیں۔

یہ سن کر حضرت سودہؓ فوراً واپس لوٹ گئیں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا پہنچیں، اس وقت رسول اللہ ﷺ شام کا کھانا تناول فرما رہے تھے ہڈی ہاتھ میں تھی سودہؓ اندر آ گئیں اور کہا:

یارسول اللہ ﷺ میں اپنے کسی کام سے باہر نکلی تھی، عمرؓ نے مجھے ایسا ایسا کہا۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہڈی موجود ہی تھی، آپ ﷺ نے اس کو ہاتھ سے رکھا بھی نہ تھا کہ وحی الٰہی آنے لگی وحی کے ختم ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

"قد اذن الله لكن ان تخرجن لحاجتكن"

یعنی (اے عورتوں)! اللہ نے تم کو اپنی ضروریات کے لئے باہر جانے کی اجازت (پردے کے ساتھ) دی ہے تم باہر اپنے کام سے چادر اوڑھ کر یا برقع زیب تن کر کے نکل سکتی ہو۔ (الحدیث صحیح بخاری شریف، جلد۲ ص۳۱۹ حدیث ۴۷۰۶ و تفسیر مظہری جلد۱۰ ص۲۵۲ پ۲۲)

عورتوں کو صرف سخت ضرورت کے وقت باہر نکلنے کی اجازت:

ایک دفعہ آپ ﷺ نے مواقع ضرورت پر ازواج مطہرات کو خطاب کر کے فرمایا:

"قد اذن لكن ان تخرجن لحاجتكن"

یعنی تمہارے لئے اس کی اجازت ہے کہ تم اپنی ضرورت کے لئے باہر نکلو (لیکن برقع وغیرہ کے پردہ کے ساتھ)۔

(الحدیث مسلم شریف و تفسیر معارف القرآن جلد۷ ص۱۳۳)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ آئے ہیں کہ:

"ليس للنساء نصيب فى الخروج الا مضطرة"

یعنی ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے کہ خواتین کا گھر سے باہر نکلنے کا کوئی

Marfat.com

حصہ نہیں بجز اس کے کہ باہر نکلنے کے لئے کوئی سخت ضرورت پیش آجائے، یا کوئی سخت مجبوری سامنے آجائے۔

(الحدیث بحوالہ رواہ طبرانی کذافی کنز جلد ۸ص ۲۶۳)

ابتداء اسلام میں پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا بلکہ ہجرت کے بعد پانچویں سال میں یہ حکم نازل ہوا۔ حضرت فاروق اعظمؓ کی خواہش تھی کہ پردہ کا حکم نازل ہو۔ حضرت عمر بن الخطابؓ کی جن قلبی خواہشوں کو رب العزت نے شرف قبولیت بخشا ان میں سے ایک یہ حجاب کا مسئلہ بھی ہے۔

صحیحین میں یہ روایت موجود ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ کی ازواج مطہرات کے پاس نیک وبد ہر ہر طرح کے لوگ آتے ہیں کاش آپ ان کو پردہ میں رکھتے اس پر آیت حجاب اتری۔

(بخاری کتاب التفسیر)

پردہ کی آیت کا نزول اور ازواج مطہراتؓ کی احتیاط:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب پردہ نسواں کی آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے مردوں کے سامنے ایک چادر وغیرہ کا پردہ ڈال کر حضرت زینبؓ کو اندر مستور کر دیا اس کے بعد تمام ازواج مطہرات کا معمول یہ ہوگیا تھا کہ گھروں میں رہ کر پردہ کرتی تھیں اور پردہ کے معاملہ میں بڑی احتیاط رکھتی تھیں۔

(بحوالہ تفسیر معارف جلد ۷ص ۲۱۴)

پردہ کے بارے میں حجۃ الوداع کا واقعہ:

پردے کا یہ احکام سنہ ۵ ہجری کے درمیان نازل ہوئے ہیں لیکن اس اہتمام کے ساتھ ان پر عمل ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع کے سلسلے کا ایک واقعہ ازواج مطہرات سے متعلق بیان کرتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چار پانچ سالوں کے اندر

Marfat.com

اندر یہ چیز مسلمان عورتوں کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی یہاں تک کہ جن حالات میں اس پردے کا حکم نہیں ہے ان حالات میں بھی وہ بالکل غیر اختیاری طور پر پردے کا اہتمام کرنے لگتی تھیں۔

چنانچہ حالت احرام میں عورت کو نقاب اور دستانے وغیرہ پہننے کی اجازت نہیں ہے لیکن روزمرہ کی عادت کا یہ اثر تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

كان الركبان يمرون بناو نحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم محرمات فاذا حاذونا سدلت احدانا جلبا بها من رأسها علىٰ وجهها فاذا جاوزونا كشفناه

(ابی داؤد كتاب المنسلک باب ۳۴)

قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھیں جب قافلے ہمارے سامنے آتے ہم بڑی چادر سر کی طرف سے چہرے پر لٹکا لیتیں اور جب وہ گزر جاتے ہم اس کو اٹھا دیتیں۔

شریف زادی اور لونڈی کے درمیان پردے کا امتیاز:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے زمانے میں باہر نکلنے کے لیے مذکورہ بالا پردہ اس قدر ضروری تھا کہ اسی سے ایک شریف زادی اور ایک لونڈی کے درمیان امتیاز ہوتا تھا۔ چنانچہ غزوۂ خیبر کے سلسلے میں جب صحابہؓ میں یہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت صفیہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک لونڈی کی حیثیت سے رکھیں گے یا ایک منکوحہ بیوی کی حیثیت سے تو اس بارے میں اس فیصلہ کن اصول کو سب نے تسلیم کیا کہ:

ان حجبها فهي من احدى امهات المؤمنين وان لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه فلما ارتحل وطى لها خلفه ومد الحجاب بينها وبين الناس

(صحیح بخاری باب ۱۳)

اگر ان کو پردہ کرائیں تو سمجھنا چاہئے کہ وہ امہات المومنین میں سے ایک ہیں اور اگر پردہ نہ کرائیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی حیثیت لونڈی کی ہوگی تو جب آپ ﷺ نے کوچ کا ارادہ فرمایا تو اپنے پیچھے ان کے لیے بیٹھنے کا سامان کیا اور ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ تانا۔

نزول حجاب اور ایک عورت کی بے پردگی اور یہودیوں کا محاصرہ:

با قاعدہ نزول حجاب (ذیقعدہ سنہ ۵ ہجری) سے قبل یہودی عورتیں بھی ایسا پردہ کرنے کی عادی تھیں جس میں ان کا چہرہ چھپا رہتا تھا جنگ بدر اور جنگ احد واقعہ سنہ ۳ھ سے قبل جب ایک عورت منہ پر نقاب ڈالے نبی قینقاع کے یہودیوں کے بازار واقع بیرون مدینہ منورہ میں ایک سنار کی دکان پر کسی زیور کے سلسلے میں بیٹھی ہوئی تھی تو یہودیوں نے اسے منہ کھولنے پر مجبور کیا عورت کے انکار پر انہوں نے کوئی ایسی شرارت کی کہ جس سے اس کا پردہ کھل گیا اور یہودی ہنسنے لگے۔ باغیرت خاتون نے اس پر چیخ ماری جسے سن کر ایک مسلمان نے اس یہودی کا کام تمام کر دیا اور یہودیوں نے اٹھ کر اس مسلمان کو شہید کر دیا جس کی خبر پا کر حضور نبی کریم ﷺ نے وہاں کے سات سو یہودیوں کا جن میں تین سو مسلح تھے محاصرہ کر لیا حضور ﷺ نے ایک سفارش پر ان کو قتل کرنے سے تو درگزر فرمایا لیکن مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ان یہودیوں کے اموال بطور غنیمت لوٹ کر باہم تقسیم کر لیں اور ان کو ملک بدر کر دیا جائے۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جو سارے کے سارے چند دنوں کے بعد ملک شام میں جلاوطنی کی حالت میں ہلاک ہو گئے جس کی تفصیل سیرۃ ابن ہشام، تاریخ کامل ابن اثیر و دیگر کتب تاریخ میں دیکھی جا سکتی ہے غرضیکہ دور تہذیب و تمدن اور دور جاہلیت دونوں میں ایک ہی نوع کا پردہ رائج تھا جس میں چہرہ بھی چھپا ہوا ہوتا تھا۔

Marfat.com

موضوع نمبر ۸

کیا پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

بے پردگی کا سیلاب:

کچھ عرصے سے علماء، مسلمان اہل فکر اور دینی جماعتوں کی بیشتر توجہ ملک کے سیاسی اور قانونی مسائل کی طرف اس شدت کے ساتھ مبذول رہی ہے کہ بہت سے اہم معاشرتی مسائل پیچھے چلے گئے ہیں اور ان کی طرف توجہ یا تو بالکل نہیں رہی یا بہت کم رہی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف جس سست رفتاری سے سیاست اور قانون میں دین کا عمل دخل شروع ہوا ہے دوسری طرف اس سے کہیں زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ معاشرت بالکل الٹی سمت میں بے دینی کی طرف دوڑ رہی ہے بے پردگی اور بے حیائی گھر گھر پھیل چکی ہے۔

عریانی اور فحاشی نے حیا و عفت کا مفہوم تک ذہنوں سے محو کر دیا ہے بڑوں کا احترام اور خاندانی رشتوں کے اسلامی آداب قصہ پارینہ بن چکے ہیں۔

دفتروں میں رشوت اور بازاروں میں سود، قمار اور دھوکہ وفریب کو شیر مادر سمجھ لیا گیا ہے اور اب ان برائیوں کی قباحت بھی دلوں سے مٹ چکی ہے ان بہت سے مسائل میں سے آج کی نشست میں بے پردگی اور بے حیائی کے مسئلے پر چند دردمندانہ گذارشات قارئین کی خدمت میں پیش کرتی ہیں جن کا تعلق عام مسلمانوں سے بھی ہے، علماء اور اہل علم سے بھی اور حکومت سے بھی۔

اسلام نے خواتین کو عزت و حرمت کا جو مقام بخشا ہے اور اس کے تقدس کی حفاظت کے لئے جو تعلیمات دی ہیں وہ دنیا بھر کے مذاہب اور اقوام میں ایک منفرد حیثیت کی حامل ہیں اسلام نے ایک طرف عورت کی حرمت اور دوسری طرف اس کے جائز تمدنی اور

Marfat.com

معاشرتی حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے جو احکام عطا فرمائے ہیں ان کی حکمتوں کا احاطہ انسانی عقل کے ادراک سے بالاتر ہے۔

مسلمان عورت اپنی عزت کے تحفظ کے ساتھ تمام ضروری تمدنی حقوق رکھنے کے باوجود تلاش معاش میں ماری ماری پھرنے کے لئے نہیں بلکہ گھر کی ملکہ بننے کے لئے پیدا ہوئی ہے اسی لئے شریعت نے اس کی عمر کے کسی مرحلے میں فکر معاش کا بوجھ اس کی گردن پر نہیں ڈالا۔

خال خال صورتیں تو مستثنیٰ ہیں لیکن عام حالات میں شادی کے بعد یہ ذمے داری یا تو شوہر یا اولاد پر ڈالی گئی ہے لہذا ناگزیر ضرورتوں کو چھوڑ کر عام طور پر اسے معاش کے لئے سڑکیں چھاننے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ اس کی عزت و آبرو اور اسکی حرمت و تقدس کو سلامت رکھنے کے لئے یہ حکم دیا گیا ہے کہ:

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیه الاولی

(سورہ احزاب ۳۳)

ترجمہ: اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور پچھلی جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کر کے باہر نہ پھرا کرو۔

ضرورت کے موقع پر عورت کو گھر سے باہر جانے کی اجازت بھی اسلام نے دی ہے۔ لیکن اس طرح کہ وہ پردے کے آداب و شرائط کو ملحوظ رکھ کر بقدر ضرورت باہر نکلے اور اپنے آپ کو ہوسناک نگاہوں کا نشانہ بننے سے بچائے اس غرض کے لئے مرد و عورت کے درمیان فطری تقسیم کار رکھی گئی ہے کہ مرد کمائے اور عورت گھر کا انتظام کرے اور مرد کا اس کے لئے کما کر لانا عورت پر اس کا کوئی احسان نہیں اس کا لازمی فریضہ ہے بلکہ اس معاملے میں اسلام نے عورت کو یہ فضیلت اور امتیاز بخشا ہے کہ گھر کا انتظام بھی قانونی طور پر اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔

اخلاقی طور پر اس کو اس بات کی ترغیب ضرور دی گئی ہے کہ وہ شوہر کے گھر کی دیکھ بھال کرے لیکن اگر کوئی عورت اپنی اس اخلاقی ذمہ داری کو پورا نہ کرے تو مرد اس کو بزور قانون اس پر مجبور نہیں کر سکتا۔

اس کے برخلاف مرد پر عورت کے لئے کمانے کی ذمہ داری اخلاقی بھی ہے اور

Marfat.com

قانونی بھی۔ اور اگر کوئی مرد اس میں کوتاہی کرے تو عورت بزور قانون اسے اس ذمہ داری کی ادائیگی پر مجبور کر سکتی ہے۔

اسلام نے عورت کو یہ امتیاز اس لئے عطا فرمایا ہے تا کہ وہ کسب معاش کی الجھنوں میں پڑ کر معاشرتی برائیوں کا سبب بننے کی بجائے گھر میں رہ کر قوم کی تعمیر کی خدمت انجام دے۔ گھر کا ماحول معاشرے کی وہ بنیاد ہے جس پر تمدن کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے اگر یہ بنیاد خراب ہو تو اس کا فساد پورے معاشرے میں سرایت کر جاتا ہے۔

اس کے برعکس اگر ایک مسلمان خاتون اپنے گھر کے ماحول کو سنوار کر ان نونہالوں کی تربیت صحیح کرے جنہیں آگے چل کر قوم وملک کا بوجھ اٹھانا ہے تو ساری قوم خود کار طریقے پر سنور سکتی ہے اور اس طرح مرد وعورت کی عزت و آبرو کا پورا تحفظ ہوتا ہے اور دوسری طرف ایک ایسا ستھرا گھریلو نظام وجود میں آتا ہے جو آخر کار پورے معاشرے کی پاکیزگی کا ضامن بن سکتا ہے۔

لیکن جس ماحول میں معاشرے کی پاکیزگی کوئی قیمت ہی نہ رکھتی ہو اور جہاں عفت و عصمت کے بجائے اخلاق باختگی اور حیا سوزی کو منتہائے مقصود سمجھا جاتا ہو، ظاہر ہے کہ وہاں اس تقسیم کار اور پردہ اور حیاء کو نہ صرف غیر ضروری بلکہ راستے کی رکاوٹ سمجھا جائے گا۔ چنانچہ جب مغرب میں تمام اخلاقی اقدار سے آزادی کی ہوا چلی تو مرد نے عورت کے گھر میں رہنے کو اپنے لئے دوہری مصیبت سمجھا ایک طرف تو اس کی ہوس ناک طبیعت عورت کی کوئی ذمہ داری قبول کئے بغیر قدم قدم پر اس سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی اور دوسری طرف وہ اپنی قانونی بیوی کی معاشی کفالت کو بھی ایک بوجھ تصور کرتا تھا۔

چنانچہ اس نے دونوں مشکلات کا جو عیارانہ حل نکالا اس کا خوبصورت اور معصوم نام "تحریک آزادی نسواں" ہے۔ عورت کو یہ پڑھایا گیا کہ تم اب تک گھر کی چار دیواری میں قید رہی ہو اب آزادی کا دور ہے اور تمہیں اس قید سے باہر آ کر مردوں کے شانہ بشانہ زندگی کے ہر کام میں حصہ لینا چاہئے۔ اب تک تمہیں حکومت وسیاست کے ایوانوں سے بھی محروم رکھا گیا ہے اب تم باہر آ کر زندگی کی جدوجہد میں برابر کا حصہ لو تو دنیا بھر کے اعزازات اور اونچے اونچے منصب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

عورت بیچاری ان دلفریب نعروں سے متاثر ہو کر گھر سے باہر آ گئی اور پروپیگنڈے

Marfat.com

کے تمام وسائل کے ذریعے شور مچا مچا کر اسے یہ یاد کرا دیا گیا کہ اسے صدیوں کی غلامی کے بعد آج آزادی ملی ہے اور اب اس کے رنج و محن کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

ان دلفریب نعروں کی آڑ میں عورت کو گھسیٹ کر سڑکوں پر لایا گیا۔ اسے دفتروں میں کلرکی عطا کی گئی، اسے اجنبی مردوں کی پرائیویٹ سیکرٹری کا منصب بخشا گیا، اسے اسٹینو ٹائپسٹ بننے کا اعزاز دیا گیا، اسے سینکڑوں انسانوں کی حکم برداری کے لئے ائیر ہوسٹس کا عہدہ عنایت کیا گیا، اسے تجارت چمکانے کے لئے سیلز گرل اور ماڈل گرل بننے کا شرف بخشا گیا۔

اور اس کے ایک ایک عضو کو برسر بازار رسوا کر کے گاہکوں کو دعوت دی گئی کہ آؤ اور ہم سے مال خریدو یہاں تک کہ وہ عورت جس کے سر پر دین فطرت نے عزت و آبرو کا تاج رکھا تھا اور جس کے گلے میں عفت و عصمت کے ہار ڈالے تھے تجارتی اداروں کے لئے ایک شوپیس اور مرد کی تھکن دور کرنے کے لئے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی۔

نام یہ لیا گیا تھا کہ عورت کو آزادی دے کر سیاست و حکومت کے ایوان اس کے لئے کھولے جا رہے ہیں۔ لیکن ذرا جائزہ لے کر تو دیکھئے کہ اس عرصے میں خود مغربی ممالک کی کتنی عورتیں صدر، وزیر اعظم یا وزیر بن گئیں؟ کتنی خواتین کو جج بنایا گیا؟ کتنی عورتوں کو دوسرے بلند مناصب کا اعزاز نصیب ہوا؟

اعداد و شمار جمع کئے جائیں تو ایسی عورتوں کا تناسب بمشکل چند عورتیں فی لاکھ ہو گا۔ ان گنی چنی خواتین کو کچھ مناصب دینے کے نام پر باقی لاکھوں عورتوں کو جس بے دردی کے ساتھ سڑکوں اور بازاروں میں گھسیٹ کر لایا گیا ہے وہ آزادی نسواں کے فراڈ کا المناک ترین پہلو ہے۔

آج یورپ اور امریکہ میں جا کر دیکھئے تو دنیا بھر کے تمام نچلے درجے کے کام عورت کے سپرد ہیں ریستورانوں میں کوئی مرد ویٹر شاذ و نادر ہی کہیں نظر آئے گا ورنہ یہ خدمات تمام تر عورتیں انجام دے رہی ہیں۔ ہوٹلوں میں مسافروں کے کمرے صاف کرنے اور ان کے بستر کی چادریں بدلنے اور روم اٹینڈنٹ کی خدمات تمام تر عورتوں کے سپرد ہیں۔

اسی طرح دکانوں پر مال بیچنے کے لئے مرد خال خال نظر آئیں گے یہ کام بھی عورتوں ہی سے لیا جاتا ہے دفاتر کے استقبالئے پر عام طور سے عورتیں ہی تعینات ہیں اور

Marfat.com

بیرے سے لے کر کلرک تک تمام مناصب زیادہ تر اسی صنف نازک کے حصے میں آئے ہیں جسے گھر کی قید سے آزادی عطا کی گئی ہے۔

عورت اگر اپنے گھر میں اپنے ماں باپ، شوہر اور اولاد کے لئے خانہ داری کرے تو یہ قید ہے لیکن اگر اجنبی مردوں کی میزبانی کرے تو یہ آزادی اور اعزاز ہے۔

پروپیگنڈے کی قوتوں نے یہ عجیب وغریب فلسفہ ذہنوں پر مسلط کر دیا ہے کہ عورت اگر اپنے گھر میں اپنے اور اپنے شوہر، اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں اور اولاد کے لئے خانہ داری کا انتظام کرے تو یہ قید اور ذلت ہے لیکن وہی عورت اجنبی مردوں کے لئے کھانا پکائے، ان کے کمروں کی صفائی کرے، ہوٹلوں اور جہازوں میں ان کی میزبانی کرے، دکانوں اور جہازوں میں ان کی میزبانی کرے، دکانوں پر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے اور دفاتر میں اپنے افسروں کی ناز برداری کرے تو یہ آزادی اور اعزاز ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

پھر ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ عورت کسب معاش کے لئے آٹھ گھنٹے کی یہ سخت اور ذلت آمیز ڈیوٹیاں ادا کرنے کے باوجود اپنے گھر کے کام دھندوں سے اب بھی فارغ نہیں ہوئی۔ گھر کی تمام خدمات اب بھی پہلے کی طرح اسی کے ذمے ہیں اور یورپ و امریکہ میں اکثریت ان عورتوں ہی کی ہے جن کو آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دینے کے بعد اپنے گھر پہنچ کر کھانا پکانے، برتن دھونے اور گھر کی صفائی کا کام اب بھی کرنا پڑتا ہے۔

یہ تو اس نام نہاد آزادی کے وہ نتائج ہیں جو خود عورت اپنی ذاتی زندگی میں بھگت رہی ہے اور مرد وزن کے اس بے محابا اختلاط سے پورے معاشرے میں بد اخلاقی، جنسی جرائم، بے راہ روی اور آوارگی کی جو تباہ کن وبائیں وہاں پھوٹی ہیں وہ کسی بھی باخبر انسان سے پوشیدہ نہیں۔ عائلی نظام کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ہے حسب ونسب کا ہر کوئی تصور کی خیالی سرحدیں بھی پار کر چکا ہے اور فحاشی کے عفریت نے انسانی قدروں کو جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے۔

یہ حالات کسی خیالی دنیا کے نہیں یہ مغربی دنیا کے وہ ناقابل انکار حالات ہیں جن کا ہر شخص وہاں جا کر مشاہدہ کر سکتا ہے اور جو لوگ وہاں نہیں جا سکے ان حالات کی خبر لازماً ان تک بھی پہنچتی رہتی ہے تقلید مغرب کے شائقین شروع میں وہاں جا کر آباد ہوئے اور اپنی

Marfat.com

بچیوں کا مسئلہ سامنے آیا تو ان کی پریشانی اور بے چینی کا یہاں رہ کر اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سوال یہ ہے کہ کیا کوئی مسلمان جس کے دل میں ایمان کی کوئی رمق موجود ہو یہ پسند کر سکتا ہے کہ خدانخواستہ یہ گھناؤنے حالات ہمارے اپنے ملک اور اپنے معاشرے میں بھی دہرائے جائیں؟

اگر نہیں! اور یقیناً نہیں تو یہ کیسا ستم ہے کہ ہم بھی رفتہ رفتہ بے پردگی اور بے حجابی کے اسی راستے پر چل رہے ہیں جس نے مغرب کو معاشرتی تباہی اور اخلاقی دیوالیہ پن کے آخری سرے تک پہنچا دیا ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ مسلمان خاندان کی خواتین کی سواریوں پر پردے بندھے ہوتے تھے اور پردہ شرافت و عالی نسبی کا نشان سمجھا جاتا لیکن آج انہیں شریف گھرانوں کی بیٹیاں بازاروں میں برہنہ سر گھوم رہی ہیں۔

بڑے شہروں میں تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ پورے شہر میں برقعے کی شکل خال خال ہی کہیں نظر آتی ہے۔ بے پردگی کے سیلاب نے حیاء و غیرت کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے اور دین دار گھرانوں میں بھی پردے کی اہمیت کا احساس روز بروز گھٹ رہا ہے۔

ایک زمانہ تھا جب پردہ شرافت و عالی نسبی کا نشان سمجھا جاتا تھا:

بعض لوگ بے پردگی کی حمایت میں کہتے نظر آتے ہیں کہ ہماری بے پردگی کو یورپ اور امریکہ کی بے پردگی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور یہاں کی بے پردگی وہ نتائج پیدا نہیں کرے گی جو مغرب میں پیدا ہو چکے ہیں لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ جو کچھ مغرب میں ہوا یا ہو رہا ہے وہ فطرت کے ساتھ بغاوت کے لازمی اور منطقی نتائج ہیں۔

یہ بغاوت جہاں کہیں ہو گی اپنے انہی منطقی نتائج تک پہنچ کر رہے گی۔ ان نتائج کو کھوکھلے فلسفوں سے نہیں روکا جا سکتا اور جو لوگ بے پردگی کو فروغ دینے کے بعد معاشرے میں عفت باقی رکھنے کے دعوے کرتے پھرتے ہیں وہ یا تو خود احمقوں کی جنت

Marfat.com

میں بستے ہیں یا دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔

واقعات اس بات کے گواہ ہیں کہ جب سے ہمارے معاشرے میں بے پردگی کا رواج بڑھا ہے اس وقت سے اغواء، زنا اور جرائم کی شرح کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے اور اس طرح جس مقدار میں ہم بے پردگی کی طرف بڑھے اسی تناسب سے مغربی معاشرے کی لعنتیں بھی ہمارے یہاں سرایت کرگئی ہیں۔

ان لعنتوں کے سدباب کا اگر کوئی راستہ ہے تو صرف یہ کہ ہم پردے کے سلسلے میں اپنے طرز عمل کو بدل کر دین فطرت کی انہی تعلیمات کی طرف لوٹیں جنہوں نے ہمیں پاکیزہ زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا ہے۔ ہمارے خطباء اور واعظ حضرات نے بھی ایک مدت سے اس مسئلے کی وضاحت چھوڑ رکھی ہے اور اس اسلامی حکم کی تعلیم و تبلیغ میں بھی بہت سستی آ گئی ہے شاید یہ خیال ہونے لگا ہے کہ اس معاملے میں وعظ و نصیحت بے اثر ہو چکی ہے۔

لیکن خوب سمجھ لینا چاہئے کہ داعی حق کا کام یہ ہے کہ وہ تھکنے اور مایوس ہونے کی بجائے اپنے حصے کا کام انجام دیتا رہے نتائج تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں لیکن داعی کا کام یہ ہے کہ وہ دعوت کو سست نہ پڑنے دے تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ اخلاص کے ساتھ جو بات کہی جاتی رہے وہ ایک نہ ایک دن اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے:

وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین (سورہ والزاریات)

ترجمہ: اور نصیحت کرو کہ بلاشبہ نصیحت مومنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

حالات بلاشبہ تشویشناک ہیں لیکن بفضلہ تعالیٰ ابھی ہمارا معاشرہ اس مقام پر نہیں پہنچا جہاں اصلاح کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ ہزار غفلتوں اور کوتاہیوں کے باوجود بحمد اللہ اب بھی دلوں میں اللہ تعالیٰ پر، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور یوم آخرت پر ایمان موجود ہے اور اسی دولت ایمان کی وجہ سے ابھی دعوت و تبلیغ کے لئے لوگوں کے کان بالکل بند نہیں ہوئے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اخلاص اور حکمت کے ساتھ مؤثر انداز میں حق کی دعوت متواتر پہنچتی رہے۔

اگر خدانخواستہ اس مرحلے پر اس فریضے میں کوتاہی جاری رہی تو اصلاح کی کوششیں

Marfat.com

روز بروز مشکل تر ہوتی جائیں گی اور خدانہ کرے کہ ہمارے معاشرے میں وہ صورتحال پیدا ہو جس سے آج مغربی ممالک دوچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ روز بد نہ دکھائے اور اصلاح حال کے لئے اپنے حصے کا کام صدق واخلاص اور لگن کے ساتھ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

کیاپردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟:

مورخہ ۲ مارچ ۱۹۵۵ء نشتر میڈیکل کالج ملتان میں آل پاکستان انٹر کالجیٹ مباحثہ منعقد ہوا۔ بحث کا عنوان تھا ''اس ایوان کی رائے میں پردہ ملک کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔''

اس بحث میں جس لڑکی کو فرسٹ پرائز ملا وہ ملتان کالج فار ویمن کی تھرڈ ایئر کی طالبہ تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مقررہ نے پس پردہ تقریر کرنے کی اجازت چاہی مگر اسے یہ اجازت نہ مل سکی۔ چنانچہ اس نے چادر اوڑھ کر تقریر کی۔

ذیل میں وہ تقریر درج کی جاتی ہے جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ مقررہ نے کس قدر معقول دلائل کے ساتھ اپنے موضوع کو پیش کیا۔ مباحثہ کے اختتام پر جب ایوان سے رائے لی گئی تو عظیم الشان اکثریت کے ساتھ ایوان نے پردہ کے حق میں رائے دی اور دوسری طرف ایک فیصد سے زائد ووٹ نہ تھے۔

پردہ ملک کی ترقی میں رکاوٹ ہے یا نہیں؟ اس سوال کا فیصلہ کرنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ پردہ ہے کیا چیز؟ کیونکہ اس کے بغیر ہم اس کی غرض، اس کے فائدے اور نقصان کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس کے بعد ہمیں یہ طے کرنا چاہئے کہ وہ ترقی کیا ہے جسے ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اسے طے کئے بغیر ہم یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ پردہ اس میں حائل ہے یا نہیں۔

پردہ عربی زبان کے لفظ حجاب کا لفظی ترجمہ ہے، جس چیز کو عربی میں حجاب کہتے ہیں اسی کو فارسی اور اردو میں پردہ کہتے ہیں۔ حجاب کا لفظ قرآن مجید کی اس آیت میں آیا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نبی ﷺ کے گھر میں بے تکلف آنے جانے سے منع

Marfat.com

فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ اگر گھر کی خواتین سے کوئی چیز مانگنی ہو تو حجاب (پردے) کی اوٹ سے مانگا کرو۔

اسی حکم سے پردے کے احکام کی ابتداء ہوئی اور پھر جتنے احکام اس سلسلے میں آئے ان سب کے مجموعے کو احکام حجاب (یعنی پردے کے احکام) کہا جانے لگا۔ پردے کے یہ احکام سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں، ان میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ رہیں، اپنے حسن اور آرائش کی نمائش نہ کرتی پھریں، جس طرح زمانہ جاہلیت کی عورتیں کرتی تھیں۔

گھروں سے باہر نکلنا ہو تو اپنے اوپر ایک چادر ڈال کر نکلیں اور بجنے والے زیور پہن کر نہ نکلیں۔ گھروں کے اندر بھی محرم مردوں اور غیر محرم مردوں کے درمیان امتیاز کریں۔ محرم مردوں اور گھر کے ملازموں اور میل جول کی عورتوں کے سوا کسی کے سامنے زینت کے ساتھ نہ آئیں (زینت کے وہی معنی ہیں جو ہماری زبان میں آرائش وزیبائش اور بناؤ سنگھار کے ہیں، اس میں خوشنما لباس، زیور اور میک اپ تینوں چیزیں شامل ہیں)۔

پھر محرم مردوں کے سامنے بھی عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈال کر رکھیں اور اپنا ستر چھپائیں۔ گھر کے مردوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ماں بہنوں کے پاس بھی آئیں تو اجازت لے کر آئیں تاکہ اچانک ان کی نگاہ ایسی حالت میں نہ پڑے جب کہ وہ جسم کا کوئی حصہ کھولے ہوئے ہوں۔ یہ وہ احکام ہیں جو خود قرآن حکیم میں دیئے گئے ہیں اور انہی کا نام "پردہ" ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ان کی تشریح فرماتے ہوئے فرمایا کہ عورت کے ستر میں چہرہ، کلائی کے جوڑ تک ہاتھ اور ٹخنے تک پاؤں کے سوا اس کا پورا جسم شامل ہے، جسے باپ اور بھائی تک سے چھپا کر رکھنا چاہئے اور ایسے باریک اور چست کپڑے نہ پہننے چاہئیں جن سے جسم نمایاں ہو۔

نیز اپنے محرم مردوں کے سوا کسی اور مرد کے ساتھ تنہا رہنے سے عورتوں کو منع فرمایا اور محرم مردوں کے بغیر تنہا یا کسی غیر آدمی کے ساتھ سفر کرنے سے روک دیا۔ آپ نے عورتوں کو اس بات سے بھی منع فرمایا کہ وہ گھر سے باہر خوشبو لگا کر نکلیں، مسجد کے اندر نماز باجماعت میں آپ نے عورتوں کے لئے الگ جگہ مقرر فرمائی تھی اور اس بات کی اجازت

Marfat.com

نہ دی تھی کہ عورت اور مرد مل جل کر ایک صف میں نماز پڑھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ اور سب مرد اس وقت تک بیٹھے رہتے تھے جب تک عورتیں نہ چلی جاتیں۔

یہ احکام جس کا جی چاہے قرآن مجید کی سورہ النور اور سورہ الاحزاب میں اور حدیث کی مستند کتابوں میں دیکھ سکتا ہے۔ آج جس چیز کو ہم پردہ کہتے ہیں، اس میں چاہے عملی طور پر افراط و تفریط ہوگئی ہو، لیکن اصول اور قاعدے سب وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مدینہ پاک کی مسلم سوسائٹی میں جاری کئے تھے۔

اگرچہ میں خدا اور رسول کا نام لے کر آپ کی زبان بند کرنا نہیں چاہتی مگر یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتی کہ آج ہمارے اندر یہ آواز اٹھنا کہ یہ ''پردہ ہماری ترقی میں رکاوٹ ہے'' ہماری دورخی ذہنیت کی کھلی علامت ہے۔ یہ آواز خدا اور رسول کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ ہے اور اس کے معنی صاف یہ ہیں کہ خدا اور رسول نے ہماری ترقی کے راستے میں روڑے اٹکا دیئے ہیں۔

اگر واقعۃً ہم ایسا سمجھتے ہیں تو آخر ہم کیوں خواہ مخواہ مسلمان بنے ہوئے ہیں اور کیوں اس خدا اور رسول کو ماننے سے انکار نہیں کر دیتے جنہوں نے ہم پر ایسا ظلم کیا ہے۔ اس سوال سے یہ کہہ کر چھٹکارا حاصل نہیں کیا جا سکتا کہ خدا اور رسول نے پردے کا حکم ہی نہیں دیا ہے۔

میں ابھی عرض کر چکی ہوں کہ پردہ کس چیز کا نام ہے اور اس کے تفصیلی احکام جس کا جی چاہے قرآن مجید اور احادیث کی مستند کتب میں نکال کر دیکھ سکتا ہے۔ حدیث کی صحت سے کسی کو انکار بھی ہو تو قرآن کے کھلے کھلے احکام کو آخر وہ کہاں چھپائے گا؟ پردہ کے یہ احکام جو اسلام نے ہم کو دیئے ہیں، ان پر تھوڑا سا بھی غور کیجئے تو سمجھ میں آ سکتا ہے کہ ان کے تین بڑے بڑے مقصد ہیں۔

اول یہ کہ عورتوں اور مردوں کے اخلاق کی حفاظت کی جائے اور ان خرابیوں کا دروازہ بند کیا جائے جو مخلوط سوسائٹی میں عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول سے پیدا ہوتی ہیں۔

دوسرا یہ کہ عورتوں اور مردوں کا دائرہ عمل الگ کیا جائے تاکہ فطرت نے جو فرائض عورت کے سپرد کئے ہیں انہیں وہ سکون کے ساتھ انجام دے سکے اور جو خدمات مرد کے

Marfat.com

سپرد کی ہیں انہیں وہ اطمینان کے ساتھ بجالا سکے۔

تیسرا یہ کہ گھر اور خاندان کے نظام کو مضبوط اور محفوظ کیا جائے، جس کی اہمیت زندگی کے دوسرے نظاموں سے کم نہیں، بلکہ کچھ بڑھ کر ہی ہے۔ پردہ کے بغیر جن لوگوں نے گھر اور خاندان کے نظام کو محفوظ کیا ہے، انہوں نے عورت کو غلام بنا کر اسے تمام حقوق سے محروم کر کے رکھ دیا ہے اور جنہوں نے عورت کو اس کے حقوق نہ دینے کے ساتھ پردہ کی پابندیاں بھی نہیں رکھی ہیں، ان کے ہاں گھر اور خاندان کا نظام بکھر گیا ہے اور روز بروز بکھرتا جا رہا ہے۔

اسلام عورت کو اس کے پورے حقوق بھی دیتا ہے اور اس کے گھر اور خاندان کے نظام کو بھی محفوظ رکھنا چاہتا ہے اور یہ مقصد تب تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ پردہ کے احکام اس کی حفاظت کے لئے موجود نہ ہوں۔

خواتین وحضرات! میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ ٹھنڈے دل سے ان مقاصد پر غور کریں، اخلاق کا مسئلہ کسی کی نگاہ میں اہمیت نہیں رکھتا ہو تو اس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں، مگر جس کی نگاہ میں اس کی کوئی اہمیت ہو اسے سوچنا چاہیئے کہ مخلوط سوسائٹی میں جہاں بن سنور کر عورتیں آزادانہ پھریں اور زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے ساتھ کام کریں وہاں اخلاق بگڑنے سے کیسے بچ سکتے ہیں اور کب تک بچ سکتے ہیں؟

ہمارے اپنے ملک میں یہ صورتحال جتنی بڑھتی جا رہی ہے جنسی جرائم بھی بڑھتے جا رہے ہیں اور ان کی خبریں آپ آئے دن اخبارات میں پڑھ رہے ہیں۔ یہ کہنا کہ ان خرابیوں کا اصل سبب پردہ ہے، جب پردہ نہ رہے گا تو لوگوں کا دل عورتوں سے بھر جائے گا، بالکل غلط ہے۔ جہاں پوری طرح بے پردگی تھی وہاں لوگوں کے دل نہ بھرے اور ان کی خواہشات کے تقاضوں نے عریانی کی نوبت پہنچائی۔ پھر عریانی سے بھی دل نہ بھرے اور کھلی کھلی جنسی آوارگی تک نوبت پہنچی اور اب جنسی آوارگی کے کھلے لائسنس سے بھی دل نہیں بھرا ہے اور آج بھی کثرت سے جنسی جرائم ہو رہے ہیں جن کی رپورٹیں امریکہ، انگلستان اور دوسرے ملکوں کے اخبارات میں آتی رہتی ہیں۔

کیا یہ کوئی قابل اطمینان حالت ہے؟ یہ صرف اُخلاق ہی کا سوال نہیں ہے ہماری پوری تہذیب کا سوال ہے۔

Marfat.com

مخلوط سوسائٹی جتنی بڑھ رہی ہے عورتوں کے لباس اور بناؤ سنگھار کے اخراجات بھی بڑھ رہے ہیں۔اس کے لئے جائز آمدنیاں ناکافی ثابت ہو رہی ہیں اور رشوت، غبن اور دوسری حرام خوریاں بڑھتی جارہی ہیں۔

حرام خوریوں نے ہماری ریاست کے پورے نظام کو گھن لگا دیا ہے اور کوئی قانون ٹھیک طرح سے نافذ ہونے ہی نہیں پاتا، پھر یہ بھی سوچنے کے قابل بات ہے کہ جن کو اپنی خواہشات کے معاملے میں ڈسپلن کی عادت نہ ہو وہ دوسرے کے معاملے میں ڈسپلن کے پابند کیسے ہو سکتے ہیں؟ جو شخص اپنے گھر کی زندگی میں وفادار نہ ہو اس سے اپنی قوم اور ملک کے معاملے میں وفاداری کی توقع کہاں تک کی جاسکتی ہے؟

عورت اور مرد کا دائرہ عمل الگ کرنا خود فطرت کا تقاضا ہے۔فطرت نے ماں بننے کی خدمت عورت کے سپرد کر کے آپ ہی بتا دیا ہے کہ اس کے کام کی اصل جگہ کہاں ہے اور باپ بننے کا فرض مرد کے ذمے ڈال کر خود اشارہ کر دیا ہے کہ اسے کن کاموں کے لئے مادری فرائض کے بھاری بوجھ سے سبکدوش کیا گیا ہے۔

دونوں قسم کی خدمات کے لئے عورت اور مرد کو الگ الگ جسم دیا گیا ہے، الگ الگ قوتیں دی گئی ہیں، الگ الگ صفات دی گئی ہیں، الگ الگ نفسیاتی احساس دیئے گئے ہیں۔

فطرت نے جسے ماں بننے کے لئے پیدا کیا ہے اسے صبر و تحمل بخشا ہے، اس کے مزاج میں نرمی پیدا کی ہے، اس کو وہ چیز دی ہے جسے ماماتا کہتے ہیں، وہ ایسی نہ ہوتی تو ہم اور آپ پل کر بخیریت جوان نہ ہو سکتے تھے یہ کام جس کے ذمے ڈالا گیا ہے اس کے لئے وہ کام موزوں نہیں ہے جس کے لئے سختی اور سخت مزاجی کی ضرورت ہے۔ وہ کام اسی کے لئے موزوں ہے جسے ماں بننے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے اور جسے ان بھاری ذمہ داریوں سے آزاد رکھا گیا ہے جو ماں بننے کا لازمہ ہیں۔

آپ اس تقسیم کو مٹانا چاہتے ہیں تو پھر یہ فیصلہ کر لیجئے کہ اب دنیا کو ماؤں کی ضرورت نہیں ہے، تھوڑی ہی مدت نہ گزرے گی کہ انسان ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے بغیر ہی ختم ہو جائے گا، لیکن اگر یہ فیصلہ بھی آپ نہیں کرتے اور اس تقسیم کو مٹانا چاہتے ہیں تو یہ عورت کے ساتھ بہت بڑی بے انصافی ہے کہ وہ اس پورے بوجھ کو بھی اٹھائے جو

Marfat.com

فطرت نے ماں بننے کے سلسلے میں اس پر ڈالا ہے اور جس میں مرد ایک رتی برابر بھی اس کے ساتھ کوئی حصہ نہیں لے سکتا اور پھر وہ مرد کے ساتھ آ کر سیاست اور تجارت، صنعت اور حرفت اور لڑائی دنگے کے کاموں میں بھی برابر کا حصہ لے۔

خدا کے لئے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے! انسانیت کی خدمت میں آدھا حصہ تو وہ ہے جسے پورے کا پورا عورت سنبھالتی ہے، کوئی مرد اس میں ذرہ برابر بھی اس کا بوجھ نہیں بٹا سکتا۔ باقی آدھے میں سے آپ کہتے ہیں کہ آدھا بار اس کا بھی عورت اٹھائے، گویا تین چوتھائی عورت کے ذمے پڑا اور مرد کے ذمہ ایک بٹہ چار۔ کیا یہ انصاف ہے؟

عورت بے چاری اس ظلم کو خوشی خوشی برداشت کرنے بلکہ لڑ جھگڑ کر اپنے اوپر لینے کے لئے اس وجہ سے مجبور ہوئی کہ آپ نے عورت ہوتے ہوئے، عورت کی جگہ کام کرتے ہوئے اسے عزت دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے بچوں والی کا مذاق اڑایا، آپ نے گھر گرہستن کو ذلیل قرار دیا۔ آپ نے ان ساری خدمات کو گھٹیا درجہ دیا جو وہ خاندان کے لئے انجام دیتی تھی اور جن کی انجام دہی آپ کی سیاست، معیشت اور جنگ کے لئے بلاواسطہ مفید نہ تھی۔ مجبوراً وہ غریب عزت اور قدر و منزلت کی تلاش میں ان کاموں کے لئے آمادہ ہوئی جو مرد کے کرنے کے تھے، کیونکہ مرد بنے بغیر اور مردانہ خدمات انجام دیئے بغیر آپ اسے عزت دینے کو تیار نہ تھے۔

اسلام نے اس پر یہ مہربانی کی تھی کہ عورت رہتے ہوئے اور زنانہ خدمات ہی انجام دیتے ہوئے اس نے اسے پوری عزت مرد کے برابر بلکہ ماں ہونے کی حیثیت سے مرد سے کچھ بڑھ کر ہی دی۔

اب آپ کہتے ہیں کہ یہ چیز "ترقی" میں حائل ہے۔ آپ کو اصرار ہے کہ عورت ماں بھی بنے اور مجسٹریٹ بھی اور پھر ناچ گا کر مردوں کا دل بہلانے کے لئے بھی وقت نکالے۔

آپ اسے وہ کام دیتے ہیں جن کے لئے وہ پیدا نہیں کی گئی، آپ اسے اس میدان میں کھینچ لاتے ہیں جہاں وہ مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی، جہاں مرد اس سے آگے ہی رہے گا، جہاں عورت کو اگر داد ملے گی بھی تو نسوانیت کی رعایت سے ملے گی یا پھر کمال کی نہیں بلکہ جمال کی ملے گی۔ یہ آپ کے نزدیک "ترقی" کے لئے ضروری ہے۔

Marfat.com

گھر اور خاندان جن کی اہمیت کو آپ ''ترقی'' کے جوش میں بھول گئے ہیں، دراصل وہ کارخانے ہیں جہاں انسان تیار ہوتے ہیں، یہ کارخانے جوتے اور پستول بنانے کے کارخانوں کی نسبت ترقی کے لئے کم ضروری تو نہیں ہیں!

ان کارخانوں کے لئے جن صفات اور نفسیات اور قابلیتوں کی ضرورت ہوتی ہے، وہ فطرت نے سب سے بڑھ کر عورت کو دی ہے۔ ان کو چلانے کے لئے جن خدمات اور محنتوں اور مشقتوں کی ضرورت ہے ان کا زیادہ سے زیادہ بوجھ فطرت نے عورت پر ہی ڈالا ہے اور ان کارخانوں میں کرنے کے کام بہت ہیں، کوئی فرض شناسی کے ساتھ ان کاموں کو کرنا چاہے جیسا کہ اس کا حق ہے تو اسے سر کھجانے کی مہلت بھی نہ ملے۔

پھر ان کو جتنی زیادہ قابلیت، سلیقے اور دانشمندی کے ساتھ چلایا جائے اتنے ہی زیادہ اعلیٰ درجے کے انسان تیار ہو سکتے ہیں اور اس کے لئے عورت کو زیادہ سے زیادہ عمدہ تعلیم و تربیت دینے کی ضرورت ہے۔

ان کارخانوں کو سکون و اطمینان اور اعتماد کے ساتھ چلانے کے لئے اسلام نے پردہ کا ڈسپلن قائم کیا تھا، تاکہ عورت یہاں پوری دلجمعی کے ساتھ اپنا کام کر سکے۔ عورت کی توجہ غلط سمتوں میں نہ بٹے اور مرد بھی پوری طرح مطمئن ہو کر زندگی کے اس شعبے کو اس کے ہاتھوں میں چھوڑ دے، اب آپ ''ترقی'' کی خاطر اس ڈسپلن کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

اس کے ختم ہو جانے کے بعد دو کاموں میں سے ایک کام آپ کو بہر حال کرنا ہوگا، یا تو عورت کو ہندو تہذیب اور پرانی عیسائی و یہودی تہذیب کی پیروی کر کے غلام بنا دیجئے تاکہ خاندانی نظام بکھرنے نہ پائے، یا پھر اس کے لئے تیار ہو جائیے کہ انسان بنانے کے کارخانے تباہ و برباد ہو کر جوتے اور پستول بنانے کے کارخانے آباد ہوں۔

میں آپ سے صاف کہتی ہوں کہ اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ اسلام جو مکمل قانونی اور معاشی حقوق عورت کو دیتا ہے انہیں برقرار رکھتے ہوئے آپ اسلام کے بنائے ہوئے ڈسپلن کو توڑ دیں اور پھر آپ کا خاندانی نظام برباد ہونے سے بچا رہ جائے، ترقی کا جو معیار بھی آپ کے سامنے ہو اسے نگاہ میں رکھ کر طے کر لیجئے کہ آپ کیا کھونا چاہتے ہیں اور کیا پانا چاہتے ہیں۔

''ترقی'' بہت وسیع لفظ ہے، اس کا کوئی ایک ہی مقرر مفہوم نہیں ہے۔ مسلمان ایک

Marfat.com

زمانے میں خلیج بنگال سے لے کر اٹلانٹک تک حکمران رہے ہیں۔ سائنس اور فلسفے میں وہ دنیا کے استاد تھے، تہذیب وتمدن میں کوئی دوسری قوم ان کی ہمسر نہ تھی، معلوم نہیں کہ اس چیز کا نام کسی کی لغت میں ترقی ہے، یا نہیں۔ اگر یہ ترقی تھی تو میں عرض کروں گی کہ یہ ترقی اس معاشرے نے کی تھی جس میں پردہ کا رواج تھا۔

اسلامی تاریخ بڑے بڑے اولیاء، مدبرین، علماء، حکماء اور مصنفین و فاتحین کے ناموں سے بھری پڑی ہے۔ یہ عظیم الشان لوگ جاہل ماؤں کی گود میں پل کر تو نہیں نکلے تھے، خود عورتوں میں بھی بڑی بڑی عالمہ اور فاضلہ خواتین کے نام ہم کو اسلامی تاریخ میں ملتے ہیں۔ وہ علوم وفنون اور ادب میں کمال رکھتی تھیں۔ پردہ نے اس ترقی سے مسلمانوں کو نہیں روکا تھا اور آج بھی اسی طرز کی ترقی ہم کرنا چاہیں تو پردہ ہمیں اس سے نہیں روکتا، ہاں البتہ اگر کسی کے نزدیک ترقی بس وہی ہے جو اہل مغرب کی ہے تو بلاشبہ اس میں وہ بری طرح حائل ہے، پردے کے ساتھ وہ ترقی ہمیں یقیناً حاصل نہیں ہو سکتی۔

مگر یہ بات نہ بھول جایئے کہ مغرب نے یہ ترقی اخلاقی اور خاندانی نظام کو خطرہ میں ڈال کر حاصل کی ہے۔ وہ عورت کو اس کے دائرہ عمل سے نکال کر مرد کے دائرہ عمل میں لے آیا ہے۔ اس طرح اس نے اپنے دفتر اور کارخانے چلانے کے لئے دوگنے ہاتھ تو حاصل کر لئے اور بظاہر بڑی ترقی کر لی، مگر گھر اور خاندان کا سکون کھو دیا۔ آج بھی اگر وہاں گھر آباد ہیں تو صرف گھر گرہستن عورتوں کی بدولت، مردوں کے ساتھ کمانے والی عورتیں کہیں بھی گھر کا نظام نہیں چلا رہی ہیں اور نہ چلا سکتی ہیں۔

ان کے نکاح طلاقوں پر ختم ہو رہے ہیں، ان کے بچے تباہ ہو رہے ہیں، ان کے لئے ٹھکانا اگر ہے تو کلب میں یا ہوٹل میں، گھر ان کے لئے سکون کی جنت نہیں رہے اور اپنی جگہ لینے کے لئے بہتر انسان تیار کرنے کا کام انہوں نے چھوڑ دیا، اس ترقی پر کوئی رنجھتا ہے تو رنجھے! (بحوالہ۔ کیا پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے)

برقعہ نقاب اوڑھ کر بھی بے پردگی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے:

برقعہ یا نقاب اوڑھ کر اپنی ضروریات کے لئے گھر سے باہر نکلنا شریف اور دیندار

Marfat.com

عورتوں کا دستور بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے اور موجودہ دور میں بھی شرفاء کی بہو بیٹیاں اسی برقعہ و نقاب میں اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرتی ہوئی اپنی ضروریات کے لئے گھروں سے نکلتی ہیں۔

لیکن آج کل کی عورتوں نے کالے برقعوں سے اس کے برعکس کام لینا شروع کیا ہے۔ پورے جسم کو برقعہ سے ڈھانک لیا جاتا ہے، لیکن چہرے کو کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات چہرہ پر لٹکانے والا پردہ اتنا باریک ہوتا ہے کہ اس کے اندر سے چہرہ مکمل طور پر نظر آتا ہے یا نقاب اور برقعہ کے پردے کو چہرہ پر اس طرح باندھ لیا جاتا ہے کہ آدھا چہرہ اور آنکھیں رخساروں سمیت نظر آتی ہیں یا ناک کے اوپر نقاب ڈال کر بے پردگی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے:

شیطان کو سوجھتی ہے ہر دم نئی نئی
گو ہے سیاہ کار پر روشن دماغ ہے

اس طرح نقاب ڈالنے سے اگر عورت حسین نہ بھی ہو تو پھر بھی توجہ کا مرکز بن جاتی ہے۔ شیطان ملعون نے بے حیائی کا ایسا دروازہ کھول دیا ہے کہ برقعہ اور نقاب جس کا مقصد پردہ تھا اور عورتوں کی شرم و حیا کی نشانی تھی، جس میں عورت اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرتی ہوئی غیر محرموں اور بازاری مردوں سے اپنے جسم کے محاسن چھپاتی ہوئی اپنی ضروریات کے لئے باہر نکلتی تھی لیکن موجودہ دور کے بے حیائی کے سیلاب نے اس کو بھی بے حیائی کے لئے استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ کالے برقعہ کے متعلق ایک شاعر نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

قل للمليحة فی الخمار الاسود
ماذا فعلت بناسک متعبد

کالا برقعہ اوڑھنے والی حسینہ سے کہہ دو کہ تم نے عبادت گزار پارسا کے ساتھ کیا کر دیا:

قد كان شمر للصلوٰة ثيابه
حتى عرضت له بباب المسجد

اس نے کپڑے پہن کر نماز کی تیاری کی تھی اور تم مسجد کے دروازے پر اس کے

Marfat.com

سامنے آ گئیں۔

ردی علیه صلاته و صیامه
لاتفنیه بحق دین محمدی

اس (بیچارے) کی نماز روزے واپس لوٹا دو، دین محمد ﷺ کا واسطہ اس کو فتنہ میں مت ڈالو۔

موجودہ دور میں انسانیت جس رخ پر جا رہی ہے اور جن چیزوں میں عزت، کامیابی اور چین وسکون ڈھونڈ رہی ہے یہ بالکل فطرت کے خلاف اپنی خواہشات کو پورا کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

بظاہر تو عورتوں کے حقوق کی آواز لگائی جا رہی ہے، مساوات مرد وزن کا پر فریب نعرہ لگایا جا رہا ہے، لیکن اس کی آڑ میں مغربی تہذیب وتمدن کو مسلمانوں میں رائج کر کے اسلامی تہذیب کو نیست ونابود کرنے کی کفریہ سازشیں ہیں جو کافی عرصے سے اسلامی تہذیب وتمدن کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے بڑی محنت کے ساتھ کی جا رہی ہیں۔

بدقسمتی سے اس کے لئے موجودہ دور نہایت ہی سازگار ثابت ہوا اور ان کفریہ سازشوں کے لئے بہت سے آلات ایجاد ہوئے۔ یہود ونصاریٰ نے اور ان کے تربیت یافتہ گروہ نے ان تمام آلات کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلمانوں کو مادہ پرستی پر ایسا لگا دیا ہے کہ سارے مسلمان اندھوں کی طرح اس پر جھپٹ پڑے ہیں۔ خصوصاً نسوانی طبقے نے ان کی مادی اشیاء، لمبی لمبی گاڑیاں، بلند وبالا عمارتوں، امن وسکون سے عاری پر تکلف طرز زندگی کو دیکھ کر اسی تہذیب وتمدن کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے دیا ہے۔ جس کا نقشہ ایک شاعر نے اس طرح کھینچا ہے:

مدینة لکنها جوفاء
وحضارة لکنها افیاء

یہ تہذیب وتمدن ہے لیکن کھوکھلا ہے اور یہ ترقی اور ثقافت ہے، لیکن یہ معکوس ترقی ہے:

مرجت عقول الناس حیث استحسنت
من صنعها مااستهجن العقلاء

Marfat.com

اس نے لوگوں کی عقلوں کو مسخ کیا، اس لئے کہ انہوں نے اس کے اس کام کو اچھا سمجھا جسے عقلمند ناپسند کرتے ہیں:

تدعو التهتک والسفور فضیلة
ونتاج ذاک الشر والفحشاء

یہ بے راہ روی اور بے حجابی کو کمال و شرافت سمجھتی ہے، جس کا نتیجہ سوائے خرابی اور بے حیائی و برائی کے اور کچھ نہیں:

اوحت الی الجنس اللطیف بانه
هو والرجال لدی الحقوق سواء

اس تہذیب جدید نے صنف نازک کو یہ پٹی پڑھادی کہ وہ اور مرد حقوق میں دونوں کے دونوں برابر ہیں:

وبان جبار السماء ورسله
هضموا علیه حقوقه واساؤا

اور یہ کہ آسمان کے خالق و مالک اور اس کے رسولوں نے اس کے حقوق سلب کر لئے ہیں اور ان کے ساتھ برا کیا:

قادت الی السوق الفتاة وسوقها
لم یخفهن عن العیون کساء

یہ تہذیب نوجوان لڑکیوں کو بازار اس حال میں کھینچ لے گئی کہ ان کی پنڈلیوں کو کسی چادر نے نگاہوں سے نہیں چھپایا:

وبکفها المرآة تصلح شأنها
کیف اشتهت ومتی وحیث تشاء

اس کے ہاتھ میں آئینہ ہے جو اس کی شکل وصورت درست کر دیتا ہے۔ وہ جس طرح اور جب اور جہاں چاہے:

وسط الترام وفی الطریق تهتکا
ان التهتک للفتاة شقاء

خواہ ٹرام کے سفر کے دوران ہو یا رستے میں چلتے پھرتے نہایت بے حیائی سے

Marfat.com

واقعی بے حجابی نوجوان عورتوں کے لئے بدبختی اور شقاوت ہے:

جزت غدائرھا فصارت وفرة

لا حبذا باالوفرة الحسناء

اس تہذیب نے اس کے گیسو کاٹ ڈالے، اب وہ پٹھے بن گئے، حسینہ پٹھوں کے ساتھ بہت بری معلوم ہوتی ہے:

تلھوا وترقص فی المسارح مثل ما

ترتج فوق غصونھا الورقاء

وہ پردہ سیمیں اور اسٹیج پر اس طرح رقص کرتی اور اچھلتی کودتی ہے جس طرح فاختہ اور کبوتری ٹہنیوں پر چہچہاتی ہے:

واذا غشیت المستجم تری من

الجنسین اسراباً حواھا الماء

اور اگر آپ حمام چلے جائیں تو وہاں دونوں جنسوں کی ٹولیاں پانی میں ڈوبی ہوئی دیکھیں گے۔

جنباً الی جنب تعوم وقد علا

ذاک الفضاء الضحک والضوضاء

جو ایک ساتھ پہلو بہ پہلو تیر رہے ہوں گے اور اس بے حجابی کی فضاء میں شور وغوغا اور ہنسی مذاق کا دور دورہ ہوگا:

فکان میل الجنس جرد منھما

افما تفر من الذئاب الشاء

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں سے جنسی میلان نکال پھینکا گیا ہے۔ کیا بکریاں بھیڑیوں سے بھاگا نہیں کرتی ہیں:

لاوزاع یزع الفتاة کمثل ما

تزع الفتاة صیانة وحیاء

نوجوان لڑکی کے لئے حجاب اور حیا کی روک ٹوک کی طرح روکنے والی دوسری چیز نہیں:

Marfat.com

واذا لحیاء تھتکت استارہ
فعلیٰ العفاف من الفتاۃ عضاء
اور جب حیا کا دامن چاک ہو جائے تو لڑکی کی پاکدامنی ختم ہو جاتی ہے۔

حجاب، بے حجابی:

ایک مشہور مصنف لکھتے ہیں:

"صاحبو! بے حجابی اخلاقی یا مذہبی مسئلہ نہیں، یہ تو بیالوجی کا مسئلہ ہے۔"

میرے دور میں لڑکی ہمیشہ چوبارے کی کھڑکی پر نظر آیا کرتی تھی۔ وہ بھی کھلے منہ نہیں چق کے پیچھے، وہ حیائی انگلیاں چق کے کونے پر نظر آتیں اور چق کی تیلیوں کے پیچھے ایک چٹا سفید، دھبا سا چہرہ، ایک مبہم سی مسکراہٹ، چق ہلتی تو دل ملتے تھے۔

صاحبو! ۱۹۲۱ء میں جب میں فرسٹ ایئر میں داخلہ لینے کے لئے لاہور آیا تو دیکھا کہ انارکلی میں کوئی عورت نظر نہیں آتی تھی۔ کبھی رخسار، کبھی توجہ طلب کالی آنکھیں، ان دنوں عشق اور محبتیں کھڑکیوں، جھرکوں اور چھتوں کی محتاج تھیں۔

اشفاق احمد اٹلی میں پروفیسری اور براڈکاسٹنگ سے فارغ ہو کر لاہور آیا۔ یہ پاکستان کے قیام کے بعد کی بات ہے۔ اس نے مجھے بتایا:

"میں چھٹی کے دن سیر سپاٹے کے لئے شہر سے باہر نکل جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شہر سے دس میل دور ایک گاؤں میں رکا تو گاؤں کی موٹی موٹی میموں نے مجھے گھیر لیا۔ پوچھنے لگیں "کیا تو شہر میں رہتا ہے؟"

میں نے کہا۔ "بالکل۔"

کہنے لگیں "ہم نے سنا ہے کہ شہر میں لڑکیوں نے پاجامے اوپر چڑھا لئے ہیں اور وہ ننگی ٹانگوں سے گھومتی پھرتی ہیں، کیا یہ سچ ہے؟"

میں نے کہا۔ "ہاں یہ سچ ہے۔"

وہ حیرت سے چلائیں۔ "انہیں شرم نہیں آتی۔ اتنی بے حیائی، توبہ توبہ۔"

(ہومیو پیتھک کراچی)

Marfat.com

دعوت نظارہ دینے والی عورت:

رسالہ ''بے پردگی'' میں لکھا ہے:

''جو عورتیں اپنی کمین گاہوں سے دلہن بن کر سج دھج کر نکلتی ہیں، گویا زبان حاصل سے وہ دعوت نظارہ دیتی ہیں اور کہتی پھرتی ہیں کہ کیا تم اس حسن و جمال کو نہیں دیکھ رہے ہو۔ یہ سب دیکھ کر بھی کیا تم قربت اور وصل کی خواہش نہیں رکھتے ہو؟''

اس طرح یہ عورتیں بازاروں اور شاہراہوں میں اپنی خوبصورتی کی اسی طرح نمائش کرتی ہیں جیسے پھیری والا چل کر اپنا مال جگہ جگہ دکھاتا پھرتا ہے۔ مٹھائی والا اپنا مال مختلف رنگوں سے سجا کر چاندی کا ورق لگا کر شوکیس میں قرینے سے رکھتا ہے، تاکہ آنے جانے والوں کی نظریں ان پر پڑیں، دل ان کے لئے للچائے اور خریدنے کی خواہش تیز سے تیز تر ہو۔ اس طرح اس کے مال کا رواج ہو، گاہک زیادہ آئیں۔ بھوک اور پیاس کا شکار ہونے والے مٹھائی کے رسیا ہو جائیں اور اس کے چاہنے والوں کی بھیڑ لگ جائے۔ (خدا کی پناہ)۔ (ص ۲۸ رسالہ ''اسلامی تمدن'' دمشق)

جب نقاب اٹھتا ہے تو حیا چلی جاتی ہے:

ہمیں جناب ماہر القادری صاحب کی اس رائے سے پورا اتفاق ہے کہ:

''ذوق بے حجابی اور شوق تبرج صرف چہرے کی بے نقابی پر ہی قناعت نہیں کرتا، پہلے نقاب اٹھتا ہے، پھر جھکی ہوئی نگاہیں آہستہ آہستہ بلند ہوتی ہیں۔ پھر لباس میں تخفیف ہونا شروع ہوتی ہے، پھر آرائش اور بناؤ سنوار میں یہ جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ لوگ دیکھیں اور شوق و قدردانی کی نگاہ سے دیکھیں، ہوسنا کیوں، بے اعتدالیوں اور برائیوں کا یہ سلسلہ شاخ در شاخ ہوتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ جو عورت پہلی بار چہرے کو بے نقاب کرتے ہوئے فرط شرم و غیرت

Marfat.com

سے پسینہ پسینہ ہوگئی تھی وہ آگے چل کر کلب گھروں میں غیر مردوں سے بغلگیر ہو کر ناچتی اور تھرکتی ہے۔ (فاران دسمبر ۵۱)

میں پردہ کیوں کروں؟:

خواتین کو اسلام نے پردہ کا پابند اس لئے کیا ہے کہ ان کی عزت وعفت پر کوئی حرف نہ آئے۔ جس طرح ملک کی اعلیٰ شخصیات کو بلٹ پروف گاڑی اور حفاظتی دستہ دے کر ان کو قید کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ان کی حفاظت مطلوب ہوتی ہے، اسی طرح ان گراں قدر موتیوں (خواتین) کو پردے کے حفاظتی قلعے میں قید نہیں کیا گیا بلکہ ان کی حفاظت کا سامان کیا گیا ہے۔

ان دنوں بعض آزاد خیال عورتیں پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اسلامی اقدار کو پامال کر رہی ہیں اور پردے کے خلاف درج ذیل تاویلیں، اعتراضات اور مجبوریاں پیش کرتی ہیں آپ بھی پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا یہ واقعی معقول ہیں......!!!

(۱) میں ابھی تک پردہ کی قائل نہیں ہوں:

ایسی خاتون بتائے، کیا وہ بنیادی طور پر اسلام کی حقانیت کی قائل ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا جواب ''ہاں'' میں ہے، کیونکہ اس نے کلمہ طیبہ پڑھ کر اللہ کی معبودیت اور رسول کریم ﷺ کی رسالت اور شریعت اسلامیہ کا اقرار کیا ہے۔

ہمارا دوسرا سوال محترمہ سے یہ ہے کہ جب آپ اللہ اور رسول ﷺ کو مانتی ہیں تو اللہ نے اپنے قرآن میں اور رسول کریم ﷺ نے اپنے فرمان میں پردہ کرنے کا حکم دیا ہے تو کیا آپ اللہ اور رسول ﷺ کا حکم ماننے کی قائل ہیں؟ یقیناً اس کا جواب ''ہاں'' میں ہوگا تو پھر سچے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم آجائے تو سمعنا و اطعنا ہم نے سنا اور مان لیا کہا جائے اور حکم پر عمل کیا جائے، وگرنہ زبانی اقرار کسی کام کا نہیں۔

Marfat.com

اللہ عزوجل نے سورۃ الاحزاب کی آیات ۳۲، ۳۳، ۵۳، ۵۹ اور سورۃ النور کی آیات ۳۱، ۳۳ میں پردہ کا حکم دیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تاکید کی ہے۔ مثلاً حدیث نبوی ﷺ ہے:

''عورت سرتاپیر ستر (چھپانے کی شے) ہے۔'' (ترمذی)

اگر یہ بہن واقعی اسلام کی قائل ہے اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا دم بھرتی ہے تو اسے اس سلسلے میں بھی اسلامی تعلیمات پر عملدرآمد کرنا چاہئے۔

(۲) میں تو چاہتی ہوں مگر میرے گھر والے منع کرتے ہیں:

''اللہ کی تابعداری کے خلاف کسی مخلوق کی تابعداری نہ کرو۔'' (بخاری و مسلم)

اپنے گھر والوں، بزرگوں اور اساتذہ حتیٰ کہ والدین کا حکم آپ صرف اس صورت میں ماننے کی پابند ہیں جب تک وہ اسلامی احکام کے خلاف نہ ہوں۔ قرآن کی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کی رو سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مقابلے میں کسی اور کا حکم ماننا گناہ ہے۔

میرے پاس برقعہ وغیرہ خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہیں:

ہماری یہ بہن تو واقعی سچی ہے، یا پھر حیلہ باز ہے اور اس کی مراد فیشن ایبل مہنگا برقعہ یا چادر وغیرہ ہے۔ اگر یہ واقعی سچی اور مخلص ہے تو اسے کم از کم یہ تو معلوم ہوگا کہ مکمل شرعی لباس کے بغیر باہر نکلنا منع ہے۔ انتہائی مجبوری میں برقعہ نہ سہی اپنے دوپٹے/ چادر (جو بھی میسر ہو) سے مکمل گھونگھٹ نکال کر باہر نکلے۔ نیز اہل خیر کو چاہئے کہ جہاں وہ دیگر نیکیاں کرتے ہیں وہاں مسلم خواتین میں برقعہ/ شرعی حجاب/ نقاب وغیرہ بھی تقسیم کریں تاکہ جو نہیں جانتے وہ بھی اس کی اہمیت و فرضیت کو جان لیں۔

جہاں تک ہماری بہن کا تعلق ہے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کی شخصیت کا وقار زرق برق لباس اور مہنگے برقعہ/ فیشن ایبل حجاب یا قیمتی نقاب سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور

Marfat.com

رسول کریم ﷺ کی تابعداری میں ہے۔ اصل عزت دار وہ ہے جو اللہ کے یہاں باعزت ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

""تم میں زیادہ صاحب عزت اللہ کے ہاں وہ ہے جو زیادہ صاحب تقویٰ ہے۔" (الحجرات:۱۳)

(۴) ہمارے یہاں گرمی زیادہ ہے:

ہماری اس بہن کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہئے:

""کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ زیادہ گرم ہے، کاش وہ سمجھ لیتے۔"
(التوبہ:۸۱)

صرف ٹھنڈے ٹھنڈے، آسان اور مرضی کے احکام ماننے سے جنت کا حصول ممکن نہیں۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے:

""جنت کو مشکل کاموں میں چھپا دیا گیا ہے اور جہنم کو عیش وعشرت کے کاموں میں۔" (ابوداؤد)

(۵) مجھے ڈر ہے کہ ایک بار پردہ کرنے کے بعد میں کہیں پردہ کرنا چھوڑ نہ دوں!

دیکھئے ہماری اس بہن کو شیطان نے کیسے اپنے جال میں پھنسایا ہے۔ اگر سوچ کا یہی انداز رہے تو کوئی کبھی نماز نہ پڑھے بلکہ کوئی بھی نیکی کا کام نہ کرے۔ یقیناً نیکی پر ثابت قدمی کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور اس کے لئے وہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جن سے ثابت قدمی نصیب ہو۔ مثلاً نماز کی پابندی اور مشکلات پر صبر کے ساتھ اللہ سے دعا مانگی جائے۔ (دیکھئے النساء:٦٦)

نیز یہ دعا کثرت سے کریں:

ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذهديتنا (القرآن)

Marfat.com

''اے رب! اب جبکہ تو نے ہمیں ہدایت دے دی ہے تو پھر ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا۔''

نیکی میں اخلاص اور عزم پختہ ہو تو اللہ تعالیٰ ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔

(۶) مجھ سے کہا گیا ہے کہ پردہ کرو گی تو کوئی شادی نہ کرے گا:

کوئی ہماری اس بہن کو یہ سمجھا دے کہ جو شخص خود اللہ کے احکامات کا پابند نہ ہو، وہ کبھی اچھا شوہر ثابت نہ ہوگا، نہ وہ خود تانکا جھانکی سے پرہیز کرے گا اور نہ تمہیں دوسروں کی نگاہوں کا کھلونا بننے سے روکے گا۔

نیز جس گھر کی بنیاد گناہ پر ہو، وہ گھر دنیا و آخرت کی بربادی سے بچ نہ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل تو ملتی ہے لیکن آخرکار ایسے گھرانوں کا انجام بہت برا ہوتا ہے۔ اخبارات بے پردہ گھرانوں کے المناک قصوں سے بھرے ہوتے ہیں اور نگاہ عبرت چاہتے ہیں۔

یہ بھی ایک شیطانی خیال ہے وگرنہ کتنی باپردہ لڑکیاں ہیں جن کی شادی ہوگئی ہے اور کتنی بے پردہ ہیں جو شادی کے لئے پریشان ہیں کیونکہ شادی تو ایک نعمت ہے اور اللہ جسے چاہے اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے مجھے حسن کی نعمت سے نوازا ہے، میں کیوں چھپاؤں؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نعمت کے اظہار کی اجازت دی ہے، اگر بطور شکر ہو نہ کہ بطور فخر وغرور فرمایا:

واما بنعمة ربك فحدث (الضحیٰ : ۱۱)

یعنی ''اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کرو۔''

سبحان اللہ! ہماری یہ بہن قرآن کو حجت بنا رہی ہے اور خود قرآن میں پردہ کی پابندی کا حکم دینے والی آیات (النور: ۳۱ اور الاحزاب: ۵۳، ۵۹ وغیرہ) کو پس پشت ڈال

Marfat.com

رہی ہے اور اگر واقعی اظہار نعمت مقصود ہے تو ایمان و ہدایت سے بڑھ کر نعمت کیا ہوگی اور اس نعمت کے اظہار کا تقاضا یہی ہے کہ:

اولاً قرآن وسنت کے ہر حکم پر بلا چوں و چرا عمل کیا جائے اور پردہ کو اختیار کیا جائے۔

ثانیاً جس اللہ نے حسن دیا، اسی کے حکم کے مطابق صرف شوہر کے سامنے اس حسن کا اظہار ہوگا، باقی سے پردہ اختیار کیا جائے اور یہی حیا ہے جو ایمان کا زیور ہے اور ایمان سب سے بڑی نعمت ہے۔

(۸) میں جانتی ہوں کہ پردہ فرض ہے، جب مجھے توفیق ہوئی میں پردہ کرلوں گی!

یہ بھی ایک عجیب شیطانی وسوسہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھ دے دی کہ پردہ فرض ہے تو اب کس توفیق کا انتظار ہے؟ جب بھی ارادہ کر کے عمل شروع کر دیا جائے تو توفیق ہوگئی اور اگر حیلے تراشے جائیں تو پھر ساری زندگی توفیق ہو ہی نہیں سکتی۔

(۹) جلدی کیسی! ابھی میری عمر ہی کیا ہے؟ جب حج کرلوں گی تو پردہ کرنے لگوں گی!!!

اے بہن، موت چھوٹے اور بڑے کو نہیں دیکھتی۔ اللہ سے ڈریئے، کہیں آپ کو یہ حیلہ بہانہ کرتے ہوئے بے پردگی یعنی اللہ کی نافرمانی کی حالت میں موت نہ آجائے۔ یادر ہے کہ موت کا فرشتہ آپ کی مرضی کا نہیں بلکہ اللہ کی مرضی کا پابند ہے۔ علاوہ ازیں پردہ پہلے فرض ہے اور حج بعد میں، کیونکہ حج تو استطاعت اور محرم کے ساتھ مشروط ہے۔

Marfat.com

(۱۰) ڈرتی ہوں کہ پردہ کرنے سے کسی مخصوص گروہ سے منسوب کردیا جائے گا:

اسلام کی نظر میں صرف دو گروہ ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ ایک ''حزب اللہ'' یعنی اللہ کا گروہ، وہ اہل ایمان جو اللہ اور رسول ﷺ کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور دسرا ''حزب الشیطان'' یعنی شیطان مردود کا گروہ، وہ لوگ جو حیلے بہانوں سے احکام اسلام کا عموماً انکار کرتے ہیں۔

یہ تو خوش نصیبی ہے کہ آپ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں آپ کے جنتی ہونے کی علامت ہے، جبکہ جن کی نسبت شیطان کی طرف ہے اور اسی حالت میں وہ مرجائیں تو ان کے جہنمی ہونے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کردیا ہے۔ (دیکھئے سورۂ ص:۸۵)

(۱۱) پردہ تو اصل میں دل کا ہے!

اول: نبی اکرم ﷺ کی بیویاں اور صحابیاتؓ تو ظاہری پردہ (شرعی پردہ) بھی کیا کرتی تھیں۔ کیا آپ پر کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ قرآن وسنت میں دل کے پردے کی کوئی دلیل نہیں۔

دوم: پھر کل یہ بھی کہا جائے گا کہ نماز، روزہ، حج، نکاح بلکہ لباس کا پہننا بھی دل کا کام ہے۔ تو یوں سارا دین مذاق اور کھیل بن جائے گا۔

سوم: حدیث نبوی ﷺ ہے:

> ''بدن میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح ہو تو تمام جسم صحیح ہو جاتا ہے اور وہ خراب ہو تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار! وہ دل ہے۔''
>
> (بخاری ومسلم)

یعنی دل میں جو کچھ ہوتا ہے اس کا اثر جسم پر مرتب ہوتا ہے۔ اگر آپ کے دل میں

Marfat.com

پردہ ہے تو پھر اس کو باہر بھی نظر آنا چاہئے، ورنہ آپ اپنے دعوے میں سچے نہیں۔
چہارم: حکومت کوئی قانون جاری کرتی ہے، آپ اس کی مخالفت کریں اور کہیں کہ قانون کا احترام تو دل میں ہے تو کیا آپ کو اس قانون سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے گا؟
مثلاً آپ ٹریفک کے اشاروں کی پابندی نہ کریں اور ٹریفک کانسٹیبل کے روکنے پر کہیں کہ قانون کا احترام تو دل میں ہے۔ تو کیا وہ آپ کا چالان نہیں کرے گا؟ یقیناً آپ کا چالان بھی کیا جائے گا اور جرمانہ بھی کیا جائے گا کیونکہ قوانین کی پابندی صرف دلوں میں نہیں بلکہ ظاہر میں بھی کرنا لازمی ہوا کرتی ہے۔

پردہ کی حکمت:

فطری طور پر مردوں میں عورتوں کے لئے رغبت رکھی گئی ہے۔ جب وہ بے پردہ عورت کا عریاں جسم دیکھتا ہے تو شہوت ورغبت کو پورا کرنے کے لئے اس کی طرف لپکتا ہے۔ آج کل کے اخبارات اس بات پر گواہ ہیں کہ کس طرح مرد بے پردہ سالی، بھابی، ہمسائی اور اجنبی عورت کے ساتھ برے کام میں ملوث ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل کراچی ایئرپورٹ پر سندھ کی ایک اعلیٰ شخصیت نے اپنی ناجائز خواہش کی تکمیل کے لئے ایک ایئر ہوسٹس کو اسمگلنگ کے جھوٹے الزام میں گرفتار کروایا تا کہ ایئر ہوسٹس کو اس تک پہنچایا جا سکے۔ (از وسیم عثمان مدنی)

کیا پردہ عورت کو قید رکھتا ہے؟:

آج کل بے پردگی کا زمانہ ہے۔ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ پردہ عورتوں کو قید میں رکھتا ہے۔
میں کہتا ہوں یہ قید نہیں بلکہ حفاظت ہے جو ہر نفیس چیز کے لئے عقلاً تجویز کی جاتی ہے۔ دیکھو ریل کے سفر میں کوئی اپنے روپے پیسے کو کھول کر عام منظر پر دکھاتا ہوا نہیں چلتا۔ کیسی حفاظت سے رکھتا ہے، ایسے ہی عورت کا عام منظر پر لانا ظاہر ہے کہ خطرات

Marfat.com

سے خالی نہیں۔ پس جو اندیشہ وہاں ہے وہی اندیشہ یہاں ہے۔

ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ عورت کو پردے میں رکھنے کی مصلحت یہ کہی جاتی ہے کہ عفت محفوظ رہے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ پردہ میں بھی خرابیاں ہو جاتی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ پردہ کے اندر قیامت تک خرابی نہ ہوگی۔ خرابی جب ہوگی جب بے پردگی ہوگی، جب تک وہ پردہ رکھیں گی خرابی ہو ہی نہیں سکتی، خرابی کی ابتداء ہمیشہ بے پردگی سے ہوگی۔ یہ عقل و حیا کے دشمن یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ عورتیں محبوس ہیں، بند رہیں قید میں اس لئے ترقی نہیں کر سکتیں اس لئے کہ ترقی کے لئے لازم ہے علم اور اس صورت میں علم حاصل نہیں کر سکتیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر بے پردگی ذریعہ ہے علم کا تو پاکستان ہی میں بہت کم ایسی قومیں ہیں جن میں پردہ کا اہتمام ہے، خود مسلمانوں ہی میں کثرت سے وہ قومیں ہیں جن کی عورتیں بے پردہ پھرتی ہیں، ان میں کونسی علامہ یا ڈگری یافتہ ہو گئیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بے پردگی ذریعہ علم کا نہیں بلکہ توجہ اور فکر سے ہر کام ہوتا ہے۔ اس میں چاہے بے پردگی ہو یا پردہ ہو بلکہ اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو پردہ معین علم ہے۔

دیکھئے کہ جب طلبہ کو کسی اہم مضمون کو سمجھنا یا لکھنا ہوتا ہے تو گوشہ نشینی، تنہائی اور خلوت کی تلاش ہوتی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اسکولوں، کالجوں اور مدارس کے طلبہ ایسے موقع پر جنگلوں میں نکل جاتے ہیں تاکہ اس اہم مضمون کو سمجھ لیں تو یہ موقع عورتوں کو بدون اہتمام ہی کے حاصل ہے۔

اگر یہ علوم کی طرف متوجہ ہوں تو مردوں سے زیادہ قابلیت پیدا کر سکتی ہیں اور اس قابلیت کا ذریعہ یہ پردہ ہی ہوگا۔ چنانچہ بزرگان سلف میں عورتیں کتنی بڑی بڑی عالم ہوئی ہیں۔

پردہ کو قید کہنے پر ایک حکایت یاد آئی۔ ایک افسر انگریز نے حافظ عبدالرزاق صاحب تھانوی انجینئر سے پردہ کے متعلق گفتگو کی کہ مسلمانوں کی سب باتیں اچھی ہیں مگر ایک بات بہت خراب ہے وہ یہ کہ یہ عورتوں کو قید میں رکھتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ قید کا مطلب میں نہیں سمجھا۔

Marfat.com

کہا کہ یہی جس کو آپ پردہ کہتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ یہ قید ہے ذرا مجھے سمجھا دیجئے۔ اس لئے کہ قید کا مفہوم تو یہ ہے کہ کسی شخص کو بند کیا جائے اور اس کو وہ بند کرنا ناگوار ہو، وہ بھاگنا چاہتا ہو، پھر اس پر پہرہ قائم کر دیا جائے۔ آپ نے کسی مسلمان کے گھر پر پہرہ دیکھا ہے۔

کہا پہرہ تو نہیں دیکھا۔

انہوں نے کہا کہ پھر آپ نے قید کیسے کہا بلکہ ان کو باہر نکالنا قید ہے کیونکہ وہ ان کی طبیعت کے خلاف ہے۔ اگر بالفرض ہم ان کو باہر جانے کو کہیں تو وہ اندر کو بھاگیں گی تو اصول کی رو سے یہ آزادی ہے اور بے پردگی قید ہے۔ غرض یہ قید نہیں حیا ہے جو تمہاری عورتوں میں نہیں۔

اس پر وہ انگریز بالکل خاموش ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ بعض عورتوں پر تعجب ہے جنہوں نے پردہ توڑ دیا۔ مرد تو قلیل الحیاء ہوتے ہیں۔ لیکن عورتیں کثیر الحیاء ہوتی ہیں۔ مگر بے پردگی پر کیسے آمادہ ہو گئیں۔ مسلمانوں کی ان حرکات پر بڑا ہی رنج اور صدمہ ہوتا ہے۔

(حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

پردہ میں ضعف اعصاب کا شکوہ غلط ہے:

جو لوگ پردہ کے نقصانات میں اعصاب کی کمزوری، شہوت کا ابھار اور تعلیم وغیرہ سے محرومی بتاتے ہیں وہ سراسر غلط ہے۔ خودکشی کے اعداد و شمار نے ثابت کر دیا ہے کہ اعصاب کس کے کمزور ہوتے ہیں۔ یہ شہوت پرستی کا مسئلہ بھی مغرب و مشرق کی بدکاری و زناکاری کے واقعات نے عیاں کر دیا ہے۔

تعلیم کے سلسلے میں عرض ہے کہ اسلام میں اہل علم عورتوں کی تاریخ پڑھیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ پردہ میں رہ کر جو شادی ہوتی ہے اس میں طلاق کی نوبت بکثرت آتی ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یورپ و ایشیاء یا پردہ دار یا غیر پردہ والے ملکوں کے طلاق کے اعداد و شمار جمع کر لئے جائیں۔

ہمیں تو صرف یہ بتانا ہے کہ عفت و عصمت کی حفاظت پردہ ہی میں ہے، جس کی

Marfat.com

اسلام نے ہدایت کی ہے۔ جس کا کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ یورپ کے بیشتر ممالک میں پردہ سے متعلق عام چرچا شروع ہو گیا ہے۔

جرمنی میں "عورتیں گھروں کی طرف واپس ہوں" کی تحریک شروع ہوئی، امریکہ میں ہر سال ایک لاکھ خودکشی کے واقعات ہوتے ہیں، جن میں کامیابی ستر ۷۰ ہزار کو ہوتی ہے۔ ان میں نمبر عورتوں ہی کا بڑھا ہوا ہوتا ہے جو عشق و محبت کی ناکامی کا نتیجہ ہے۔

اے اسلام! تو عورتوں کا سب سے بڑا محسن ہے:

اے اسلام تیرا نام ولقب کتنا پیارا، دلکش اور کیسا حسین وجمیل ہے۔ سراپا تسلیم و نیاز، ہمہ تن اطاعت وانقیاد، سرتاپا رضا جوئی و خدا ترسی، تو ایک لازوال حقیقت ہے، تو سرمدی صداقتوں کا گنجینہ، انوار الٰہی کا خزینہ، رحمت الٰہی کا محرم، رحمان شناس، خدا ترسی کا زینہ او رکائنات کی وسیع وعریض پنہائیوں کا امین ہے۔

اے اسلام! تو اپنے نام لیواؤں پر اتنی برکات نازل کرتا ہے، اپنے قائلین کو بے بہا انعامات سے نوازتا ہے، اپنے معتقدین کو دین ودنیا کی فوز وفلاح کی ضمانت دیتا ہے۔ ان کی دنیوی زندگی میں حسن ورعنائی پیدا کرتا ہے اوران کی عاقبت کو نکھارتا ہے۔

تحقیق کے میدان میں جولانیاں دکھانے کے بعد، جستجوئے حقیقت میں سرگرداں رہنے کے بعد دریائے حقیقت میں غرق ہو کر یہ اعتراف کرتی ہوں کہ اے اسلام، جو بہار میں نے تیرے گلستان میں دیکھی، جو عروج مجھے تیرے سائے میں حاصل ہوا، جن صداقتوں کو میں نے تیری پناہ میں آنے کے بعد پایا، جو احسانات تو نے مجھ پر نازل کئے، وہ مجھے دنیا کے کسی نظام حیات، کسی طرز فکر، کسی تمدن اور کسی دین و مذہب کے سائے میں حاصل نہ ہوئے تھے۔

(۱) میں ایک گم کردہ راہ مسافر تھی، جسے اپنی منزل مقصود کا علم نہ تھا، میں شجر وحجر کی پرستار تھی، میں توہم پرستی اور جہالت کی زنجیروں میں اسیر تھی، مین دیوتاؤں اور جنوں کو معبود سمجھتی تھی۔ بتوں کی نذر ونیاز کرتی تھی، ہزاروں آستانوں پر حاضری دیتی تھی، قبروں اور ڈھیریوں کو قبولیت دعا کا منبع سمجھتی تھی......

Marfat.com

مگر اسلام تیرے سائے میں آنے کے بعد ان تمام بے جان ڈھیروں اور پتھروں، بے بس شجر و حجر، بے کس دیوتاؤں و جنوں کے ٹھاکر دواروں سے میں نے منہ موڑا۔ تو نے میری پیشانی کو اس خدائے لم یزل ولایزال کے آگے سجدہ ریز کر دیا اور میری پیشانی کو صرف اسی در کے لئے وقف کر دیا۔ میری وفاؤں کا مرکز، میری دعاؤں اور استعانت کا مرجع تو نے اللہ تعالیٰ کو بنا دیا۔ اس طرح بھولی بھٹکی مخلوق کا رشتہ اس کے خالق سے ملا کر اسے منزل مقصود سے آگاہ کر دیا۔

(۲) اے اسلام! ڈارون نے تو میرا رشتہ نباتات و حیوانات کے ساتھ جوڑا تھا اور اس طرح مجھے صرف ایک معاشرتی حیوان بنا چھوڑا تھا، مگر تو نے مجھے اس حقیقت سے متعارف کرایا کہ میں انسان ہوں، حیوان نہیں ہوں اور انسان بھی وہ جسے خدا نے اشرف المخلوقات کے لقب سے نوازا ہے۔ جو تخلیق خداوندی کا شاہکار ہے، جسے خود خالق کائنات نے اپنے ہاتھوں سے بنا کر اس میں اپنی روح پھونکی۔ اے اسلام میں کتنی حقیر تھی، تو نے مجھے کتنا عظیم بنا دیا۔

(۳) مجھے راہب، بھکشو اور یوگی یہی بتاتے تھے کہ اگر تو راہ حقیقت پر گامزن ہونا چاہتی ہے تو تمام دنیا سے کنارہ کش ہو جا، کیونکہ یہ چیزیں تیری دشمن ہیں اور تیرے دامن کو غلاظت سے آلودہ کر دیں گی۔ ان کو برتنے میں ہلاکت آفرینی کا سامان ہے۔ اس لئے اس کی لذات و دلچسپیوں سے، اس کے حسن و رعنائی سے، اس کے فوائد و ثمرات سے کنارہ کش ہو جا۔

مگر اے اسلام، تیرے سائے میں آنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ یہ چیزیں تو میری خادم ہیں، میرے لئے مسخر ہیں، میرے آقا کی خوشی اسی میں ہے کہ ان کو استعمال کر کے، ان سے لطف اندوز ہو کر اس دنیا کو برت کر، ان دنیوی لذائذ پر شکر الٰہی ادا کروں۔ کیونکہ میں زمین میں اللہ کا خلیفہ ہوں۔ اس نے مجھے خلافت ارضی کا خلعت پہنایا ہے۔ اس خلعت کو زیب تن کرنے کے بعد خدا کے اطاعت کیش بندے کی حیثیت سے ان اشیاء میں تصرف کرنے میں ہی میری دنیوی و اخروی سعادت ہے اور جو لوگ اس دنیا کو نہیں برتتے، اس کے لذائذ و ثمرات سے لطف اندوز نہیں ہوتے، خدا انہیں سرزنش فرماتا ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ

Marfat.com

الرزق. (الأعراف. ۳۲)

"(اے پیغمبر) ان لوگوں سے پوچھئے کہ اللہ نے جو زینت (کے ساز و سامان) اور کھانے (پینے) کی ستھری چیزیں پیدا کی ہیں، ان کو کس نے حرام کیا ہے۔"

سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

هو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً

"وہی ہے جس نے ہر وہ چیز جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کی۔"

سورۂ نحل میں فرمایا:

وسخرلکم الیل والنهار والشمس والقمر، والنجوم مسخرات بامره...... (النحل: ۱۲)

"رات دن، شمس و قمر وغیرہ سب اللہ نے تمہارے لئے مطیع و منقاد بنائے اور ستارے بھی اس کے حکم سے تمہارے لئے مسخر ہیں۔"

اس طرح اے اسلام تو نے مجھے دنیا کی ہر نعمت سے متمتع ہونے پر ابھارا۔ بارش، سمندر، سورج، ہوا، پہاڑ، پانی غرضیکہ ہر چیز کو میرے فائدے کے لئے مامور فرمایا۔ اگر میں اللہ کی فرمانبردار رہوں تو یہ سب چیزیں میری فرمانبردار اور خادم ہیں۔ اللہ اللہ..... قربان جایئے اس عظمت انسانی پہ جو عورت کو اسلام نے عنایت فرمائی ہے۔

(۴) اے اسلام تو نے مجھے خاتم الانبیاء کی امت سے گردانا جو کہ سید المرسلین ہیں، سرور عالم ہیں، دانائے سبل ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں تمام انبیاء کا دین مکمل ہوا، وہ نبی جن کی ذات میں کاملیت اور جامعیت بیک وقت جمع ہیں کہ انہوں نے ہماری زندگی کے ہر گوشے میں اپنا عملی اسوہ چھوڑا، اور زندگی کے کسی پہلو کو تشنہ تکمیل نہ چھوڑا۔

انہوں نے ایک یتیم کی حیثیت سے زندگی کا آغاز کیا اور بے مثال شوہر، رحیم و شفیق باپ، امانت دار تاجر، ایثار کیش انسان، صلہ رحمی کرنے والے رشتہ دار اور نبیوں کے سردار بن کر ابھرے، راہ حق میں تمام دنیا کے انسانوں سے زیادہ محنت، ہمت، پامردی اور جان کاہی کے ساتھ مصائب سہے اور بالآخر دین کے سب سے بڑے لیڈر کی حیثیت سے

Marfat.com

بے بصر انسانوں کے لئے اپنا مبارک اسوہ حسنہ چھوڑ گئے۔

اللھم صل وسلم علیہ

(۵) مذہب کے اجارہ دار پادری، برہمن اور کاہن وغیرہ مجھے سکھاتے تھے کہ ہمارے توسط کے بغیر تو اپنے آقا تک نہیں پہنچ سکتی۔ وہ اتنا عظیم الشان ہے کہ اس سے رابطے کے لئے تجھے واسطہ در واسطہ کی ضرورت ہے۔ جس طرح کسی دنیاوی بادشاہ تک پہنچنے کے لئے درمیان میں کئی وسائط کی ضرورت ہوتی ہے، مگر اے اسلام، تو نے مجھے ایک نیا ہی درس دیا کہ میرا اللہ، میرا معبود، میرا آقا تو میری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ ہر وقت میری فریاد سننے کو اور میری دعا و نیاز قبول کرنے کو چشم براہ رہتا ہے۔

میں جب بھی اس کے دروازے پر دستک دوں، وہ مجھے اپنا محرم راز بنالیتا ہے۔ میں اس کی اطاعت میں ذرا سی سرگرمی دکھاؤں تو وہ مجھے اپنے مقربین کی صف میں اور اپنے اولیاء کے زمرے میں سے گرداننے لگتا ہے۔

(۶) کچھ مغربی محقق (مارکس وانجلز) مجھے معاشی حیوان قرار دے چکے تھے۔ گویا میں صرف معاشی عوامل کے رحم و کرم پر تھی، یہی معیشت ہی میری زندگی کی سب بڑی حقیقت قرار پا چکی تھی، مگر اے اسلام، تیری پناہ میں آنے کے بعد میں اس حقیقت سے آشنا ہوئی کہ ہر کیڑے مکوڑے اور ہر شجر و حجر کا رزق تو اللہ نے اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ اس نے انسان کے رزق کا سامان تو بدرجہ اولیٰ کر رکھا ہے۔ اے اسلام تو نے معیشت کے بجائے اطاعت الٰہی کو اور خدا کے قانون کے آگے سر تسلیم خم کر لینے کو میری زندگی کی سب سے بڑی حقیقت قرار دیا۔

(۷) مجھے ایک نظام حیات عطا کیا۔ یہ نظام حیات اور یہ قانون خداوندی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے۔ پہلے میں اپنا فلسفہ و تہذیب یونان سے اخذ کرتی تھی، قانون روما سے، معیشت مارکس سے اور معیار زندگی کی افزونی کو قبلہ مقصود ٹھہراتی تھی، مگر اے اسلام، تو نے مجھے سکھایا کہ اگر میں قرآنی نظام حیات کو قبول کرلوں تو میری زندگی کے سب گوشے نکھر سکتے ہیں۔

چنانچہ اس قرآن نے مجھے اطاعت الٰہی کے تحت اخلاقی اقدار کی معراج تک پہنچایا۔ میری تہذیب نفس کی، مجھے معاشرے کے ایٹی کیٹس بتائے۔ اپنے آداب

Marfat.com

معاشرت سکھا کر مجھے معیشت سکھائی، مجھے معاشرت سکھائی اور ہر گوشے کا رابطہ براہ راست اعلیٰ اخلاقی اقدار کے تابع قرار دیا۔ اس طرح اسلامی معاشرت دنیا کی بہترین معاشرت، اسلامی سیاست دنیا کی بہترین سیاست اور اسلامی معیشت دنیا کی بہترین معیشت قرار پائی۔

(۸) اے اسلام، تیری جس خوبی سے میں سب سے زیادہ متاثر ہوں وہ تیرا اعتدال اور توازن ہے۔ تو نے ہر گوشہ حیات میں افراط و تفریط سے منہ موڑ کر اعتدال کی راہ اختیار کی۔ نہ تو نے فرد کو معاشرے کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا کہ وہ معاشرے کے مفاد کے لئے اپنا ذاتی مفاد قربان کر دے اور نہ ہی اجتماع و معاشرے کی حقیقت کو نظر انداز کیا بلکہ یہ اجازت دی کہ انسان اپنے اغراض و مقاصد پر چلتا رہے بشرطیکہ اس سے اجتماعی مفاد و مقاصد کو ضرر نہ پہنچے۔

اسی طرح نہ ہی مجرد دنیا داری کو مستحسن قرار دیا، نہ ہی مجرد ریاضت و عبادت کو۔ بلکہ دنیا کے دھندوں اور دنیاوی کاروبار میں پھنس کر دین پر عمل کرنے کو ترجیح دی۔ اس طرح کہ دنیوی دھندے اللہ کے حکم کے مطابق بجالاؤ، تو یہ سب تمہاری عبادت ہے، ریاضت ہے اور مجاہدہ ہے۔

(۹) میں ایک جاہل و گم کردہ راہ ضلالت کے گہرے غاروں میں سرگرداں تھی۔ اے اسلام، تو نے علم کو میری زندگی میں ایک نمایاں مقام عطا کیا اور علم کی روشنی سے میری تاریک زندگی کو منور کیا۔ دیگر تمام معاشرے علم کو صرف چند طبقوں تک محدود رکھتے تھے مگر اے اسلام تو نے ہر طبقے کے لئے بلا امتیاز رنگ و نسل علم کا دروازہ وا کر دیا۔

وہ علم جس نے حضرت انسان کو مسجود الملائکہ کا منصب عطا کیا تھا، اسی علم الٰہی سے ہر شخص کسی بھی امتیاز کے بغیر متمتع ہو سکتا ہے، صرف عمل شرط ہے۔ چنانچہ جو کوئی بھی محنت، کوشش اور جستجو کے ساتھ علم حاصل کرے اور اس پر عمل پیرا ہو، وہ انبیاء کا وارث، امت کا چراغ اور قوم کا راہبر اور لیڈر رہے۔ تو نے سوت کاتنے والوں، (امام غزالیؒ کے والد) ہنڈیا بیچنے والوں، (امام قدوریؒ) تیل تیار کرنے اور بیچنے والوں، (زیاتؒ) غرضیکہ ہر ایک کو جب علم کی مسند پر بٹھایا تو پھر انہیں امت مسلمہ کا عظیم الشان اور باعث صد افتخار لیڈر بنا دیا۔ یہ کتنا بڑا احسان ہے۔

Marfat.com

(۱۰) میں سوچا کرتی تھی کہ میں کیوں پیدا ہوئی، مجھے کس نے پیدا کیا، میری تخلیق کی غرض وغایت کیا ہے؟ میرا مرنے کے بعد کیا انجام ہوگا، کیا یہ دنیا فنا ہوگی یا نہیں، یہ دنیا خود بخود وجود میں آئی یا اس کے وجود میں آنے کی کوئی غرض وغایت ہے۔ کیا یہ فنا ہوگی یا نہیں۔

یہ اور اس قسم کے سینکڑوں سوال مجھے ہر وقت پریشان کرتے رہتے تھے، اور ان سوالوں نے میری زندگی اجیرن کر ڈالی تھی، مگر اے اسلام، تیرا دامن تھام لینے کے بعد مجھے ان تمام سوالوں کے جواب مل گئے۔

مجھے معلوم ہوگیا کہ مجھے پیدا کرنے والی ایک عظیم الشان ہستی ہے جس کا اسم ذات ''اللہ'' ہے۔ اللہ نے ہی ہر چیز تخلیق کی ہے۔ یہ دنیا، یہ زمین، یہ بے ستون نیلگوں آسمان، یہ وسیع وعریض فضا کی پنہائیاں، یہ رات دن کے انقلاب، یہ شمس وقمر اور کواکب کا نظام، یہ موسموں کے تغیر وتبدیل سبھی اسی کی کرشمہ سازی ہے اور اس نے ہر چیز کو ایک منظم منصوبے کے تحت پیدا کیا ہے اور ہر چیز سے اس کا کام لے رہا ہے۔

اس نے انسان کو پیدا کیا، اسے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا، اپنی اطاعت اس پر لازم قرار دی۔ انسان کے فرائض برائیوں سے روکنا اور نیکی کا حکم کرنا، دنیا میں نیکی کو فروغ دینا، خود نیکی پر عمل پیرا ہونا اور دوسرے انسانوں کو برائیوں سے روکنا شامل ہے اور یہی اس کا منصب اولین ہے۔

جو انسان اپنے مقصد کو پورا کرتا ہے، اسے خدا اپنی عظیم نوازشات سے سرخرو کرے گا اور جو اس میں کوتاہی کرتا ہے، اس کے حکموں کے مقابلے میں سرتابی کرتا ہے اور اس کا سرکش اور باغی بن کر رہتا ہے، اسے اللہ اپنے زبردست عذاب کی وعید سناتا ہے، اسی جزا و سزا کے معاملے کے لئے وہ ایک دوسرا عالم پیدا کرے گا۔ دنیا میں جتنے لوگ مرچکے ہیں، اسی عالم میں ان سب کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ ان کے اعمال کو اپنی میزان میں تولے گا، پھر اس میزان کے مطابق انسان کو جزا و سزا دے گا۔

(۱۱) اے اسلام، میں عورت تھی اور عورت ہونے کی حیثیت سے کسی معاشرے، کسی دین یا کسی تہذیب نے مجھے نمایاں مقام عطا نہ کیا۔ میری پیدائش منحوس سمجھی جاتی تھی، مجھے ہمیشہ مرد کا غلام تصور کیا جاتا تھا۔ میں وراثت سے محروم تھی، زندگی کے حقوق

Marfat.com

سے محروم تھی۔ میری تخلیق کا مقصد ہی صرف مرد کی محکومی سمجھا جاتا تھا۔ مرد مجھے اپنی خواہشات کا کھلونا سمجھتا تھا، مجھے دلفریب برائی، غارت گر دلربائی، خانگی آفت، پیدائشی فتنہ، سراپا معصیت اور بنی نوع انسان میں فساد و گناہ کی بنیاد قرار دیا جاتا تھا۔

میں مظلوم تھی، مگر کسی کو میری ناموس کی پرواہ نہ تھی۔ کسی کو میرے حقوق یاد نہ تھے...... مگر اے اسلام، تو نے مجھ جیسی بے کس، بے نوا اور مظلوم عورت پر کیا کیا احسانات کیئے۔ مجھے مرد کی مساوی جنس قرار دے کر مرد کے ہم پلہ بنا دیا، تو نے مرد کی مانند میرے حقوق بھی مقرر کیئے اور اس کی ادائیگی مرد پر لازمی قرار دی۔

مجھے وراثت سے حصہ دلایا۔ مجھے مہر، نفقہ اور حسن سلوک کے حق عطا فرما کر مجھے گھر کی باوقار مالکہ بنایا۔ میری پرورش کو باعث رحمت الٰہی اور جنت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا، مجھے تعلیم و تربیت کے حقوق عطا فرمائے، میری عزت و ناموس کی حفاظت کی، مجھے ذمہ داریوں سے دست کش قرار دیا اور پیارے سے گھر کو میری جدو جہد کا مرکز قرار دے کر مجھے ہر قسم کی آوارگی اور افراط اور تفریط سے محفوظ کر دیا۔

مجھے مرد کے ظلم و ستم کے مقابلے میں اپنا حق خلع استعمال کرنے کی اجازت دی۔ اس طرح مجھ پر ایک عورت کی حیثیت سے اے اسلام تو نے جو احسانات کیئے ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

(۱۲) میں غلام تھی اور معاشرے کے رحم و کرم پر تھی، میرے مالک مجھ سے بیگار لیتے تھے اور تن و جان کا رشتہ قائم کرنے کے لئے قوت لایموت مہیا نہ کرتے تھے۔ میں یتیم و بے آسرا تھی اس لئے مجھ پر ہر قسم کا ظلم و ستم روا رکھا جاتا تھا اور کوئی میرے سر پر دست شفقت پھیرنے والا نہ تھا۔

میں کالی اور بدشکل تھی اور معاشرہ صرف گوروں اور خوش شکل لوگوں کو معزز سمجھتا تھا۔ میں غریب تھی اور معاشرے میں صرف اس شخص کی عزت تھی جو مال و دولت والا ہو، اس کے پاس نوکروں اور چاکروں کے جھرمٹ ہوں، خوشامدیوں اور چاپلوسوں کا ہجوم ہو، اس کا بینک بیلنس ہو، اس کے پاس بے اندازہ کوٹھیاں و کاریں ہوں، میرا پیشہ معمولی تھا، اس لئے مجھے موچی، قصاب اور حجام وغیرہ ہونے کی بناء پر معاشرے میں نظر حقارت سے دیکھا جاتا تھا۔ میں نیچ ذات کی تھی، اس لئے اعلیٰ ذات والے مجھ سے چھو جانا بھی بڑا

Marfat.com

پاپ سمجھتے تھے۔ مگر اے اسلام تیری پناہ میں آنے کے بعد مجھے سکون کا وہ دریا ٹھاٹھیں مارتا نظر آیا کہ میں اس میں مکمل طور پر غرق ہو گئی۔ یہاں کوئی ادنیٰ و سانی نسلی، قومی، امیری و غریبی کے امتیازات نہ تھے۔

اے اسلام تیری نگاہ میں ساری مخلوق یکساں تھی اور اسلام کے تمام نام لیوا مساوی حیثیت سے مالک اور آپس میں بھائی بھائی تھے، تیرا قانون صرف غریبوں، یتیموں، بے کسوں اور بے نواؤں کے لئے نہ تھا، بلکہ امیر و غریب اور غلاموں پر اس کا اطلاق ہوتا تھا۔

تیرے احسانات طبقہ امراء تک محدود نہ تھے، بلکہ ہر امیر و غریب، آقا و غلام، مرد و عورت، بے کس یا حقیر و معزز، ہر کوئی کسی قسم کے امتیاز کے بغیر ان احسانات سے یکساں لطف اندوز ہوتا تھا۔ ہر ایک کو یکساں نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اگر کوئی امتیاز یہاں تھا تو تقویٰ اور جہاد کا تھا۔ یعنی جو شخص اپنے آقا کا جتنا زیادہ فرمانبردار، اطاعت کش، خدا ترس اور راہ حق میں اپنا سر و سامان اور اپنا تن من دھن قربان کرنے والا ہو گا وہ اتنا ہی معزز ہو گا۔

یہ امتیاز درحقیقت کوئی نہ تھا، کیونکہ ہر کلمہ گو تقویٰ اور جہاد کی اعلیٰ منازل طے کر سکنے کے قابل تھا۔ ہر شخص جو ان منازل تک پہنچنا چاہے، اس کے لئے کوئی مخالفت و مزاحمت نہیں۔ وہ اپنی ذاتی جدوجہد، سعی و کاوش اور پیہم کوشش سے منازل کو چھو سکتا ہے۔

اللہ اللہ...... اے اسلام تیرے احسانات کا کیا شمار!!

اے اسلام، شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ کے ہاں بحیثیت دین صرف تجھے ہی شرف قبولیت حاصل ہے اور جو تیرے علاوہ کوئی اور راہ ڈھونڈے گا وہ دین و دنیا کی تباہی و نقصان کا مصداق ٹھہرے گا۔

"اے اللہ! ہمیں اسلام پر استقامت عطا فرما اور اسی پر موت عطا فرمانا۔"

(آمین) (بشکریہ: خواتین میگزین لاہور)

Marfat.com

موضوع نمبر ۹

پردہ کے بارے میں خواتین کا اظہار رائے

پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے:

شامی دانشور خاتون غزہ التر ازی کہتی ہیں کہ ۱۹۹۰ء کے تین دنوں نے میری زندگی ہمیشہ کے لئے بدل دی۔ وہ کہتی ہیں:

''میں ایک طبیبہ تھی اور ایک اچھی جگہ پر ملازمت کر رہی تھی۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ زندگی میرے ہی لئے تو بنائی گئی ہے۔ پھر میں اپنے بھائی کی فیملی کے ساتھ فرانس اور امریکہ کے ایک تفریحی دورے پر گئی۔ جہاز میں، میں نے اخبار دیکھا۔ اس میں پڑھا کہ عراقی صدر صدام حسین اور امیر کویت کے درمیان کچھ تنازعہ ہے اس واقعے کے ٹھیک تین دن بعد کویت مقبوضہ ہو چکا تھا اور یہ سب کچھ ہمارے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔''

یہ وہ دن تھے کہ جو غزہ کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کر گئے تھے۔ اس سے پہلے کی غزہ کچھ اور تھی اور اس کے بعد کی غزہ یکسر بدلی ہوئی غزہ تھیں۔ غزہ التر ازی ایک شامی خاتون ہیں لیکن کئی سالوں سے کویت میں اپنے بھائی کے ہاں مقیم تھیں۔ ان کے بھائی ''یونیورسٹی آف کویت'' میں پروفیسر ہیں۔ آج کل غزہ امریکہ کے ایک شہر میں مقیم ہیں۔ غزہ کا کہنا ہے کہ:

''ہم ان دنوں تازہ ترین صورت حال جاننے کے لئے ۲۴ گھنٹے ٹیلی ویژن کے ساتھ چمٹے رہتے تھے۔ اور ہماری حالت یہ تھی کہ ہمارے پاس پہننے کے لئے مناسب کپڑے نہیں تھے۔ اسی طرح مالی طور پر بھی ہم پریشان حال تھے۔ یوں ہمیں اس بات کا قطعاً کوئی علم نہیں تھا کہ ہمارا مستقبل کیا ہوگا؟''

غزہ آج تک امریکہ میں ہی مقیم ہیں لیکن ان کی زندگی میں بہت سی تبدیلیاں نظر

Marfat.com

آتی ہیں، آج وہ خوش ہیں۔ امریکہ میں وہ سب سے پہلے فاریمیسی کے ایک سکول میں گئیں اب غزہ ہی کی زبانی سنئے:

"میں فاریمیسی کے ایک سکول میں گئی لیکن وہاں مجھے کورسز کے بارے میں علم ہوا تو ان کی مجھے ضرورت نہیں تھی۔ تب میں نے کمپیوٹر پروگرامنگ کے لئے داخلہ لے لیا۔"

"غزہ! آپ کی کمپیوٹر کی تعلیم میں کیسے دلچسپی ہوئی؟"

جب یہ سوال ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے ہنستے ہوئے کہا کہ:

"دراصل میں اپنے ریاضی کے پروفیسر بھائی کو دیکھتی تھی کہ وہ ہر وقت کمپیوٹر کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ کمپیوٹر میں آخر کون سی چیز چھپی ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ اس قدر دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔"

غزہ نے "DOVRY" میں داخلہ لے لیا جو کہ پورے امریکہ میں مقبول ادارہ ہے۔ غزہ نے ۴ سال کا بیچلر ان کمپیوٹر پروگرامنگ کا کورس صرف سوا دو سال میں کیا۔ اس دوران میں وہ اپنی فیکلٹی میں اسسٹنٹ کے طور پر بھی کام کرتی رہیں۔

غزہ الترازی اپنی نئی زندگی کو کیسا محسوس کرتی ہیں؟ اس حوالے سے ان کا کہنا ہے کہ "آغاز میں میں بڑی مشکل میں تھی۔ کیونکہ میں نے اپنی زندگی کو بالکل نئے سرے سے شروع کیا تھا اور یہ اس لئے بھی تھا کہ میدان بھی نیا تھا اور ملک بھی نیا تھا۔"

پھر ایسے ہی وقت میں غزہ ملازمت کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے بہت سی جگہوں پر بہت سے انٹرویوز دیئے۔ غزہ حجاب کا اہتمام کرتی تھیں اس لئے کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ پردہ ان کے لئے ملازمت کے حصول میں رکاوٹ بنے گا۔ لیکن غزہ کا کہنا تھا کہ:

"نہیں! اگر اللہ تعالیٰ مجھے ملازمت عطا کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ مجھے ضرور ملے گی۔ اس لئے میں پردہ کے حوالے سے کوئی مصلحت کی راہ اختیار نہیں کروں گی۔ میں حجاب کو ترک نہیں کروں گی۔"

خوش قسمتی سے غزہ کو ایک کمپنی کے ہاں بطور CONSULTANT ایک اچھی ملازمت مل گئی۔ امریکہ میں ایسی ملازمتیں کم ہی ہوتی ہیں لیکن بہت "زرخیز" ہوتی ہیں۔ وہاں پر غزہ کا انٹرویو ایک خاتون نے لیا وہ غزہ سے دو گھنٹے تک گفتگو کرتی رہی۔ غزہ کا کہنا

Marfat.com

تھا کہ اس گفتگو میں ایک بار بھی میرے پردے کو موضوع گفتگو نہیں بنایا گیا۔ لیکن جب میں واپس آنے لگی تو اس نے میرے برقع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''آج بہت گرمی ہے۔''

لیکن میں نے اس سے کہا کہ:

''کویت میں تو اس سے بھی زیادہ گرمی ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا یہ برقعہ آپ ہر وقت اوڑھے رکھتی ہیں؟ تو میں نے کہا: ''نہیں صرف گھر سے باہر۔''

امریکیوں کے رویوں کے حوالے سے جب غزہ سے پوچھا گیا، بالخصوص پردے کے حوالے سے، تو غزہ کا کہنا تھا:

''اپنی ملازمت میں مجھے پریشانی کا سامنا نہیں ہے۔ امریکی لوگ ایک اچھی کارکن چاہتے ہیں۔ انہیں اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے کہ وہ کیا پہنتی ہے؟ اور اس کی کیا قومیت ہے؟

حقیقت میں وہ ہمیں بہت زیادہ داد و تحسین کا مستحق سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ہم ان کے ملک کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ لیکن عموماً وہ دوسرے ممالک اور دوسری تہذیبوں کے حوالے سے بہت کم علم کے مالک ہوتے ہیں۔ جب اوکلوھاما میں بم کا دھماکہ ہوا تو ٹی وی پر ان کے تجزیئے سنے۔

ان کے تجزیوں کے مطابق یہ بات سامنے آئی کہ یہ کام کسی عربی نے کیا ہے۔ اس پر میں کچھ پریشان ہوگئی۔ میں نے سوچا کہ کیا مجھے ملازمت پر جانا چاہئے یا نہیں؟ لیکن جب میں اپنے دفتر پہنچی تو حیرت انگیز طور پر کسی فرد کو ان تجزیوں کے بارے میں علم نہیں تھا۔ بہت سے امریکی خبروں پر یقین نہیں رکھتے اس لئے وہ ان پر توجہ ہی نہیں دیتے۔ وہ اس قدر اپنی نجی مصروفیات میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں کہ انہیں ایسی خبروں اور تجزیوں پر دھیان دینے کا موقع ہی نہیں ملتا۔''

غزہ کا خیال ہے کہ امریکہ مسلمانوں کے لئے بہت اچھی جگہ ہے جہاں وہ امریکیوں کو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں بہتر طور پر تعلیم دے سکتے ہیں۔ امریکیوں کا علم اس حوالے سے صفر ہے۔ ایک مرتبہ میری کمپنی کی سربراہ اور میں کار میں دوپہر کو کھانے کے لئے جا رہے تھے۔ اس نے میری اچھی کار ڈرائیونگ کی تعریف کی۔ اس

Marfat.com

کے بعد اس نے پوچھا کہ:

''کیا اس سے پہلے بھی آپ نے کار ڈرائیو کی ہے؟'' میں نے کہا ''ہاں! ساری زندگی''۔ اس نے کہا:

''اچھا! آپ اونٹ پر بیٹھ کر گھر واپس نہیں جاتیں؟''

اس نے یقیناً مذاق کیا تھا لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ امریکہ ہی میں، میں نے ایک مہینے میں ایک مرتبہ اونٹ پر سواری کی تھی۔

غزہ التر ازی اپنے وقت میں سے کچھ وقت دین کی دعوت کے لئے بھی مختص کرتی ہیں۔ وہ اپنے حلقے میں کام کرتی ہیں اور ''اقراء'' کے نام سے نیوز بلیٹن بھی نکالتی ہیں۔ غزہ کا کہنا ہے کہ:

''میں سمجھتی ہوں کہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم قرآن اور اسلام کے حوالے سے اچھا خاصا علم حاصل کریں۔ اس کے لئے ''اقراء'' بھی ایک اچھا ذریعہ ہے۔'' (ترجمہ عبداللہ عابد)

پردہ کے بارے میں برٹش ٹیلی ویژن کے عملے کی خاتون میری واکر کے تاثرات:

یہاں برٹش ٹیلی ویژن کے عملے کی ایک خاتون میری واکر کے مضمون کا اقتباس مناسب ہوگا جس نے حجاب یا پردہ کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے یہ خاتون Living Islam سیریز کے فلمائے جانے کے دوران مختلف اسلامی ممالک میں گئیں۔

وہ لکھتی ہیں کہ:

''میں سب سے پہلے جس مسلم خاتون سے ملی وہ مالی کے ایک شیخ کی بیوی تھی، جس سے ملنے کے بعد مسلمان خاتون کے بارے میں میرے غلط تصورات کی بنیادیں ملنے لگیں۔ وہ ایک شیخ کی بیوی تھی، جو بت پرست دیہاتیوں کو اسلام کی طرف راغب

Marfat.com

کرنے کی تحریک چلائے ہوئے تھا۔ اس کی بیوی ایک ذہین و فطین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ عورت تھی جس کی پہلی شادی ایک ڈپلومیٹ سے ہوئی تھی۔ اب اس نے مغربی طرز زندگی چھوڑ کر ایک با پردہ زندگی کو اختیار کر لیا تھا۔

میری نگاہ میں اس نے اپنے آپ کو حیات قیدی نذر کر دیا تھا لیکن میرے سامنے نہ کوئی قیدی تھا اور نہ کوئی راندۂ درگاہ لونڈی۔ ایک انتہائی عقلمند اور با اثر شخصیت میرے سامنے تھی۔ ایسی خاتون جو راج کرنے والی ہو۔ اس کی مستقل حیثیت نے اسے احساس عزت سے مالا مال کر رکھا تھا اور اسے بند دروازوں کے پیچھے سے بغیر کسی ٹکراؤ کے حالات کو کنٹرول کرنے کا ملکہ عطا کر رکھا تھا۔ وہ اس پوزیشن میں تھی کہ معاملات کر سکے، اپنے گھر کو خود چلائے اور اپنے خاوند کے معاملات اور انتظام الاوقات کی پوری طرح دیکھ بھال کر سکے۔"

میری واکر پھر دو نائیجیرین خواتین زینہ اور فاطمہ کا ذکر کرتی ہے جن سے انٹرویو کرنے کے لئے میری واکر کو صرف عورتوں کی دنیا میں جانا پڑا۔ یہ دونوں خواتین بھی اعلیٰ درجے کی تعلیم یافتہ تھیں لیکن اب مغربی طرز زندگی کو چھوڑ کر با پردہ زندگی گذار رہی تھیں۔

میری واکر ایک دن قبل عید کی تقریبات دیکھنے کے لئے جا چکی تھیں جہاں صرف مرد ہی مرد تھے۔ خواتین میں سے صرف میری واکر کو استثنائی طور پر بلایا گیا تھا۔ ان دونوں خواتین سے انٹرویو کے بعد اس کے تاثرات یہ تھے:

"لیکن اب باگ میرے ہاتھ میں تھی صرف اپنی جنس کی بنا پر، کمتری اور اجنبیت کا اب کوئی احساس باقی نہ رہا تھا۔ میری حیثیت ایک مسلم معاشرے میں ایک نو واردکی سی تھی جو ماہرین کے، درمیان گھرا ہوا ہو بالکل ایسے جیسے ایک عورت، مردانہ سوسائٹی میں مردوں کے اندر گھری ہوئی ہو۔ یہاں مردوں کو خارج کر دیا گیا تھا۔

کیمرہ مین اور آواز ریکارڈ کرنے والے کے علاوہ سب کو پیچھے ہٹ جانے کا حکم تھا، خود کیمرہ مین نے بھی اپنا سر اور کیمرہ ایک سیاہ کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا جو کہ اب اس کا اپنا نقاب تھا، میں اب ایسی دنیا میں تھی جہاں مردوں کی کوئی شنوائی نہ تھی۔

خواتین نے بولنا شروع کیا اور ان کے جوابات میں مجھے اپنی اقدار پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ان کا کہنا تھا کہ "نقاب ایسے طرز زندگی کو دھتکارنے کی

Marfat.com

علامت ہے، جو کہ عورت کی تذلیل کا موجب ہے جب کہ اسلام نے عورت کو عزت و وقار کے ایک بلند مقام پر فائز کیا ہے۔

یہ آزادی نہیں کہ جہاں تم عورتوں کو برہنہ ہونے پر مجبور کرو۔ یہ تو ظلم ہے ظلم! اس لئے کہ مرد عورتوں کو برہنہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

جس طرح ہماری نظروں میں نقاب مسلمانوں کے ظلم کا عنوان ہے، ایسے ہی ان خواتین کی نظر میں منی اسکرٹ اور مختصر بلاؤز ظلم کی نشاندہی کرتے ہیں۔''

انہوں نے کہا کہ:

''مغرب میں مرد عورتوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ وہ ہمیں یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم آزاد ہو چکی ہیں لیکن درحقیقت ہم مرد کی نگاہ کی اسیر ہو چکی ہیں۔ چاہے میں لباس کے انتخاب میں کتنا ہی اپنی خواہش پر اصرار کروں لیکن میں اس بات سے انکار نہیں کرسکتی کہ میرا انتخاب اکثر اس بات کا مرہون منت ہوتا ہے کہ میں کس لباس میں مردوں کو زیادہ پرکشش نظر آؤں گی۔ عورتیں اپنے تشخص کو اپنے ظاہری سراپا سے جدا نہیں کرسکتیں اور اس طرح وہ اسی روایتی نسوانی دنیا میں الجھی رہتی ہیں جس کے ضابطے مرد مقرر کرتے ہیں۔''

میری واکر آخر میں یہ نتیجہ اخذ کرتی ہیں:

''ایک حدتک یہ خواتین مجھ سے زیادہ آزاد ہیں کیونکہ مجھے اپنی قسمت پر کم اختیار ہے میں اب ان خواتین کو یہ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں کہ وہ ظلم کا شکار ہیں اور میں نہیں ہوں۔ میری زندگی بھی مردوں کے دائرہ اثر سے خالی نہیں جیسا کہ ان کی۔

لیکن مجھ سے تو انتخاب کی آزادی بھی چھین لی گئی ہے۔ ان خواتین کے حالات اور ان کے دلائل نے بالآخر میری اپنی آزادی کے بارے میں اپنے تصورات کی خامیوں کو آشکار کردیا۔'' (بحوالہ ''امپیکٹ انٹرنیشنل'' لندن)

اقتباسات کچھ طویل ہو گئے لیکن مغربی تعلیمافتہ خاتون کا پردہ کے بارے میں یہ ''حسن اعتراف'' اہل مغرب کی نگاہیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔

مسلمان خواتین حجاب کے ساتھ جہاں بھی رہیں گی، برائی سے آلود معاشرے کی تطہیر میں معاون ثابت ہوں گی۔ تعجب ہے کہ فضا کی آلودگی تو برداشت نہ ہو اور اس کے

Marfat.com

لئے ”نیوکلیئر فری زون“ اور ”لیڈ (سیسہ) فری زون“ تشکیل دیئے جائیں لیکن جن خواتین کا حیادار لباس معاشرے کو پاکبازی کا سبق سکھلا رہا ہو وہ ناقابل برداشت ہوں؟ اور ان کی عصمت وعفت کی چادر کو تار تار کرنے کے سبق سکھلائے جارہے ہوں؟

امریکہ سے مستورات کی جماعت کی علی گڑھ آمد

اور مقامی خواتین کی فیشن پرستی:

مستورات کی ایک جماعت امریکہ سے علی گڑھ آرہی تھی۔ علی گڑھ کی نوجوان لڑکیاں پورے بناؤ سنگھار اور ٹیپ ٹاپ کے ساتھ استقبال کرنے ہوائی اڈے پہنچیں۔

علی گڑھ کی لڑکیاں اس وقت پانی پانی ہوگئیں جب انہوں نے اپنے آپ کو فیشن دار اور بے حجاب دیکھا اور اس کے برخلاف امریکہ کی مستورات کو پردے اور نقاب میں دیکھا۔ خیر جماعت جب قیام گاہ پہنچ گئی تو جلدی سے استقبال کرنے والی لڑکیوں میں سے کچھ لڑکیاں برقعہ پہنے امریکن مستورات کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ آپ ہی لوگوں کی خاطر ہم سب بے نقاب گئی تھیں ورنہ ہمارے یہاں مسلمانوں میں برقعے کا عام رواج ہے۔

اس پر امریکی مستورات نے کہا۔ برا نہ مانو گی تو میں کہوں کہ جس فیشن میں تم سب آئی تھیں وہ فیشن تو ہمارے یہاں کی بھنگنوں کا ہے۔ ہمارا فیشن اور ہماری آوارگی تو بہت آگے تھی۔ ہر دن ایک نئے فیشن میں ہم سب نکلتی تھیں، لیکن ہزار ہا فضل اور احسان ہے رب العالمین کا کہ اس نے ایمان ویقین کی دولت سے ہمیں نوازا اور ان ظلمت کدوں سے نکلنے کی توفیق بخشی۔

ہماری بہنو! اعلیٰ سے اعلیٰ فیشن کو ہم نے تھوک دیا ہے اور ہمیں یہ یقین ہوگیا ہے کہ حسن کی انتہا سادگی ہے۔ ایک نقاب پوش عورت خواہ وہ سانولی ہی کیوں نہ ہو وہ نقاب اٹھاتی ہے تو عورتیں بے ساختہ کہہ اٹھتی ہیں ”ہائے! کتنی اچھی لگتی ہے۔“

ہماری بہنو! نقاب پوش کالی عورت کے چہرے پر دن بدن نور برستا ہے۔ اس لئے

Marfat.com

اس میں حسن آجاتا ہے اور بے نقاب حسین لڑکی دن بدن بدنما اور بدشکل ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ اس کے چہرے پر مسلسل خدا کی مار ہوتی ہے۔ (از مولانا رستم خان)

بے پردگی کی وجہ سے راستے کا فاصلہ صدیوں تک محیط ہو جاتا ہے، ایک باپردہ لڑکی کا اظہار خیال:

شیطانی نگاہوں سے بچنے کے لئے پردے میں رہنا نہایت ضروری ہے، اس سے نہ صرف انسان بری نگاہوں سے بچ سکتا ہے بلکہ اللہ کی خوشنودی بھی حاصل ہوتی ہے۔ ایک باعزت عورت پردے میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی ہے۔ پردہ بری نگاہوں میں قدرتی حیا پیدا کر دیتا ہے اور بے پردگی کسی وقت بھی ڈگمگا سکتی ہے جب کہ پردے میں عورت کو عزت و حیا کا احساس ہوتا ہے۔

مسلم عورت کی پہچان پردہ ہونا چاہئے نا کہ مغربی طرز حیات، جسم کے پردے کے ساتھ ساتھ آنکھ اور دل کا پردہ بھی ضروری ہے۔ جب سے میں نے پردہ شروع کیا، سفر میں خود کو پرسکون سا سمجھتی ہوں۔ ایک خاص دینی آزادی ملتی ہے، پردہ ایک زیور سے ہرگز کم نہیں لیکن اگر یہ زیور خدانخواستہ اتر جائے تو جو بھیانک اسباب سامنے آتے ہیں، انہیں روزمرہ کے اخبارات اور حالات میں دیکھ لیجئے۔ پردہ ہماری شرم و حیا کو برقرار رکھتا ہے اور جب یہ چیزیں برقرار رہیں تو برائی سے بچا جا سکتا ہے۔

یہ ایک ایسا زیور ہے جسے پہننے کی خدا ہر عورت کو توفیق دے۔

اسلام نے زندگی کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا۔ عورت کو تنگ، باریک، عریاں اور بھڑکیلا لباس پہننے سے منع کیا ہے۔ خوشبو لگانے سے روکا۔ نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا۔ ان تمام احکامات میں ہماری نہ صرف دنیاوی بلکہ آخرت میں بھی بھلائی ہے۔

میں جب پردہ نہیں کرتی تھی تو گھر سے سکول کا فاصلہ صدیوں پر محیط ہو جاتا تھا، ایک عذاب تھا، کبھی تعلیم ختم کرنے کا فیصلہ کرتی، روزانہ ایک دلدل سے گزرنا پڑتا۔ ماشاء اللہ جب پردہ کرنا شروع کیا تو ایک عجیب روحانی خوشی ہوئی۔ آج عورت پردہ کر کے نہ

Marfat.com

صرف اپنے والدین، بھائیوں اور خاوندوں کی عزت محفوظ رکھ سکتی ہے بلکہ اپنی آخرت بھی سنوار سکتی ہے۔

اس ضمن میں اسلامی تعلیمات سے روشناسی نہایت ضروری ہے۔ یہاں ایک بات میں ضرور کہوں گی کہ پردہ بطور فیشن نہ ہو جو ایک برائی ہے۔ پردہ باوقار ہو اور حجاب کے تقاضے پورے کرتا ہو۔ میری جو بہنیں تاحال اس نعمت سے فیض یاب نہیں ہوئیں ان سے میری اپیل ہے کہ خدارا مغربی تہذیب چھوڑ کر مدنی و مکی تہذیب اپنا کر اسلام کی شان میں اضافہ کریں۔

اگر غیر مسلم ہماری تہذیب نہیں اپنا سکتے تو ہم کیوں ان کی تہذیب اپنائیں؟ ہماری تہذیب میں کیا برائی ہے؟ صرف ایک سازش کے تحت ہمیں اپنی تہذیب اور دین سے دور کیا جا رہا ہے اور بازاروں اور محفلوں کی زینت بنایا جا رہا ہے۔ آئیں حجاب کا عہد کریں اور حجاب کو اپنے اردگرد ایک تحریک بنا دیں۔ (فرزانہ عباس لیل، جھنگ)

پاکستانی خواتین کی بے پردگی پر ایک سکھ خاتون کا تبصرہ:

پاکستان میں کرکٹ میچ دیکھنے جالندھر سے آنے والی خاتون کلدیپ فتح سنگھ نے نمائندہ زندگی کے سوال کے جواب میں کہا:

''میں نے شدت سے جو بات محسوس کی وہ یہ کہ میری نظر اسلامی معاشرے کی اس عورت کو تلاش کرتی رہی جو اسلامی تاریخ کے صفحہ قرطاس پر ایک اعلیٰ کردار، عزت و عصمت کی مورت اور پردے کی دلدادہ عورت تھی اور جس کی اسلام سے والہانہ محبت اور اسلامی قدروں سے گہری وابستگی تھی، وہ کہیں نظر نہ آئی۔

یہاں کی عورت فیشن پرستی میں یورپ کے شانہ بشانہ چل رہی ہے۔ ہم خود کو تو اس سے بری الذمہ قرار دیتے ہیں کیونکہ ہندوؤں اور سکھوں کے یہاں پردے کا اتنا اہتمام شروع سے ہی نہیں لیکن مسلمانوں کے یہاں تو پردے کی شروع سے ہی خاص اہمیت رہی ہے۔

مجھے یہاں آ کر ایسا لگا جیسے اکثر پاکستانی عورتوں نے پردے کے خلاف بغاوت کر

Marfat.com

دی ہے۔ میں آٹھ دس سال پہلے بھی آئی تھی لیکن اس وقت میں اور آج میں نمایاں فرق محسوس ہوا۔

اس وقت پاکستانی مسلمان عورت کو اس طرح کھلے بندوں پردے سے بے نیاز پھرتے نہیں دیکھا تھا۔ آج کی عورت کو دیکھ کر تو عقل حیران رہ گئی اگر میری بات کا برا نہ مانیں تو مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ پاکستانی عورت کا ایک طبقہ مغربی تہذیب کی پرورش میں گھرا ہوا ہے ایک اسلامی ملک کی عورت کو ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

"مجھے تو کم از کم عورت کو ایسے بیباکانہ انداز میں پھرتے دیکھ کر شرم محسوس ہوئی"۔

(ہفتہ روزہ زندگی لاہور۔ نومبر ۷۸ء)

لڑکیوں کو چھیڑنے والے نوجوانوں کے بارے میں

ایک بہن کا خط:

دنیا جوں جوں مذہب سے ہٹتی جارہی ہے عوام کا اخلاق دن بدن گرتا چلا جارہا ہے۔ چنانچہ پاکستان میں یہ شکایت عام ہے کہ آج کل سرراہ لڑکیوں کو چھیڑنے کی وبا خطرناک حد تک بڑھ گئی ہے۔ ایک بہن آج کل کے نوجوانوں کی اس اخلاقی گراوٹ پر اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"معلوم یہ ہوتا ہے جیسے مردوں میں شرم وحیا نام کو نہیں رہی، کیسی ہی شکل صورت کا مرد ہو، لیکن کوئی عورت نظر آجائے تو اسے ایسی للچائی ہوئی نظروں سے دیکھے گا جیسے اس نے اس سے پہلے کسی عورت کو دیکھا ہی نہیں ہے اور نوجوان لڑکوں کی تو یہ کیفیت ہے کہ کوئی لڑکی نظر پڑی نہیں اور یہ اسے چھیڑنے کے لئے بے قرار ہو جاتے ہیں، فقرے کستے ہیں اور لڑکیوں کو دیکھ کر عاشقانہ فلمی گیت گانا شروع کر دیتے ہیں۔"

اس بہن نے اپنے طویل خط میں زمانہ حاضرہ کے نوجوانوں کی بدتمیزیوں کے بہت سے چشم دید واقعات بھی لکھے ہیں۔ ان واقعات کے علاوہ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے

Marfat.com

کہ اگر کہیں تنگ راستہ یا گلی میں نوجوانوں کا کسی لڑکی سے سامنا ہو جاتا ہے تو یہ موقعہ پاکر ضرور اسے چھیڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ میلوں اور نمائشوں میں نوجوان مرد جس طرح لڑکیوں کے ساتھ نازیبا مذاق کرتے ہیں اور انہیں چھیڑتے ہیں۔ اس پر ان بہن نے بڑے رنج اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔

واقعی آج کل کے مردوں اور نوجوانوں نے لڑکیوں اور عورتوں کے معاملے میں جو اخلاق سوز روش اختیار کر رکھی ہے وہ بے حد قابل مذمت ہے۔ اس ملک کے مستقبل اور ترقی کا دارومدار نوجوانوں کے اعلیٰ اخلاق اور کردار پر موقوف ہے۔ جب نوجوان اپنے آپ کو اتنا گرا دیں گے کہ وہ کمزور عورت کو سر راہ چھیڑنے کو کوئی برائی نہیں سمجھیں گے تو اس بات کی کیونکر توقع کی جا سکتی ہے کہ قوم کی کشتی کے یہ آلودہ بادبان زمانے کے منجدھار سے کشتی کو نکال کر لے جائیں گے۔

نوجوان کا خط ''خدارا لڑکیوں کو حسن کی نمائش سے روکئے:

مگر اس ضمن میں ایک بات میں اور بھی کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جس طرح آج کل کی عورتوں اور لڑکیوں کو نوجوان مردوں اور لڑکوں کی اخلاقی گراوٹ کی شکایت ہے، اسی طرح مردوں کو بھی آج کل کی بنی سنوری اور حسن و جوانی کا مظاہرہ کرنے والی لڑکیوں کی روش پر شدید اعتراض ہے۔ چنانچہ حال ہی میں مجھے ایک بھائی کا خط موصول ہوا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:

''خدارا لڑکیوں کو سر راہ حسن کی نمائش سے روکئے۔ کیونکہ اس سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہو رہے ہیں۔ آج کل کی لڑکیوں کی حالت یہ ہے کہ وہ خوب بن سنور کر اور فیشن کے پرکشش حربوں سے آراستہ ہو کر گھروں سے نکلتی ہیں اور مردوں کو ہر قدم پر دعوت نظر دیتی ہیں۔ اگر برقعہ میں ہیں تو نقاب چہرے سے غائب ہوتا ہے اور کالے برقعہ میں گورا گورا مکھڑا اس طرح چمکتا ہے جیسے کالی بدلی میں چاند۔ اور اگر ساڑھی مین ہیں تو بلاؤز بغیر آستین کا ہوتا ہے تاکہ گورے گورے ہاتھ زیادہ پرکشش ثابت ہوں۔ میں حیران ہوں کہ آخر سر بازار حسن و خوبصورتی کی یہ نمائش کیا معنی رکھتی ہے۔ حسن کی اس نمائش ہی کا یہ

Marfat.com

نتیجہ ہے کہ بعض من چلے نوجوان بے قابو ہو کر لڑکیوں کو چھیڑتے ہیں اور اس سے بڑے بڑے فتنے برپا ہو رہے ہیں۔"

اس خط کی عبارت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس طرح ہماری بہنوں کو لڑکیوں کے معاملے میں نوجوانوں کی چھیڑ چھاڑ اور بے راہ روی کی شکایت ہے، اسی طرح ہمارے بھائی زمانہ حاضرہ کی لڑکیوں کی اندھی آزادی سے نالاں ہیں اور ان کا کہنا یہ ہے کہ "آج کل کی لڑکیاں سر بازار اپنے حسن کی نمائش کر کے مردوں کو بدنگاہی اور چھیڑ چھاڑ کی خود دعوت دے رہی ہیں۔"

قدرت نے ہمیشہ ہی اپنے ظاہری حسن کو باطنی خوبیوں پر ترجیح دی ہے۔ چنانچہ ہزاروں برس سے عورتوں میں حسین وجمیل بننے کا شوق رہا ہے۔ لیکن اس زمانے میں اس شوق نے جو خطرناک پہلو اختیار کرلیا ہے اس پر ایک اور بھائی نے اپنے ایک طویل خط میں روشنی ڈالی ہے۔ یہ بھائی لکھتے ہیں:

عورتوں اور لڑکیوں میں زیبائش حسن کا شوق تو پرانا ہے، لیکن اس زمانے میں زیبائش حسن کے ساتھ آرائش حسن کا جو نیا شوق پیدا ہو گیا ہے وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں بازاروں میں، پارکوں میں، تماشہ گاہوں میں عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ سولہ سنگھار کر کے نکلتی ہیں۔ برقعہ تو اوڑھے ہوئے ہوتی ہیں مگر چاند سا مکھڑا اس کالی بدلی میں سے چمکتا رہتا ہے اور جو لڑکیاں بے پردہ ہوتی ہیں، ان کا تو کچھ کہنا ہی نہیں وہ ایسا چست لباس پہنتی ہیں کہ جسم کے تمام پوشیدہ اعضاء ابھر کر نگاہوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ حسن کی یہ دلخراش داستان سنانے کے بعد ان بھائی نے خط میں مجھ سے پوچھا ہے:

آپ تجربہ کار ہیں، زمانہ شناس ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ آخر بازاروں میں اور عام گذرگاہوں پر اس نمائش حسن کا کیا مطلب ہے۔ اگر یہ نمائش حسن گھروں کے اندر اور اپنے شوہروں تک محدود رہتی تو شاید کسی کو بھی اعتراض نہ ہوتا، لیکن غیروں کو اور اجنبی راہ گیروں کو دعوت حسن دینے کے آخر کیا معنی ہیں۔ یہ غلط طریقہ کار کیا اس بات کو صاف طور پر ظاہر نہیں کر رہا کہ ہمارے ملک کی لڑکیاں گمراہی کی طرف جارہی ہیں۔ اگر ان کو اس غلط روش سے نہ روکا گیا تو کسی لمحے بھی ان کے قدموں کو لغزش ہو سکتی ہے۔ سرِ راہ

Marfat.com

لڑکیوں کو چھیڑنے کی جو وبا بڑھ رہی ہے وہ اسی نمائش حسن کا ردعمل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان بھائی نے اپنے خط میں جو کچھ بھی لکھا ہے وہ ایک ایسا ضروری مسئلہ ہے جس پر سب بہنوں اور بھائیوں کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ واقعی اگر کوئی شادی شدہ لڑکی اپنے شوہر کے لئے سنگھار کرتی ہے تو کوئی عیب نہیں لیکن اگر وہ بازاروں میں نمائش حسن کرتی پھرتی ہے تو اس کے نیک چلن ہونے پر بھی بجا طور پر شبہ کیا جا سکتا ہے۔ پھر کنواری لڑکیوں کا ضرورت سے زیادہ سنگھار کرنا اور بن ٹھن کر نکلنا اور بھی زیادہ معیوب ہے۔

اصل بات جس پر عمل کی ضرورت ہے:

اصل بات یہ ہے کہ اس ملک کے نوجوان ہوں یا لڑکیاں سب ہی کے اخلاق گر گئے ہیں۔ اگر نوجوان سر راہ لڑکیوں کو چھیڑتے ہیں تو واقعی یہ بڑی مذموم حرکت ہے اور اگر لڑکیاں سر راہ بن سنور کر نکلتی ہیں اور وہ آزادانہ مردوں کو اور ملک کے نوجوانوں کو دعوت حسن دیتی ہیں تو یہ بھی ہمارے لئے بڑی شرم کی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں ہی شکایتیں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔

خود میرے علم میں بہت سے ایسے واقعات ہیں کہ نوجوان مرد لڑکیوں کو چھیڑنے کے مرتکب ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی محسوس کر رہا ہوں کہ اس زمانے کی لڑکیوں میں نمائش حسن کی وبا تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے اور وہ خوب بن سنور کر بازاروں اور تفریح گاہوں میں گھومتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ جس کے نتائج نہایت ہی خراب ہیں۔

سب سے پہلے میں ملک کے نوجوانوں سے دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ میں نوجوانوں کو بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے شاندار مستقبل کا دارومدار صرف تمہارے اعلیٰ اخلاق اور تمہارے کردار پر موقوف ہے۔ تم ہی کو اس ملک کی رہنمائی کرنی ہے اور تم ہی کو اس ملک کی بداخلاقیوں کو دور کر کے اس ملک کو جنت کا نمونہ بنانا ہے پھر اگر

Marfat.com

تم ہی جذبات کی رو میں بہہ جاؤ گے تو پھر اس ملک کی اصلاح کون کرے گا۔ اگر لڑکیاں بے محابا اپنے حسن کی نمائش کرتی ہیں تو تم کو ان کی اس غلط روش سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیئے بلکہ ہر لڑکی کو اپنی بہن اور بیٹی سمجھ کر اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد اپنی بہنوں اور بیٹیوں سے عرض کروں گا کہ تم قوم اور ملک کی سب سے مقدس امانت ہو۔ تم وہ ہو جن کی کوکھ سے پیغمبر، اولیاء، مصلحان قوم اور رہنماء پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے تمہارے اعمال اور کردار میں فرشتوں جیسی معصومیت اور حوروں جیسی پاکیزگی ہوتی چاہیئے۔ اگر تم کو بننے سنورنے کا شوق ہے تو خوشی سے بناؤ سنگھار کرو، مگر خدارا مجھے بتاؤ کہ سر بازار حسن کا جلوہ دکھانے سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ تم نے جن پاکباز ماؤں کی آغوش میں پرورش پائی ہے ان کی احتیاط کا عالم تو یہ تھا کہ ان کا دامن بھی کسی نے نہیں دیکھا، پھر تم غلط راستے پر کیوں جا رہی ہو؟

تم کو مغربی عورتوں کی تقلید نہیں کرنی چاہیئے بلکہ تم کو حضرت خدیجہؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت رابعہ بصریؒ اور ان صحابیات کی تقلید کرنی ہے جنہوں نے کل جہان کی عورتوں کو مشعل ہدایت دکھائی ہے۔

Marfat.com

موضوع نمبر ۱۰

پردہ کی افادیت پر مغرب کا اعتراف حقیقت

امریکی صحافی خاتون ہیلن کے دل کی آواز

مسلمانو! اپنے مذہبی اور معاشرتی قوانین کو کبھی مت چھوڑنا:

ہیلن ایک امریکی صحافی خاتون ہے۔اس کی صحافت سے دلچسپی اور صحافتی شہرت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس خاتون کا تقریباً ڈھائی سو اخبارات اور رسائل سے صحافتی تعلق ہے اس کا کوئی نہ کوئی اہم مضمون ہر روز اخبارات اور رسائل میں ضرور چھپتا ہے اور کروڑوں شائقین روزانہ عزت واحترام کے ساتھ ان مضامین کو پڑھتے ہیں۔

اس نامور خاتون کا آج کل یہ مشغلہ ہے کہ ۲۰ برس سے کم عمر کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی مشکلات پر غور وفکر کرنا اور ان کا حل اور علاج تلاش کرنا۔اسی سلسلے کا مطالعے اور تحقیق کے لئے اس نے دنیا کے اکثر ممالک کا سفر کیا ہے اور وہاں قیام کرکے وہاں نوجوانوں کے حالات کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے۔یہ امریکی جرنلسٹ خاتون عرب ممالک بھی گئی۔اس نے وہاں دیکھا کہ:

مردوزن کا اختلاط عام نہیں ہے بلکہ پردہ اور حجاب بھی پایا جاتا ہے۔اس سے متاثر ہوکر اس نے وہاں کے عوام کے سامنے اپنے تاثرات پیش کئے جو حسب ذیل ہیں۔

”عرب عوام کی سوسائٹی ایک صحت مند سوسائٹی ہے۔اس کے معاشرتی اور سماجی اصول اتنے مناسب اور معقول ہیں کہ اسے ہر نوجوان لڑکے اور لڑکی کو قبول کرلینا چاہئے۔یہ بات امریکہ اور تمام یورپین سوسائٹی میں موجود نہیں۔وہاں مرد وعورت کو آزادانہ میل کی عام اجازت ہے۔عورت پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

Marfat.com

اسی طریقے سے ماں باپ کا احترام بھی ناپید ہوگیا ہے جس کے نتیجے میں تمام اخلاقی قدریں ختم ہوگئی ہیں اور ہر قسم کی بے حیائی عام ہوگئی ہے۔ تہذیب وتمدن کی آڑ میں معاشرہ ایک زبردست ہیجان اور انتشار کا شکار ہوگیا ہے۔

اے عرب مسلمان قوم، تمہارے یہاں عورت پر ایک حد تک پابندی ہے، احترام والدین ضروری ہے اور معاشرتی قوانین اتنی بہترین بنیادوں پر وضع کئے گئے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ صالح معاشرہ وجود میں آئے گا، اخلاقی قدریں نشوونما پائیں گی اور ہر صنف کو اس کا لازمی حق اور صحیح احترام ملے گا۔

اس لئے میں تم کو نصیحت کرتی ہوں کہ اپنے مذہبی اور معاشرتی قوانین کو گلے سے لگائے رکھو۔ اسی پر عمل کرو۔ پردے کو نہ صرف باقی رکھو بلکہ اس کو رواج دو، عورت کی بے جا آزادی پر پابندی باقی رکھو، مرد وزن کا بے جا اختلاط جو امریکہ اور یورپ سے چلا ہے اپنے معاشرے کو اس سے پاک رکھو۔

یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر اس کو چھوڑ کر یورپ کی اندھی تقلید میں اسلامی معاشرتی قوانین ختم کردو گے اور عورت کو من مانی آزادی دیدو گے تو اخلاقی اور روحانی قدریں پامال ہوجائیں گی اور تمہارا معاشرہ بھی اسی طرح انحطاط اور انتشار سے دوچار ہوگا جیسا کہ مغربی دنیا کا حال ہے۔ (عربی سے ترجمہ)

اسلامی معاشرے میں عورت پر پابندی پر سرجان بیکٹ کا تبصرہ:

سرجان بیکٹ اسلامی معاشرے میں عورتوں پر پابندی پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

عورتوں پر اسلام نے جو پابندیاں عائد کی ہیں وہ محض اخلاقی نوعیت کی ہیں۔ ان میں حقارت، سختی یا بے رحمی کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ اس کے برخلاف اسلام نے ہمیشہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کے نقطہ نظر کی وکالت کی ہے۔

ایک اور موقعے پر جان بیکٹ لکھتے ہیں:

واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں پر جو پابندی عائد فرمائی ہے اس کی نوعیت سخت

Marfat.com

نہیں ہے بلکہ ان پابندیوں میں عورتوں کے لئے آسانیاں فراہم کی گئی ہیں۔

وہ مزید لکھتے ہیں:

مختصر یہ کہ اسلام نے زندگی کی تشکیل میں مردوں اور عورتوں کے درمیان نظریاتی حد فاصل کھینچی ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام نے ان دونوں کے درمیان فرق محسوس کیا۔ یہ صحیح ہے کہ عورتیں اپنی جسمانی اور طبعی کمزوریوں کے باعث ہمیشہ مردوں کا آلہ کار بنتی رہیں۔ مرد نے عورت کا استحصال خوب کیا ہے۔ مغربی دنیا نے مسلم معاشرت میں عورت کے مقام کو سمجھنے میں غلطی کی ہے اور اس کے مقام کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے۔ دیکھئے:

(The Life and times of Mohammad P-416)

ایک انگلستانی خاتون کی حسرت:

انگلستان کی ایک شریف عورت نے بصد حسرت وندامت اپنے ملک کی عورتوں کے متعلق ایک مقالہ لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ مصر کے ماہنامہ ''المنار'' میں شائع ہوا ہے۔ جس میں یہ تھا کہ:

''انگلستان کی عورتیں اپنی عفت اور عصمت کھو چکی ہیں اور ان میں بہت کم ایسی ملیں گی جنہوں نے اپنے دامن عصمت کو حرام کاری کے دھبے سے آلودہ نہ کیا ہو۔ ان میں شرم وحیاء نام کو بھی نہیں اور ایسی آزادانہ زندگی بسر کرتی ہیں کہ اس ناجائز آزادی نے ان کو اس قابل نہیں رہنے دیا کہ ان کو انسانوں کے زمرے میں شامل کیا جائے۔ ہمیں سرزمین مشرق کی مسلمان خواتین پر رشک آتا ہے جو نہایت دیانت اور تقویٰ کے ساتھ اپنے شوہروں کے زیر فرمان رہتی ہیں اور ان کی عصمت کا لباس گناہ کے داغ سے ناپاک نہیں ہوتا۔ وہ جس قدر فخر کریں، بجا ہے اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ اسلامی احکام شریعت کی

Marfat.com

ترویج سے انگلستان کی عورتوں کی عفت کو محفوظ رکھا جائے۔''

پردہ اور مغرب کے فلاسفر ہملٹن کی ریسرچ:

اسلام نے پردہ کے قدیم رواج کو اہم اصلاحات کے ساتھ رائج کر کے عورت کی عزت وعظمت میں جو اضافہ کیا ہے اس کی نہ صرف مہذب دنیا میں پیدا شدہ حالات تائید وتصدیق کر رہے ہیں بلکہ مغرب کے منصف مزاج مفکرین بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً ہملٹن لکھتا ہے کہ:

> ''اسلامی احکام عورت کی شان میں نہایت صریح ہیں جو اس کی عزت افزائی کو برقرار رکھنے اور اس کو بے حرمتی وایذارسانی سے محفوظ رکھنے کی طرف خاص توجہ دلاتے ہیں۔ اسلام نے پردہ کے باب میں تنگ نظری سے کام نہیں لیا جیسا کہ بعض مصنفوں کا خیال ہے بلکہ اس نے غیرت ومروت کے اسباب کا لحاظ رکھا ہے۔''

پردہ اور وان ہیمر کی ریسرچ:

وان ہیمر کہتا ہے کہ:

> ''پردہ کو اسلام نے ضروری اور عورتوں کو اجنبیوں سے میل جول رکھنے کو جو حرام قرار دیا ہے اس کا مفہوم ہرگز یہ نہیں ہے کہ عورتوں سے اعتماد کے جذبے کو فنا کر دیا جائے بلکہ یہ ایک وسیلہ ہے ان کی ناموس کی حفاظت واحترام کا، اور ذریعہ ہے ان کی رسوائی کی روک تھام کا۔ درحقیقت اسلام کی نظر میں عورت کا جو درجہ ومقام ہے وہ یقیناً قابل رشک ہے۔''

(اسلام کا نظام حیات صفحہ ۱۹۰)

Marfat.com

بے پردگی اور جرمنی کے بادشاہ کے دل کی صدا:

جن دنوں شاہ جرمنی ''گلیوم'' نے ترکی کا دورہ کیا، تو انجمن اتحاد و ترقی کے ممبران نے بادشاہ کے سامنے اپنی بعض تہذیبی جھلکیاں پیش کرنا چاہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسکول کی بے پردہ لڑکیوں کو بادشاہ کے استقبال کے لئے اس طرح پیش کیا کہ لڑکیاں پھولوں کے گلدستے بادشاہ کو پیش کر رہی تھیں۔ (جیسا کہ آج کل اکثر اسلامی ممالک میں بھی یہ بات عام ہو چکی ہے۔)

بادشاہ نے جو یہ منظر دیکھا تو اسے بڑا اچنبھا ہوا۔ اس نے انجمن کے ذمہ داران سے کہا:

> ''میری آرزو یہی تھی کہ میں ترکی میں جاہ و حشمت اور پردہ داری کے مناظر دیکھوں، کیونکہ تمہارے مذہب اسلام کا یہی حکم ہے۔
>
> • لیکن افسوس! میں یہاں اسی بے پردگی کو اپنے چاروں طرف دیکھ رہا ہوں جس سے یورپ میں بڑی شکایتیں ہیں اور جن کی بدولت وہاں ہمارے خاندان اجڑ رہے ہیں، وطن کی مٹی پلید ہو رہی ہے اور بچے دربدر مارے مارے پھر رہے ہیں۔''

بے پردگی کی خرابی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مشرق کے ملکوں میں سامراجی طاقتوں نے بہم یہ کوشش کی ہے کہ بے پردگی کا عام رواج ہو، تاکہ اخلاقی جرائم میں روز افزوں ترقی ہو، مستقبل کے قائد اور وطن کے سپاہی بننے والی نئی نسل تباہ و برباد ہو اور خاندان تخت و تاراج ہوں۔

امریکی طالبات کا سب سے بڑا مسئلہ:

امریکہ کی سابقہ خاتون اول مسز ہیلری کلنٹن کی نظر میں:

امریکہ کی سابقہ خاتون اول مسز ہیلری کلنٹن (اپنے دورہ پاکستان کے دوران)

Marfat.com

اسلام آباد کالج فار گرلز کی اساتذہ اور طالبات سے گھل مل گئیں اور ان سے ایک گھنٹے سے زیادہ دیر تک بے تکلفانہ گفتگو کی۔

ہیلری کلنٹن نے طالبات سے ان کے مسائل دریافت کئے۔ طالبات نے دوستانہ انداز میں کلنٹن کی اہلیہ کو سب مسائل بتائے۔ فورتھ ایئر کی طالبہ نائیلہ خالد نے امریکی خاتون اول سے پوچھا کہ امریکی طالبات کا بنیادی مسئلہ کیا ہے؟

اس پر امریکہ کی خاتون اول نے کھل کر گفتگو شروع کی۔ انہوں نے کہا کہ:

"پاکستان کی طالبات کا مسئلہ تعلیم کی مناسب سہولیات کا فقدان ہے۔ تعلیمی اداروں میں فنڈز کی کمی کا مسئلہ ہے۔ مگر امریکہ میں ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں بغیر شادی کئے طالبات اور لڑکیاں حاملہ بن جاتی ہیں۔ اس طرح بے چاری لڑکی ساری عمر بچے پالنے کی ذمہ داری نبھاتی ہے۔"

ایک دوسری طالبہ وجیہ جاوید نے کہا کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے؟

اس پر ہیلری کلنٹن نے کہا کہ:

"اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ نوجوان لڑکے لڑکیوں کو خواہ وہ عیسائی ہوں یا مسلمان اپنے مذہب اور معاشرتی اقدار سے بغاوت نہیں کرنی چاہیئے۔ مذہبی وسماجی روایات اور اصولوں کے مطابق شادی کے بندھن میں بندھنا چاہیئے، اپنی اور اپنے والدین کی عزت و آبرو اور سکون کو غارت نہیں کرنا چاہیئے۔"

مسز ہیلری کلنٹن نے کہا کہ:

"وہ اسلام اور عیسائیت کی شادی کے خلاف نہیں ہیں۔ پاکستان میں مذہبی روایات کا احترام کرتے ہوئے شادی ہوتی ہے، اس لئے یہاں لڑکیوں کے مسائل کم ہیں۔"

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۸ مارچ ۱۹۹۵ء)

Marfat.com

بے پردہ خواتین کا رشتہ ازدواج جلد ٹوٹ جاتا ہے (جدید تحقیق):

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (۱۹۸۴ء) میں مغربی ملکوں میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح پر کلام کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے۔ چنانچہ مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ فلم ایکٹر، مصنفین اور دوسرے گروہ کے لوگ جو کہ جنس مخالف سے زیادہ روابط رکھتے ہیں ان میں طلاق کا زیادہ رجحان پایا جاتا ہے:

Actors, authors and other groups that have many contacts with the opposite sex tend to have a high divorce frequency (7/136)

اس مغربی رپورٹ میں طلاقوں کی کثرت کو روابط (Contacts) کی کثرت کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے۔ یہ بہت اہم ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مخلوط معاشرت یا بے پردہ معاشرت کا بہت گہرا رشتہ ازدواجی زندگی کی عدم استواری سے ہے۔

باپردہ معاشرت کا ماحول ازدواجی زندگی میں استواری پیدا کرتا ہے۔ اس کے برعکس بے پردہ معاشرت کا ماحول ازدواجی زندگی میں عدم استواری کا موجب بنتا ہے اور اس طرح طلاق کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

بے پردہ معاشرت کا یہ انجام باپردہ معاشرے کے درست ہونے کی ایک تجرباتی تصدیق ہے۔ باپردہ معاشرت طلاق کے خلاف گویا ایک مانع عامل کی حیثیت رکھتی ہے۔

بالفاظ دیگر بے پردہ معاشرت خاندانی نظام کو غیر مستحکم کر کے طرح طرح کی سماجی خرابیاں پیدا کرتی ہے۔ اس کے مقابلے میں باپردہ معاشرت خاندانی نظام کو مستحکم بناتی ہے جو کہ نسل انسانی کے لئے مختلف قسم کے عظیم فوائد کی ضامن ہے۔

Marfat.com

''حجاب'' ایک امریکی صحافی کی نظر میں:

یہ تحریر ''سموئیل کول'' نامی امریکی کی ہے، جسے انٹرنیٹ سے حاصل کر کے افادہ عام کے لئے مترجم کیا گیا ہے۔

میری بہن جو تحریک حقوق نسواں کی سرگرم رکن تھی اور سول انجینئرنگ میں سند یافتہ تھی ۱۹۸۷ء میں کسی وقت میں مشرف با اسلام ہوگئی۔ وہ اس وقت پاکستان کے شہر لاہور میں رہ رہی ہے اور وہاں وہ ایک مکمل مسلمان بیوی اور چھ بچوں کی ماں کی حیثیت سے زندگی گزار رہی ہے۔

قرآن جس پر اس کا ایمان ہے اس کے تقاضے کے مطابق وہ ہر روز پانچ وقت کی نماز ادا کرنے کے لئے اپنے سارے کام چھوڑ دیتی ہے اور جب بھی گھر سے باہر جانا ہوتا تو وہ سر سے پاؤں تک حجاب میں ڈھکی ہوتی ہے۔

حجاب کی اصطلاح عربی زبان کے لفظ (حجابۃ) سے نکلی ہے۔ جس کے معنی ''نظروں سے بچنا'' ہے۔

یہ ایک لمبی اوڑھنی اور نقاب ہے جو بہت سی مسلمان عورتیں پہنا کرتی ہیں اور یہ حجاب انہیں غیر مسلم عورتوں سے ممتاز کرتا ہے۔ ان کو ان کا اسلامی عقیدہ یاد دلاتا ہے اور غیر مردوں کی نظروں سے چھپاتا ہے۔

بہت سے روایتی مسلم معاشروں میں عورتوں میں یہ رجحان ہے کہ وہ غیر مردوں کے دائرے سے دور رہتی ہیں اور اپنے آپ کو بچوں کی نگہداشت اور گھر کی حفاظت کے لئے وقف رکھتی ہیں۔ عام اختلاط سے ان کی ظاہری دوری اور پابندی کی وجہ سے بہت سے امریکی یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلامی پردہ نسوانی جبر کی ایک علامت ہے۔

اس ادراک کے باوجود امریکہ میں اسلام بہت سرعت سے پھیلتا جا رہا ہے اور مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ تعداد میں اسلام قبول کر رہی ہیں۔ ایک نومسلم کے مقابلے میں چار نومسلم عورتیں ہیں اور بلاشبہ میری بہن کے بقول حجاب جبر کی نہیں بلکہ آزادی کی علامت ہے۔

Marfat.com

ناہید مصطفیٰ کینیڈا کی رہنے والی عورت ہے۔ اس نے اسلام قبول کیا۔ وہ لکھتی ہے:

نوجوان مسلمان عورتیں واپس پردہ کی طرف لوٹ رہی ہیں تاکہ انہیں دوبارہ اپنے جسموں کی حفاظت پر اختیار مل جائے۔ تاہم اکثر امریکیوں کے لئے یہ عجیب دعویٰ ہے کہ ایک قانون (Law) جو عورت کے لباس میں پابندیاں عائد کرتا ہے وہ آزادی کا پیامبر کیسے بن سکتا ہے۔

لیکن مسلمانوں کے لئے اس کا جواب بہت آسان ہے کیونکہ حجاب کی اسلامی روایت عورت کو بنیادی طور پر جنسی آلے کے طور پر دیکھے جانے سے آزاد کر دیتی ہے۔

ناہید مصطفیٰ لکھتی ہیں کہ:

غیر مسلم عورتوں کو بچپن ہی سے یہ بات ذہن نشین کرائی جاتی ہے کہ ان کی قدر و قیمت اور عزت و اہمیت ان کی جسمانی کشش اور جاذبیت کے بقدر ہوگی۔

اور یہ بات ناقابل فہم نہیں کیونکہ خواتین کے کسی رسالے کے اشتہارات پر نظر ڈالنے سے ایک قاری مرد بھی نسوانی حسن کے دائمی تغیر پذیر اور خیالی تصور کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کا عورتوں کے اوپر ناقابل یقین دباؤ محسوس کرتا ہے۔

کیا یہ بات تعجب انگیز نہیں ہے کہ امریکی عورتیں کروڑوں ڈالر صرف بالوں اور اشیائے حسن پر صرف کرتی ہیں۔ یا یہ بات کہ وہ اپنے آپ کو پلاسٹک سرجری، دواؤں اور پرہیزی غذا کا عادی بنا دیتی ہیں۔ یا یہ بات کہ وہ اشد مایوسی میں بدنظمی، بھوک نہ لگنے اور جوع البقر جیسی نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک سراب کا تعاقب و جستجو ہے جو تعاقب کرنے والے کو ذلیل اور تھکا ڈالتی ہے۔

حجاب مسلمان عورتوں کو اس ضرر رساں دباؤ و ظلم سے نجات دلاتا ہے اور باہر جانے سے قبل میک اپ اور بالوں کو سنوارنے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ حجاب کے اندر وہ جس طرح چاہے رہ سکتی ہے۔ خواہ اس نے بال کٹوائے ہوں، سرخی پاؤڈر نہ لگایا ہو، چہرے کے بال نہ اکھاڑے ہوں اور جسم بھی قدرے بھاری ہو (تو اسے اس کی پرواہ نہیں ہوتی) اور ان سب کے باوجود اسے اس بات کی بالکل کوئی فکر نہیں ہوتی کہ لوگ اس کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔

Marfat.com

ناہید مصطفی الکھتی ہیں:

حجاب کی روایت درحقیقت عورتوں کا یہ یقین ہے کہ ان کی جسمانی شخصیت کی پرکھ کا معاشرتی معاملات میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

چونکہ مسلم عورت حجاب کی وجہ سے پس پردہ رہتی ہے تو اس کی قدر اس کی علمی صلاحیتوں کی وجہ سے کی جاسکتی ہے اس طرح اس کی ظاہری ساخت کی اہمیت اس کی ذہانت اور شخصیت کے تابع ہو جاتی ہے۔

لیکن جسمانی کشش پیدا کرنے کے اس بیکار سلسلے میں صحت کی بربادی ہی جنسی آلہ ہونے کے تصور کا سب سے برا نتیجہ نہیں ہے بلکہ وہ معاشرے جو عورتوں کو صرف ایک جنسی شے سمجھتے ہیں وہاں عورتوں پر جنسی تشدد کی شرح خوفناک حد تک زیادہ ہے۔

امریکہ میں ہر چوتھی عورت زندگی میں ایک بار جنسی تشدد کا شکار ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ انتہائی غیر متشدد ملک کینیڈا میں بھی ہر چھ منٹ بعد ایک عورت کی عصمت دری کی جاتی ہے۔

ہمارے اس معاشرے میں عورت کو جاننا ضروری ہے کہ انہیں تنگ گلیوں میں ہمیشہ محتاط رہنا چاہئے اور اجنبیوں سے خوفزدہ رہنا چاہئے۔ یہ خالصتاً ایک جبر ہے اور جبر کی ایک ایسی قسم ہے جس کی بنیاد عورتوں کو محض جنسی شے سمجھنے کا تصور ہے۔ اگرچہ بہت سی جابر مسلمان حکومتوں کو قرآن سے گہری وابستگی نہیں ہے، لیکن وہ بعض معاشرے جن میں قرآن کے ساتھ گہری وابستگی ہے ان میں عورتوں پر اس قسم کا جنسی ظلم وستم بہت ہی کم ہے۔

مصر جس کا اسلامی معاشرہ نسبتاً مغرب زدہ ہے اور حکومت بھی لادینی ہے اس میں ۱۹۹۰ء میں عصمت دری کے صرف ۱۷ واقعات ریکارڈ کئے گئے جبکہ اسی سال اسرائیل میں ۳۶۹ واقعات ریکارڈ کئے گئے۔

میری بہن نے مجھے بتایا کہ بحیثیت ایک مسلمان عورت کے وہ پاکستان کی گلیوں میں گھومتے ہوئے ایسی عزت اور تحفظ محسوس کرتی ہے جو اس نے امریکہ میں رہتے ہوئے ۳۰ سالوں میں کبھی محسوس نہیں کی۔

اس حقیقت کو نظرانداز کرنا مشکل نظر آتا ہے کہ بہت سی مسلم خواتین ایک خاص قسم کا

Marfat.com

تحفظ اور عزت محسوس کرتی ہیں۔ جس کو مغرب میں کبھی سنا بھی نہیں گیا۔

یقیناً بعض ممالک میں یہ اسلامی قوانین کی تنفیذ کا نتیجہ ہے جن میں مجرموں کو عبرتناک سزائیں دی جاتی ہیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس قسم کا سخت مذہبی قانون صرف اور پاکستان جیسی معتدل اسلامی حکومت میں نافذ نہیں ہے وہاں صرف اسلامی روایت ہی عورتوں کی عظمت کی محافظ نظر آتی ہے۔

تاہم اسلام اور اس کی حجاب کی روایت عورتوں کو محض جنسی آلہ خیال کرنے کے تصور کا انتہائی درجے کا حل معلوم ہوتا ہے۔

کیا معاشرے کو مزید تعلیم کے ذریعے سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا؟ یا شاید معاشرے کی اصلاح اس طرح ہو کہ مردوں کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ ضبط نفس سے کام لیں اور دراصل تحریک حقوق نسواں کا کئی سالوں سے یہی مقصد رہا ہے۔ لیکن اگرچہ عورتوں کے لئے کچھ تعلیم اور ملازمت کے زیادہ مواقع فراہم کرنے میں کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے، لیکن عورتوں پر جبر بدستور جاری ہے اور اگر کسی کو اس کا ثبوت درکار ہو تو اسے مقامی ویڈیوز کی دکان میں موجود خوفناک فلموں کو دیکھنا چاہئے کہ مقبول عام فلموں میں عام طور پر وہ عورتیں ہیں جن کو تشدد کے شکار کے طور پر فلمایا ہوتا ہے۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ امریکی اعداد و شمار نے عورتوں پر اس سے بھی زیادہ تشدد کی نشاندہی کی ہے۔

(نوٹ) فلموں کو دیکھنے کے بجائے ان افراد سے معلومات حاصل کرنی چاہئیں جنہوں نے وہ فلمیں دیکھ رکھی ہوں ورنہ فلم دیکھنے کا گناہ ملے گا۔

بعض مسلم مصنفین کے مطابق مغربی معاشرے کا مسئلہ یہ ہے کہ عام طور سے یہودی اور عیسائی تہذیب و ثقافت میں مرد و عورت میں برابری کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس کے بجائے یہ تہذیبیں حضرت حوا علیہا السلام ہی کو گناہ اور نزول ارضی کا بالآخر ذمہ دار ٹھہراتی ہیں۔ تورات کے سفر تکوین میں موجود یہی قصہ ہماری تہذیب کا بنیادی پتھر ہے۔ اسی واقعے نے عورتوں کو فکری اعتبار سے کمتر حیثیت دے دی ہے۔ جبکہ اسلام کی روایت میں ایسا نہیں ہے۔

حضرت حوا علیہا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کو ورغلانے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا۔ دونوں سے لغزش ہوئی، دونوں اکٹھے ہی قصوروار ہیں اور دونوں نے اکٹھے ہی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ سے معافی مانگی اور اللہ نے انہیں معاف کر دیا۔

یہ سچ ہے کہ اسلام عورت اور مرد کی تکمیلی صفات میں فرق کرتا ہے، اور عیسائی اور یہودی عقائد کے برعکس قرآن مرد اور عورت کو اللہ کے روبرو پیش ہونے میں برابر کا مقام دیتا ہے اور دونوں کو فطری طور پر معاشرے کے لئے یکساں قابل قد تصور کرتا ہے۔ بدقسمتی سے ہم میں سے بہت سے اسلام کو بم مار کر خودکشی کرنے والوں کا مذہب تصور کرتے ہیں۔ یا بارلیش متعصب جنونیوں کا مذہب سمجھتے ہیں جو ہم سب کو پتھر کے دور کی ثقافت کی طرف لوٹانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

لیکن یہ تصور شاید غیر منصفانہ ہے۔ ہر مذہب میں کچھ خاص لوگ جنونی ہوتے ہیں۔ اسلام بہر حال توحیدی مذاہب میں سب سے بڑا اور تیزی سے بلکہ انتہائی سرعت سے پھیلنے والا مذہب ہے اور اسلام میں ایسے جنونی زیادہ ہیں لیکن سب سے زیادہ نہیں۔ پھر بھی مسلمانوں کے پاس ہی عورتوں کے لئے کچھ دینے کو موجود ہے۔

پاٹری کرائبائٹس ایک امریکی جج لکھتا ہے:

محمد ﷺ نے ۱۴۰۰ سال قبل عورتوں، ماؤں، بیبیوں اور بیٹیوں کو وہ درجہ اور عظمت عطا کی جو کہ ابھی تک مغرب کے قوانین عورت کو عطا نہ کر سکے۔

میرے خاندان کے اندر یہ موضوع منطقی مباحثات کی حدوں سے باہر ہے، لیکن میری بہن کے حالیہ موصول شدہ خطوط سے مجھے اس انوکھی قسم کی تحریک نسواں کی سمجھ آتی ہے اور اب دیکھتے ہیں کہ اسلام اختیار کر کے اس نے وہ تہذیب رد کر دی جو انسان کو کامیابی کا محض مردانہ تصور فراہم کرتی ہے۔ اس کے بدلے میں اس نے ایک ایسی تہذیب کو اختیار کر لیا ہے جس میں اس کو برابری کا مقام صرف اس کی نسوانیت کی وجہ سے ملا ہے۔

بے سکونی کی وجہ:

ایک انگریز خاتون کے مقالے سے ماخوذ:

ہندوستان ہو یا پاکستان، مشرقی ممالک پر مغرب کا اثر غالب آتا چلا جا رہا ہے اور

Marfat.com

مشرقی عورتوں نے مغرب کی تقلید ہی کو زندگی کی معراج سمجھ رکھا ہے۔ لیکن شاید ان کو یہ معلوم نہیں کہ خود مغرب بھی آج کل اپنی تہذیب سے نالاں ہے۔ چنانچہ لندن کے مشہور ماہنامے "لیڈیز میگزین" میں حال میں ایک انگریز خاتون کا مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں یہ خاتون لکھتی ہیں:

"ہم بظاہر کتنے ہی خوش اور بشاش کیوں نہ دکھائی دیں لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ ہماری خانگی زندگیاں نہایت خراب ہیں۔ چنانچہ انگلستان میں سو میں سے نوے شادی شدہ جوڑوں میں کشیدگی اور خانہ جنگی پائی جاتی ہے۔ اس کشیدگی اور خانہ جنگی کی ذمہ داری سے اگرچہ مردوں کو بھی بے تعلق قرار نہیں دیا جا سکتا، مگر بڑی وجہ یہ ہے کہ انگلستان کی عورتیں اندھی آزادی کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ آگے بڑھ چکی ہیں اور ان کی غیر ذمہ دارانہ روش نے ہمارے گھروں کے سکون کو برباد کر دیا ہے۔ ہماری معاشرتی اور خانگی زندگی اب اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک کہ عورتوں کے دائرہ حقوق کو اور آزادی کو محدود نہیں کیا جائے گا۔"

یہ کسی مشرقی عورت کے خیالات نہیں ہیں بلکہ ایک ایسی مغربی خاتون کے محسوسات ہیں جو انگلستان کی فضا میں پلی ہے اور اسی فضا میں اس نے اپنی ساری زندگی گذاری ہے۔ اس مغربی خاتون کی رائے تو یہ ہے کہ ہم کو عورتوں کی اندھی آزادی پر پابندی لگانی پڑے گی، لیکن مشرق کی عورتیں اس اندھی آزادی کی ظاہری چمک دمک سے متاثر ہو کر اسی دلدل میں دھنستی چلی جا رہی ہیں اور انہوں نے وہ روش اختیار کر رکھی ہے جو دراصل نسائیت کی توہین ہے۔

Marfat.com

موضوع نمبر ۱۱

پردہ اور جدید سائنسی تحقیقات

پردہ اور جدید سائنسی ریسرچ:

اگر کسی ملک کی وزارت صحت پر یہ انکشاف ہو کہ بازاروں میں موجود مٹھائی کی ایک قسم ایسی ہے جس کو کھانے سے کوئی بیماری لاحق ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر کینسر وغیرہ، اور وہ لوگوں کو اس بیماری سے محفوظ رکھنے کے لئے اس مٹھائی پر پابندی لگا دے اور اسے مارکیٹ سے ضبط کرالے تو کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ان کو اس مٹھائی پر پابندی لگانے کا کوئی حق نہیں۔ ہم وہ مٹھائی کھائیں گے، ہم آزاد ہیں اپنی مرضی کے مالک ہیں؟

کیا آپ کسی کو ایسا کہنے کا حق دیں گے؟ طبی نقطہ نظر سے بے پردگی کے متعدد نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے، بے پردہ گھومنے والی عورت کا جلدی کینسر جیسی بیماری میں مبتلا ہونا۔ کیونکہ سائنسی طور پر بھی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ڈائریکٹ جلد پر پڑنے والی سورج کی شعاعیں اس بیماری کو جنم دیتی ہیں۔

تازہ ترین ریسرچ کے مطابق جو خواتین بکنی پہن کر سن باتھ لیتی ہیں ان کے جلدی کینسر میں مبتلا ہونے کی شرح ان خواتین سے تیرہ گناہ زیادہ ہے جو سن باتھ لیتے وقت ون پیس کاسٹیوم میں ہوتی ہیں۔ جس میں پیٹھ ڈھکی رہتی ہے۔ تو کیا اس سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی کہ پردہ دار عورت جو سورج کی شعاعوں سے اپنے جسم کو چھپا کر رکھتی ہے، اس کے اس بیماری میں مبتلا ہونے کے امکانات بہت کم ہو جاتے ہیں۔

ایک ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ہر یورپی انسانی کے جسم میں تقریباً تیس زخم پائے جاتے ہیں جن کا بنیادی سبب سورج کی شعاعیں ہوتی ہیں، ان میں سے زیادہ تر زخم کینسر کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔

Marfat.com

پھر یہی ڈاکٹر کہتا ہے کہ:

''سورج کی تپش اور حرارت سے انسان کے جسم میں موجود دفاعی نظام بری طرح متاثر ہوتا ہے اور کئی کئی گھنٹے سورج کی شعاعوں تلے گزارنا بالکل ایسا ہے، جیسے کسی بند کمرے میں بے تحاشہ سگریٹ پھونکنا، جو انسان کے لئے سخت مضرت رساں ہے۔''

مردوں سے زیادہ عورتیں جلدی کینسر میں مبتلا ہوتی ہیں، جس کی ایک قسم کثیر الانتشار ہے اور عام طور پر گردن اور چہرے کو اپنا نشانہ بناتی ہے اور اگر اس کا صحیح اور بروقت علاج نہ ہو تو مریض کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

جلدی کینسر کی ایک اور قسم ہے، جس کو ''ہلاکت خیز السر'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، جو انسانی جسم کے کسی بھی حصے پر حملہ کر سکتا ہے، مگر یہ زیادہ تر عورتوں کے پیروں پر پایا جاتا ہے اور مختلف علامات کے ذریعے اپنی موجودگی کا پتہ دیتا ہے۔ جیسے کہ جلد کی رنگت میں تبدیلی یا خارش کا احساس اور جب بڑھ جاتا ہے تو خون تک رسنے لگتا ہے۔

ایک تیسری قسم وہ ہے جو گندم کے برابر دانوں کی شکل میں ابھرتی ہے جو عام طور پر ہتھیلی کی جڑوں، سر، کانوں اور ہونٹوں پر نظر آتے ہیں۔

دیر تک سورج کی شعاعوں کا سامنا کرنا، جلدی کینسر کو کھلی دعوت دینے کے مترادف ہے۔ بلکہ اس طرح کرنے سے وقت سے پہلے ہی جلد پر بڑھاپا طاری ہونے لگتا ہے۔ صرف برطانیہ میں ہر سال جلدی کینسر کے ۲۶۰۰ کیس سامنے آتے ہیں۔ یہ شرح گزشتہ دس سالوں کی بہ نسبت پچاس فیصد زیادہ ہے۔

(بحوالہ آزادی نسواں دھوکہ یا حقیقت)

مغربی معاشرہ بے پردگی کی وجہ سے بگڑا ہے،

اطالوی ماہر نفسیات کا اعتراف:

مغربی معاشرہ پردہ نہ کرنے کی وجہ سے بگڑا، پردے کا رواج ہوتا تو امریکہ اور یورپ میں شادیاں ناکام نہ ہوتیں نہ فحاشی پھیلتی، مغرب کے رہنے والے پردے کا اسلامی

Marfat.com

اصول اپنالیں تو معاشرے میں انقلاب آجائے۔

ان خیالات کا اظہار ایک اطالوی ماہر نفسیات ڈاکٹر اسٹیفن کلارک نے ایک جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پردہ حکم ربی ہے، جب تک پردہ ہوتا ہے گھر امن، سکون اور حیا کا پیکر رہتا ہے۔ جو قوم ان تینوں اوصاف سے محروم ہو جائے وہ پریشانیوں میں گھر جاتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ عورتوں اور مردوں کا میل جول، رشتہ دار مرد و خواتین کا گھر میں بلا روک ٹوک آنا جانا، عام رشتے داروں کے گھر میں قیام کرنا اور کھانا پینا میری نظر میں سخت نقصان دہ ہے۔ اس کا اثر آئندہ نسلوں پر بھی پڑتا ہے اور میں نے اس میل جول کی وجہ سے عورتوں کو غیر مردوں کی طرف مائل ہوتے دیکھا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مغربی معاشرے میں طلاق کی کثرت، زنا اور فحاشی کی بڑی وجہ فطرت اور اسلامی اصول پر عدم عمل درآمد ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم ان اصولوں پر عمل کریں تو ہماری زندگیوں میں انقلاب آسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسی لئے مسلمانوں کے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کا سختی سے حکم دیا ہے۔

حجاب پر تازہ ترین میڈیکل ریسرچ رپورٹ:

حجاب پہننے سے خواتین منہ اور ناک کے ذریعے لگنے والی بیماریوں مثلاً نزلہ، زکام اور مختلف جلدی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔ اپنے چہرے اور بالوں کو مٹی، دھول اور دھوپ کے مضر اثرات سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

نواب شاہ میڈیکل کالج کمیونٹی میڈیسن ڈیپارٹمنٹ سال چہارم کی طالبات کی جانب سے کی جانے والی تحقیق کے مطابق گزشتہ چار سالوں سے پردہ دار خواتین کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ امیر طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین بارہ فیصد، درمیانے طبقے کی خواتین پندرہ سے اٹھارہ فیصد، غریب طبقے کی ۵۳.۶ فیصد خواتین حجاب استعمال کرتی ہیں۔ حجاب استعمال کرنے والی خواتین میں سے والدین کے کہنے پر ۳۶.۵ فیصد، بھائیوں کے کہنے پر ۸۴.۳ فیصد، شوہروں کی مرضی سے ۳۸.۰ افیصد اور اپنی مرضی ....

Marfat.com

حجاب کرنے والی خواتین ۲۳.۴۹ فیصد ہیں۔

تعلیمی اعتبار کے حوالے سے پردہ کرنے والی خواتین میں سے ان پڑھ ۱۶.۱۵ فیصد، پرائمری پاس خواتین ۴۹.۲۰ فیصد، سیکنڈری پاس خواتین ۵۲.۳۸ فیصد اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ۹۸.۴۰ فیصد ہیں۔

مختلف دفاتر اور فیکٹریوں میں کام کرنے والی خواتین ۰۷.۲۸ فیصد اور اسکول و کالج جانے والی ۳۸.۴۵ فیصد۔

جو خواتین کام کرنے کی غرض سے باہر نکلتی ہیں یا انسٹی ٹیوٹ وغیرہ میں تعلیم حاصل کرنے جاتی ہیں وہ پردہ فقط دوران سفر کرتی ہیں۔

حجاب پر یہ تحقیق نواب شاہ میڈیکل کالج کے کمیونٹی میڈیسن ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ ڈاکٹر عطاء محمد چانڈیو کی نگرانی میں میڈیکل کی طالبات نے کی، جن کی گروپ لیڈر ڈاکٹر شائستہ پروین شیخ تھیں۔

سانس میں سہولت پیدا کرنے والا نقاب:

مضر صحت گرد و غبار، جراثیم، زرِ گل، شبنم، کہر اور بارش کے قطرات سے محفوظ رکھنے والا نقاب پولی یورتھین سے بنا ہوا ہوتا ہے۔ چشمے کو کہر سے بچاتا ہے اور ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اس سے کلام کرنے یا سانس لینے میں خلل نہیں پڑتا۔ یہ نقاب پورے چہرے کو ڈھک لیتا ہے۔ (برقعہ پوش عورتوں کے لئے جو چہرے کو ڈھانک لینے کے بعد بھی تنفس اور بات چیت میں رکاوٹ سے بچنا چاہتی ہیں بہت مناسب ہے) یہ بہت ملائم اور ہلکا ہوتا ہے اور چہرے پر گراں نہیں گزرتا۔ موسم کی شدت سے چہرے کی حفاظت کے لئے بھی بہت خوب ہے۔

اس کی قیمت ساڑھے پانچ ڈالر ہے جس میں ڈاک کا صرفہ بھی شامل ہے۔

Marfat.com

حجاب سے چہرے کی خوبصورتی اور اللہ کی خوشنودی کا دہرا فائدہ:

ایک خاتون کہتی ہیں کہ طبی نقطہ نگاہ سے باہر نکلتے ہوئے عورت اگر چہرہ ڈھانپے تو جلد مہاسوں وغیرہ سے پاک رہتی ہے۔ میرے پاس خود ایک ایسی لڑکی آئی جس کی بہنیں بے پردہ تھیں، وہ خود نقاب میں۔ وجہ پوچھی تو بتایا کہ ڈاکٹر نے تاکید کی ہے کہ چہرہ ڈھانپ کر نکلیں تو چہرے کے دانے نکلنا ختم ہو جائیں گے اور چہرہ ڈھانپنے سے واقعی اسے فرق ہوا تھا۔

میں نے کہا کاش! تم اللہ کے لئے پردہ کرتیں تو دہرا فائدہ ہوتا۔ خدا بھی خوش ہوتا اور چہرہ بھی محفوظ رہتا اور پردہ کرنے سے حیا بھی پیدا ہوتی اور حیا ایمان ہے۔ اللہ پاک خود بھی حیا کو پسند کرتے ہیں اور حیا کرنے والوں کے چہرے ایمان سے منور رہتے ہیں۔

پردہ اور میڈیکل تحقیق:

پردہ عورت کے لئے ایک ڈھال کا کام کرتا ہے۔ دیکھئے آپ اپنے سر کو ڈھانپ کر گھر سے باہر نکلتی ہیں۔ ایک طرف یہ آپ کا دینی فرض ادا ہو جاتا ہے اور دوسری طرف دیکھیں تو آپ کو اس سے بہت سے دنیاوی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

سر پر چادر ہونے کی وجہ سے باہر کے گرد و غبار سے آپ بچ جاتی ہیں۔ آپ کے بالوں پر دھوئیں کے بداثرات نہیں پڑتے۔ آپ کے بال اپنی قدرتی چمک برقرار رکھتے ہیں اور اس طرح آپ کے بالوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

اسی طرح گھر میں جھاڑو دیتے وقت سر کو ڈھانپنے سے گرد نہیں پڑتی۔ کھانا تیار کرتے وقت اگر سر کو ڈھانپا جائے تو اس طرح حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق بال اڑ کر کھانے میں نہیں پڑتے اور آپ بیماریوں سے بچ جاتی ہیں۔

اسی طرح گرم موسم میں اپنے سر اور جسم کو ڈھانپ کر باہر نکلیں تو سورج کی تپش اور اس کی لو سے آپ کا جسم اور دماغ محفوظ رہتا ہے اور آپ بیمار ہونے سے بچ جاتی ہیں۔

Marfat.com

برطانیہ کے ماہر امراض چشم ڈاکٹر جان مارشل کی نظر میں

سر ڈھانپنے کے میڈیکل فوائد:

برطانیہ کے ماہر امراض چشم اور یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی کے پروفیسر جان مارشل نے بیان کیا ہے کہ سر کو ڈھانپ کر رکھنے والے افراد بینائی کے مسائل کا کم شکار ہوتے ہیں۔

شریعت مطہرہ نے مسلمانوں کو سر ڈھانپ کر رکھنے کا خصوصی طور پر حکم دیا ہے۔ کھانا کھاؤ تو سر ڈھکا ہو، بیت الخلاء جاؤ تو سر ڈھکا ہو، عبادت کرو تو سر ڈھکا ہو، گھر سے باہر نکلو تو سر ڈھکا ہو۔

بے شمار بزرگ تو گھر میں ہوتے ہوئے آج بھی سر کو ڈھکا ہوا رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ سوتے وقت بھی سر کھلا نہیں رکھتے۔ سر کو کھلا رکھنا عیسائیوں اور غیر مسلمین کی تہذیب میں شامل ہے۔ شریعت حقہ نے عورت کے سر کے بالوں کو ستر میں شامل کیا ہے اور عورت پر ستر پوشی فرض ہے۔ اس کے کفن میں مرد کے کفن کے مقابلے میں ایک کپڑا زیادہ ہوتا ہے جو اس کے سر کے بال چھپانے کے کام آتا ہے۔

دیندار گھرانوں میں اب بھی نوجوان لڑکیاں اور مستورات ہر وقت دوپٹے سے سر کو ڈھکے رکھتی ہیں اور اس پر فخر کرتی ہیں کہ یہی سنت طریقہ ہے۔

پردہ اور جدید سائنس:

پردہ کرنے سے سردیوں میں سرد ہوا جب چلتی ہے تو اگر چہرے پر پردہ ہوگا یعنی نقاب ہوگا تو ہوا چھن کر پھیپھڑوں میں داخل ہوگی۔ میڈیکل نقطہ نظر سے یہ عورتوں کے لئے بے حد مفید ہے۔

Marfat.com

دھوپ، بال اور پردہ...... جدید تحقیق:

آپ کے لمبے بالوں کے لئے زائد سورج کی روشنی، آلودگی اور پانی جس میں کلورین کی مقدار زیادہ ہو، نہایت مضر ہے۔ یہ عناصر بالوں کو ملائم ہونے سے روکتے ہیں ور بال اپنی مرضی سے سنوارے نہیں جاسکتے۔

وہ خواتین جو گھر سے باہر زیادہ وقت گزارتی ہیں اور جن کا تقریباً روزانہ ہی آدھا وقت باہر دھوپ میں گزرتا ہے انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ بالوں کو بہت تھوڑی مقدار میں دھوپ درکار ہوتی ہے۔ زیادہ وقت دھوپ میں گزارنے سے بالوں میں کھردرا اور روکھا پن محسوس ہونے لگتا ہے۔

سر ڈھانپنا اور میڈیکل ریسرچ:

ایک زمانہ وہ تھا کہ سر ننگا رکھنا آداب معاشرت کے خلاف تھا۔ گھر میں تو خیر ننگا سر رکھنے کی اجازت تھی لیکن گھر سے باہر قدم رکھتے ہی ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ لی جاتی تھی۔

آج کل اس کا رواج بہت کم ہو گیا ہے۔ شہر اور دیہات ہر جگہ لوگ ننگے سر پھرتے ہیں۔ بالوں کو دھوپ اور ہوا بھی لگنی چاہئے، لیکن شدید گرمی کے موسم میں دھوپ سے بچیں ورنہ لو لگ جائے گی۔

اس زمانے میں ہلکی سی ٹوپی ضرور پہنیں۔ خواتین بھی سفید یا سیاہ کی کسی چیز سے بال ڈھانپ لیں۔ برقع پوش خواتین سفید رومال رکھیں اور اوپر سے برقع پہنیں۔ کالے اور گہرے رنگ کا برقع سورج کی شعاعیں باآسانی جذب کرتا ہے۔ تیز دھوپ بالوں کا رنگ بھی اڑاتی ہے۔

شعاعیں مضر صحت کیوں؟:

کوئی نہیں جانتا کہ کتنی شعاعوں سے خلئے خراب ہوتے ہیں یا جسم ان خلیات کو

Marfat.com

کتنے وقت میں مرمت کرتا ہے۔ مزید برآں رواں ساز شعاعوں سے اگر متواتر توڑ پھوڑ ہوتی رہے تو اس سے یقیناً نقصان ہوسکتا ہے۔

اسی لئے شاید کم شعاعوں سے کئے جانے والے ایکسرے کو محفوظ سمجھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم پہلے ہی ایک ایسے سیارے پر رہنے کی وجہ سے جو ہر وقت خلا سے آنے والی شعاعوں کی زد میں رہتا ہے، سال میں ۰.۱ ریڈز (۱۰۰ ملی ریڈز) شعاعیں حاصل کرتے ہیں۔ اگر اس تعداد میں تھوڑا سا اضافہ بھی ہو جائے تو سنگین نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

یونیورسٹی آف برمنگھم کے دو تحقیق کنندگان ایلس اسٹیورٹ اور جارج نیل اور یونیورسٹی آف پٹس برگ کے تھامس ایف مانکسو کے مطابق ۳.۶ ریڈز (۳۶۰۰ ملی ریڈز) تک پڑنے والی شعاعیں ہڈیوں کے گودے کے کینسر کے امکانات کو دوگنا کر دیتی ہیں۔ ۱۳ ریڈز شعاعیں پھیپھڑوں کے کینسر جبکہ ۱۹ ریڈز لبلبے، معدے اور انتڑیوں کے کینسر کے امکانات کو دوگنا کر دیتی ہیں۔

مشرق کی چادر والی اور مغرب کی بے چادر خواتین کا موازنہ:

مغرب کی ''بے چادر'' اور بے برقع، عورت نسبتاً جسمانی لحاظ سے کہیں زیادہ بیمار ہے۔ برٹش میڈیکل جنرل میں مطبوعہ رپورٹوں کے مطابق برطانیہ کی ملازم خواتین میں امراض خبیثہ (وی ڈیزیز) وباء کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔

چھاتی کے سرطان میں مبتلا خواتین کا تناسب تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے اور ایک عام خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ جسمانی صحت برقرار رکھنے کے لئے مختلف قسم کی مالشوں اور ورزشوں کا سہارا لیا جا رہا ہے۔

بعض عورتیں سلم ہونے کے شوق میں مر بھی رہی ہیں۔ اعصابی تناؤ اور سر درد کی شکایت عام ہے۔ ضعف بصارت کے باعث کم عمر لڑکیاں بھی چشمہ استعمال کرنے لگی ہیں۔ نہ صرف یہ ''بے چادر'' عورتیں خود بیمار ہیں بلکہ ماں کی مامتا سے محروم اور اوپر کے دودھ پر پلنے والے یہ بچے بھی درد شکم، بے خوابی، چڑچڑے پن، خوف اور افسردگی کا شکار ہیں اور ان بدقسمت بچوں میں اگزیما جیسی خطرناک بیماری بھی بڑھ رہی ہے۔ صرف

Marfat.com

امریکہ میں ۴ کروڑ سے زیادہ معصوم بچے اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں۔

میری دردمندانہ گزارش ہے کہ گزشتہ ۵۰ سالوں کے دوران عورت کے ''بے چادر'' ہونے نے ہمیں اخلاقی اعتبار سے جس افسوسناک منزل تک پہنچا دیا ہے، وہ سب کے سامنے ہے۔ اب ذرا پاکستانی عورت کو ''چادر پوش'' بنا کر بھی نتائج کو آزمائیے اور دیکھئے معاشرے میں گرتا ہوا عورت کا تقدس کس قدر جلد بحال ہوتا ہے اور کس طرح کئی معاشرتی برائیاں ازخود دور ہو جاتی ہیں۔

عورت کے ہاتھ کے دستانے اور جدید سائنس:

عورت کو سر سے پاؤں تک پردہ کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطن (رواہ الترمذی)

یعنی صحیح ترمذی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عورت قابل ستر ہے۔ یعنی سر سے پاؤں تک پوشیدہ رہنے کے قابل ہے۔ جب وہ اپنے پردے سے نکلتی ہے یعنی جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے اور مردوں کی نظروں میں اسے اچھا کر کے دکھلاتا ہے۔

غرض عورت کو ایسے ہی پردے میں رہنا چاہئے جیسے اعضائے مخصوصہ کو پردے میں رکھا جاتا ہے۔

پردے میں برقعہ کے استعمال سے جسم اور چہرہ چھپ جاتا ہے لیکن ہاتھ کھلے رہتے ہیں۔ اسلامی تعلیم کی رو سے عورتوں کو حجاب کے استعمال کے ساتھ ساتھ دستانہ بھی استعمال کرنے چاہئیں۔ دستانوں کا استعمال میڈیکل نقطہ نظر سے نہایت مفید ہے۔

دستانے اور میڈیکل سائنسی تحقیق:

ایک ڈاکٹری تحقیقاتی ٹیم نے دستانوں کے فوائد جانچنے کے لئے دو قسم کے کھینچے

Marfat.com

والے دستانے چوالیس عورتوں کو استعمال کرائے تھے۔ ان عورتوں کو ہاتھوں میں چبھن اور جلن کی شکایت تھی اور کلائی کے جوڑ کی سوجن کی وجہ سے صبح کے وقت جوڑ میں سختی محسوس ہوتی تھی۔

ایک قسم کا دستانہ نائیلون سے بنا ہوا تھا اور دوسری قسم کا اسپن ڈیکس (ایک قسم کا تالیفی ریشہ) اور نائیلون دونوں سے بنا ہوا تھا۔ ہر مریضہ نے دونوں قسم کے دستانے استعمال کیے۔

اکتالیس مریض عورتوں کو فائدہ ہوا اور انہوں نے اپنے آپ کو پہلے سے بہتر محسوس کیا۔ اکتالیس عورتیں جن کو فائدہ ہوا ان میں سے بیس نے نائیلون اور اسپنڈیکس کے دستانوں کو ترجیح دی اور بقیہ نو نے خالص نائیلون کے کھینچنے والے دستانوں کو زیادہ پسند کیا۔

دستانے پہننے کے پہلے ہی دن یا دوسرے دن علامات میں بہت زیادہ تخفیف ہوئی یا علامات بالکل رفع ہو گئیں اور جب تک روزانہ رات کو دستانے پہنتی رہیں افاقہ رہا۔ اس افاقے پر موسم کے تغیر، دوا کی تبدیلی یا جوڑوں کی سوجن کی زیادتی سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ بعض عورتوں کو دستانوں کو چھوڑ دینے سے تکلیف پھر لوٹ آئی۔

ٹخنوں کے اوپر شلوار لٹکانا اور میڈیکل سائنسی تحقیق:

اسلام میں عورتوں کو شلوار لٹکانے کا حکم:

عورتوں کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم فرمایا ہے۔

(مدارج النبوۃ معمولات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

عورتوں کا شلوار کو اوپر رکھنا میڈیکل نقطہ نگاہ سے:

طاہر منیر صاحب امریکہ کے شہر مشی گن میں ایک سینٹر کے متعلقین سے ملے تو انہوں نے عجیب وغریب انکشافات کیے۔ ان کا کہنا ہے کہ عورتیں اگر کھلے پائچوں

Marfat.com

والی شلوار یا ٹخنوں کے اوپر شلوار لٹکائیں گی تو ان کے اندر نسوانی ہارمونز کی کمی یا زیادتی ہو جائے گی۔ اس کی وجہ سے وہ اندرونی ورم **Vaginal Inflanmmation** کمر کے درد **Backache**، اعصابی کمزوری اور کھنچاؤ کا مستقل شکار رہیں گی۔

طاہر صاحب فرمانے لگے:

جب میں نے یہ کیفیت خانہ دار عورتوں میں دیکھی تو واقعی جنہوں نے سنت سے اعراض کیا ہوا تھا ان کی حالت بالکل ویسی ہی تھی۔ (بشکریہ التزکیہ)

Marfat.com

موضوع نمبر ۱۲

دھوپ اور سورج کی روشنی سے بچاؤ کے لئے پردہ اور جدید سائنسی تحقیقات

اسلام نے عورت کو پردے کا حکم دیا ہے۔ پردہ عورت کی عزت و آبرو کی حفاظت کے ساتھ میڈیکل سائنسی اعتبار سے بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔

پردہ دار عورت سورج کی الٹراوائلٹ شعاعوں سے محفوظ رہتی ہے جو عورت کی نازک جلد کے لئے نقصان دہ ہے ذیل میں ہم یہ چند تحقیقات پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

غارت گرِ حُسن اسباب:

سب سے پہلا اور اہم سبب جس سے حسن کو سخت نقصان پہنچتا ہے، سورج کی الٹراوائلٹ یعنی بالائے بنفشی شعاعیں ہیں۔ یہ شعاعیں دھنک (قوس قزح) اور منشور (PRISM) میں سے گزر کر نظر آنے والے سورج کے سات رنگوں میں بنفشی رنگ سے اوپر ہوتی ہیں اور ان سے اوپر ایکسرے کی شعاعیں ہوتی ہیں۔ یہ گویا ان دونوں کے درمیان رہتی ہیں۔

صحت انسانی کے سلسلے میں یہ بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کی وجہ سے ہمارے جسم میں حیاتین 'ڈ' بنتا ہے۔ دودھ کو اس عمل سے گزارنے پر بھی اس میں یہ حیاتین زیادہ ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہڈیوں کی ساخت اور ان کی مضبوطی کے سلسلے میں انہیں بہت اہم سمجھا جاتا ہے۔ یہ شعاعیں کئی قسم کے خردبینی جراثیم بھی ہلاک کر دیتی ہیں، لیکن ان کی

Marfat.com

کثرت جلد پر برے اثرات مرتب کرتی ہے۔

ماؤنٹ سینائی میڈیکل سینٹر، نیویارک کے ماہر جلد رونلڈ شرمن، ایم۔ڈی کے مطابق یہ شعاعیں جلد سے اس کی اپنی مرمت آپ کرنے کی صلاحیت چھین لیتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں چالیس سال کی عمر میں آنکھ اور کنپٹی کے علاوہ پیشانی پر لکیروں کے تانے بانے نمایاں ہونے لگتے ہیں۔

سورج کی ان شعاعوں کے اثرات کا تعلق موروثی رجحانات اور اثرات کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ جن خاندانوں میں جھریاں زیادہ نمایاں ہوتی ہیں ان کے افراد میں یہ نقصان کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے۔ ایسے رجحان رکھنے والوں کو خاص طور پر چالیس سال کی عمر بلکہ اس سے پہلے ہی احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔

جلد کا سرطان:

جہاں تک حیاتین د کا تعلق ہے اس کے لئے سورج کی صبح کی نرم کرنوں کا جسم پر چند منٹ تک پڑنا ہی کافی ہے۔ خصوصاً گرمیوں میں اتنی دیر کی دھوپ ہی سے یہ کام ہو جائے گا۔ سرطان جلد دراصل ٹھنڈے ملکوں کا مسئلہ ہے۔ ان لوگوں کی جلد ہی میں یہ خامی ہوتی ہے، زیادہ دھوپ ان کے لئے پیچیدگیوں کا سبب بن جاتی ہے۔ تاہم بلا ضرورت دھوپ میں رہنا ویسے بھی مناسب نہیں، اسی لئے ہمارے ہاں چھتری، پگڑی اور سایہ دار درختوں کی بڑی اہمیت ہے۔ ہمارے موٹے ڈھیلے سوتی کپڑے دھوپ کی مضرتوں سے ہمیں بہت حد تک محفوظ رکھتے ہیں۔

دھوئیں اور کہر کے نقصانات:

دھواں اور کہر، جس میں دھوئیں کے ذرات بڑی کثیر مقدار میں شامل ہوتے ہیں، صحت کے لئے نہایت خطرناک ہے سرد ملکوں کے صنعتی علاقوں میں یہ کہر فضا پر چھائی رہتی ہے جس سے نہ صرف پھیپھڑوں کا سرطان ہوتا ہے بلکہ یہ دق وسل، نمونیا، ورم شعبی

Marfat.com

(برانکائٹس) دمہ اور سانس کی نالیوں کے امراض کا بھی بڑا سبب ہے یہی نہیں بلکہ نئی طبی تحقیق کی روشنی میں پتا چلا ہے کہ صنعتی ملکوں میں جو تقریباً سب سرد علاقوں میں واقع ہیں، بیس ملین سے زائد افراد یعنی ہر بارہ میں سے ایک کسی نہ کسی قسم کے نقرس میں مبتلا ہوتا ہے۔

تیز دھوپ اور سیاہ چہرہ:

جب چہرہ بہت دیر دھوپ میں کھلا رہتا ہے تو جلد کو تمازت سے بچانے کے لئے اس کا رنگ اوپر کی سطح پر آ جاتا ہے اس عمل سے جلد کا رنگ گہرا سیاہ یا جھلسا ہوا ہو جاتا ہے جلد کھردری اور سخت ہو جاتی ہے۔ موسم سرما میں دھوپ میں بیٹھنے یا موسم گرما میں چلنے پھرنے سے رنگت سنولا جاتی ہے۔

سورج کی روشنی اور جلد کا سرطان:

داغ دار جلد، چمڑے جیسی سخت جلد، مسے دار رسولیاں، جگر کے دھبے، دانے دار کیلیں، انہوریاں اور چھائیاں، عنکبوتی وریدیں یا پھولیاں، جسم کی شکنیں یا جھریاں، ایگزیما، سیلان شحم، مہلک سیاہ سلعے، غرض ان تمام امراض یا خرابیوں کو سورج کے اثرات کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

امریکا میں ۲۰ ہزار افراد پر ان امراض کے سلسلے میں ایک بے مثال یا انوکھی تحقیق کی گئی۔ ان افراد میں ایک سال کے بچے سے لے کر ۹۷ سال تک کے بوڑھے شامل تھے۔ اس تحقیق کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ تمام خرابیاں بہت زیادہ دیر تک سورج کی بالائے بنفشی شعاعوں (الٹراوائلٹ ریز) کا سامنا کرنے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔

ان تحقیقات کے نتائج بدمزگی کا باعث بلکہ خوف زدہ کرنے والے ہیں۔ چنانچہ میری لینڈ امریکا کے ایک ماہر وبائیات ڈاکٹر آرلڈ اینگل کا کہنا ہے:

"عام تاثر یہ ہے کہ سورج کی وجہ سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی

Marfat.com

ہیں، لیکن بہر حال ہمیں ان تمام خرابیوں کے باوجود سورج کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ ہم نے جلد کی بہت سی صورتوں یا حالتوں کی ایک فہرست مرتب کی ہے جن کی وجہ سے انسانوں میں بدصورتی پیدا ہو سکتی ہے۔ جب بھی کوئی فرد گھر سے باہر نکلتا ہے تو اسے جلد کی ان حالتوں کو مدنظر رکھنا چاہئے تاکہ اپنے آپ کو سورج کی گرمی سے بھوننے سے قبل نتائج بھی اسے معلوم رہیں۔"

طبی ماہرین طویل عرصے سے مہلک سیاہ سلعوں یا جلد کے سرطان کے بڑھتے ہوئے واقعات کے سلسلے میں مضطرب تھے۔ پہلے وہ یہ سمجھتے تھے کہ ان کا تعلق امریکا میں سانولے پن سے متعلق واہمے سے ہے۔ امریکا کے نیشنل کینسر انسٹی ٹیوٹ کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۵۷ء سے ۱۹۸۴ء کے درمیان مہلک سیاہ سلعوں یا جلد کے سرطان کے مریضوں کی تعداد میں ۲۹،۷ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ گویا اس عرصے میں ہر ایک لاکھ افراد میں سے ہر سال ۵،۸ فی صد افراد کا اضافہ ہوتا ہے۔ گویا ایک ایسے وقت میں جب دوسرے امراض کی تعداد یا سرطان کی دوسری اقسام سے ہونے والی اموات میں کمی ہوئی ہے جلد کے سرطان کے مریضوں کی تعداد بڑھی ہے۔

بیتھیسڈا، میری لینڈ میں واقع نیشنل کینسر انسٹی ٹیوٹ کے شعبۂ ترقی صحت سے وابستہ سوزین ہینیز (SUZANNE HAYNES) کہتی ہیں:

"ہم نے اس مرض کے متعلق متنبہ کیا اور مناسب مشورے شائع بھی کئے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عوام نے اس پر توجہ نہیں دی۔ میں جلد کے سرطان کے خطرات پر زیادہ زور دینا پسند نہیں کرتی، لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ عوام خود اپنے ذوق جمالیات کی وجہ سے اس پر زیادہ توجہ دیں۔"

امراض جلد کی دستاویزات میں ہینیز اور اینگل کی ایک رپورٹ حال ہی میں شائع ہوئی ہے اس میں قومی صحت اور تغذیہ کی بنیاد پر ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۴ء کے دوران ۲۰۷۴۹ آدمیوں کے معائنوں سے حاصل شدہ نتائج کے اعداد و شمار شامل ہیں۔ ان افراد کا ریاست ہائے متحدہ امریکا کے ہر حصے سے تعلق رکھنے والے ماہرین امراض جلد نے بھی

Marfat.com

تفصیلی معائنہ کیا تھا۔

ان مریضوں یا زیر معائنہ افراد کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ یعنی ایک درجہ ان لوگوں کا تھا جو اپنے پیشے کی بنا پر یا فرصت کے اوقات میں بہت زیادہ سورج کی شعاعوں کا سامنا کرتے ہیں۔ دوسرے درجے میں وہ لوگ تھے جو نسبتاً کم وقت سورج کے سامنے رہتے ہیں۔ اور تیسرے درجے میں وہ لوگ تھے جنہیں سورج کی شعاعوں کا سب سے کم سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جن لوگوں کو سورج کے سامنے بہت زیادہ وقت گزارنا پڑا، ان کی حالت زیادہ خراب تھی۔ ان افراد کو ابتدا میں بیان کیے گئے امراض کے سوا آنکھوں، زبان اور تالو کے بھی مختلف امراض لاحق تھے۔ زیادہ دیر تک سورج کے سامنے رہنے والے یا شدید دھوپ برداشت کرنے والے سفید فام افراد میں سے تقریباً ۳۶٫۷ فی صد افراد کسی نہ کسی نوعیت کی جلدی خرابیوں میں مبتلا تھے۔ ان کے مقابلے میں ایسے سفید فام افراد جو بہت کم وقت سورج کے سامنے گزارتے ہوں یا نسبتاً شدید دھوپ میں انہیں بہت کم رکنا پڑتا ہو، ۲۳٫۳ فی صد کی حد تک ان امراض میں مبتلا پائے گئے۔ ان ہی دو درجوں کی بنیاد پر سفید فام خواتین کے امراض میں مبتلا ہونے کی شرح ۳۱٫۱ فی صد اور ۱۸٫۶ فی صد پائی گئی۔

سورج کا سامنا کرنے یا دھوپ کی وجہ سے جلد کی خرابی کی شرح سیاہ فاموں میں سفید فاموں کی نسبت بہت کم ہوتی ہے، کیونکہ ان کی سیاہ رنگت کا سبب ان کے جسم میں جلد کی سیاہی یا میلانن (MELANIN) کی بڑھی ہوئی حد ہوتی ہے اور میلانن ایک ایسا کیمیائی مادہ ہوتا ہے جو جلد کو بالائے بنفشی شعاعوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

بہر حال اینگل نے اس بات کی بھی نشان دہی کی کہ سیاہ فاموں میں بھی بہت زیادہ دیر سورج کے سامنے رہنے یا شدید دھوپ برداشت کرنے والوں میں سے تقریباً ایک تہائی سے زیادہ افراد کی جلد داغ دار ہو جاتی ہے۔ اینگل کا کہنا ہے کہ سورج کا سامنا کرنے کی حد کا تعین کرنا بہت مشکل ہے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہوتا ہے اور اس کے اثرات کا انحصار ہر شخص کے ذاتی احساس پر ہوتا ہے۔

اینگل کا کہنا ہے کہ کسی بھی حد تک سورج کا باقاعدہ سامنا کرنے یا شدید دھوپ برداشت کرنے کا کچھ نہ کچھ نقصان ضرور ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کو سورج کی تمازت سے

Marfat.com

بچنے، جھلسا دینے والی دھوپ کا سامنا نہ کرنے اور ضرورت سے زیادہ دھوپ میں نہ نکلنے کا مشورہ دیتا ہے۔

امریکا کے نیشنل کینسر انسٹی ٹیوٹ کی سفارش تو یہ ہے کہ سورج کا کم سے کم سامنا کیا جائے۔ جلد کا وقتاً فوقتاً معائنہ کرایا جائے۔ اگر جلد پر غیر معمولی شکلوں کے تل نمودار ہونے لگیں تو فوری طور پر طبی ماہرین سے رجوع کرنا چاہئے، کیونکہ یہ جلد کے سرطان کی علامت بھی ہوسکتی ہے۔

ہینیز کا کہنا بھی یہی ہے کہ انسٹی ٹیوٹ کا یہ مشورہ قطعی درست ہے، کیونکہ جلد کے سرطان سے شفایابی کی شرح یوں تو بہت زیادہ ہے یعنی ۸۰ فی صد افراد شفایاب ہوجاتے ہیں، لیکن سرطان کی تشخیص اگر جلد ہوجائے تو اس شرح میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔

سورج سے اور بھی کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں مثلاً اس سے بڑھاپے کے تل جلد نمودار ہوجاتے ہیں۔ دوالی وریدیں ابھر آتی ہیں اور یہ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن کے علاج کی ضرورت نہیں ہوتی، نہ ان کا علاج ہوسکتا ہے، تاہم اس قسم کے نشانات خوب صورتی میں بھی تو شمار نہیں ہوتے۔

تیز دھوپ سے بچنے کا مشورہ:

عالمی ادارۂ صحت کے ماحولیاتی صحت کے شعبے کے ماہرین نے صحت پر الٹراوائلٹ (بالائے بنفشی) شعاعوں کے مضر اثرات کے بارے میں خبردار کیا ہے۔ اپنے ایک حالیہ اجلاس میں ماہرین نے بتایا کہ اوزون کی تہہ میں سوراخ اور کمی کی وجہ سے سورج کی یہ مضر شعاعیں زیادہ مقدار میں زمین پر پہنچ رہی ہیں۔ ماہرین نے اسے ''دوہری تلوار'' قرار دیتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ سورج کی تیز دھوپ میں ان شعاعوں کی زیادہ مقدار سے جسم کی قوت مدافعت کو سخت نقصان پہنچ سکتا ہے اور اس سے کئی جلدی امراض بھی ہوسکتے ہیں۔ چونکہ سال گزشتہ میں اوزون میں مزید دس فی صد کمی ریکارڈ کی گئی ہے، اس لئے ان مضر شعاعوں کے خراب اثرات میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔

Marfat.com

جلد کی دشمن......''دھوپ'':

اکثر لوگ اپنی جلد کے بارے میں بہت حساس ہوتے ہیں اور اس کی حفاظت کے لئے طرح طرح کے طریقے اختیار کرتے ہیں۔ کبھی مہنگی کریمیں لگاتے ہیں اور کبھی معمولی سی پھنسی نکلنے پر جلدی امراض کے ڈاکٹر کے پاس بھاگے جاتے ہیں لیکن کئی ایسی باتیں نظر انداز کر دیتے ہیں جن پر عمل سے وہ ان مشکلات سے بچ سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر ہم میں سے اکثر لوگ سردی کے موسم میں سورج کی روشنی کو بہت پسند کرتے ہیں اور اپنا زیادہ وقت دھوپ میں گزارنا پسند کرتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ دھوپ ہماری جلد کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے، اس کے علاوہ بعض لوگوں کا کام اس نوعیت کا ہوتا ہے کہ انہیں کافی زیادہ وقت سورج کی روشنی میں گزارنا پڑتا ہے۔

ہمارے یہاں عام طور پر گھروں میں بہت کھلے صحن ہوتے ہیں جہاں خواتین اپنا کام کا وقت گزارتی ہیں۔ خاص طور پر دیہات اور چھوٹے شہروں میں تو خواتین دن کا تقریباً سارا وقت ہی صحن میں گزارتی ہیں جس کے سبب ان پر مستقل دھوپ پڑتی رہتی ہے یوں تو یہ دھوپ بڑی فرحت بخش اور خوشگوار محسوس ہوتی ہے لیکن درحقیقت یہ انسانی جلد کے لئے سخت مضر ہوتی ہے۔ کیونکہ دھوپ کی الٹراوائلٹ شعاعیں انسانی جلد پر کئی طرح کے نقصان داہ اثرات چھوڑتی ہیں جن سے کینسر جیسا مرض بھی لاحق ہوسکتا ہے۔ جب کہ کم نقصان دہ امراض میں الرجی، آنکھوں کی تکالیف اور جلد پر جھریاں پڑنے کی شکایت اکثر ملتی ہے۔

بہت زیادہ وقت سورج کے سائے میں گزارنے والوں کی جلد پر جھریاں پڑنے کی شکایت کافی زیادہ ہے جلدی امراض کے ماہر اسے وقت سے قبل بوڑھا ہونا کہتے ہیں دھوپ کے باعث چہرے اور جسم کے دیگر حصوں پر دھبے بھی پڑ سکتے ہیں عام طور پر ان کی کوئی اور وجہ نہیں ہوتی بلکہ صرف زیادہ دھوپ کے سبب جھریاں پڑنے سے محض چہرہ متاثر نہیں ہوتا بلکہ جسم کی باقی جلد بھی اس کا شکار بن سکتی ہے۔ جن لوگوں کے جسم پر دھوپ میں دھبے پڑتے ہوں، انہیں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ وہ جلدی کینسر کا شکار بھی بن سکتے ہیں اس لئے اگر آپ ایسی حساس جلد کی مالک ہیں تو احتیاط کیجئے۔

Marfat.com

الرجی آج کل ایک عام مرض ہے اس لئے جولوگ اس کا شکار ہوں انہیں چاہئے کہ وہ دھوپ سے پرہیز کریں۔ الرجی کا شکار لوگ تھوڑی دیر بھی دھوپ میں رہیں تو ان پر اثر ہوتا ہے۔ سورج کی الرجی کا شکار لوگوں کے جسم پر پھوڑے پھنسی اور سرخ رنگ کے نشانات عام علامتیں ہیں یہ علامتیں گرم ممالک کے لوگوں کے جسم پر تو گرمی کے موسم میں پت کی شکل میں عام نظر آتی ہیں تاہم سرد ممالک میں یہ صرف ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں جو زیادہ تر دھوپ کے شوقین ہوتے ہیں۔

دھوپ سے آنکھوں کے امراض:

آنکھوں پر بھی دھوپ کے نقصان دہ اثرات مرتب ہوتے ہیں جو لوگ کام یا تفریح کے سلسلے میں اپنا زیادہ وقت سورج کے سامنے گزارتے ہیں ان کی آنکھوں میں سوزش کے امکانات دوسرے لوگوں کی نسبت تین گنا زیادہ ہوتے ہیں لیکن دھوپ کا چشمہ یا چوڑے کنارے کے ہیٹ کے استعمال سے اس مسئلے پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ دھوپ آنکھوں کے حساس لینز کو بھی نقصان پہنچاتی ہے، دھوپ سے متاثرہ آنکھ کے اندرونی لینز کو صرف آپریشن ہی سے ٹھیک کیا جاسکتا ہے۔

اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ چونکہ گرم ممالک میں سورج ایک مستقل حقیقت ہے اس لئے اس کے مضر اثرات سے بچنا ممکن نہیں۔ یہ درست نہیں بلکہ تھوڑی سی کوشش سے یہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔

آنکھوں کی حفاظت کے لئے دھوپ کا چشمہ ضرور استعمال کریں۔ سورج ایک نعمت ہے لیکن اسی طرح اس کے کچھ نقصانات بھی ہیں۔ اس لئے اس کے نقصان دہ اثرات سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

یورپ میں چھتری اور ہیٹ کا استعمال:

مغرب کے سفید فاموں میں جلد کا سرطان عام ہے۔ اس کی ذمے داری سورج کی

Marfat.com

کرنیں قرار پاتی ہیں۔اس سلسلے میں ہونے والی تحقیق کے مطابق ۱۹۳۰ء میں اس سرطان کا تناسب ڈیڑھ ہزار افراد میں ایک تھا جب کہ اب چوراسی افراد میں سے ایک اس کا شکار ملتا ہے۔

تحقیق کے مطابق ۱۹۳۰ء میں دراصل خواتین دھوپ سے بچنے کے لئے چھتریاں زیادہ استعمال کرتی تھیں اور مردوں میں شمسی ہیٹ کا استعمال بہت عام تھا۔ان دونوں کا استعمال اب تقریباً ختم ہوگیا ہے۔ تحقیقی رپورٹ میں ان دونوں چیزوں یعنی چھتری اور ہیٹ کو استعمال کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

کالا برقعہ سورج کی شعاعوں کو بآسانی جذب کرلیتا ہے:

بالوں کو دھوپ اور ہوا بھی لگنی چاہئے لیکن شدید گرمی کے موسم میں دھوپ سے بچیں ورنہ لو لگ جائے گی۔اس زمانے میں ہلکی سی ٹوپی ضرور پہنیں۔ برقع پوش خواتین سفید رومال رکھیں اور اوپر سے برقع پہنیں۔کالے اور گہرے رنگ کا برقع سورج کی شعاعیں بھی بآسانی جذب کرتا ہے تیز دھوپ بالوں کا رنگ بھی اڑاتی ہے۔

عورت کا اسلامی پردہ اور دھوپ سے بچاؤ کا بہترین طریقہ:

ان معلومات کی روشنی میں عملی اقدامات پر توجہ کیجئے۔سب سے پہلا اصول یہ طے کرلیجئے کہ آپ ممکنہ حد تک دھوپ کی تمازت سے بچیں گی۔صبح کی نرم دھوپ بلاشبہ مفید ہے بشرطیکہ دھوپ لینے کا یہ عمل ۱۵۔۲۰ منٹ تک ہی محدود ہو۔ تیز دھوپ میں چلنے پھرنے سے ممکنہ حد تک بچنا چاہئے۔

دھوپ میں جسم تاپنے کا شوق بلکہ ضرورت ٹھنڈے ملکوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ ہمارے ملک کی خواتین جب تک برقعے چادر کی پابند رہیں ان کے لئے دھوپ مسئلہ نہیں بنی۔خود یورپی خواتین بھی تیز دھوپ سے بچنے کے لئے دھوپ کی ٹوپی یا سولر ہیٹ استعمال کرتی ہیں۔

Marfat.com

ہماری خواتین دوپٹے سے یہ کام لے سکتی ہیں بلکہ جو صحیح معنوں میں دوپٹہ اوڑھتی ہیں وہ اسے پیشانی پر ذرا آگے نکال کر چہرے اور گردن وغیرہ کو دھوپ کے مضر اثرات سے محفوظ رکھتی ہیں۔

آنکھ کے اطراف کی حساس اور نازک جلد کی حفاظت کے لئے دھوپ چشموں کا استعمال بھی صحیح ہے۔ ہماری خواتین اس طرح کسی حد تک پردے کا اہتمام بھی کر سکتی ہیں۔ان چشموں کے استعمال سے آنکھیں روشنی سے نہیں چندھیاتی ہیں، اس طرح جھریوں کے بننے اور گہرے ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

عریاں لباس اور سورج کی شعاعیں اور جدید سائنس:

معتدل موسم گرما میں جیسا کہ مغربی ممالک میں ہوتا ہے، پیرا کی کرنا یا نیم عریاں حالت میں رہنا، مضر ہو سکتا ہے، خصوصاً جن لوگوں کو گرمی کی عادت نہیں ہے اور سرد موسم سے گرم موسم میں وارد ہو گئے ہیں۔ دھوپ میں رہنے کے مضر اثرات گھنٹوں بعد تک ہو سکتے ہیں، جلد سوج جاتی ہے، درد ہوتا ہے اور آبلے پڑ سکتے ہیں۔بالائے بنفشی شعاعیں جلد، زیریں جلد اور چھوٹی رگوں کو سخت نقصان پہنچاتی ہیں۔

المختصر موسم گرما میں زیادہ عرصہ دھوپ میں نہ رہیں، ملبوسات ہلکے، ڈھیلے اور سفید پہنیں۔

سوتی یا کھدر کے ڈھیلے ڈھالے لباس بہترین ہیں کیونکہ ان میں ہوا گردش کرتی ہے اور پسینہ بآسانی آتا ہے۔ جب گرم علاقوں میں جائیں تو شروع میں دھوپ سے بچیں اور رفتہ رفتہ خود کو عادی بنائیں۔

دھوپ اور سورج سے بچاؤ کے لئے پردہ اور جدید ریسرچ:

میڈیکل تحقیق کے مطابق اگر خواتین سورج اور دھوپ کے وقت دوپٹہ یا اسکارف کا استعمال نہ کریں تو مندرجہ ذیل بیماریوں کا شکار ہو سکتی ہیں۔

Marfat.com

(۱) سورج کی شعاعیں اگر خواتین کی جلد پر مسلسل پڑتی رہیں تو جلد کا رنگ گہرا سیاہ یا جھلسا ہوا ہو جاتا ہے۔

(۲) سورج کی الٹراوائلٹ ریز اگر آنکھوں اور جلد پر پڑھتی ہے تو چہرہ پر جھریاں بڑھ جاتی ہیں۔

(۳) ماونٹ سینا میڈیکل سینٹر نیویارک کے ماہر جلد رونلڈ شرمین ایم۔ ڈی کے مطابق سورج کی شعاعیں جلد سے اپنی مرمت آپ کرنے کی صلاحیت چھین لیتی ہیں۔

(۴) سورج کی روشنی پڑنے سے پیشانی پر لکیریں نمایاں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

(۵) عورت پردہ نہ کرے تو دھوئیں کے ذرات بڑی مقدار میں جسم میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس سے جسم کے اندرونی نظام میں خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

(۶) جدید تحقیق کے مطابق اگر سورج کی شعاعیں مستقل چہرہ یا جسم پر پڑتی رہیں تو بڑھاپے کے تل یا دھبے جلد پر نمودار ہو جاتے ہیں اور جلد پر آبلے پڑ سکتے ہیں۔

(۷) جسم کی جلد پر جب سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں تو جلد پر موجود رگیں متاثر ہوتی ہیں۔

(۸) سورج کی شعاعوں میں بالائے بنفشی (الٹراوائلٹ) شعاعیں ہوتی ہیں جو جلد کا سرطان پیدا کر سکتی ہیں۔

(۹) سورج کی شعاعوں سے انسانی جسم کی قوت مدافعت کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔

(۱۰) میڈیکل ریسرچ کے مطابق تیز دھوپ سے بالوں کی چمک کم ہو جاتی ہے اور بالوں کا رنگ بھی اڑ جاتا ہے۔

(احقر کی کتاب "عورت کی اسلامی زندگی اور جدید سائنسی تحقیقات" سے ماخوذ)

Marfat.com

موضوع نمبر ۱۳

پردہ اور ماہرین نفسیات کی تحقیقات

''پردہ''......نفسیات کی روشنی میں:

بعض لوگ ''پردہ'' کے خلاف یہ دلیل پیش کرتے ہیں، کہ یہ انسانی نفسیات ہے کہ جس قدر کسی چیز کو چھپایا جاتا ہے، اسی قدر اس چیز کی چاہت بڑھ جاتی ہے اور انسان اس چھپائی جانے والی چیز کے بارے میں بالخصوص کچھ زیادہ ہی تجسس کرنے لگتا ہے۔

سیدھے لفظوں میں، یہ حضرات یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ ایک بے پردہ عورت کے مقابلے میں ایک چادر یا برقع پوش باپردہ عورت کا، گھر سے باہر، زیادہ تعاقب کیا جاتا ہے اور اوباش نوجوان اس کے جسمانی حسن وجمال کی ''تحقیق'' کے نسبتاً زیادہ در پے ہوتے ہیں۔

اسی بات کو مزید سمجھانے کی غرض سے، یہ حضرات یہ مثال پیش کرتے ہیں کہ اگر ایک آقا اپنے خادم کو کسی خاص صندوق کو نہ کھولنے کے بارے میں ہدایت کرے تو وہ خادم، موقع پاتے ہی اس خاص نشان زدہ صندوق کو کھولنے کی طرف ضرور متوجہ ہوگا اور معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ آخر اس صندوق میں ایسی کیا چیز ہے کہ جس کی خاطر اسے وہ صندوق نہ کھولنے کے لئے کہا گیا تھا۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ جب ایک مسافر کی نگاہ سے اس کی منزل مقصود پوشیدہ رہتی ہے، تو مسافر اس کی تلاش اور جستجو جاری رکھتا ہے اور جوں ہی مسافر اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے اور وہ اسے پالیتا ہے تو اس میں تلاش اور جستجو کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔

اگر ان دلائل اور مثالوں پر گہرا غور و فکر نہ کیا جائے، تو ایک نظر میں یہ خاصی وزنی اور جان دار دکھائی دیتی ہیں اور ایک عام آدمی یہ یقین کرنے لگتا ہے کہ گویا عورت کی عصمت

Marfat.com

وعفت "پردہ" کی بجائے بے پردگی میں پنہاں ہے اور یہ کہ عورت کو چھپایا جانا غلط ہے اور اسے سب کے سامنے، پبلک میں لانا زیادہ صحیح ہے اور ایسا ہونا انسانی نفسیات کے حقیقی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ لیکن اگر ہم ان دلیلوں اور ان مثالوں پر عمیق نظر سے غور و فکر کریں اور ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ ان کا مفصل جائزہ لیں۔ تو یہ حقیقت بالکل کھل کر ہمارے سامنے آ جاتی ہے کہ مخالفین پردہ کی یہ "نفسیاتی" دلیلیں اور مثالیں اتنی ہی بے جان، بے وزن، کمزور یا بودی ہیں جتنی کہ اس ضمن میں بعض دوسری پیش کی جانے والی دلیلیں یا مثالیں وغیرہ۔

بے شک یہ انسانی "نفسیات" ہے کہ پوشیدہ اور نا معلوم اشیاء کے بارے میں انسان تجسس و آرزو کرتا ہے، لیکن یہ بھی ویسی ہی انسانی نفسیات ہے کہ ہر انسان اپنی قیمتی اشیاء کو چھپا کر، بڑی حفاظت کے ساتھ رکھتا ہے۔ سونے چاندی کے زیورات اور نقدی عموماً ہم بنک میں رکھتے ہیں یا مضبوط تالوں کے ساتھ، لوہے کی الماری کے شیلفوں اور صندوقوں کے اندر بند کر کے رکھتے ہیں۔

اگر معترضین کی مذکورہ دلیل کو اس معاملے میں درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر تو کسی بھی شے کی حفاظت کا صحیح طریقہ یہ ہوگا کہ اس شے کو انتہائی غیر محفوظ انداز سے رکھا جائے۔ یعنی اگر ایک جوہری چاہتا ہے کہ اس کے بیش قیمت جواہرات چوری نہ ہوں تو اسے رات کے وقت بھی اپنی دکان کو کھلا چھوڑ دینا چاہئے، اس لئے کہ دکان بند کرنے سے چوروں کا "تجسس" بڑھے گا اور ان کے دل میں جواہرات چرانے کی "آرزو" پیدا ہوگی!!!

استغفر اللہ! یوں تو پھر انسان کو کپڑے بالکل ہی نہیں پہننے چاہئیں، چونکہ کپڑے "تجسس" پیدا کرتے ہیں!

شریعت اسلامیہ نے عورت کے لئے "پردہ" کا اہتمام جو لازمی قرار دیا ہے، تو اس اہتمام کی بنیاد بھی دوسری انسانی نفسیات پر رکھی گئی ہے یعنی عورت کی عصمت وعفت ایک انمول شے ہے اور اس شے کی قابل اعتماد حفاظت کے لئے عورت کو غیر مردوں کی نگاہ یا ان کی پہنچ سے چھپانا اور بچانا ضروری ہے۔

ذرا غور کیجئے کہ ایک پردہ دار عورت گھر کے اندر نا محرم مردوں کے سامنے نہیں آتی

Marfat.com

اور محرم مردوں کے ساتھ بھی معاملات طے کرتے وقت حجاب کا مظاہرہ کرتی ہے۔ گھر سے باہر نکلتی ہے تو اپنے آپ کو سرتاپا چادر یا برقع میں لپیٹ کر رکھتی ہے۔ اس کا حسن مستور رہتا ہے۔ اس کے محاسن جسم کسی غیر مرد کو دعوت نظارہ نہیں دیتے، کسی شخص سے اس کی آنکھیں چار نہیں ہوتیں۔ کسی مرد سے وہ آزادانہ طور پر بات چیت نہیں کرتی۔

بتائیے ایسی عورت کی عزت یا عصمت زیادہ محفوظ رہے گی یا اس عورت کی کہ جو گھر کے اندر ہر نامحرم مرد کے سامنے آتی ہے اور نامحرم نوجوان لڑکوں کے ساتھ بے حجابانہ انداز میں گھل مل جاتی ہے۔ باہر جاتی ہے تو جسم کے نشیب و فراز اور لباس کی خوبصورتی کو چھپانے کے لئے نہ چادر لیتی ہے نہ برقع! محرم و نامحرم کی کوئی تمیز نہیں، گھر سے باہر عام دعوت نظارہ دیتی پھرتی ہے؟

کیا یہ انسانی نفسیات نہیں کہ ہم میں سے ہر شخص ''مشکل'' کے بجائے ''آسانی'' چاہتا ہے، دشوار راستوں کی جگہ سہل راستوں کو اختیار کرتا ہے۔ موجود پسندیدہ چیز کو چھوڑ کر، غیر موجود یا غائب، پسندیدہ چیز کے پیچھے پڑنا انسانی نفسیات کے خلاف ہے۔ بھوکے شیر کے سامنے اس کا ایک شکار کھلا پڑا ہوا ہو اور دوسرا شکار یا تو اس کے سامنے ہی نہ ہو اور اگر سامنے بھی ہو تو وہ کسی جھاڑی وغیرہ میں چھپا ہوا ہو، تو بتائیے وہ شیر کون سے شکار کو کھانے میں پہل کرے گا؟

یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ جھاڑی میں چھپے ہوئے شکار کی طرف پہلے متوجہ ہو اور کھلے اور واضح شکار کو نظر انداز کر دے! بعینہ ایک ایسی عورت کہ جس کا حسن سر سے پاؤں تک ظاہر اور نمایاں ہے، بمقابلہ اس عورت کے کہ جس کا حسن سرتاپا مستور ہے، مردوں کے لئے بہتر اور سہل ''شکار'' ثابت ہو سکتی ہے۔

لڑکا اسی لڑکی کا پیچھا کرے گا کہ جس کے حسن و جمال کی گواہی اس کی آنکھیں اور اس کا دل پہلے ہی دے چکے ہیں۔ وہ ایسی لڑکی کے تعاقب کو حماقت اور تضیع الوقت سمجھے گا کہ جس کے حسن و جمال کا اسے فی الحال کوئی اندازہ ہی نہیں ہے۔

مغرب کی عورت تو مکمل طور پر بے حجاب ہو چکی ہے، تو کیا مردوں کے ہاتھوں اس کی عزت و عصمت محفوظ ہو چکی ہے کیا وہ اپنے آپ کو عفت مآب تصور کرتی ہے کیا یہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات رہ گئی ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ ناجائز بچے انہی مغرب کی

Marfat.com

آزاد اور قلیل اللباس عورتوں کی کوکھ سے جنم لے رہے ہیں۔

معترضین کو ایک اور ضروری بات نہیں بھولنی چاہئے اور وہ یہ کہ چھپنا خود عورت کی فطرت یا نفسیات میں شامل ہے قدرت نے حیا اس کی سرشت میں شامل کر دی ہے اگر چہ غلط ماحول نے عورت کی اس نفسیات کو وقتی طور پر متاثر کیا ہے تاہم وہ اب بھی وقتاً فوقتاً اپنی اس دبی ہوئی نفسیات کا برملا اظہار کرتی رہتی ہے۔

مثلاً حال ہی میں جب خواتین کو حسینہ عالم کے انتخاب کے سلسلے میں منصفین کے سامنے تیراکی کے کپڑوں میں آنے کے لیے کہا گیا تو ان سب نے ایسا کرنے سے بیک آواز انکار کر دیا (عربی فارسی اور اردو زبانوں میں عورت کے لیے جتنے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان سب کے لغوی معنی چھپنے یا پوشیدہ رہنے کے ہیں) اللہ تعالیٰ نے سورۂ واقعہ (۱۵۔۲۰۶) میں جن بڑی بڑی آنکھوں والی گوری حوروں کا ذکر فرمایا ہے ان کے لیے بھی المسنون کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ (یعنی محفوظ رکھے ہوئے آبدار موتی)

انسانی جسم میں وہ تمام اعضاء کہ جن پر زندگی کا دارومدار ہے یا جن کا نقصان سارے جسم کا نقصان ہے مثلاً دماغ، دل، گردے، جگر، پھیپھڑے وغیرہ اللہ تعالیٰ نے ان سب اعضاء کو انتہائی محفوظ طریقے سے چھپا کر رکھا ہے۔

جدید ماہرین طب نے عورتوں کے مردوں کے مقابلے میں مختلف امراض کا کم شکار ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی ہے کہ وہ (یعنی عورتیں) مردوں کی نسبت اپنے جسم کو زیادہ کپڑوں سے ڈھانپ کر رکھتی ہیں دوسرے لفظوں میں عورتوں کے لیے اپنے عام کپڑوں کے اوپر کوئی لمبی چادر، برقع یا کوٹ وغیرہ لینا صحت کے نقطۂ نظر سے بھی مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں (سورۃ الاحزاب ۹۵) صاف فرماتے ہیں کہ اے نبی ﷺ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں۔ اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ستایا نہ جائے گا۔

کیا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بھی کوئی اور انسانی نفسیات سے واقف ہے وہ تو کل نفسیات کا خالق ہے عام عورتیں تو ایک طرف رہیں اللہ تعالیٰ تو نبی کریم ﷺ کی نیک

Marfat.com

ترین بیبیوں کو بھی اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھاتے پھرنے کا حکم دیتے ہیں نیز انہیں وقار کے ساتھ گھروں میں جمے بیٹھے رہنے کے لیے ہدایت دیتے ہیں۔

(سورہ الاحزاب ۳۲۔۳۳)

اللہ کے بعد انسانی نفسیات کو سب سے زیادہ جاننے اور سمجھنے والے ہادی برحق ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

''عورت پوشیدہ رکھی جانے والی مخلوق ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔'' (ترمذی باب الرضا،۴)

مسند احمد، جلد ۶ ص ۲۹۷ پر آپ ﷺ فرماتے ہیں عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھروں کے اندرونی حصے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا قول ہے:

''عورت پوشیدہ رکھی جانے والی مخلوق ہے لہٰذا تم اس کو گھروں میں چھپاؤ۔''

(عیون الاخبار جلد ۴ ص ۷)

علامہ اقبال کا قول ہے کہ عورت کا جنسی تقدس اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے اجنبی نگاہوں سے ہر طرح محفوظ رکھا جائے عورت ایک بہت ہی عظیم ذریعہ تخلیق ہے اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی تخلیقی قوتیں مستور و محجوب ہیں علامہ اقبالؒ کے دو مشہور اشعار ہیں:

عزت ہے محبت کی قائم اے قیس حجاب محمل سے
محمل جو گیا عزت بھی گئی لیلیٰ بھی گئی

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر!

امام غزالیؒ کا مشہور قول ہے۔ عورت کو ضعف اور ستر سے پیدا کیا ہے ضعف کا علاج خاموشی اور ستر کا علاج پردہ میں رکھنا ہے۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

عورت کی خوبی دو باتوں میں ہے اول یہ کہ اسے کوئی نامحرم نہ دیکھے
دوسری یہ کہ وہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے۔

عورت کے حوالے سے انسانی نفسیات پر بحث کرتے ہوئے ہمیں مردوں کی

Marfat.com

نفسیات میں جنسیات کو بھی نگاہ میں رکھنا چاہئے۔ مرد فطرتاً عورت کا پرستا ہے۔ وہ عورت کی طرف بے اختیار کھینچا چلا آتا ہے، کبھی کبھی وہ اسے حاصل کرنے کے لئے تخت وتاج کو بھی لات مار دیتا ہے۔

گھر بار، وطن، عزیز و اقارب، یہاں تک کہ اپنا عقیدہ اور مذہب تک چھوڑ دیتا ہے۔ اسے پانے کے لئے خون خرابہ کرتا ہے۔ اس کے عشق میں اپنی جان تک قربان کر دیتا ہے۔

عورت کی انفعالیت، قبولیت، تاثر اور مغلوبیت کی صلاحیتوں کے مقابلے میں قدرت نے مردوں کو فاعلیت، قابلیت، تاثر اور غلبے کی استعداد بخشی ہے۔ نیز دونوں کی جسمانی مشینری میں کچھ ایسا فرق رکھا ہے کہ ایک کا گناہ چھپ سکتا ہے تو دوسرے کا گناہ مجسم گناہ بن کر اس کے سامنے آجاتا ہے۔

یہ سب باتیں اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ عورت کو مرد سے چھپایا جائے اور اس کے حسن و جمال کو مستور رکھا جائے۔

عورت کی عصمت وعفت کی حفاظت کی خاطر ''پردہ'' سے بہتر کوئی دوسرا نظام تشکیل نہیں دیا جاسکتا۔ عورت کو گھر سے باہر پبلک میں لاکر اور اس کے جسم کو حیا کی چادر یا برقع سے محروم کر کے باعصمت نہیں رکھا جاسکتا۔

جو مرد نفسیات کی آڑ میں عورت کو مکمل طور پر بے پردہ کرنا چاہتے ہیں در حقیقت وہ اپنے نفس اور ہوس کے غلام ہیں، دھوکہ باز اور مکار ہیں۔ عورت کو ان کے مکروہ جال میں نہیں پھنسنا چاہئے۔ (از مظہر علی ادیب)

بارہ سال کی عمر اور ماہرین نفسیات کی تحقیقات:

امریکہ میں مختلف تعلیمی مراحل سے وابستہ طلباء اور طالبات کے رویئے اور طرز عمل پر ایک ریسرچ رپورٹ مرتب کی گئی، جس کا کہنا تھا کہ جب لڑکی اپنی شکل وصورت اور ظاہری حلیئے سے مطمئن ہو جاتی ہے تو اپنے آپ کو نمایاں کرنے کا احساس کم ہوتے ہوتے بالکل ختم بھی ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ بالغ ہونے سے پہلے مایوسی اور شکستہ دلی کا یہ احساس لڑکوں اور لڑکیوں میں برابر ہوتا ہے۔ مگر بارہ سال کی عمر کے بعد یہ احساس لڑکیوں میں زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ ہر دم اپنے ظاہری حلیئے اور شکل وصورت کے بارے میں فکر مند لڑکی کو یقین سا ہو جاتا ہے کہ یا تو وہ بہت چھوٹے قد کی ہے یا حد سے زیادہ لمبا قد رکھتی ہے، یا بہت زیادہ دبلی یا موٹی ہے یا اس کے چہرے کے نقوش بہت بھدے ہیں۔

پردے سے شکستہ دلی کس طرح دور ہوتی ہے:

آیئے ذرا اس ریسرچ پر کچھ توقف کرتے ہیں۔

اس ریسرچ سے یہ ثابت ہوا کہ بارہ سال کی عمر سے ہی، جو عام طور پر لڑکیوں کے بالغ ہونے کی عمر ہے ہر لڑکی فکر، پریشانی اور شکستہ دلی جیسے احساسات میں گھر جاتی ہے اور یہ وہی وقت اور عمر ہوتی ہے جب اسلام عورت پر پردہ فرض کر دیتا ہے۔ یعنی کہ اسلام عورت کو ان جذبات واحساسات کے شروع ہونے سے پہلے ہی اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لائیں تو ان کے جسم پر باریک کپڑے تھے، تو آپ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا:

"اے اسماء اگر عورت حیض کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کے جسم کا کوئی بھی حصہ نظر آنا درست نہیں، علاوہ یہ اور یہ۔"

اور اپنے چہرہ مبارک اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ کیا۔ بیہقی اور ابوداؤد نے اس کی تخریج کی۔

ریسرچ سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ جب لڑکی اپنے حلیئے اور ظاہری شکل و صورت کی طرف سے مطمئن ہو جاتی ہے تو شکستہ دلی اور مایوسی کا احساس کم یا ختم ہو جاتا

Marfat.com

ہے۔ یہی اطمینان اور بے فکری، پردہ اسے عطا کرتا ہے، جب اسے یہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ وہ پردے میں کسی بھی دوسری لڑکی کی طرح ہے اور اب ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی بھی پسندیدگی کی نگاہ اسے نظر انداز کر کے کسی اور لڑکی پر پڑے، کیونکہ پردے کی حالت میں سب لڑکیاں برابر لگتی ہیں۔

ریسرچ کے نتیجے میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ شکستہ دل لڑکی ہر دم اپنے ظاہری حلئے کے بارے میں پریشان اور فکر مند رہنے کے باعث اس بات کا یقین دل میں بٹھا لیتی ہے کہ یا تو وہ بہت لمبی یا بہت چھوٹے قد کی ہے، یا پھر بہت دبلی یا پھر بہت موٹی ہے۔ پردہ اسے اس احساس کمتری سے نجات دلاتا ہے، کیونکہ شرعی اور اسلامی پردہ ان تمام عیوب کو چھپا لیتا ہے۔ عورت کے لئے ایسے لباس زیب تن کرنا، جن میں سے اس کا جسم جھلکے یا اس کے جسم کی ساخت نمایاں ہو، حرام ہے۔

(لباس المرأۃ وزینتھا۔ صفحہ ۱۱۷)

Marfat.com

موضوع نمبر۱۴

پردہ سے عورت کی عزت وعصمت کی حفاظت پر چند واقعات

مسلمان عورت پردے کی وجہ سے ہزاروں میں پہچان کرا گئی:

حلقہ ذکر میں آنے سے پہلے ہمارا شمار بھی ان عورتوں میں ہوتا تھا جو ''کفر گڑھ'' کی پہچان تھیں۔ تو جو واقعہ میں بتانے جا رہی ہوں اس کا تعلق ہماری اسی زندگی سے ہے۔ بات کچھ یوں ہے کہ میں اپنی یہودی دوست کے ساتھ شاپنگ پلازہ گئی۔

اس وقت پورے شاپنگ پلازہ میں اتنا رش تھا کہ ایک دوسرے کو ڈھونڈنا مشکل تھا کہ ان ہزاروں افراد کے رش میں ایک خاتون نظر آئی جو سر پر اسکارف باندھے ہوئے تھی تو میری دوست نے بڑی نفرت اور حقارت سے اس کی طرف دیکھ کر کہا:

"Look she is Muslim".

اس کا یہ جملہ سن کر میرے اندر چھن سے کوئی چیز ٹوٹی اور شاید یہ لمحہ آگہی تھا۔ کیونکہ وہ مسلمان عورت تو ہزاروں میں بھی پہچان کرا گئی کہ میں مسلمان ہوں اور اس یہودی عورت نے بھی اپنی نفرت وحقارت کے اظہار سے اپنے یہودی ہونے کا ثبوت دے دیا۔

تو میں کیا ہوں؟ میرا شمار کن لوگوں میں ہوگا؟ میرا تعارف کیا ہوگا؟ میری پہچان کیا ہے؟ میں تو اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت بھی نہ دے سکی۔

یہودی عورتیں آج بھی اپنا سر **Cover** رکھتی ہیں اور اس مقصد کے لئے سر پر ایک **Cap** سی رکھتی ہیں۔ یعنی ان کے پاس سینہ ڈھانپنے کا کوئی تصور نہیں۔ کئی یہودی عورتیں تو مذہب کی پابندی کرتے ہوئے فیشن کے لئے ''ٹنڈ'' کروانے سے بھی گریز

Marfat.com

نہیں کرتیں اور اوپر ''وگ'' لگالیتی ہیں۔

اور اس بات کا ان کے پاس یہ جواز ہوتا ہے کہ حکم تو صرف بال ڈھانپنے کا ہے۔تو ان پر ہم نے استرا پھروالیا ہے یہ تو ''وگ'' ہے جو پردے کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔

ایک ہماری مسلمان عورت ہے جو پردہ نہ کرنے کی ہزاروں تاویلیں سناتی ہے۔ جن میں سے ایک تاویل تو یہ ہوتی ہے کہ ''ہمارے شوہر کو پسند نہیں''۔

اس سلسلے میں ہم نے امریکہ کے مسلمان شوہروں کا ''سروے'' کرڈالا تو اکثریت نے یہ جواب دیا کہ ہم روزی کمانے کے چکر میں صبح سے گھر سے نکلے رات کو واپس آتے ہیں۔یہ بیویاں تو ہماری رائے لینا بھی گوارا نہیں کرتیں اور دین کا مجرم قرار دینے میں ہمیں آگے کھڑا کردیتی ہیں۔اس سروے کے دوران ایک ۴۰ سالہ خاتون نے بالوں کا نیا نیا مردانہ کٹ کروایا۔پوچھنے پر بولیں کہ ہمارے شوہر کو لمبے بالوں سے چڑ ہے۔

اتفاق سے شوہر صاحب دوسرے کمرے میں موجود تھے۔ہم نے فوراً ان کی مردانگی کو للکارا تو وہ بھری محفل میں برہم ہوئے کہ اس نے میری خواہش کے برخلاف مردوں جیسی شکل بنالی ہے۔اب تو میں اس کو بیگم کہنے کی بجائے ''مسٹر'' پکارتا ہوں۔بہرحال دوسری طرف ایسے مرد بھی موجود ہیں جو بیگم کو بازار حسن بنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

چنگاری دکھانے کی دیر تھی، کفر کے دل میں اسلام کی شمع روشن ہوگئی:

دو سال قبل ایک امریکن لڑکی نے ہمارے سامنے اسلام قبول کیا۔اس کی شادی بھی ہمارے ہاں ہی ہوئی۔دو سال بعد دونوں سے ملاقات ہوئی تو لڑکی نے نیم برہنہ چست لباس پہن رکھا تھا جو دیکھنا ہم پر بہت گراں گزرا۔

اس کے شوہر ہماری کیفیت بھانپ کر سخت برہم ہوئے کہ آپ کون ہوتی ہیں اسلام کی ٹھیکے دار۔مین جو چاہتا ہوں وہی کرتی ہے۔ہماری آپس میں بہت انڈر اسٹینڈنگ ہے۔میری خواہش پر یہ سجتی سنورتی ہے۔وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے یہ سوچا کہ یہ تو آج کا نام نہاد مسلمان ہے، کیوں نہ ڈائریکٹ لڑکی سے بات کریں۔اس کو جب یہ احساس دلایا کہ اس نے دو سال قبل خود کو اللہ کی شریعت اور رضا

Marfat.com

کے حوالے کر دیا تھا، اب کیونکر ایک نامرد کے ہاتھوں بک گئی جو اللہ کی رضا کی خلاف ورزی کرنا اپنی انانیت سمجھتا ہے۔

اس نے جواب دیا کہ یہ ساری باتیں تو میرے علم میں نہ تھیں۔ فوراً اٹھی اور باپردہ لباس پہن کر آ گئی۔ ہم نے تو دیکھا ہے کہ امریکن مسلمان ہم سے ہزار گنا کھرے ہیں اور ہم منافقت کی دلدل میں اپنی زندگیاں کھپا دیتے ہیں۔ کبھی اس کو اسلام کا نام دیتے ہیں، کبھی آزاد خیالی کا اور کبھی انڈر اسٹینڈ نگ کا۔

جہاں تک اس لفظ انڈر اسٹینڈ نگ کو ہم سمجھ پائے ہیں تو وہ یہ ہے کہ جس ذات باری نے ہمیں تخلیق کیا ہے، اگر اس کے ساتھ ہمارا تعلق نہیں، انڈر اسٹینڈ نگ نہیں تو پرائے گھر سے لائی عورت سے یا مرد سے چند دنوں میں یہ کیونکر ممکن ہو سکتی ہے۔ اس کی تو پھر ایسی صورت سامنے آتی ہے کہ ایک نہایت ماڈرن لاپرواہ نام نہاد مسلمان عورت نے جب یہی فقرہ بولا کہ:

"ہم میاں بیوی میں تو بہت انڈر اسٹینڈ نگ ہے۔"

جب کہ بعد میں پتہ چلا کہ بیوی بازار حسن کا چلتا پھرتا اشتہار اور شوہر زانی۔

قصہ مختصر ایک شاعر نے انہی لوگوں کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے:

یہ دنیا نگری اندھوں کی یہاں اندھے سارے رہتے ہیں
جنگل کے باسی بھی اندھے شہروں میں اندھے بستے ہیں
یہ دیکھ نہیں سکتے تجھ کو، بچائیں گے کیا خاک
ہو دیکھا جس نے حسن تیرا اس پر آوازیں کستے ہیں
سیماب انہیں کچھ بھی نہ کہو دے سکو تو ان کو روشنی دو
شاید کوئی نکلے دلدل سے چل نکلے اب کے رستے میں

پردہ عزت کا رکھوالا...... ایک چشم کشا واقعہ:

اس بار سعودیہ سے امریکہ کا سفر سعودی ایئر لائن کے ذریعے کرنے کا اتفاق ہوا۔ حسب دستور جہاز فل تھا۔ تمام لوگ گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے امریکہ جا رہے تھے۔

Marfat.com

خلاف توقع واپسی پر جہاز خالی تھا جو اس بات کی کھلی دلیل تھا کہ آج کا مسلمان اپنی جیب اور دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے حرمین شریفین کی بجائے ''کفر گڑھ'' کا رخ کرتا ہے۔

واپسی پر ہم خالی جہاز میں خوب آرام کے موڈ میں تھے کہ چند عرب بھائی شراب کے نشے میں دھت جھومتے جھامتے ہمارے ساتھ والی نشستوں پر آ گرے اور خوب غل غپاڑہ کرنے لگے۔

ہم سے اگلی سیٹ پر ایک بنگلہ دیشی خاتون ہماری طرح آرام کے موڈ میں چند خالی نشستوں پر نیم دراز تھیں جو عقیدے کی تو مسلمان تھی مگر لباس اس کے مسلمان ہونے کی پکار پکار کر نفی کر رہا تھا۔ جبکہ الحمدللہ ہم شرعی پردے میں تھے۔

اتنے میں نشے میں دھت عرب بھائیوں کی ''نظر کرم'' اس بنگلہ دیشی خاتون پر پڑی۔ وہ اپنی نشستوں سے اٹھے اور شرف ملاقات حاصل کرنے کے لئے اس بنگلہ دیشی خاتون کی طرف بڑھے جو کہ آنکھیں بند کئے آرام فرما رہی تھیں۔

ان عرب بھائیوں نے سگریٹ کے لمبے لمبے کش لگا کر مرغولے اس کے منہ پر چھوڑے، جس سے ہڑبڑا کر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر یہ اس کو ''یا حبیبتی'' جیسے فقرات کہہ کر چھیڑنے لگے۔ بےہودہ کلمات سن کر وہ اپنی نشست سے اٹھ بھاگی اور جہاز کے عملے سے ان عرب بھائیوں کے بےہودہ پن کی شکایت کی کہ ساری عمر غیر مسلم ایئر لائنز کے ذریعے سفر کیا، آج تک ایسا بےہودہ پن، ایسی لغویات نہ میں نے سنی اور نہ دیکھیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ مسلم ایئر لائن کے ذریعے سفر کیا اور اس طرح کی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا، ایسا کیوں ہے؟

تو عملے نے ان عرب بھائیوں کو سرزنش کرنے کے بجائے خاتون سے معذرت کی کہ ہم اس سلسلے میں کچھ بھی کرنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ وی آئی پی مسافروں کو روکنا ٹوکنا یا ان سے پوچھ گچھ کرنا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا الٹا ہمارے لئے نقصان دہ ہے۔

خیر عملے کا یہ جواب سن کر ہم دونوں جہاز کے دوسرے حصے میں چلی گئیں۔ پھر وہ خاتون خوب بولی کہ یہ مسلمان ہیں؟ یہ کیسے مسلمان ہیں؟ یہ کیسا جہاز کا بکا ہوا عملہ ہے؟ یہ کتنا غیر محفوظ سفر ہے اور یہ کہ ہمارے یہ مسلمان بھائی تو ان غیر مسلموں سے بھی گئے

Marfat.com

گزرے ہیں جن سے ایسی حرکات کی توقع بعید نہیں۔ تو اس کے یہ فقرات سن کر اس وقت میں نے اسے یہ فقرات کہے:

''میری بہن ان نشستوں پر تم بھی اکیلی تھی اور میں بھی اکیلی۔ تم بھی خاتون ہو اور میں بھی خاتون ہوں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ عرب بھائی تمہاری طرف لپکے۔ ارے وہ تو نشے میں دھت ہو کر بھی اتنا شعور رکھتے ہیں کہ کونسا مال گھر کا ہے اور کونسا پرایا۔ وہ میری طرف کیوں نہیں بڑھے؟ کیونکہ میں پردے میں تھی اور ان میں یہ احساس زندہ تھا کہ یہ باحیا اور باکردار عورت ہے۔ یہ اپنے گھر کی عورت ہے۔ تو وہ تمہاری طرف کیوں بڑھے؟ صرف پرایا مال سمجھ کر۔ کیونکہ ڈاکہ ہمیشہ پرائے مال پر ڈالا جاتا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ ان عرب بھائیوں پر یا جہاز کے عملے پر تنقید کرو، خود اپنا مواخذہ کرو۔ اپنے آپ کو دیکھو کہ کیا وجہ ہے؟ کیا کمی ہے؟ کیا خامی ہے؟ کیا سبب ہے؟ کہ تم کو ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑا۔''

یہ تو ایک چھوٹا سا واقعہ ہے آج کی مسلمان عورت کی زندگی کا، اس کے کردار کا کہ وہ کس رستے پر چل رہی ہے اور کس طرف جا رہی ہے۔ اس چھوٹے سے واقعے کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان عورت اپنا ایک تعارف رکھتی ہے، پہچان رکھتی ہے، ایک شان رکھتی ہے، وہ اپنی پہچان ہزاروں، بلکہ لاکھوں عورتوں میں بھی کرواجاتی ہے۔

(از محترمہ طیبہ چیمہ)

فلمی دنیا کی مشہور اداکارہ راحیلہ آغا کا فلمی دنیا سے پردے کی دنیا تک کا سفر:

راحیلہ آغا کی والدہ جو کہ فلموں کی مقبول ترین ہیروئن بننے کے لئے فلم انڈسٹری میں داخل ہوئی، مگر باوجود کوشش کے جب وہ خود فلمی ہیروئن نہ بن سکی تو اس نے فلم انڈسٹری ہی کے ایک ٹیکنیشن سے شادی کرلی۔ ان کے ہاں جب بٹی پیدا ہوئی تو انہوں نے اس کی تربیت اسی انداز سے کی کہ جوان ہونے تک اس کے اندر فلمی ہیروئن بننے کے

Marfat.com

تمام اوصاف پیدا ہو جائیں۔

جب ان کی بیٹی راحیلہ آغا نے جوانی میں قدم رکھا تو اس کے والدین اسے فلم انڈسٹری میں بھرپور انداز میں لے گئے۔ راحیلہ کی خوبصورتی فلمسازوں اور ہدایت کاروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ یہی وجہ تھی کہ بہت کم عرصے میں اسے نامور ڈائریکٹروں کے ساتھ کام کرنے کا موقع مل گیا۔

لیکن جب وہ کیمرے کے سامنے آئی تو اس نے اپنے اندر کی عورت کو تڑپتے دیکھا۔ وہ کسی صورت میں بھی کام کرنے پر آمادہ نہیں تھی۔ مگر والدین کی سختی نے آخر کار اسے یہ کام کرنے پر مجبور کر دیا۔

کئی فلموں میں کام کرنے کے بعد اسے جہاد افغانستان کے موضوع پر بننے والی فلم "بارود کا تحفہ" میں ایسی افغان لڑکی کا کردار ادا کرنے کی آفر ہوئی جس کا باپ وطن کا غدار ہوتا ہے اور باوجود کوشش کے اپنی بیٹی کے دل سے جذبہ حب الوطنی نہیں نکال سکتا، آخر کار جب بیٹی کو پتہ چلتا ہے کہ اس کا غدار باپ مجاہدین اور افغانستان کو کوئی بہت بڑا نقصان پہنچانے کی نیت سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جا رہا ہے تو وہ مجاہد کا روپ دھار کر اپنے باپ کے سامنے کلاشنکوف لے کر کھڑی ہو جاتی ہے۔

جب اس کا باپ اس کے سامنے التجا کرتا ہے اور اسے یاد دلاتا ہے کہ "تم کیا کر رہی ہو! تمہارے سامنے تمہارا باپ کھڑا ہے۔"

تو بیٹی جواب دیتی ہے کہ "کونسا باپ اور کس کا باپ! جس کا رشتہ دین اور وطن سے نہ رہے اس سے ہر رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔" اور پھر وہ باپ کو جہنم رسید کر دیتی ہے۔

راحیلہ آغا نے بتایا کہ یہی وہ سین تھا جس کو پکچرائز کرواتے ہوئے میرے دل میں روشنی پیدا ہوئی اور میں نے اپنے ان والدین سے بغاوت کا فیصلہ کر لیا جو مجھے "عریانیت وفحاشی" کو فروغ دینے کے راستے پر چلنے کے لئے مجبور کرتے تھے۔

اس کے علاوہ فلم کے پروڈیوسر رانا طارق مسعود اور مصنف وہدایت کار سعید رانا کے بلند کردار اور خصوصاً افغانستان میں مجاہد بھائیوں کے رویئے اور حالات نے میرے اس جذبے کو تقویت بخشی۔

بس یہیں سے راحیلہ کی زندگی میں تبدیلی کا آغاز ہوا۔ اس بغاوت کے بعد وہ

Marfat.com

شادی کر کے اب ایک مومن عورت کی طرح اپنی زندگی بسر کر رہی ہے۔ وہ آج کل اپنے شوہر اور بچوں کے ہمراہ ''اٹلی'' میں مقیم ہیں وہ ایک ماہ کے لئے پاکستان تشریف لائیں تو ''خواتین میگزین'' کی طرف سے ہم نے ان سے خصوصی ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ان کے ساتھ جو گفتگو ہوئی وہ قارئین کی نذر ہے:

سوال: آپ نے فلم انڈسٹری چھوڑنے کا فیصلہ کب اور کیسے کیا؟

جواب: جب میں افغانستان گئی تو مجھے یقین نہیں تھا کہ ہم افغانستان جائیں گے۔ میرا خیال تھا کہ ہمیں افغان بارڈر کے قریب لے جایا جائے گا، لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ہمیں باقاعدہ افغانستان کے اندر لے جایا گیا، جہاں پہلے پہل تو بڑا خوف محسوس ہوا، تاہم آہستہ آہستہ یہ کیفیت نہ رہی۔

ہمیں افغانستان میں پانچوں وقت نمازیں ادا کروائی جاتیں، صبح درس قرآن ہوتا، وہاں میں نے مجاہدین کے ایسے ایسے واقعات سنے کہ ایمان کی عجیب کیفیت خود اپنے اندر محسوس کی۔

افغانستان سے واپسی پر میں فیصلہ کر چکی تھی کہ افغان جہاد پر بننے والی اس فلم کے علاوہ کسی فلم میں کام نہیں کروں گی۔ پھر میں نے شادی کر لی۔ میں نے محسوس کیا کہ ہم لوگ جو زندگی بسر کر رہے ہیں وہ اسلام سے سراسر بغاوت ہے۔

انہی دنوں میں مجھے بڑی بڑی آفرز ہوئیں، مگر میں نے سب ٹھکرا دیں۔ میں نے سوچا کہ اتنی اچھی سرزمین سے ہو کر آئی ہوں، اگر پھر سابقہ زندگی کی بے ہودگیاں اختیار کر لیں تو یہ شہداء کے خون سے غداری ہوگی۔

سوال: اب آپ کی مصروفیات کیا ہیں؟

جواب: اب میں اٹلی میں مقیم ہوں اور میری کوشش یہ ہے کہ میرے بچے دینی تعلیم سے ضرور آراستہ ہوں اور وہ صحیح مسلمان کی زندگی اختیار کریں۔ میرے والدین نے مجھے فلمی دنیا میں واپس لانے کی ہر ممکن کوشش کی، وہ اپنے طور پر بڑے بزنس سے محروم ہو گئے تھے، لیکن فلمی دنیا چھوڑنے کا میرا فیصلہ اٹل ہے اور اب میں بڑی خوشیوں بھری زندگی بسر کر رہی ہوں۔

سوال: کیا آپ اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش سے آگاہ کریں گی؟

Marfat.com

جواب: میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ اپنی پہلی زندگی کا کفارہ اس دنیا میں ادا کر کے جاؤں اور آخرت میں مجھ سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ راضی ہو جائیں۔ میری آخری فلم کے پروڈیوسر کے طرز عمل سے مجھے پتہ چلا کہ انسان کا مقصد اس دنیا کی زندگی میں نہایت اہم کردار ادا کرنا ہے اور اس کی زندگی بے مقصد نہیں ہے۔ اس مقصد زندگی سے مزید آگہی کے لئے میں اٹلی میں خود بھی دین سیکھ رہی ہوں اور دوسری عورتوں کو بھی دینی تعلیمات سے آگاہ کرتی ہوں۔

سوال: آپ پاکستان کے الیکٹرانک میڈیا کے نئے کردار کو کس نظر سے دیکھتی ہیں؟

جواب: آج کل پاکستانی ٹی وی جو پالیسی لے کر چل رہا ہے یہ نوجوان نسل کو دین اور اسلام سے دور کرنے کا سبب بن رہی ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ اللہ کے سپاہی بننے کے بجائے شیطان کے چیلے بن رہے ہیں۔ ٹی وی کے ان بے ہودہ پروگراموں کے خلاف آواز اٹھانا ہر مسلمان مرد وعورت کا فرض ہے۔ قلم اور زبان کے جہاد میں تو جس قدر ممکن ہو ہر مسلمان کو حصہ لینا چاہئے تاکہ اس سیلاب کے سامنے یہیں بند باندھ دیا جائے۔ قبل اس کے کہ یہ ہم سب کے ایمان کو بہا کر لے جائے۔

سوال: کیا آپ سمجھتی ہیں کہ فلم انڈسٹری سے کوئی اچھا کام لیا جاسکتا ہے؟

جواب: فلم انڈسٹری ان لوگوں کے سپرد کردی گئی ہے جو شیطان کے چیلے اور جہالت کا پلندہ ہیں۔ ان لوگوں نے پیسہ کمانے کے لئے شیطانی ہتھکنڈے اختیار کر رکھے ہیں۔ یہ میڈیا بھرپور انداز اور قوت کے ساتھ لوگوں پر اثر انداز ہورہا ہے۔ ایسے میں لازم ہے کہ اصلاحی اور معاشرتی موضوعات پر فلمیں تیار کی جائیں اور فلمیں اور ڈرامے ایسے پیش کریں کہ ان سے زندگی کا مقصد اور اسلام کی اہمیت اجاگر ہو۔

موجودہ دور میں ہمارے گھر میں میڈیا موجود ہے۔ ہم اپنی مرضی کے نہیں بلکہ طاغوت کی مرضی کے پروگرام دیکھ رہے ہیں۔ جبکہ بچے کی اولین درس گاہ و تربیت گاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ مگر یہ الیکٹرانک میڈیا کا کرشمہ ہے کہ آج ماں کی گود میں پڑا ہوا بچہ بھی طاغوت کی اسکرینی درس گاہ (ٹیلی ویژن) کا طالب علم ہے اور مائیں بچوں کی تربیت کو نہ سمجھتے ہوئے انہیں اکثر ٹی وی اسکرین کے سامنے لے کر بیٹھ جاتی ہیں یا انہیں ٹی وی کے

Marfat.com

سامنے چھوڑ دیتی ہیں تاکہ وہ خود اطمینان سے گھریلو کام کرلیں۔

یہی ان ماؤں کی سب سے بڑی غلطی ہے۔ مستقبل میں اس روش کے جو بہت سنگین نتائج بھگتنے پڑیں گے وہ تو الگ ہیں، مگر ہمیں حشر میں جواب دہی کے لئے بھی تیار رہنا ہوگا۔

میں سمجھتی ہوں کہ آج مسلم معاشرے کو ایک عام اسلامی نظریاتی اسکول یا یونیورسٹی جس میں چند سو طلبہ و طالبات تعلیم حاصل کررہے ہوں، اس سے زیادہ ضرورت ایک اسلامک آئیڈیل ٹیلی ویژن نیٹ ورک بنانے کی ضرورت ہے تاکہ لوگوں کے علاوہ بالخصوص اسلام کو پسند کرنے والے گھرانوں میں ایک چینل تو ایسا دیکھنے کو ملے جس سے آپ اپنا احتساب یا تزکیہ نفس کرتے رہیں۔ اس سے نہ صرف ہم غیر مسلم معاشروں تک اسلام کا پیغام پہنچا سکیں گے بلکہ خود اپنے بچوں کو بھی دشمن کے ''میڈیا کے دور مار میزائل'' کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھ سکیں گے۔

سوال: کیا آپ کی طرح دوسری ہیروئنیں بھی دینی فطرت کی طرف واپس لوٹ سکتی ہیں یا ایسی کوئی کوشش کامیاب ہوسکتی ہے؟

جواب: میں پاکستان کی فلم انڈسٹری میں رہی ہوں، میں وہاں پر موجود خواتین کی نفسیات کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ جب میں فلم انڈسٹری میں کامیابی کی منزلیں طے کررہی تھی اور میرا مقصد زندگی سینما کی اسکرین پر نمبرون بن کر راج کرنا تھا، تب تک میرے آگے پیچھے میرے اشارے پر جان قربان کرنے کے دعویدار بھی موجود تھے اور والدین کی سرپرستی بھی حاصل تھی۔ میں تب بھی اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتی تھی۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ سب کچھ حاصل کرکے اپنا بہت بڑا نقصان کررہی ہوں۔

یہی کیفیت میرے ساتھ کام کرنے والی ہیروئنیں رکھتی تھیں۔ جب ہم آپس میں بیٹھتیں تو ان خواتین پر رشک کرتیں جو چادر اور چار دیواری کے تحفظ میں ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ کاش! ہمارا بھی کوئی گھر ہو۔ ہمارا بھی ایسا شوہر ہو جو اس گھر میں ہمیں چادر اور چار دیواری کا تحفظ دے سکے۔ آپس میں ہماری گفتگو کا حاصل یہ ہوتا کہ ہم دوسروں کی خواہش پر یا حادثاتی طور پر زندگی کی یہ راہ اپنا چکی ہیں۔

میں یقین سے کہتی ہوں کہ آج بھی کسی فنکارہ کو چادر اور چار دیواری کے تحفظ کا

Marfat.com

بھرپور یقین دلایا جائے اور اسے دین کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی جائے تو آپ محسوس کریں گی کہ وہ شاید اسی دن کے انتظار میں تھی۔ اگر ہم اس طرف تھوڑی سی توجہ دیں تو ہمیں مایوسی نہیں ہوگی۔

آپ یہ مت سمجھیں کہ آپ اس کا پورا جائزہ لیں گے، تو آپ کو اس کے پیچھے اس کا رشتہ دار، عزیز یا کوئی بڑی مونچھوں والا پٹھان اس کی خواہش کے خلاف یہ سب کام اس سے بزور طاقت کراتے ہوئے نظر آئے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی عورت شہرت اور دولت کے نشے کے ''سرور'' میں اس زندگی کی عادی ہو جائے۔

سوال: پردے کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

جواب: بات یہ ہے کہ جب میں فلم میں کام کرتی تھی تو میری خواہش تھی کہ میری طرف اٹھنے والی نگاہوں میں سے کسی ایک کی نگاہ میں تو تقدس جھلکتا ہوا ملے۔ مگر مجھے ہر نگاہ میں شیطانیت نظر آتی تھی، یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے میں ایک بکاؤ مال ہوں۔

اگر چہ میرے چہرے پر خوشی کا جھوٹا تاثر ہوتا تھا، مگر میرے دل و دماغ میں ایک خوف طاری ہوتا تھا۔ جیسے میں جنگل کے لاتعداد بھیڑیوں کے درمیان تنہا عورت ہوں۔ مگر الحمدللہ! جب سے اللہ نے مجھے دین کا شعور دیا ہے اور میں نے باقاعدہ پردہ کرنا شروع کر دیا ہے تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اس پردے کی آڑ میں اللہ نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔

مجھے اس سے سکون ملا ہے، ایک سرور کی کیفیت ملی ہے، جو صرف اور صرف اللہ کے ذکر ہی میں غرق ہو کر ملتا ہے۔ یہ تو شہرت کی بلندیوں پر انسانوں کو ملتا ہے اور نہ دولت کی فراوانی سے حاصل ہوتا ہے۔

آج جب ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں چاروں طرف جرائم ہی جرائم نظر آتے ہیں۔ اگر اس گہرائی پر غور کریں تو آپ کو سب سے نمایاں عنصر عورت کی بے پردگی اور نمائش حسن نظر آئے گی۔

جب ایک عورت بے پردہ ہو کر گھر سے نکلتی ہے تو دراصل وہ شیطان کی آلہ کار بن کر نکلتی ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے نوجوانوں کا اخلاق بگڑتا ہے۔ اس کے بعد وہ سنگین جرائم کا ارتکاب بھی کر گزرتے ہیں، جبکہ باپردہ عورتیں دیکھ کر پاکیزگی کا احساس پیدا ہوتا

Marfat.com

ہے۔

سوال: ان دنوں میں آپ کے مطالعے میں کون کون سی کتب ہیں؟

جواب: ان دنوں میں مختلف کتب کا مطالعہ کر رہی ہوں۔ زینب الغزالی کی ''زنداں کے شب و روز'' بھی پڑھ چکی ہوں جس سے بڑا حوصلہ ملا ہے اور پتہ چلا ہے کہ ایک مسلمان کا معاشرے میں حقیقی رول کیا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ عورت صنف نازک ہے مگر ایک مسلمان عورت صنف نازک ہونے کے ساتھ ساتھ عزائم کے حوالے سے فولادی دیوار ہے۔ زینب الغزالی جیسی مجاہدہ خاتون اور دوسری ان جیسی خواتین کے حالات زندگی موجودہ دور کی خواتین میں عام کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال: پاکستانی خواتین کے نام پیغام؟

جواب: مائیں اپنے بچوں کو ٹی وی اسکرین سے بچائیں۔ کسی بھی قوم کی عورت قوم کو بناتی یا بگاڑتی ہے۔ اگر عورت اپنے بچوں کی صحیح تربیت پر توجہ دے تو وہ دراصل معاشرے کی اصلاح کے لئے ایک اہم کارنامہ انجام دیتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے چاہئے کہ اپنے اردگرد کی خواتین مغرب سے متاثر نہ ہو جو بے پردہ یا نیم عریاں ہو کر فخر محسوس کر رہی ہیں اس عمل سے وہ نہ صرف اپنے خاندان کی غیرت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک رہی ہیں بلکہ معاشرے کو بھی تباہی کی راہ پر لے جا رہی ہیں۔ ان خواتین کو بھی ہر ممکن طریقے سے سمجھانے کی ضرورت ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہی مغرب زدہ خواتین مستقبل میں اسلام کی قابل فخر مجاہدات بن جائیں۔

بیٹی کا پردہ کرنا لبنان کی مشہور گلوکارہ نہاد فتوح کی توبہ کا ذریعہ بن گیا

لبنان کی مشہور و معروف گلوکارہ نہاد فتوح گانا گانے سے توبہ کر کے باپردہ رہنے لگی اور بقیہ زندگی شریعت مطہرہ کے مطابق گذارنے کا عہد کیا۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب نہاد فتوح کی سترہ سالہ بیٹی ھبۃ کو اسکول سے صرف اس وجہ سے نکال دیا گیا کہ وہ حجاب اوڑھ کر اسکول آتی تھی۔ اس کو تعلیمی سال کے اختتام

Marfat.com

سے تین ماہ قبل اسکول سے نکال دیا گیا۔

ھبۃ کی والدہ نے اسکول کے پرنسپل کی منت سماجت کی کہ میری بیٹی کو مزید تین مہینے پڑھنے کی اجازت دی جائے تا کہ اس کا تعلیمی سال مکمل ہو جائے۔ ورنہ سال ضائع ہو جائے گا۔لیکن اسکول پرنسپل نے ماننے سے انکار کر دیا۔

جب نہاد فتوح پرنسپل کو قائل کرنے میں ناکام ہوئی تو اس نے اپنی بیٹی سے یہ بات منوانے کی کوشش کی کہ تین مہینے بعد پردہ کرنا شروع کر دینا تا کہ تمہارا تعلیمی سال ضائع نہ ہو جائے۔لیکن ھبۃ نے اپنی ماں کو یہ کہہ کر پردہ ترک کرنے سے انکار کر دیا:

انت زرعت فی الشعور الدینی و کنت تحشینی علی الصلاۃ فیما کنت تعملین فی مجال الغناء وتأتین الآن لتمنعینی من ذلک؟

"امی جان! آپ ہی نے تو میرے اندر دینی شعور پیدا کیا اور نماز پڑھنے پر ابھارا، یہ تعلیم آپ مجھے اس وقت دیتی تھیں جب آپ سینما اور ٹیلی ویژن میں گانا بھی گاتی تھیں اور آج آپ مجھ کو "حجاب" سے روک رہی ہیں؟"

جب نہاد فتوح نے اپنی بیٹی کی یہ باتیں سنیں تو گانا گانے سے توبہ کر لی اور خود بھی باپردہ رہنے لگی اور بقیہ زندگی شریعت کے مطابق گزارنے کا عہد کر لیا۔

نہاد فتوح لبنان کی مشہور و معروف گلوکارہ تھیں۔انہوں نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دین کا یہ شعور شیخ عمر الکافی المصری کے مواعظ سے عطا فرمایا تھا۔اور ان کے مواعظ کے اثرات ہی ہیں کہ آج ہمیں شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق ہوگئی۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان کے مواعظ میں دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب بھی موجود ہے۔ادھر نہاد فتوح کی والدہ سعاد محمد نے یہ خبر سنی کہ نہاد فتوح نے گانا گانا چھوڑ دیا ہے، تو ان کو بہت دکھ ہوا۔جس پر سعاد محمد نے کہا کہ میری بیٹی کی خوبصورت آواز سے شاید اب لوگ محظوظ نہ ہو سکیں۔

وہ نہاد فتوح کو دوبارہ آمادہ کرنے آئی، لیکن نہاد فتوح نے اپنی بیٹی ھبۃ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انکار کر دیا اور اپنی والدہ کو دین کی بات سمجھانے کی کوشش کی جس پر سعاد محمد

Marfat.com

نے اللہ سے معافی مانگ لی اور نہاد فتوح سے دعا کے لئے کہا اور خود بھی حجاب کرنے کا عہد کرلیا۔ نہاد فتوح نے کہا کہ یہ مشکل حالت ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان تھا، جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیاب فرما کر شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کی عظمت سے نوازا۔ (بحوالہ: خواتین میگزین)

عرب خاتون کا پردہ پیرس کی رقاصہ کو اسلام کی آغوش میں لے آیا:

گناہوں کی دلدل میں پھنسی ہوئی ایک رقاصہ پیرس کی شاہراہ پر ایک عرب خاتون کو سر سے پاؤں تک لباس میں دیکھتی ہے۔ سوال کرتی ہے کہ آپ تو مقدس مریم کی روح لگتی ہیں؟ آپ کون ہیں؟

وہ اپنے کو مسلمان بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ اسلام ہی نے ہم کو یہ لباس عطا کیا ہے۔ یہ رقاصہ رنگ وروغن اور فیشن سے بے پرواہ معصوم ودلکش اور مقدس صورت سے مرعوب ہوجاتی ہے۔ آنکھوں میں نمی آجاتی ہے، وہ بے اختیار اس عرب خاتون کے پیچھے چلنے لگتی ہے۔ اس کی قیام گاہ پر جاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے کہ ہمارے معاشرے نے عورتوں کو جتنا ذلیل ورسوا کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلمہ پڑھتی ہے اور بیت اللہ کا رخ کرتی ہے اور وہیں کی ہو کر رہ جاتی ہے۔

Marfat.com

موضوع نمبر ۱۵

عورت کی بے پردگی پر چند عبرتناک واقعات

بے پردگی کے نقصانات:

عورت کے چہرے کو بے پردہ رکھنے کے بڑے بڑے نقصانات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) فتنے میں پڑنا:

عورت جب اپنے چہرے کو بے نقاب رکھتی ہے تو اپنے آپ کو فتنے میں ڈالتی ہے کیونکہ چہرہ کھلا رکھنے کے باعث اسے ان چیزوں کا اہتمام والتزام کرنا پڑتا ہے جن سے اس کا چہرہ خوبصورت، جاذب نظر اور دلکش دکھائی دے۔ اس طرح وہ دوسروں کے لئے فتنے کا باعث بنتی ہے اور یہ شر وفساد کے بڑے اسباب میں سے ہے۔

(۲) شرم وحیا کا جاتے رہنا:

اس عادت بد کی وجہ سے رفتہ رفتہ عورت کے اندر سے شرم وحیاء ختم ہوتی جاتی ہے جو ایمان کا جزو اور فطرت کا لازمی تقاضا ہے۔ ایک زمانے میں عورت شرم وحیاء میں ضرب المثل ہوتی تھی مثلاً کہا جاتا تھا:

احیا من العذرآء فی خدرھا

"فلاں تو پردہ نشین دوشیزہ سے بھی زیادہ شرمیلا ہے۔"

شرم وحیا کا جاتے رہنا نہ صرف یہ کہ عورت کے لئے دین وایمان کی غارت گری ہے بلکہ اس فطرت کے خلاف بغاوت ہے جس پر اسے خالق کائنات نے پیدا کیا ہے۔

Marfat.com

(۳) مردوں کا فتنے میں مبتلا ہونا:

بے پردہ عورت سے مردوں کا فتنے میں پڑنا طبعی امر ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ خوبصورت بھی ہو۔ نیز ملنساری، خوش گفتاری یا ہنسی مذاق کا مظاہرہ کرے۔ ایسا بہت سی بے پردہ خواتین کے ساتھ ہو چکا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

نظرة فسلام فكلام فموعد فلقاء

''یعنی اک اشارہ ہوا، دو ہاتھ بڑھے، بات ہوئی اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں۔''

شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح رواں دواں ہے۔ کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ باہمی مذاق کے نتیجے میں کوئی مرد کسی عورت پر یا عورت کسی مرد پر فریفتہ ہوگئی۔ جس سے وہ خرابی بنی کہ اس سے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہ بن پائی۔ اللہ تعالیٰ سب کو سلامت رکھے۔

(۴) مرد و عورت کا آزادانہ میل جول:

چہرے کی بے پردگی سے عورتوں اور مردوں کا اختلاط عمل میں آتا ہے۔ جب عورت دیکھتی ہے کہ وہ بھی مردوں کی طرح چہرہ کھول کر بے پردہ گھوم پھر سکتی ہے تو آہستہ آہستہ اسے مردوں سے کھلم کھلا دھکم پیل کرنے میں بھی شرم وحیاء محسوس نہیں ہوتی اور اس طرح کے میل جول میں بہت بڑا فتنہ اور وسیع فساد مضمر ہے۔

ایک دن رسول اکرم ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے تو عورتوں کو مردوں کے ساتھ راستے پر چلتے ہوئے دیکھا تو عورتوں سے ارشاد فرمایا:

استاجرن فإنه ليس لكن أن تحققن الطريق عليكن بحافات الطريق.

(سنن ابی داؤد، باب فی مشی النساء مع الرجال)

''ایک طرف ہٹ جاؤ۔ راستے کے درمیان چلنا تمہارا حق نہیں ہے۔ ایک طرف ہو کر چلا کرو۔''

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بعد خواتین راستے کے ایک طرف ہوکر اس طرح چلتیں کہ بسا اوقات ان کی چادریں دیوار کو چھو رہی ہوتیں۔ اس حدیث کو ابن کثیر نے (وقل للمومنت یغضضن من ابصارھن) کی تفسیر کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

بے پردگی کے بے انتہا پرخطر نتائج میں سے چند تازہ نظائر:

برادران اسلام! ہم لوگوں کو اگر اہل یورپ کی تقلید کرنی ہے تو ان کے علوم وفنون میں، ان کے سائنس و فلسفے میں، ان کی ایجادات واختراعات میں، ان کی صنعت وحرفت میں کر سکتے ہیں۔ باقی ان کے اخلاق وامور اور ان کے طرز زندگی سے ہم کو سروکار نہ ہونا چاہئے۔ ورنہ یہ امور ہمارے لئے اخلاقی ہلاکت اور روحانی موت کے موجب ہوں گے۔

چنانچہ جن جن اقوام و جماعات میں یورپ کی دیکھا دیکھی عورتوں کی بے پردگی اور آزادی مروج ہوگئی ہے ان میں مذکورہ قسم کے نتائج نمودار ہونے لگے ہیں:

(۱) ایک شخص کسی لڑکی کو پڑھانے پر مقرر ہوا۔ باہمی بے حجابی اور تخلیہ (علیحدگی) میں اختلاط کا نتیجہ یہ ہوا کہ استاد اور تلمیذہ میں دوستانہ تعلق ہوگیا اور شادی کی تجویز پختہ ہوگئی۔ لڑکی کی ماں نے اس تجویز کی مخالفت کی تو اس کے چند روز بعد وہ قتل کردی گئی۔

(۲) ایک لڑکی بے پردگی کے عالم میں کسی ڈاکٹر کی دکان پر چشمے خریدنے گئی۔ ڈاکٹر امتحان چشم کے بہانے اسے اندر تخلیہ میں لے گیا اور لڑکی کے بیان کے موافق اس سے کسی ناجائز امر کی خواہش کرنے لگا تو لڑکی شور مچاتی بھاگی۔ دکان پر مخلوق کی بھیڑ لگ گئی۔ آخر پولیس نے مداخلت کر کے ڈاکٹر کی جان بچائی۔

(۳) ایک ماسٹر کسی لڑکی کو اس کے گھر پر پڑھانے کے لئے مقرر ہوا۔ عدم پردہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکی کی ماں ماسٹر پر فریفتہ ہوگئی۔ ایک رقیب اس محبت میں حائل ہوا تو وہ چند روز بعد قتل کردیا گیا۔

خیال کیجئے۔ اگر استاذ و تلمیذہ کو خلوت نشینی کا موقع نہ دیا جاتا۔ اگر لڑکی نامحرم ڈاکٹر کی

Marfat.com

دکان پر تنہا اور بے حجابانہ نہ جاتی اور اگر ماسٹر اور شاگرد کی ماں میں بے پردگی نہ ہوتی تو یہ ناگوار حوادث ظہور میں آ کر کیوں ایشیائی رگ حمیت میں تہلکہ خیز تڑپ پیدا کرتے؟

شکر کا مقام ہے کہ ابھی مسلمانوں میں اس قسم کے واقعات کا ظہور نہیں ہوا اور یہ وقائع ان غیر مسلم اقوام سے تعلق رکھتے ہیں، جن میں پردہ نہیں ہے یا وہ یورپ کی تقلید میں پیش قدمی کر کے پردہ ترک کر چکی ہیں۔ لیکن اگر مسلمانوں نے بھی ان اقوام کی طرح پردے کو خیر باد کہہ دیا تو ایسے ہی بے پردگی کے خطرناک نتائج سامنے آئیں گے جو آج یورپی معاشرے میں ہو رہے ہیں۔

ساہیوال کا عبرت ناک واقعہ:

بے پردگی نے ہزاروں گھروں کو دوزخ نشان بنا کر رکھ دیا ہے۔ اخبارات میں روزانہ جس قدر قتل کی وارداتیں شائع ہوتی رہتی ہیں، اگر ان کا بغور مطالعہ کریں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ان میں سے نوے فیصد وارداتوں کی وجہ محض عورت ہوتی ہے۔

اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کمسن لڑکے لڑکیوں کو نہیں بخشا جاتا۔ ان کی بھی عزت و آبرو لوٹ لی جاتی ہے۔ اغوا تو روزانہ کا معمول بن گیا ہے۔ صرف ۲۸ مارچ ۱۹۸۰ء کے جسارت کی ایک سرخی ملاحظہ فرمائیں کہ "۳۶ گھنٹوں میں ضلع ساہیوال میں ۱۲ عورتوں اور لڑکیوں کو اغوا کیا گیا"۔

صرف ایک اخبار اور ایک ضلع کی یہ اطلاع ہے اور وہ بھی آج سے ۲۲ سال قبل کی۔ تو پوری مملکت میں جرائم کا اندازہ کر لیجئے۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں تو کیسے اور کیوں کر جب کہ بقول اکبر الہ آبادی مردوں کی عقل پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

بے پردگی کا خوفناک انجام: ولیمے پر دوستوں کو دلہن پسند آ گئی حجلہ عروسی میں اجتماعی زیادتی، شوہر قتل:

کراچی میں چار دوستوں وارث، خالد، نعیم اور خالہ زاد بھائی نے اپنے دوست منور کے ولیمے میں شرکت کی۔ تقریب کے اختتام پر وارث نے کہا کہ مجھے منور کی بیوی نبیلہ پسند آ گئی ہے۔

اگلے روز چاروں دوست پھر اس کے گھر گئے۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر چائے پی اور منور کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد نئی نویلی دلہن کے ساتھ باری باری تمام دوستوں نے زیادتی کی اور اس پر بھی خنجر کے وار کر کے فرار ہو گئے۔

قارئین کرام! ہمارے معاشرے میں بے پردگی کا رواج عام ہے۔ اکثر مرد اپنی بیویوں کو دوستوں کے سامنے لا کر بٹھا دیتے ہیں۔ بیوی ان کے لئے چائے لا رہی ہے، کبھی کھانا لا رہی ہے، ایسے بے غیرت مرد اس بات پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

اور بعض تو اپنی بیوی کی خوبصورتی دکھا کر اپنے دوستوں میں تعریف کرتے ہیں۔ وقتی طور پر ایک دوسرے کو بھائی بہن بنا لیتے ہیں۔ بھابھی دیور بن جاتے ہیں۔

اجنبی مرد سے بات کرنے پر شوہر نے خنجر سے بیوی کا گلا کاٹ دیا:

موسیٰ لین میں ایک شخص مراد مغل نے اپنی حسین اور نوجوان بیوی رابعہ کو بہیمانہ انداز میں قتل کر دیا اور خود کو بغدادی پولیس اسٹیشن میں گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔

مراد مغل نے پولیس کو بتلایا کہ وہ اپنی بیوی اور والدین کے ہمراہ موسیٰ لین میں رہتا تھا۔ کل جب وہ پیشاب کرنے کے لئے بیت الخلاء جا رہا تھا تو اس نے اپنی بیوی کو نلکے کے پاس دو اجنبیوں سے باتیں کرتا دیکھا۔

جب وہ گھر واپس آئی تو مراد مغل نے اس سے پوچھا کہ وہ دو اجنبی کون تھے اور وہ منع کرنے کے باوجود نلکے پر کیوں گئی تھی؟ رابعہ نے جب اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہ

Marfat.com

دیا تو مراد مغل نے خنجر سے اپنی بیوی پر دو ٹھد کیئے۔ پہلی مرتبہ اس نے رابعہ کے پیٹ میں خنجر گھونپ دیا۔ دوسری مرتبہ اس کی گردن میں گہرا زخم آیا۔ اس کے بعد مراد مغل نے رابعہ کا گلا کاٹ ڈالا۔ بغدادی پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

بے پردہ خواتین پر چڑیا گھر میں حملہ:

عید کی تعطیلات میں سیر و تفریح کے لئے چڑیا گھر آنے والی خواتین ہاتھی گھر کے سامنے پہنچیں تو اچانک بارش شروع ہوگئی۔ اس حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غنڈہ عناصر نے خواتین کو چھیڑنا شروع کر دیا۔ ان کے دوپٹے اور کپڑے پھاڑ دیئے۔ جن لوگوں نے ان خواتین کو بچانے کی کوشش کی، غنڈوں نے حملہ کر کے ان کو بھی زخمی کر دیا۔

پولیس والوں نے مداخلت کی تو غنڈوں نے ان پر بھی ہلہ بول دیا۔ خواتین کے چہروں اور جسموں پر زخموں اور خراشوں کے نشان بھی دیکھے گئے۔ بیچاریاں زار و قطار رو رہی تھیں۔ بعض نیک دل افراد نے ان کو چادریں اور پردے لا کر دیئے۔ پھر انہیں چڑیا گھر سے نکال کر ان کے گھروں کو روانہ کیا۔

ان میں سے ایک خاتون کا تعلق ایک اعلیٰ سرکاری افسر سے تھا۔ مگر مزید بے عزتی سے بچنے کے لئے رپورٹ درج نہیں کرائی۔

(رپورٹ: نوائے وقت لاہور، ۲۵ جولائی۔ اداریہ ۲۶ جولائی ۱۹۸۲ء)

ایک اپ ٹو ڈیٹ عورت کا حشر:

گذشتہ دنوں لاہور کی سب سے بڑی بارونق اور خوبصورت ترین سڑک مال روڈ پر ایک ایسا روح فرسا منظر دیکھنے میں آیا جسے یاد کر کے سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ یہ ایک حسین شام کا واقعہ ہے۔ مال روڈ کے اس حصے میں جو بیڈن روڈ، مال کے چوک سے چیئرنگ کراس کو جاتا ہے، لوگوں کا ایک بہت بڑا گروہ تالیاں بجاتا ہوا جا رہا تھا۔ اور ہجوم کے آگے ایک اپ ٹو ڈیٹ خاتون دوپٹے میں اپنا منہ چھپائے اور نظریں نیچی کیے جا رہی

Marfat.com

تھی۔

اس کے ساتھ دو مرد تھے جنہوں نے ایک سیاہ فام نوجوان کو جو میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس تھا، پکڑا ہوا تھا۔ سول لائنز کے تھانے تک ہجوم کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ تالیوں کا شور بھی بڑھتا گیا اور خاتون کی نظریں اور زمین میں گڑتی گئیں۔ اس ہجوم میں وہ ایک ایسی مجرمہ معلوم ہورہی تھی جس نے گویا ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہو۔ لوگ بھی اس پر طرح طرح کے آوازے کس رہے تھے۔

تھانے میں اس خاتون نے بڑی شستہ انگریزی میں پولیس کو بتایا کہ وہ شادی شدہ ہے اور وہ لاہور کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس سیاہ فام نوجوان نے مذاق کیا تھا۔ جس پر پولیس کو اطلاع دے دی گئی۔

وہ انہیں اور اس نوجوان کو لے کر تھانے کی طرف چل پڑے۔ راستے میں لوگ تماشہ دیکھنے کے لئے ساتھ ہو لئے اور شام کا پوری طرح لطف اٹھانے کے لئے انہوں نے واقعے کے بارے میں معلومات حاصل کئے بغیر مذکورہ خاتون کے ساتھ یہ ناشائستہ مذاق کیا اور خدا جانے کس خوشی میں تالیاں بجائیں۔

خاتون کے بقول ایک سوٹڈ بوٹڈ صاحب بولے۔ ''یار یہ اس نوجوان سے پھنسی کیوں نہیں؟''

دوسرے صاحب نے جواب دیا۔ ''کوئی آپ جیسا اپ ٹو ڈیٹ لکھا پڑھا جوان ہوتا تو پھنس جاتی۔ اس غریب سے کیا پھنستی۔''

اس عورت نے پولیس کو بتایا۔ ''مجھے اس نوجوان سے کوئی شکایت نہیں۔ ایسے لوگوں کی کمی نہیں۔ میں تو سپاہیوں کو اس واقعے کی اطلاع دے کر اسے تنبیہ کرنا چاہتی تھی۔ مجھے افسوس تو اپنے ان بھائیوں پر ہے جنہوں نے بغیر کسی وجہ کے اپنی بہن کا مذاق اڑایا اور اس کا تماشہ بنایا۔'' (نوائے وقت، ۴ جولائی ۱۹۵۶ء)

پیٹرول اور آگ:

ایک فیشن ایبل اپ ٹو ڈیٹ لڑکی منہ پر پوڈر ملے، لب پر سرخی لگائے، ساڑھی پہنے

Marfat.com

اور پوری حشر سامانیوں کے ساتھ کلکتہ کی ایک بارونق سڑک پر کچھ اس انداز سے جارہی تھی کہ بقول اکبرالہ آبادی:

دل کشی ناز میں ایسی کہ ستارے رک جائیں
سر کشی چال میں ایسی کہ گورنر جھک جائیں

یہ لڑکی جارہی تھی کہ سامنے سے ایک نوجوان نمودار ہوا۔ جب یہ لڑکی اس نوجوان کے قریب پہنچی تو اس نوجوان نے اس لڑکی کو پکڑ لیا اور تہذیب نو کا مظاہرہ شروع کردیا۔ نوجوان کی اس جرأت و بے باکی پر فیشن کی پتلی گھبرائی اور نوجوان کو جھڑکنے لگی اور اس کے بعد اس سے پیچھا چھڑا کر گھر پہنچی۔

وہ ایک امیر باپ کی بیٹی تھی۔ اس نے عدالت میں اس نوجوان کے خلاف دعویٰ دائر کردیا۔ جج جو عیسائی تھا اس نے نوجوان کو عدالت میں طلب کر کے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟

نوجوان نے جواب دیا کہ جناب! آپ مجھ سے کیا پوچھ رہے ہیں...... میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں بڑا حیران ہوں کہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟

دیکھئے جناب! پیٹرول کے نزدیک اگر آگ آجائے تو پیٹرول کی فطرت ہے کہ وہ بھڑک اٹھے اور جل جائے۔ آگ جب بھی پیٹرول کے نزدیک آئے گی پیٹرول لازماً جلے گا۔ یہی وجہ ہے کہ پیٹرول کی ٹنکیوں پر لکھا ہوتا ہے کہ یہاں سگریٹ پینا منع ہے اور آگ اس جگہ سے دور رہے۔

اب اگر آگ چولھے سے نکل کر خود بخود چل کر پیٹرول پمپ کے نزدیک آجائے اور پیٹرول بھڑک اور جل اٹھے تو کیا آپ پیٹرول سے پوچھیں گے کہ اے پیٹرول بتاؤ تم کیوں بھڑک اٹھے؟

پیٹرول سے ایسا سوال لایعنی ہوگا۔ سوال تو آگ سے ہوگا کہ تم چولھے سے نکل کر پیٹرول کے پاس کیوں آئیں اور کیوں پیٹرول کو بھڑک اٹھنے کا موقعہ دیا؟

جناب عالی! اسی طرح مرد کی یہ فطرت ہے کہ عورت اگر بن ٹھن کر مرد کے قریب آئے گی تو مرد کا خواہ مخواہ اس کی طرف میلان ہوگا اور اس کے جذبات بھڑک اٹھیں گے۔

Marfat.com

آپ مجھ سے نہ پوچھئے، اس لڑکی سے پوچھئے کہ یہ بن سنور کر گھر سے کیوں نکلی؟ اور کیوں ایک ایسی شاہراہ عام سے گزری جہاں سینکڑوں پیٹرول صفت مردوں کے بھڑک اٹھنے کا خطرہ تھا۔ یہ شعلہ آتش جب میرے نزدیک آیا تو فطرتاً میرے جذبات میں ہیجان پیدا ہوا اور میں بھڑک اٹھا اور نتیجہ وہی نکلا جو نکل سکتا تھا، اب اس حال میں:

کوئی پوچھے تو میں نے کیا خطا کی!

آپ خود ہی انصاف فرمائیں کہ مجرم کون ہے؟ جج کی سمجھ میں یہ بات آ گئی اور اس نے یہ فیصلہ لکھا جو اخبارات میں اس طرح آیا کہ نوجوان کو باعزت بری کیا جاتا ہے اور لڑکی کو ایک سال کے لئے اس پردے میں رہنے کی سزا دیتا ہوں جس کا حکم حضرت محمد ﷺ نے دیا ہے۔ (ماہ طیبہ: جولائی ۱۹۵۲ء)

بے پردہ گھومنے کی سزا:

جے پور (انڈیا) پول بازار میں ایک عورت جس نے دو چوٹیاں بنا رکھی تھیں، ہاتھ میں مولیاں لئے ہوئے جا رہی تھی۔ پیچھے سے ایک آوارہ گائے نے مولیوں پر اپنا منہ مارا، جس سے عورت کی دو چوٹیاں بھی مولیوں کے ساتھ ہی منہ میں آ گئیں۔ گائے بھاگ کھڑی ہوئی۔ نتیجے کے طور پر عورت بھی گائے کے ساتھ گھسٹتے ہوئے گئی۔ راہ چلتے لوگوں کی امداد سے ان چوٹیوں کو گائے کے منہ سے آزاد کرایا گیا۔ (جنگ راولپنڈی ماہ طیبہ نومبر ۱۹۶۰ء)

گائے اگر بازار میں پھرتی ہوئی آوارہ کہلائی تو دو چوٹیوں کی بازار میں نمائش کرنے والی کیا ہوئی؟ یہ تو آوارہ پر آوارہ کا حملہ ہے۔

گائے کو اگر آوارگی سے بچنے کے لئے اپنی کھونٹی پر ٹکنا ضروری ہے تو عورت کو بھی اپنے گھر قرار پکڑنا ضروری ہے۔ مولیوں کو دیکھئے، کھیت سے نکل کر بازار میں آئیں تو بکنے لگیں۔ یونہی جو چوٹیاں بازار میں آئیں وہ بھی مولیاں ہی ہیں اور گائے کی یہ غلط فہمی نہیں بلکہ اس کی نظر میں یہ بھی مولیاں ہی تھیں۔

ہر عورت کو اس واقعے سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ چوٹیاں مولیوں کی طرح

Marfat.com

بازار میں آئیں تو گائے کے منہ میں گئیں۔ اسی طرح جو عورت آوارہ عورتوں کی طرح بازار میں نکلے گی وہ بھی کسی وقت کسی تہذیب نو کے بھیڑیئے کے منہ کا لقمہ بن سکتی ہے۔

لاہور کے چڑیا گھر کا ایک واقعہ اخبار میں پڑھا تھا، وہ بھی پڑھ لیجئے:

ایک ماڈرن لڑکی اپنے سر کے بال سر کے اوپر اونٹ کے کوہان کی مانند بنائے ہوئے ننگے سر چڑیا گھر کی سیر کو آئی۔ ایک پنجرے کے پاس کھڑی ہوئی تو اچانک دو بگلے اڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے اس کے سر کے اردگرد چکر لگانا اور چیخنا شروع کر دیا۔ لڑکی گھبرائی ہوئی وہاں سے بھاگی تو بگلوں نے بھی تعاقب شروع کر دیا اور اس کے سر پر جھپٹنے لگے۔

دراصل بگلوں نے اس کے سر پر اپنا گھونسلہ سمجھ لیا۔ وہ بھاگی تو انہوں نے سمجھا کہ ہمارا گھونسلہ لے جارہی ہے۔ آخر لڑکی نے ایک کمرے میں گھس کر اپنا سر بچایا۔

(بحوالہ احقر کی کتاب ''ناقابل یقین سچے واقعات'')

ایک بچی کی سچی کہانی جو ایک سنگین عذاب سے دوچار ہو کر دائرہ حجاب میں آ گئی:

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھتی جارہی تھی۔ کبھی کبھی پیچھے مڑ کر بھی دیکھ لیتی۔ خوف اور غصہ اس کے چہرے سے صاف عیاں تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ بس اسٹاپ کا فاصلہ سمٹ جائے اور وہ اچک کر بس میں جا بیٹھے۔

اگر کبھی بس اسٹاپ پر دیر سے پہنچتی تو بس نکل جاتی۔ لیکن جلد جانا بھی اسے گوارا نہ تھا۔ وہ بس میں سوار ہو کر اپنا آپ بھول جاتی۔ اس کا دماغ سوچوں کا سمندر بن جاتا۔ کاش میرا کوئی بھائی، ایک نہیں بلکہ دو چار ہوتے جو اس ظالم ماحول سے مجھے محفوظ کر سکتے۔

اس لڑکے کا چہرہ بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا جو روزانہ بس اسٹاپ تک اس کا پیچھا کرتا اور جب تک بس نہ چلتی وہ اسے بے ہودہ نگاہوں سے دیکھتا رہتا اور

Marfat.com

نازیہ اس کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی تو وہ اپنی بتیسی باہر نکال کر اس کی نگاہوں کا خیر مقدم کرتا۔ اس کا بس چلتا تو وہ اس کا منہ نوچ کر کتوں کے آگے پھینک دیتی۔ لیکن وہ ایسا کرنے پر قادر نہ تھی۔

وہ سوچتی ''ایک مرد ایک عورت کے تحفظ کے لئے پیدا کیا گیا ہے،
لیکن یہ بھی مرد ہے جو اس کی عزت سر عام اچھالنے پر تلا ہوا ہے۔''

اس کا مکروہ چہرہ اسے کس قدر خوفناک، وحشی اور انسانیت سے عاری دکھائی دیتا جب وہ اس پر آوازہ کستا، اس کے ہونٹ تھرا کر رہ جاتے وہ اس بے ہودہ شخص سے بچنے کے لئے کس سے فریاد کرے۔ وہ سوچتی:

''پاکستان کا مستقبل کل انہی جوانوں کے ہاتھ میں آئے گا جو ہم
جیسی بے چاری لڑکیوں کے لئے ہاتھ مسلتے رہتے ہیں۔''

اف میرے خدایا! یہ لوگ شریف لوگوں کا جینا عذاب بنا دیں گے، یہی ہیں قوم کے معمار؟ ''نہیں۔'' وہ اندر ہی اندر چیخ کر رہ جاتی۔

جوں جوں وہ سوچتی اس کا دماغ ماؤف ہو جاتا۔ بس جب کالج کے گیٹ تک پہنچ چکی ہوتی اور لڑکیوں کے شور سے اسے ہوش آتا تو اس کی جان میں جان آتی۔ لیکن چھٹی کے وقت اس پر پھر خوف طاری ہو جاتا کہ وہ کرے تو کیا کرے؟ کیا پڑھائی چھوڑ دے۔

تعلیم حاصل کرنا اس کا شوق ہی نہیں بلکہ مقصد بھی تھا۔ لیکن اس ظالم معاشرے کے ناپاک ناسور ہر دم انسانیت کو چرکے لگا کر اسے زخمی کرتے رہتے ہیں۔ وہ منہ ہی منہ میں ایسے لڑکوں کو بے نقط سنا ڈالتی۔

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

وہ جب بھی اس کا پیچھا کرتا اکیلا نہ ہوتا بلکہ ایک دو لفنگے اس کے ساتھ ہوتے۔ وہ سوچتی آنے والے وقت میں یہ قطعاً معاشرے کے باعزت شہری نہیں بن سکتے۔ کیا ان کے ماں باپ کو یہ علم نہیں کہ ان کے لخت جگر باہر سڑکوں پر کیا گل کھلا رہے ہیں۔

آج بھی وہ بس اسٹاپ کی طرف جا رہی تھی۔ قدموں کی تیزی بتا رہی تھی کہ وہ وہاں بھاگ کر بھی پہنچنا چاہتی ہے۔ لیکن سڑک پر جوان لڑکی کا بھاگنا چہ معنی وارد؟ اس نے

Marfat.com

پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے وہ منحوس چہرہ نظر آیا۔ اس کے بدن میں کپکپی پیدا ہو گئی۔ غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ قدموں کی رفتار میں اور تیزی آ گئی۔

''بنو! آہستہ چلو، کہیں یہ لچکتا بدن اور پری نما چہرہ گر کر گندہ نہ ہو جائے۔'' وہ پیچھے سے آوازے کستے آ رہے تھے۔ وہ چاہتی تھی کہ اپنا آپ ان سے چھپا لے، لیکن باریک دوپٹہ یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ واپسی پر وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ کالج چھوڑ دے گی۔

اس کے سوا اسے کوئی راستہ نظر نہ آیا۔ اس کے اندر کی شرافت ابھی مری نہیں تھی۔ عورت کی فطرت میں جو حیا رکھی گئی ہے وہ ابھی بے حیائی میں نہیں بدلی تھی۔ اس کی اپنی غیرت زندہ تھی۔ اس غم نے اسے نڈھال کر دیا۔ جب اس نے گھر کی دہلیز پر قدم رکھا تو زور سے چکرائی اور دھڑام سے زمین پر آ رہی۔

ماں کو اس کی اندرونی کیفیت کا کچھ علم نہ تھا۔ وہ بے چاری بیرونی حالت سے ہی گھبرا گئی۔ اس نے ہمسائی کو آوازیں دیں، ماں اور ہمسائی کی کوشش سے نازیہ ہوش میں آ گئی۔ دونوں خواتین اس کی دلجوئی کر رہی تھیں لیکن وہ مسلسل آنسو بہائے جا رہی تھی۔ وہ کچھ بتا بھی نہیں پا رہی تھی۔

اس کی ماں نے ہمسائی سے کہا بہن پریشانی میں آپ نے برقعہ بھی نہیں اتارا۔ آیئے برقعہ اتار کر یہاں بیٹھ جایئے۔ نازیہ ہمسائی کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔ یہ ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گی۔

اس کے منہ سے بے اختیار یہ الفاظ پھسلے تو ماں نے پوچھا، بیٹی کیا ٹھیک ہے۔ تم تو ٹھیک نہیں ہو، آخر تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ماں کو دیکھ رہی تھی۔ امی اگر میں بھی برقعہ اوڑھ لوں تو کیسا لگے گا؟

ماں اور ہمسائی ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں کہہ رہی تھیں یہ تو برقعے کے خلاف تھی۔ اسے دقیانوسی ذہنیت کی پیداوار سمجھتی تھی۔ اب ایک دم سے کیا ہو گیا ہے۔ بیٹی تمہاری مرضی، میں نے تمہیں کبھی نہیں روکا۔

امی آپ نے مجھے برقعہ لینے کی کبھی تاکید بھی نہیں کی۔ آپ نے کبھی اس بارے میں مجھے بتایا ہی نہیں۔ مجھے بتایئے کہ کچھ عورتیں برقعہ بڑی خوشی سے لیتی ہیں اور کچھ اس سے خار کھاتی ہیں۔ آخر کیوں؟

Marfat.com

بیٹی! آج کل تو برقعہ نہ پہننا رواج بن گیا ہے۔ کل کلاں جن کے گھر سے عورتیں مشکل سے باہر نکلتی تھیں، آج وہ بغیر برقعے کے سڑکوں پر پھرتی نظر آتی ہیں۔ ماں بولی۔

بہن آپ نے جو رواج والی بات کی ہے، بات یہ نہیں بلکہ ہم مسلمانوں میں دین کے علم یعنی قرآن سے بالکل آگاہی نہیں۔ یہ پردہ رواج نہیں اللہ کا حکم ہے۔ اللہ کے حکم کو رواج کہہ کر خدا کے قرآنی احکام کا ہم مسلمان خود مذاق اڑاتے ہیں۔ قرآن میں پردے کے بارے میں صاف حکم ہے۔ ہمسائی نے اسے حقیقت بتائی۔

اس سے بدن اور چہرہ اچھی طرح چھپایا جاسکتا ہے۔ یہ حقیقت آج مجھ پر کھلی ہے کہ پردہ پڑھائی یا ترقی کی راہ میں نہیں بلکہ غلیظ اور گندی خواہشات کے تابع بندوں کی ناپاک اور ہوسناک نگاہوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ماں میں نے فیصلہ کرلیا۔ نازیہ ایک عزم سے بولی۔

تین دن تک وہ کالج نہ گئی۔ چوتھے دن جب اس نے قدم باہر نکالا تو وہ اپنے آپ کو کچھ اجنبی محسوس کررہی تھی۔ برقعے کے متعلق وہ فقرے اس کے کانوں میں گونج رہے تھے جو کالج کی لڑکیاں اکثر باپردہ لڑکیوں کے لئے بولتی تھیں۔ لیکن وہ پراعتماد تھی، اسے اپنا جسم چھپا کر سکون مل رہا تھا۔

وہ برقعے میں لپٹی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی جارہی تھی۔ راستے میں اسے وہی لڑکے نظر آئے وہ اس طرح چل رہے تھے جیسے انہیں کسی کا انتظار ہو۔ اس کے کانوں سے یہ آواز ٹکرائی۔ یار وہ لڑکی کئی دن سے نہیں آرہی۔

دوسرا بولا۔ بھاڑ میں جائے۔ دیکھو سامنے بہت لڑکیاں ہیں، جس کے جسم پر مرضی نگاہ جمالو، کوئی بھی نہ روک سکے گی۔

جب وہ اس کے قریب سے گزرے تو اس پر سرسری نگاہ ڈالی اور آگے بڑھ گئے۔ اس نے سوچا ہمارے پیدا کرنے والے نے ہمارے لئے کتنا اچھا طریقہ ہمیں بتلایا، لیکن ہم عورتوں نے اپنی خوبصورتی کو ان ہوس کے بندوں کے آگے ڈال دیا ہے وہ اندرونی کیفیت سے سرشار تھی۔ اس نے اپنے تحفظ کا طریقہ سیکھ لیا تھا۔

Marfat.com

ایک بے پردہ عورت کی کہانی، اس کی اپنی زبانی:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

اس واقعے کو بیس سال کا عرصہ بیت گیا ہے، لیکن اس کے نقش روز اول کی طرح تازہ ہیں اور آج بھی یہ آواز میرے کانوں میں گونجتی رہتی ہے کہ ''جب قوم میں تم جیسی بیٹیاں پیدا ہونے لگیں گی وہ قوم کا بدترین دور ہوگا۔''

گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم نے مری جانے کا پروگرام بنایا، ایسا لگتا تھا جیسے ساری دنیا کا حسن مری میں اُمڈ آیا ہو۔ مغربیت کی تقلید میں تمام لوگ اتنے دور نکل آئے تھے کہ پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ان کو فرصت نہ تھی۔ ہر شخص دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش میں تھا۔ خواتین نے ایسے لباس پہنے ہوئے تھے کہ نسوانیت خود اپنے آپ پر شرمارہی تھی۔

میں بھی اس دوڑ میں پیچھے رہ جانے کے حق میں نہیں تھی۔ شاپنگ کے لئے بازار میں ہر طرف ایک نفسا نفسی کا عالم تھا۔ کچھ نوجوان بے کار بیٹھے آنے جانے والوں کو گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔

''بیٹی یہ چادر اوڑھ لو۔'' میں ٹھٹک کر اس طرف دیکھنے لگی۔ جس طرف سے آواز آئی تھی وہ میرے بہت قریب کھڑی تھی۔ بوڑھے ہاتھوں میں چادر لرز رہی تھی۔ بوڑھی آنکھوں میں دکھ ہی دکھ نظر آرہا تھا۔

بیٹی! ہمارے خواب کی حقیقت اتنی بھیانک تو نہ تھی؟ اس کونے سے لے کر ملک کے آخری کونے تک چلی جاؤ۔ تمہیں بے شمار شہیدوں کا خون ملے گا؟ جنہوں نے ایک چادر بچانے کے لئے بے دریغ قربانیاں دیں۔ ان بہنوں کی آہیں ملیں گی جو اپنی ناموس کو بچانے کے لئے زندہ دفن ہوگئیں۔

اپنے آپ کو غور سے دیکھو! شرافت تم پر ماتم کناں ہے، شاید ہماری قوم کا زوال شروع ہوگیا ہے کیونکہ جب قوم میں تم جیسی بیٹیاں پیدا ہونے لگیں گی وہ قوم کا بدترین دور ہوگا۔ تم جو مغربیت کے پیچھے اندھا دھند دوڑ رہی ہو۔ بولو! مغربیت نے تمہیں کیا دیا،

Marfat.com

عریانیت، فحاشی اور دولت کی ہوس اس دوڑ میں تم اپنا سب کچھ کھو بیٹھی ہو۔
بیٹی! عورت تو ایک مقدس روپ ہے تم اس روپ کو کیوں داغدار کر رہی ہو؟ ان شہیدوں کو کیا جواب دو گی جن کی روحیں تمہارے دروازوں سے مایوس لوٹ جاتی ہیں؟
میں چونک اٹھی آگے بڑھ کر معافی مانگنا چاہتی تھی۔ لیکن نہ جانے وہ کب کی اس ہجوم میں گم ہوگئی تھی یا شاید کسی کی بے چین روح تھی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں سر بازار ذلیل ہوگئی ہوں۔

"جب قوم میں تم جیسی بیٹیاں پیدا ہونے لگیں گی وہ قوم کا بدترین دور ہوگا۔"

یہ الفاظ میرے ضمیر پر ہتھوڑے برسانے لگے۔ یہ ایک مجھ سے نہیں پوری قوم کی بیٹیوں سے کہا گیا تھا۔
میں نے اپنے آپ سے عہد کرلیا، میں یہ داغ کبھی عورت کے ماتھے پر نہیں لگنے دوں گی۔ ہر عورت تک یہ پیغام پہنچادوں گی۔ عورت روز اول سے مقدس رہی ہے اور ابد تک رہے گی۔ ہم شہیدوں کو شرمندہ نہیں ہونے دیں گی اور شمع محفل بن کر بر سر عام "دعوت نظارہ" نہیں دیں گی کیونکہ عورت شرعاً اور اخلاقاً پردہ کی چیز ہے، نمائش کی نہیں۔

بے پردگی پر مفتی رشید احمد صاحب کی زبانی تین واقعات:

حضرت مفتی رشید احمد صاحب کراچوی اپنے ایک مطبوعہ وعظ میں فرماتے ہیں کہ:
لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں پردہ نہ کرنے سے کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔ ماشاء اللہ ہماری بیوی بہت نیک ہے، بیٹیاں، بہن، بہوئیں بہت نیک ہیں، بہت شریف ہیں، ان کی آنکھ میں تو برائی آ ہی نہیں سکتی، تو دل میں کہاں سے آئے گی؟ یہ تو بہت بعید ہے۔
اور ہمارے بھائی اور دوسرے قریبی رشتہ دار، ہمارے چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد، سارے زاد شامل کرلیں بہت ہی شریف زادے ہیں۔ اس برائی کا تو ہمارے

Marfat.com

یہاں تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

یہ مسئلہ جتنا اہم ہے اتنی ہی اس معاملے میں زیادہ غفلت پائی جاتی ہے۔ عوام کے علاوہ خواص میں، علماء میں بھی بہت زیادہ غفلت پائی جاتی ہے۔ قرآن کریم کے صریح حکم پر عمل بالکل نہیں ہو رہا، گویا کہ یہ حکم قرآن کریم میں نازل ہی نہیں ہوا، ان کے عمل اور حالات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا پردے کا حکم قرآن میں ہے ہی نہیں۔

میں چند خاندانوں کے واقعات بتاتا ہوں، جو آپ سے زیادہ پارسا ہیں۔ آپ کی طرح ان کو بھی اپنی پارسائی پر ناز اور غرور رہا، اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈال دیا اور پردہ نہیں کیا تو انجام کیا ہوا؟

یہ کوئی گذشتہ زمانے کا قصہ نہیں ہے، یہ واقعات ابھی کے ہیں اور کراچی ہی کے ہیں۔ اگر ان خاندانوں کی بے عزتی کا خطرہ نہ ہوتا تو ان کے نام اور پتے بھی بتا دیتا، تاکہ خود جا کر دیکھ لیں اور ان سے پوچھ لیں کہ کیا ہوا؟

حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے پردے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑ کر خاندان کو خود ہی بے عزت و ذلیل کیا ہے۔ اب قصے سنئے، خدا کرے کہ بات دلوں میں اتر جائے۔

پہلا واقعہ:

ایک حاجی صاحب تھے، بہت نیک، بہت ہی پارسا، لوگوں کو ان سے اتنی عقیدت اور ان پر اتنا اعتماد تھا کہ لاکھوں کی امانتیں ان کے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ ایک بار ان کے کچھ عزیز میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ قصہ سنایا کہ ان کے اپنی سالی سے ناجائز تعلقات ہو گئے، بیوی کے ہوتے ہوئے۔

اسی گھر میں بیوی موجود، سسرال کے سب لوگ موجود اور سالی سے ناجائز تعلق ہو گیا۔ اور کیا کیا؟ چپکے سے پاسپورٹ بنوایا اور کسی ملک کا ویزہ لگوایا، داڑھی منڈوائی، کوٹ پتلون پہنا اور کسی غیر ملک میں بھاگ گئے، اور لوگوں کی لاکھوں کی امانتیں بھی سب کی سب لے گئے۔

Marfat.com

نگران کی صورت اور دینی حالات ایسے کہ کسی کو دور کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ شخص برا ہو سکتا ہے۔ مگر کیا ہوا، اب آپ اندازہ لگائیں کہ لوگوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں تو ایسی بدکاری کا کوئی امکان ہی نہیں، ہمارا گھرانہ اور ماحول تو بڑا ہی پاک و صاف ہے، اب اس خوش فہمی اور خام خیالی کا کیا علاج؟

دوسرا واقعہ:

یہ واقعہ بھی کراچی ہی کا ہے، ایک صاحب جو ماشاء اللہ بہت دیندار تھے اور دینی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے، انہیں حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل تھی، اس کے باوجود محض اس وجہ سے کہ ان کے ہاں سالی سے پردے کا رواج نہ تھا، ان کا اپنی سالی سے خفیہ تعلق ہو گیا۔

کئی سال تک یہ تعلق رہا، وہ مانع حمل گولیاں استعمال کرتی رہی، یہاں تک کہ اس کی شادی ہو گئی اور وہ اپنے شوہر کے پاس چلی گئی۔

تیسرا واقعہ:

ایک صاحب نماز روزے کے پابند، ان کی اہلیہ بھی شریف گھرانے کی چشم و چراغ تھیں۔ انہوں نے پردے کا اہتمام نہیں کیا، دوست واحباب کے یہاں ان کا جانا اور دوستوں کا ان کے یہاں آنا جانا رہتا تھا۔

اسی دوران ان کے ایک دوست سے ان کی بیوی کی آنکھ لڑ گئی۔ آہستہ آہستہ تعلق بڑھتا گیا، چونکہ دن میں شوہر تو اپنے کام پر چلا جاتا، بچے اسکول چلے جاتے اور بیوی صاحبہ اپنے شوہر کے دوست کے ساتھ اپنے ہی گھر میں خلوت کے مزے لوٹتی رہیں۔ کچھ عرصے کے بعد شوہر کو بھی پتہ چل گیا، اصلاح کی کوشش کی، جب ناکامی ہوئی تو مجبوراً بیوی کو طلاق دے دی۔

نمونے کے لئے یہ تین واقعے لکھے، ورنہ اس طرح کے واقعات کا کوئی شمار نہیں، یہ

Marfat.com

ظاہر ہے کہ اس کی ابتداء بے پردگی سے ہوتی ہے، بے پردگی پہلا زینہ ہے، اگر پردے کا اہتمام کیا جائے تو پہلے ہی قدم پر روک تھام کی جا سکتی ہے۔

(از ڈاکٹر محمد اسمٰعیل میمن)

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا......:

ہفت روزہ نیشن لندن کی ایک خبر کے مطابق کراچی میں ایک دولہا کے دوستوں نے اس کی نئی نویلی دلہن کے ساتھ زیادتی کی اور اپنے دولہا دوست کو قتل کر کے فرار ہو گئے۔

تفصیلات کے مطابق تقریب ولیمہ میں شامل دولہا کے دوستوں نے اپنے دوست کی دلہن کے ساتھ جب کچھ وقت گپ شپ میں گزارا تو دلہن انہیں پسند آ گئی۔ چنانچہ ولیمے کے دوسرے دن جب وہ بری نیت کے ساتھ اپنے دوست کے گھر پہنچے تو دوست نے ازراہ دوستی اپنی بیوی کو چائے وغیرہ کے ساتھ ان کی خاطر مدارات کرنے کو کہا۔

دوستوں نے چائے پی اور بعد ازاں منصوبہ بندی کے تحت اپنے ہی دوست کو قتل کر کے اس کی بیوی کے ساتھ زیادتی کی اور فرار ہو گئے۔

قارئین! یہ لرزہ خیز داستان ایک مسلم معاشرے کی ہے جو اخبارات کی زینت بن گئی، ورنہ ہمارے معاشرے میں ایسی کتنی گھناؤنی اور وحشیانہ داستانیں ہر روز جنم لیتی ہیں، ان کا کوئی حساب و کتاب نہیں، کیا یہ داستان ان لوگوں کے چہرے پر ذلت وخفت سے بھرپور ایک طمانچہ نہیں جو شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے علاوہ روزمرہ کی زندگی میں خواتین اور مرد حضرات کے آزادانہ اختلاط، میل جول اور ہنسی مذاق کو ترقی یافتہ ہونے کی علامت قرار دیتے ہیں اور جو گھرانے پردے کا اہتمام کرتے ہیں انہیں فرسودہ قرار دیا جاتا ہے۔

ترقی یافتہ اور ماڈرن کہلانے کے شوق نے ہمارے مسلم معاشرے کو خصوصاً یورپ اور برطانیہ میں آباد مسلمانوں کو اس قدر مضبوطی سے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے کہ ان کے خلاف کچھ کہنا زبان درازی اور ذاتی معاملات میں دخل اندازی کہلاتا ہے اور جب ہمارے اسی معاشرے میں اس قسم کے واقعات جنم لینے لگتے ہیں تو اس وقت خدا یاد آ جاتا ہے۔

Marfat.com

مرد و عورت کا آزادانہ اختلاط اور میل جول جس قدر ہوش ربا برائیوں کو جنم دیتا ہے اس کا اندازہ ہم اس مغربی معاشرے کو دیکھ کر بخوبی لگا سکتے ہیں کہ جن کے نزدیک مقدس رشتے بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ نا معلوم باپوں کی اولاد کا تو کوئی حد و حساب نہیں، اس معاشرے کا امن و سکون، اخلاق، انسانی اقدار اور روابط کا نظام سب کچھ برباد ہو چکا ہے۔

اسلام نے تو اس مسلم معاشرے پر حد بندی لگا کر احسان عظیم کیا تھا، چنانچہ صحیح حدیث کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لایخلون رجل بامراۃ وقال ایاکم والمخول علی النساء، قالوا یارسول اللہ ارابیت الحمو، قال الحمو الموت

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی غیر مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ ہو۔

پھر مزید فرمایا:

خواتین کی مجلس میں داخل نہ ہونا۔

صحابہ نے پوچھا کہ کیا یہ پابندی شوہر کے رشتہ دار مردوں (دیور، جیٹھ) پر بھی عائد ہوتی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا، شوہر کے رشتہ دار تو بیوی کے لئے موت کا پروانہ ہوتے ہیں۔

شوہر کے لئے جائز نہیں کہ اپنی بیوی کو رشتہ داروں کے پاس اکیلا چھوڑ دے:

اس مسئلے پر علامہ الشیخ محمد الصالح العثیمینؒ نے فتویٰ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ حالات کیسے بھی کیوں نہ ہوں، کسی شوہر کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے بھائی کے پاس تنہا چھوڑ کر جائے، چاہے اس کا بھائی کتنا ہی قابل اعتماد، سچا اور نیک کیوں نہ ہو، کیونکہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

Marfat.com

جنسی شہوت کسی حد یا پابندی کو قبول نہیں کرتی۔ اگر آپ نے پردے کی حد بندی عائد کردی اور پھر آپ کے بھائی کی جانب سے اس پر اعتراض ہو تو آپ بلا تکلف کہہ سکتے ہیں کہ میرے بھائی، میں نے یہ محض آپ کی بہتری کے لئے کیا ہے۔ ہوسکتا ہے شیطان کبھی آپ کو گمراہ کردے اور شہوت عقل پر غالب آجائے اور آپ منع کردہ اعمال کے مرتکب ہو جائیں۔

اسلام نے تو وہ تمام راہیں بند کردی ہیں جن کے ذریعے شیطان ہم پر غلبہ پاسکتا ہے، مگر ہم نے اس مغربی معاشرے کی نقالی میں، ان تمام راہوں کو اپنے اوپر کھول لیا ہے اور جس معاشرے کی نقالی میں ہم نے یہ سب کچھ کیا، اس کے اپنے دانشور کیا کہتے ہیں، ملاحظہ کیجئے۔

ایک امریکی صحافی ہیلیان کی مسلمان عورتوں کو نصیحت:

ایک امریکی صحافی خاتون ہیلیان اسٹانبری مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتی ہے کہ میری آپ کے لئے مخلصانہ نصیحت ہے کہ اپنے اخلاق اور عادات کو تھامے رکھیں، مرد و عورت کے میل جول کی فضاء پیدا نہ ہونے دیں۔ لڑکیوں کی آزادی پر پابندی لگائیں بلکہ تمہیں تو حجاب شرعی کے اس زمانے میں واپس جانا چاہئے۔ یہ تمہارے لئے یورپ و امریکہ کی اخلاق باختہ تہذیب اور انسانیت سے دور اخلاق سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط سے بچے رہو، ہم امریکی یہ آزادی دے کر آج اس کی سزا بھگت رہے ہیں۔

جب رخ سے نقاب اٹھا:

اس بدقسمت شوہر کا واقعہ جس نے خود اپنی بیوی کو بے حجاب زندگی کا تحفہ دیا:

یورپ جانے سے پہلے اس کی زندگی ہم پر آئینہ تھی۔ لیکن جب وہ چند سال وہاں ٹھہر کر واپس آیا تو گویا ہم اس کے متعلق کچھ جانتے ہی نہ تھے۔

Marfat.com

جب وہ گیا تھا تو اس کا چہرہ ایسا روشن وتابناک تھا جیسے شادی کی رات کسی دوشیزہ کا چہرہ۔ لیکن جب واپس آیا تو ایسا بدنما نظر آتا تھا جیسے برستی رات میں پھسلوان چٹان۔ گیا تھا تو اس کے پہلو میں ایسا شفاف اور پاکیزہ دل تھا جو عفو سے مانوس اور درگزر میں راحت محسوس کرتا تھا۔ وہ آیا ہے تو ایسا بیمار و تاریک دل لے کر جو ہر وقت زمین واہل زمین اور آسمان وخالق آسمان کے خلاف غضب وانتقام سے بھرا رہتا تھا۔ گیا تھا تو بڑا شگفتہ مزاج اور انتہائی فروتنی پسند تھا کہ سب کو اپنے سے برتر سمجھتا تھا اور آیا ہے تو ایک مغرور ومتکبر ہو کر کہ نہ کسی کو اپنے سے اونچا سمجھتا، نہ کسی چھوٹے آدمی کو نظر بھر کے دیکھتا۔ گیا تھا تو اس کا دماغ عقل ودانش سے مالا مال تھا اور آیا ہے تو مورتی کی سی کھوکھلی اور سوراخ دار کھوپڑی لے کر، جس میں ہوا کے سوا کچھ نہ ہو۔ گیا تھا تو دین اور وطن کو اس سے زیادہ کوئی چاہنے والا نہ تھا اور آیا ہے تو ان دونوں سے زیادہ کوئی چیز اس کی نظر میں بے حقیقت نہیں ہے۔

میں سمجھتا تھا کہ یورپ سے اپنے وطن واپس آنے والے یہ کمزور طبیعت کے نوجوان جو اثر لے کر وہاں سے آتے ہیں اس کا رنگ کچا ہوتا ہے، جس کے غدے مشرق کا آفتاب طلوع ہوتے ہی فضا میں اڑ جاتے ہیں۔ میرے خیال میں مغربی تہذیب کا ان لوگوں سے وہی رشتہ ہے جو رشتہ چہرے سے آئینے کا ہوتا ہے کہ جہاں آئینے سے چہرہ ہٹا، عکس بھی زائل ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اپنے دوست سے تعلق منقطع نہ کیا۔ پچھلی دوستی کے احترام اور آئندہ حالات بہتر ہو جانے کی امید میں اس کی وہ بے ہودگیاں، حماقتیں اور کج عقلیاں برداشت کیں، جن کا تصور بھی اب میرے لئے سوہان روح ہے۔ تا آنکہ ایک رات یہ الم خیز و بلا انگیز واقعہ پیش آیا جس نے میری اور اس کی دوستی کی کتاب پر تائے تمت لکھ دی۔

ایک روز جب میں اس سے ملنے گیا تو وہ نہایت افسردہ اور غمگین بیٹھا تھا۔ میں نے اسے سلام کیا، جس کا جواب اس نے سر کے اشارے سے دیا۔ میں نے پوچھا:

''خیریت تو ہے؟''

کہنے لگا ''رات سے اس عورت نے ایک عجیب مصیبت میں ڈال رکھا ہے اور چھٹکارے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ سمجھ میں نہیں آتا، ہوگا کیا؟''

میں نے پوچھا ''تمہاری مراد کس عورت سے ہے؟''

Marfat.com

بولا ''وہی جسے لوگ میری بیوی کہتے ہیں اور میں اسے اپنے مطالب وخواہشات کی راہ میں ایک سنگین چٹان سمجھتا ہوں۔''

میں نے کہا ''حضرت! آپ کی خواہشوں کی فہرست تو ماشاء اللہ بہت لمبی چوڑی ہے۔ پہلے یہ بتائیے کہ آپ کن خواہشوں کی بات کررہے ہیں؟''

اس نے جواب دیا ''زندگی میں میری صرف ایک ہی خواہش ہے اور وہ یہ کہ میں آنکھ بند کروں اور جب کھولوں تو اس ملک کی ایک بھی عورت کے چہرے پر نقاب نہ ہو۔''

میں نے کہا۔ ''یہ تو پھر ناممکن ہے، تم غلط سوچ رہے ہو۔''

بولا ''پردے کے متعلق بہت سے لوگوں کی وہی رائے ہے جو میری ہے۔ وہ بھی یہی ہیں چاہتے جو میں چاہتا ہوں۔ لیکن جو خوف اور جھجک اور جو کمزوری اور کم ہمتی ہمیشہ سے اہل مشرق کو ہر نئی چیز کی طرف قدم بڑھانے سے روکتی چلی آئی ہے، وہی آج بھی ان کی راہ کا بھاری پتھر بنی ہوئی ہے اور وہ خواہش کے باوجود اپنی بیویوں کا پردہ اٹھوا کر انہیں اس طرح مردوں کے پہلو میں نہیں بٹھا سکتے، جس طرح ایک مرد دوسرے مرد کے پہلو میں بیٹھتا ہے۔ چنانچہ میں نے چاہا کہ باوا آدم کے وقت کی اس بوسیدہ عمارت کو سب سے پہلے میں ڈھاؤں جو صدیوں سے قوم کی ترقی وکامیابی میں روک بنی کھڑی ہے اور جو کام مدعیان حریت اور ان کے حاشیہ برداروں سے اب تک نہ ہوسکا، وہ میرے ہاتھ انجام پائے۔

میں نے یہ مسئلہ اپنی بیوی کے سامنے رکھا تو وہ ہکا بکا رہ گئی۔ گویا میں اسے کسی بہت ہی بڑی مصیبت کے جہنم میں دھکیل رہا ہوں۔ کہنے لگی ''اگر میں مردوں کے سامنے بے پردہ ہوکر جاؤں تو عورتوں کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گی۔'' حالانکہ اس میں شرم وحیا کی کوئی بات نہیں۔ بلکہ یہ احساس نتیجہ ہے اس ذلت، اس بے حسی اور اس موت کا جو اللہ نے اس ملک کی عورتوں کی قسمت میں لکھ دی ہے۔ وہ زندگی بھر پردوں اور چاردیواریوں کی تاریک قبروں میں پڑی سسکتی رہتی ہیں اور جب موت آتی ہے تو دنیا کے قبرستان سے آخرت کے قبرستان میں منتقل ہوجاتی ہیں۔

تاہم اپنی خواہش کو پہنچنا میرے لئے ضروری ہے۔ میں مشرقی عورت کے اس سخت وکرختہ دماغ کا علاج کرکے رہوں گا۔ یہاں تک کہ وہ صحت یاب ہوجائے یا چکنا چور۔''

Marfat.com

اس کی ان باتوں کا ردعمل میرے دل پر بڑا شدید ہوا اور میں غم والم کی تصویر بن کر رہ گیا۔ ترحم آمیز نظروں سے میں نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: ''میرے دوست جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہو؟''

بولا: ''ہاں! اور جو کچھ کہہ رہا ہوں، ایک حقیقت کی طرح اس پر ایمان رکھتا ہوں۔''

میں نے کہا: ''مجھے ایک سوال کی اجازت دو۔ تم نے ایک بے پردہ قوم میں اتنا وقت گزارا ہے، کیا تمہیں یاد ہے کہ کبھی تمہارے دل میں کسی نامحرم کی طلب بیدار ہوئی ہو۔ اور تم اس کے جائز حقدار کی غیر موجودگی میں اس سے ناجائز فائدہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو؟''

کہنے لگا ''بارہا، مگر اس سے آپ کا مطلب؟''

میں نے کہا ''میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تم دوسروں کی ناموس سے کھیلے ہو، اسی طرح دوسرے تمہاری ناموس سے کھیلیں گے۔''

اس نے جواب دیا ''شریف عورت مردوں میں رہ کر بھی اپنی عصمت و شرافت کو محفوظ رکھ سکتی ہے۔''

اس کی زبان سے یہ جواب سن کر میں آپے سے باہر ہو گیا اور میں نے اس سے کہا: ''یہی تو وہ فریب ہے اے یتیم العقول جس میں شیطان تمہیں مبتلا کرتا ہے۔ یہی تو تمہارے دماغ کا وہ رخنہ ہے جس سے گزر کر شیطان تمہاری عقل اور تمہارے حواس تک پہنچتا اور انہیں تباہ کر ڈالتا ہے۔ شرافت ایک لفظ ہے جو صرف لغت کی کتابوں ہی میں ملتا ہے۔ اگر ہم شرافت کو دلوں میں تلاش کرنا چاہیں تو وہ ہمیں کہیں نظر نہ آئے گی۔ نفس انسانی ایک حوض کی مثال ہے۔ جس کا پانی اسی وقت تک صاف وشفاف رہتا ہے جب تک اس میں کوئی پتھر نہ پھینکا جائے۔ جہاں پتھر گرا، پانی گدلا ہوا۔ عصمت وعفت نفس کا جوہر نہیں، ایک رنگ ہے جو گناہ و بدکاری کے سورج کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔''

''کیا آپ لوگوں میں شرافت کے وجود سے انکار کرتے ہیں؟''

میں نے جواب دیا۔ ''نہیں! میں اس سے انکار نہیں کرتا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ غریبوں، دیہاتیوں اور جاہلوں میں شرافت موجود ہے۔ لیکن ایک دولت مند اور چالباز مرد اور ایک آزاد اور فیشن پرست عورت کے درمیان اگر پردہ نہ ہو اور وہ ایک دوسرے

Marfat.com

سے بے روک ٹوک ملیں تو مجھے شرافت کے وجود سے قطعی انکار ہے۔''

اس شہر کے کس طبقے میں تم چاہتے ہو کہ عورت اور مرد بے حجابانہ طور پر آپس میں ملیں؟

کیا اسکول کے طلباء میں...... جن کا حال یہ ہے کہ جب ایک طالب علم نے کسی سے پوچھا ''میاں شادی کیوں نہیں کرتے؟'' تو اس نے جواب دیا ''شہر کی ساری عورتیں میری بیویاں ہیں۔''

یا کالج کے پڑھنے والوں میں...... جن میں سے ایک طالب علم کی کیفیت یہ تھی کہ اگر کسی دن اس کی نوٹ بک اپنی چاہنے والیوں کی تصویروں یا محبت بھرے خطوط سے خالی ہوتی تو وہ مارے شرم کے اپنے دوستوں اور ہم نشینوں سے منہ چھپائے چھپائے پھرتا؟

یا عوام میں...... جن میں سے اکثر گھر میں ذلیل خادم کی حیثیت سے داخل ہوتے اور محترم داماد بن کر نکلتے ہیں؟

پھر عورت کے معاملات سے اس قدر شغف کے کیا معنی؟ یہ چٹخارے لے لے کر اس کی باتیں کیوں؟ اٹھتے بیٹھتے اس کی ذات، اس کے حجاب و بے حجابی اور اس کی قید و آزادی پر مغز پاشیاں کس لئے؟ کیا تم مردوں سے متعلق تمام قومی فرائض پورے کر چکے ہو کہ اب صنف نازک پر ان نعمتوں کی بوچھاڑ کرنا چاہتے ہو؟

عورتوں کو مہذب بنانے سے پہلے مردوں کو تہذیب سکھاؤ، اگر تم مردوں کی تربیت سے عاجز ہو تو یاد رکھو عورتوں کی تربیت سے بہ درجہ اولیٰ عاجز ہو گے۔

تمہارے سامنے فخر و شرف کے اور بہت سے دروازے ہیں۔ ان میں سے جس دروازے کو چاہو کھٹکھٹا لو، لیکن اس دروازے کو بند ہی رہنے دو، ورنہ یاد رہے کہ اگر تم نے یہ دروازہ کھول دیا تو اپنی جان پر ایک عظیم مصیبت اور ایک طویل بدبختی کا راستہ کھول دو گے۔

مجھے ایک ہی مرد ایسا دکھا دو جو اپنی محبوبہ کے سامنے شدید ہوس کی باگیں کھینچے رہ سکتا ہو۔ پھر میں یقین کر لوں گا کہ عورت بھی اپنے محبوب کے روبرو جذبات پر قابو پا سکتی ہے۔

تم عورت کو ایک ایسی بات پر مجبور کرتے ہو جو خود تمہارے بس کی نہیں اور اس سے

Marfat.com

وہ چیز چاہتے جو تمہاری قدرت سے باہر ہے۔ زندگی کے قمار خانے میں تم اسے ایک ایسے داؤ پر لگا رہے ہو جس کے متعلق تمہیں نہیں معلوم کہ جیتو گے یا ہارو گے اور میرے نزدیک تو یقیناً ہارو گے!

عورت نے تمہارے سامنے کبھی اپنی مظلومیت کا رونا نہیں رویا، وہ کبھی اپنی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کھلوانے تمہارے پاس نہیں آئی۔ پھر تم کیوں اس کے ذاتی معاملات میں دخل دیتے ہو؟ تمہیں کیا پڑی ہے کہ اپنے شب و روز اس کے قصے کہانیوں میں برباد کرتے ہو؟

وہ اگر شکایت کرتی ہے تو تمہاری بے ہودگیوں اور بدعنوانیوں کی، جہاں جاتی ہے، جس جگہ ٹھہرتی ہے، تم اسے تنگ کرتے ہو، اس کا راستہ روک کے کھڑے ہو جاتے ہو۔ یہاں تک کہ وہ کھلی فضا میں بھی فشار محسوس کرنے لگتی ہے اور اسے اس کے سوا کوئی راستہ نظر نہیں آتا کہ اہل و عیال کی عائد کردہ قید پر وہ اپنے لئے ایک اور قید کا اضافہ کر لے۔

چنانچہ اپنے گھر کی چار دیواری میں گھس کر وہ اس کا دروازہ بند کر لیتی ہے اور اس کے سارے پردے چھوڑ دیتی ہے۔ محض تم سے بچنے اور تمہاری بدعنوانیوں سے محفوظ رہنے کے لئے۔ پھر یہ کیا غضب ہے کہ تم خود ہی اسے کال کوٹھری میں بند کرتے ہو اور خود ہی اس کوٹھڑی کے دروازے پر کھڑے ہو کر اس کی بدنصیبی پر آنسو بہاتے ہو؟

یہ تم اس پر نہیں، اپنے آپ پر ماتم کر رہے ہو۔ تمہارے یہ آنسو اس کی خاطر نہیں، ان دنوں کی یاد میں بہہ رہے ہیں جو تم نے ایک ایسے ملک میں گزارے ہیں جہاں آزادی و بے پردگی اور بدکاری و بے حیائی کا دور دورہ ہے اور تم چاہتے ہو کہ وہ ہوا و ہوس سے آراستہ فضا یہاں بھی مل جائے جو تم یورپ میں چھوڑ کر آئے ہو۔

ہماری عصمت پردے کے مشکیزوں میں بند تھی، تم ان مشکیزوں میں چھید کرتے رہے اور عصمت ان سے قطرہ قطرہ ہو کر ٹپکتی رہی۔ لیکن اب تم اس پر بھی بس نہیں کرتے اور آج ان مشکیزوں کے منہ کھولنے آئے ہو تا کہ ان میں اب عصمت کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے۔

ایک زمانہ تھا کہ ہمارے ملک کی عورت اپنے گھر میں اطمینان و سکون کی زندگی بسر کرتی تھی۔ وہ اپنے آپ سے بھی خوش تھی اور اپنی زندگی سے بھی۔ اس کے نزدیک سب

Marfat.com

سے بڑی مسرت وخوشی یہ تھی کہ گھریلو فرائض سرانجام دے، کچھ دیر اپنے پروردگار کی عبادت کرے، اپنے جگر گوشوں کو محبت اور ماں کی آغوش میں لے اور اگر اس کے بعد بھی کچھ وقت بچ جائے تو پڑوسن کے پاس بیٹھ کر دکھ سکھ کی باتیں کرے۔

اس کی نظر میں سب سے بڑی شرافت یہ تھی کہ اپنے باپ کی فرماں بردار اور اپنے شوہر کی خدمت گزار رہے۔ ان دونوں کو بہر حال خوش رکھے۔ وہ محبت کے معنی تو جانتی تھی مگر عشق کے مفہوم سے ناآشنا تھی۔ وہ شوہر سے اس لئے محبت کرتی تھی کہ وہ اس کا شوہر ہے اور اپنے بچوں پر اس لئے جان چھڑکتی تھی کہ وہ اس کے بچے ہیں۔ وہ محبت کو شادی کی بنیاد نہیں، شادی کو محبت کی اساس سمجھتی تھی۔ لیکن تم نے اس سے کہا کہ تمہارے یہ رشتے دار جو تمہارے معاملات میں جابرانہ طور پر مداخلت کرتے ہیں، نہ تم سے زیادہ عقل مند ہیں، نہ ان کی رائے تمہاری رائے سے بہتر ہے اور نہ وہ تمہاری برائی بھلائی کو تم سے زیادہ اچھی طرح پرکھ سکتے ہیں۔ پھر انہیں کیا حق ہے کہ وہ تم پر زور جتائیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اپنے باپ کی نافرمانی کی، اپنے شوہر سے سرکشی برتی اور وہ گھر جو کل تک مسرتوں اور قہقہوں کی جنت تھا آج غم وشیون کا جہنم بن گیا ہے۔

تم نے اسے تعلیم دی کہ تمہیں اپنا شوہر خود منتخب کرنا چاہئے تاکہ تمہارے رشتے دار تمہاری آئندہ زندگی کی مسرتوں میں تمہیں دھوکا نہ دے سکیں، لیکن افسوس اس نے اپنے لئے جو شوہر پسند کیا وہ رشتے داروں کے پسند کئے ہوئے شوہر سے بھی بدتر نکلا۔

تم نے اسے بتایا کہ شادی کی بنیاد محبت ہے اور اس کی نگاہیں مردوں کے چہرے سے اٹھتی اور پھسلتی رہیں، یہاں تک کہ محبت نے اسے شادی سے غافل کر دیا اور وہ ازدواجی زندگی سے بے نیاز و بے پرواہ ہوگئی۔

تم نے اسے پڑھایا کہ زندگی میں عورت کی خوش بختی یہ ہے کہ شوہر اس کا عاشق ہو، حالانکہ اب تک وہ سمجھتی تھی کہ شوہر عاشق نہیں ہوسکتا۔ اب وہ روزانہ نئے شوہر کی تلاش میں رہتی ہے، جو محبت کی اس چنگاری کو دہکائے جسے پہلے شوہر نے بجھا دیا تھا، اس طرح نہ پرانا شوہر باقی رہتا ہے نہ جدید شوہر اسے کوئی فائدہ پہنچاتا ہے۔

تم نے اسے سکھایا کہ تعلیم حاصل کرو تاکہ بچوں کی تربیت اور گھر کا انتظام بخوبی ہوسکے اور اس نے سب کچھ پڑھ لیا، سوائے بچوں کی تربیت اور گھر کے انتظام کے۔

Marfat.com

تم نے انہیں بہکایا کہ ہم انہی عورتوں سے شادی کرتے ہیں جنہیں ہم چاہیں اور پسند کریں، جن کا ذوق ہمارے ذوق سے ہم آہنگ اور جن کا شعور ہمارے شعور کے مطابق ہو۔ چنانچہ اس نے تمہاری خواہشوں کے معیار اور تمہاری نگاہوں کے مرکز کو جاننا ضروری سمجھا تاکہ اسی روپ میں تمہارے سامنے آئے جسے تم پسند کرتے ہو۔

اس نے تمہاری کتاب حیات کا ایک ایک ورق پلٹا اور ان اوراق میں اسے جگہ جگہ بے شرم و بے حیاء، بدکار و بے غیرت، خود پسند اور ٹھٹھول باز عورتیں نظر آئیں اور تمہارے معیار پسندیدگی پر پورا اترنے کے لئے اس نے بھی شرم وحیا کا دامن چاک کر دیا اور نیم برہنہ ہو کر اس طرح تمہارے سامنے آ کھڑی ہوئی جیسے نخاس میں لونڈیاں کھڑی ہوتی ہیں۔ اب تم اس سے منہ پھیرتے ہو اور کہتے ہو کہ تم آبرو باختہ عورت سے شادی نہیں کر سکتے۔ گویا تم چاہتے ہو کہ ساری دنیا کی عورتیں اپنی آبرو کھو بیٹھیں تو کوئی حرج نہیں، لیکن تمہاری بیوی ضرور پاکدامن ہونی چاہئے۔ اب وہ نامراد و دل شکستہ ہوتی ہے۔ اسے بدکاری کے تالاب کے سوا زندگی کے سارے رستے بند نظر آتے ہیں اور وہ اسی تالاب میں گر جاتی ہے۔

اس طرح شکوک وشبہات کا زہر پوری قوم کے رگ و پے میں سرایت کر گیا۔ عورتوں اور مردوں کے درمیان بے اعتمادی و بدگمانی کی فضا تاریک سے تاریک تر ہو گئی۔ یہاں تک کہ گھر خانقاہیں، مرد راہب اور عورتیں ننیں بن گئیں۔

یہ ہے اے رحم کے پتلو! عورت پر تمہارا نالہ وشیون
یہ ہے اس کے لئے تمہارا ماتم
اور یہ ہے اس سے تمہاری ہمدردی!

تمہاری طرح ہم بھی جانتے ہیں کہ عورت کو علم کی ضرورت ہے، لیکن علم سے زیادہ وہ تہذیب کی محتاج ہے۔ اس لئے اس کے باپ یا بھائی کا فرض ہے کہ اسے تہذیب سکھائیں۔ کیونکہ تہذیب اس کے لئے علم سے زیادہ مفید ہے۔

ہمیں یہ بھی تسلیم ہے کہ اس کے لئے ایسا شوہر منتخب کرنے کی ضرورت ہے جو انصاف پسند اور رحم دل ہو اور والدین کا فرض ہے کہ اپنی بیٹیوں کے لئے بہتر سے بہتر شوہر منتخب کریں۔ اسی طرح شوہروں کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیویوں کی زندگی زیادہ سے زیادہ

Marfat.com

خوشگوار بنائیں۔ ہمیں اس سے بھی انکار نہیں کہ اسے روشنی اور تازہ ہوا کی ضرورت ہے۔ جہاں وہ زندگی کی نعمت سے فائدہ اٹھائے اور اس کے سرپرستوں کو چاہئے کہ اس نعمت سے مستفید ہونے کی اسے اجازت دیں اور ایک نگران کے ساتھ کر دیں۔ جس طرح بھیڑ کے ساتھ چرواہا ہوتا ہے کہ کہیں بھیڑیا اس پر حملہ نہ کردے۔ اگر ہم باپوں، بھائیوں اور شوہروں سے اتنا بھی نہیں کرا سکتے تو ہمیں اپنی عورتوں اور مردوں دونوں کی اصلاح سے ہاتھ دھو لینے چاہئیں، کیونکہ عورت اس طرح اپنی اصلاح نہیں کرسکتی جس طرح مرد اس کی اصلاح کرسکتا ہے۔

سب سے عجیب بات یہ ہے کہ تم نے سب کچھ سیکھا، لیکن ایک بات چھوڑ دی جو سب سے پہلے تمہیں سیکھنی چاہئے تھی اور وہ یہ کہ ہر زمین کی ایک مخصوص پیداوار ہوتی ہے اور ہر پیداوار کا ایک مخصوص موسم۔

تم نے علمائے یورپ کو ایک ایسی قوم میں جو ضروریات زندگی سے فارغ ہوچکی ہے، علوم کی انتہائی بلندیوں میں پرواز کرتے دیکھا اور اب تم ان کی تقلید ایک ایسی قوم میں کرنا چاہتے ہو جس کا سواد اعظم ابھی حروف ابجد سے بھی آشنا نہیں۔

تم نے فلسفے کو ایک ایسی قوم میں فلسفہ کفر کی نشر و اشاعت کرتے دیکھا، جس کے علم و تہذیب نے اسے ایک حد تک اپنے مذہب سے بے نیاز کر دیا ہے اور اب تم ان کی تقلید ایک ایسی کمزور و بے سواد قوم میں کرنا چاہتے ہو جو مذہب سے بے نیاز ہے بھی تو مذہب کا کوئی بدل اسے نہیں مل سکتا۔

تم نے یورپ کے آزاد و بے باک مرد کو دیکھا کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے زندگی گزارتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنی خواہشوں کی باگ عین اس خط پر پہنچ کر کھینچ سکتا ہے جسے اس نے اپنی آزادی کی آخری حد بنایا ہے اور اس سے آگے قدم نہیں بڑھاتا۔ اب تم یہی آزادی ایک ایسے شخص کو دینا چاہتے ہو جو ارادے کا کمزور ہے اور اگر اپنی ناپختہ دماغی کی وجہ سے کہیں ٹھوکر کھا گیا تو ایک ایسے گڑھے میں جا گرے گا جہاں تہ سے پہلے رکنے یا اٹکنے کا کوئی امکان نہیں۔

تم نے یورپی شوہر کو دیکھا، جس کے ماحول نے اس کی غیرت کا چراغ بجھا دیا ہے۔ اس کی رگوں میں سے عزت نفس اور احساس ناموس کے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لیا

Marfat.com

ہے۔ وہ اپنی بیوی کو غیر مرد سے ملتے جلتے اور اس کے ساتھ بے تکلفی سے اٹھتے بیٹھتے دیکھ سکتا ہے۔ یہ منظر اس کے دل میں غیرت وحیا کا کوئی جذبہ بیدار نہیں کرتا۔ اب تم چاہتے ہو کہ ایک حساس اور غیرت مند مشرقی بھی ان مناظر کو دیکھے اور اپنے جذبہ غیرت کو خود اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دے۔

تم نے یورپ کی بعض خوددار اور جرأت مند عورتوں کو دیکھا جو بسا اوقات مردوں سے میل جول رکھنے کے بعد اپنی عصمت وناموس کی حفاظت کر سکتی ہیں اور سمجھ لیا کہ ایشیا کی سادہ لوح اور ضعیف الارادہ عورتیں بھی مردوں سے آزادانہ میل جول رکھ کر اپنی آبرو کو خاک میں ملنے سے بچالیں گی۔

یاد رکھو جو پودا کسی غیر زمین یا غیر موسم میں بویا جائے گا، یا تو زمین اسے کھا جائے گی یا وہ زمین کو خراب کر دے گا۔

ہم تمہیں وطن کی عزت اور مذہب کی حرمت کا واسطہ دیتے ہیں کہ قوم کی رہی سہی عورتوں کو ان کے گھروں میں سکون واطمینان سے رہنے دو اور انہیں اپنی طلسمی خواہشوں اور نظر فریب خوابوں کی بھینٹ نہ چڑھاؤ، کیونکہ قوم کے تمام زخم بھر سکتے ہیں اور اگر نہیں بھر سکتا تو وہ زخم، جو اس کے جسدِ ناموس کو لگ جائے۔ لیکن اگر تم من مانی ہی کرنا چاہتے ہو تو کم سے کم اتنا صبر کر لو کہ غیرت وخودداری کے جو نقوش تمہارے آباؤ اجداد ورثے میں چھوڑ گئے ہیں، زمانے کی گردشیں انہیں تمہارے دلوں سے محو کر دیں تا کہ تم اپنی نئی زندگی راحت واطمینان کے ساتھ بسر کر سکو۔

میری اس تمام تقریر کا اثر اس کے دل پر اس سے زیادہ نہ ہوا کہ اس کے لبوں پر طنز و استہزاء کی ایک موج ابھری اور اس نے کہا:

”انہی حماقتوں کو مٹانے کے لئے تو ہم پیدا ہوئے ہیں۔ ہم برابر کوشش کرتے رہیں گے اور انتہائی صبر وتحمل کے ساتھ نتیجے کا انتظار کریں گے۔“

میں نے کہا:

”پھر تم جانو اور تمہارا کام، جو جی میں آئے سو کرو۔ لیکن مجھے یہ کہنے کی اجازت دو کہ آج کے بعد سے میں تمہارے گھر نہیں آؤں گا۔ اس لئے کہ میری موجودگی میں تمہارے زنان خانے کے کسی پردے کا اٹھنا مجھے شرم وندامت سے زمین میں گاڑ دے

Marfat.com

گا۔" یہ کہہ کر میں اٹھ کھڑا ہوا اور یہ میری اور اس کی دوستی کا آخری لمحہ تھا۔

کچھ دن کے بعد میں نے لوگوں سے سنا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کا پردہ اٹھوا دیا ہے اور اب اس کے گھر میں ہر وقت دوست احباب کا تانتا لگا رہتا ہے۔ یہ سن کر میری آنکھ سے بے اختیار آنسو ٹپک پڑا۔ اب یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ بھٹکی ہوئی ناموس پر غیرت کا آنسو تھا یا کھوئے ہوئے دوست پر غم کا آنسو۔

اس واقعے کو تین مہینے گزر گئے۔ اس دوران میں نہ کبھی میں اس سے ملنے گیا، نہ وہ مجھ سے ملنے آیا۔ راستے میں بھی ایک دو بار ہی آمنا سامنا ہوا، جس میں ہم دو اجنبیوں کی طرح ملے اور اپنی اپنی راہ پر چلے گئے۔

کل ایک پہر رات گزرے میں اپنے گھر آ رہا تھا کہ راستے میں میں نے اسے حیران و پریشان جاتے دیکھا۔ پولیس کا ایک سپاہی اس کے ساتھ تھا جو اسے حراست میں لئے جا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا اور میں بے اختیار اس کی طرف بڑھا اور پوچھا "خیر تو ہے؟"

وہ کہنے لگا: "اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا کہ ابھی ابھی یہ سپاہی میرے گھر آیا اور کہا "آپ کو تھانیدار صاحب بلاتے ہیں۔ معلوم نہیں اس وقت مجھے اس طرح کیوں بلایا ہے، حالانکہ نہ میں مجرم ہوں نہ مشتبہ۔ میرے دوست! کیا میں قطع تعلق کے باوجود یہ امید کر سکتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے؟ شاید وہاں مجھے آپ کی مدد کی ضرورت پڑے۔"

میں نے کہا "سر آنکھوں پر۔" اور خاموشی سے اس کے ساتھ ہولیا۔ نہ میں نے اس سے کوئی بات کی اور نہ اس نے مجھ سے کچھ کہا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن شرم اسے اجازت نہیں دیتی۔ آخر میں نے خود گفتگو کا سلسلہ چھیڑ دیا اور کہا:

"دماغ پر کچھ زور تو ڈالو، آخر اس بے وقت طلبی کا مقصد کیا ہے؟"

اس نے ایک مضطربانہ نظر مجھ پر ڈالی اور کہا:

"مجھے رہ رہ کر یہی ایک اندیشہ ستا رہا ہے کہ کہیں میری بیوی کو کوئی حادثہ پیش نہ آ گیا ہو۔ وہ اب تک گھر نہیں پہنچی تھی۔ اس سے پہلے اس نے کبھی اتنی دیر نہیں لگائی۔"

Marfat.com

میں نے پوچھا ''کوئی ان کے ساتھ تھا؟''

بولا ''نہیں۔''

میں نے پوچھا ''تمہیں معلوم ہے وہ کہاں گئی ہیں؟''

بولا ''نہیں۔''

میں نے سوال کیا ''تمہیں ان کے متعلق کس بات کا اندیشہ ہے؟''

کہنے لگا ''اور تو کوئی بات نہیں، ڈر یہ ہے کہ وہ سیدھی اور غیرت مند عورت ہے، کہیں راستے میں اسے کسی غنڈے نے نہ چھیڑ دیا ہو اور بات بڑھتے بڑھتے پولیس تک پہنچ گئی ہو۔''

اتنے میں تھانہ آ گیا۔ سپاہی ہمیں تھانے دار کے کمرے میں لے گیا۔ جہاں ہم دونوں جا کھڑے ہوئے۔ تھانے دار نے پہلے تو سپاہی سے کچھ اشارتاً پوچھا، پھر میرے دوست کو اپنے قریب بلا کر کہا۔

''مجھے نہایت افسوس کے ساتھ آپ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ گشت کے سپاہی نے آج رات فلاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت کو مشتبہ حالت میں دیکھا اور دونوں کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا۔ عورت کا بیان ہے کہ اس کی آپ سے کچھ قرابت ہے۔ آپ کو اس کے بیان کی تصدیق کے لئے زحمت دی گئی ہے۔ اگر واقعی اس کا بیان صحیح ہے تو آپ کی عزت و شرف کا پاس کرتے ہوئے ہم اسے آپ کے ساتھ بھیج دیں گے، ورنہ اسے وہی سزا دی جائے گی جو بدچلن عورتوں کے لئے قانون نے مقرر کی ہے۔ وہ دونوں یہیں ہیں، آپ انہیں ابھی دیکھیں گے۔''

سپاہی ان دونوں کو برابر کے کمرے سے لے کر آیا۔ میرے دوست نے مڑ کر دیکھا تو عورت اس کی بیوی تھی اور مرد اس کا ایک دوست۔ یہ دیکھتے ہی اس نے اس زور کی چیخ ماری کہ سارا تھانہ لرز اٹھا اور وہ غش کھا کر گر پڑا۔

میں نے تھانیدار سے کہہ کر عورت کو اس کے باپ کے گھر بھجوا دیا۔ اور اس کے دوست کو بھی رہا کر دیا گیا۔ اس کے بعد میں نوجوان کو گاڑی میں لاد کر مکان پر لایا، فوراً ڈاکٹر کو بلایا۔ اس نے دیکھ کر بتایا کہ مریض نہایت شدید دماغی بخار میں مبتلا ہے۔ رات بھر وہ بیمار کی دیکھ بھال اور دوا دارو کرتا رہا۔ صبح ہوتے ہی وہ یہ کہہ کر چلا گیا کہ اگر ضرورت

Marfat.com

ہو تو مجھے بلا لیجئے گا۔

میں اپنے دوست کی پٹی سے لگا بیٹھا اس کی حالت زار پر ماتم اور اس کے متعلق قضائے الٰہی کا انتظار کرتا رہا۔ اتنے میں مریض نے حرکت کی، پھر آنکھیں کھولیں اور دیر تک مجھے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ گویا کچھ کہنا چاہتا ہے، مگر کہہ نہیں سکتا۔ اس کے قریب ہو کر میں نے پوچھا:

"کیا چاہیے؟"

اس نے دھنسی ہوئی کپکپاتی آواز میں کہا: "میں چاہتا ہوں میرے پاس کوئی نہ آئے۔"

میں نے کہا "اطمینان رکھو، جسے تم چاہو گے وہی آئے گا۔"

اس نے گردن جھکالی اور اس کے بعد جو سر اٹھایا تو اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک رہے تھے۔ میں نے پوچھا۔

"تم رو کیوں رہے ہو؟"

کہنے لگا "کچھ معلوم ہے میری بیوی اس وقت کہاں ہے؟"

میں نے پوچھا "تمہیں اس سے کیا کام ہے؟"

بولا: "کچھ نہیں! میں اس سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔"

میں نے اس سے کہا "وہ اپنے باپ کے گھر میں ہے۔"

کہنے لگا: "قابل رحم ہے وہ، اس کا باپ اور اس کا سارا خاندان۔ میری قرابت سے پہلے وہ بڑی عزت و آبرو کے مالک تھے، لیکن میں نے انہیں ذلت کا ایک ایسا لباس پہنا دیا ہے جسے زمانہ بوسیدہ نہ کر سکے گا۔

کوئی ہے جو میری طرف سے انہیں یہ بتا دے کہ میں قریب المرگ ہوں اور اس حال میں میرا دامن ان کی آبرو کے خون سے داغدار ہے، مجھے خدا کے حضور جاتے ڈر لگ رہا ہے۔ میں ان سے التجا کرتا ہوں کہ موت آنے سے پہلے وہ میری اس لغزش کو معاف کر دیں۔

میں نے شادی کے وقت اپنے خسر سے وعدہ کیا تھا کہ زندگی بھر اپنی بیوی کی عزت کی حفاظت کروں گا۔ برائیوں سے خود بھی بچوں گا اور اسے بھی بچاؤں گا۔ لیکن افسوس کہ

Marfat.com

میں نے اپنی قسم توڑ دی۔ کاش وہ میرا یہ گناہ معاف کر دیں تا کہ خدا بھی مجھے معاف کر دے۔

بے شک میری بیوی نے مجھے قتل کیا ہے، لیکن میں نے ہی تو وہ خنجر اس کے ہاتھ میں دیا تھا جو اس نے میرے سینے میں اتارا ہے۔ پس میرے جرم کی ذمے دار وہ نہیں ٹھہرائی جا سکتی۔

گھر میرا گھر تھا، بیوی میری بیوی تھی اور دوست میرا دوست تھا۔ میں نے خود گھر کا دروازہ کھول کر اپنے دوست کو اپنی بیوی تک پہنچایا۔ یہ میری خطا ہے۔ میں نے اپنے ہاتھوں اپنے اوپر ظلم کیا۔"

وہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گیا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو ایک سیاہ بادل آہستہ آہستہ اس کی پیشانی پر پھیل رہا تھا۔ آخر کار اس نے اپنا منہ چھپا کر اس زور سے آہ کھینچی کہ میں سمجھا کہ اس کے دل کا پردہ پھٹ گیا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا:

"میری آنکھوں کے سامنے کیسا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے اور دنیا میری نگاہوں میں کتنی تنگ ہو گئی ہے۔

اس کمرے میں، اس صوفے پر، اس چھت کے نیچے، میں ان دونوں کو بیٹھے باتیں کرتا دیکھتا تو میرا دل خوشی سے چھلکنے لگتا۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا کہ اس نے مجھے ایک وفادار دوست جو تنہائی میں میری بیوی کا جی بہلاتا ہے اور ایسی شریف بیوی عطا کی ہے جو میری غیر موجودگی میں میرے دوست کی عزت و تکریم کرتی ہے۔ اف! سب سے کہہ دو کہ جو شخص کل تک اپنی ذکاوت و ذہانت پر فخر کرتا تھا، اپنے تئیں سب سے زیادہ عقلمند اور صائب الرائے گردانتا تھا، آج اعتراف کرتا ہے کہ وہ انتہائی بے وقوف اور پرلے درجے کا جاہل ہے۔

اف! کاش...... میری ماں مجھے نہ جنتی، کاش میرے ماں باپ کو اولاد دیکھنی نصیب نہ ہوتی۔ شاید لوگ میرے متعلق وہ کچھ جانتے تھے، جو میں نہیں جانتا تھا۔ شاید جب میں ان کے قریب سے گزرتا تھا تو وہ میری طرف دیکھتے تھے اور ایک دوسرے کو اشارے کر کر کے مسکراتے تھے۔ ان کی نگاہیں مجھ پر جم کر رہ جاتی تھیں۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ

Marfat.com

بے وقوفوں کے چہرے پر بے وقوفی اور جاہلوں کے چہرے پر جہالت کس طرح جھلکتی ہے۔

شاید میرے دوست جو مجھ سے محبت جتاتے تھے، چکنی چپڑی باتیں کرتے تھے، ان کا مرکز نظر میں نہ تھا، میری بیوی تھی۔ شاید وہ آپس میں مجھے دلال، میری بیوی کو بیسوا اور میرے گھر کو قحبہ خانہ کہہ کر پکارتے تھے۔ حالانکہ میں اپنے آپ کو بڑا شریف اور بڑا معزز سمجھتا تھا۔

اف! قابل رحم ہوں میں اگر آج کے بعد ایک لمحے کو بھی زندہ رہوں اور افسوس ہے اس الگ تھلگ گوشے کی اس وحشت ناک قبر پر جس میں میرے ساتھ میری ذلت بھی دفن ہو جائے گی۔"

اس کے بعد اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اور پھر اس پر غفلت طاری ہو گئی۔ اتنے میں آیا آئی اور اس کے بچے کو اس کے پاس لٹا کر چلی گئی۔ بچہ کھسکتے کھسکتے باپ کے سینے سے جا چمٹا۔ باپ نے آنکھیں کھول دیں۔ بچے کو دیکھا اور مسکرا دیا اور سینے سے چمٹا لیا۔ بچے کو پیار کرنے کے لئے وہ اپنے لب اس کے منہ کے قریب لے گیا۔ لیکن ایک دم اسے پھریری سی آئی، چہرے کی رنگت بدل گئی۔ اس نے بچے کو زور سے پرے دھکیل دیا اور چیخنے لگا:

"اسے لے جاؤ یہاں سے...... میں اسے نہیں جانتا۔ میرا نہ کوئی بچہ ہے نہ بیوی۔ پوچھو اس کی ماں سے کہ اس کا باپ کون ہے اور اسے اس کے پاس پہنچا دو۔ میں اپنی زندگی میں ننگ و ذلت کا لباس نہیں پہنوں گا اور اپنی موت کے بعد رسوائی کا یہ دائمی نشان چھوڑ کر نہ جاؤں گا۔"

بچے کے رونے کی آواز سن کر آیا آئی اور اسے اٹھا کر لے گئی۔ ابھی آیا تھوڑی دور گئی تھی کہ بچے کے رونے کی آواز باپ کے کانوں میں پہنچی۔ تھوڑی دیر تک وہ سنتا رہا اور اس کے بعد پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ وہ چلایا "اسے میرے پاس لے آؤ۔"

آیا اسے لے کر واپس آئی۔ باپ نے بچے کو اپنی گود میں لے لیا اور غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا اور پھر کہنا شروع کیا:

"میرے بچے، تیرے واسطے باپ کی طرف سے یتیمی کا داغ اور ماں کی طرف

Marfat.com

سے ذلت کا دھبہ محض سادگی کی بناء پر ہے۔ لہذا تو ہم دونوں کا قصور معاف کردے۔ تیری ماں ایک کمزور عورت تھی جو تقدیر کا دھکا نہ سہہ سکی اور ٹھوکر کھا گئی اور تیرا باپ نیک نیت تھا۔ اس نے بھلائی کرنی چاہی تھی لیکن برائی پلے بندھ گئی۔

بچے تو میرا ہو یا نہ ہو، بہرحال میں نے کچھ دن تیرے وجود سے مسرت حاصل کی ہے۔ میں تیرا احسان مرنے سے پہلے بھول سکتا ہوں نہ مرنے کے بعد۔"

اس نے بچے کو اپنے سینے سے لگالیا اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اب یہ نہیں معلوم کہ ایک شفیق باپ کا بوسہ تھا یا ایک مہربان اجنبی کا۔

اب وہ تھک کر چور ہو گیا تھا۔ اس لئے درجہ حرارت پھر بڑھ گیا اور اس کی گرمی اس کے دماغ کو چڑھنے لگی۔ یہاں تک کہ میں سمجھا کہ وہ اللہ کو پیارا ہونے والا ہے۔ میں نے فوراً ڈاکٹر کو بلا بھیجا۔ ڈاکٹر آیا اور اس نے مریض پر ایک طویل نظر ڈالی جو واپس ہوئی تو حسرت و یاس سے لبریز تھی۔

اس کے بعد مریض کے جسم میں ایک شدید قسم کا اکڑاؤ پیدا ہوا اور وہ دردناک آواز سے کراہنے لگا۔ جتنی آنکھیں اس پر لگی تھیں ان میں ایک نہ تھی، جس نے اس رخصت ہونے والی روح پر آنسوؤں کے موتی نچھاور نہ کئے ہوں۔

ہم اس کے گرد بیٹھے تھے اور موت نے اس کے بستر پر اپنے سیاہ پردے ڈالنے شروع کر دیئے تھے۔ اتنے میں ایک سیاہ پوش عورت کمرے میں داخل ہوئی۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کی طرف گئی اور اس کے پہلو میں پہنچ کر جھک گئی۔ اس نے قریب المرگ شوہر کے ہاتھ کو بوسہ دیا جو اس کے سینے پر رکھا تھا اور کہنے لگی:

"میرے سرتاج! دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنے بیٹے کے متعلق شک نہ کر۔ اس کی ماں تمہارے خدا کے گھر سدھارتے وقت تمہیں یقین دلاتی ہے کہ اگرچہ وہ گناہ کے قریب پہنچ گئی تھی، لیکن اس نے گناہ کا ارتکاب نہیں کیا۔ میرے بچے کے باپ! مجھے معاف کر دو اور جب خدا کی بارگاہ میں کھڑے ہو تو اس سے التجا کرو کہ وہ مجھے بھی تمہارے پاس بلا لے، کیونکہ تمہارے بعد زندگی میں میرے لئے کوئی خیر اور کوئی راحت نہیں۔"

اس کے بعد وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ مریض نے آنکھیں کھولیں اور اپنی بیوی کے چہرے پر ایک مسکراتی نظر ڈالی جو اس کی زندگی کی آخری نظر تھی اور رخصت

Marfat.com

ہو گیا۔

اپنے دوست کو اپنے ہاتھ سے دفن کر کے، اس شاداب جوانی اور اس سرسبز چمن کو مٹی کے ان تلے بوجھ کے نیچے دبا کر میں ابھی قبرستان سے واپس آیا ہوں اور یہ سطریں لکھنے بیٹھا ہوں۔ میری آہیں اور میرے آنسو قابو سے باہر ہوتے جاتے ہیں۔ میری تسلی اور تشفی کا اگر تھوڑا بہت کچھ سامان ہے تو اس خیال میں کہ قوم ایک بہت بڑے خطرے کے گڑھے پر کھڑی تھی۔ میرا دوست تنہا اس خطرے کی طرف بڑھا اور اس میں کود گیا۔ اس کی موت شہیدوں کی موت ہوئی اور اس کی ہلاکت نے قوم کو اس خطرے سے بچا لیا۔

تحریر عربی: سید مصطفیٰ لطفی المنفلوطی

ترجمہ: حبیب اشعر دھلوی

وہ کالج سے آنے والی جس لڑکی پر آوازے کس رہا تھا وہ اس کی اپنی بہن تھی:

فہد کا معمول تھا کہ وہ روزانہ صبح سویرے گھر سے کالج کے لئے روانہ ہو جاتا اور کالج سے چھٹی ہو جانے کے بعد کافی لیٹ گھر پہنچتا۔ اس کی امی اس وجہ سے بڑی پریشان تھیں کیونکہ آج دوپہر کے کھانے پر بھی وہ گھر نہ پہنچ سکا تھا۔

جب فہد تین بجے کے قریب گھر آیا تو اس کی امی نے اسے کھانا دینے کے بعد پوچھا فہد بیٹا! کیا تمہیں کالج سے دیر سے چھٹی ہوتی ہے؟

نہیں امی جان! اس نے جواب دیا۔

امی جان نے کہا: تمہاری بہن بھی تو کالج جاتی ہے وہ تو ٹھیک ٹائم پر گھر آتی ہے۔ چھوٹے بہن بھائی بھی اسکول سے وقت پر آتے ہیں، لیکن تم باہر کیا کرتے رہتے ہو؟

امی! بس ذرا دوستوں کے ساتھ گھومتا رہتا ہوں۔ فہد نے جواب دیا۔

امی نے کہا۔ کیا روز ہی تم دوستوں کے ساتھ چلے جاتے ہو؟ فہد نے ٹال مٹول سے کام لے کر امی کو مطمئن کر دیا۔

Marfat.com

لیکن اس کی امی کے دل میں شک پڑ گیا تھا کہ روز یہ باہر دوستوں کے ساتھ کیا کرتا رہتا ہے۔ فہد کے محلے کا ایک دوسرا لڑکا ناصر بھی اسی کالج میں پڑھتا تھا۔ اس کی امی نے ناصر سے کہا کہ وہ فہد کے بارے میں معلومات حاصل کرے کہ وہ اتنی دیر باہر کیا کرتا رہتا ہے؟

ناصر نے چند دن کے بعد فہد کی امی کو جو بات بتائی، پریشان تو وہ پہلے ہی تھیں اس بات سے ان کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ناصر نے بتایا کہ فہد کالج میں دل لگا کر نہیں پڑھتا، اور اکثر ایک دو پیریڈ پڑھنے کے بعد کالج سے بھاگ جاتا ہے اور آوارہ لڑکوں کے ساتھ مل کر رنگین تتلیوں کے پیچھے بھاگتا ہے اور راہ چلتی لڑکیوں پر آوازیں بھی کستا ہے۔

دوسرے بچے تو ایسے نہیں ہیں، یہ فہد کن بری راہوں پر چل پڑا؟ اس کی امی کے دل میں اسی سوچ سے ہول اٹھتے۔ اس دن بھی فہد حسب معمول دیر سے گھر پہنچا تو اس کی امی نے اس کو بہت سمجھایا کہ شریف لڑکوں کا یہ کام نہیں اور ہمارا دین اسلام بھی ہم کو ایسی ہی بری عادات سے بچنے کے لئے حکم دیتا ہے۔ ''مومن مردوں کو چاہئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔'' اس کی امی نے بتایا، لیکن فہد نے آگے سے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی امی کہنے لگیں ''بیٹا تمہاری اپنی بہن بھی تو کالج جاتی ہے۔'' بظاہر تو فہد نے امی سے باز رہنے کا وعدہ کر لیا لیکن دوسرے دن پھر دوستوں کے ساتھ وہ ویسا ہی تھا۔

آج فہد اور اس کے دوستوں نے پروگرام بنایا کہ وہ کالج جانے کے بجائے فلم دیکھنے جائیں گے۔ سب دوست فلم دیکھنے چلے گئے۔ فلم دیکھنے کے بعد جب وہ سینما سے باہر نکلے تو کالج سے چھٹی ہو چکی تھی۔ خواتین کالج میں بھی چھٹی ہو چکی تھی۔ راستے میں فہد کو دو لڑکیاں جاتی ہوئی نظر آئیں۔ ان میں سے ایک لڑکی نے بڑی چادر سے اپنے چہرے کو بھی ڈھانپ رکھا تھا۔

فہد نے ان کا پیچھا کیا اور ساری راہ ان پر گھٹیا فلمی فقرے کستا رہا۔ وہ خاموشی سے تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ایک گلی میں داخل ہو گئیں۔ فہد ایک دم ٹھہر گیا کیونکہ وہ تو اس کے اپنے گھر کی گلی تھی، وہ نکڑ پر کھڑا تھا کہ اس نے دیکھا بڑی چادر والی لڑکی جس نے نقاب کر رکھا تھی وہ اس کے اپنے گھر میں داخل ہوئی، یہ دیکھ کر فہد کو چکر آ گیا۔ کیونکہ وہ اس کی اپنی

Marfat.com

سگی بہن نسیمہ تھی جو اپنی سہیلی کے ساتھ کالج سے واپس آ رہی تھی۔

او میرے خدا! میں اتنا برا اور ذلیل آدمی ہوں۔ امی نے سچ ہی تو کہا تھا کہ تمہاری اپنی بہن بھی تو کالج جاتی ہے۔ لیکن اس نے ان کی بات کو سنا ہی کب تھا۔

اپنی ہی بہن کے ساتھ...... وہ کیا سوچتی ہوگی؟ اس کی سہیلی کیا سوچتی ہوگی؟ فہد کو زمین و آسمان گھومتے نظر آئے۔ وہ جلدی جلدی گھر پہنچا، کسی کا سامنے کرنے کی اس میں ہمت ہی کب تھی۔ وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا اور دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

اس کی امی کو بڑی تشویش ہوئی، جب دو گھنٹے کے بعد بھی وہ باہر نہ نکلا اور دروازہ زور زور سے پیٹنے پر بھی وہ باہر نہ آیا۔ تو دروازے کو توڑا گیا، اندر کا منظر دیکھ کر اس کی امی کی چیخیں نکل گئیں، کمرے میں فہد پنکھے سے جھولا ہوا تھا اور اس کی سانسیں ختم ہو چکی تھیں۔ (بحوالہ خواتین میگزین)

Marfat.com

موضوع نمبر ۱۶

بے پردگی اور عذابات خداوندی پر عبرت آموز واقعات

اس واقعے سے عبرت حاصل کریں:

یہ واقعہ حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم عالی نے جامع مسجد بیت المکرّم گلشن اقبال کراچی میں خطاب کرتے ہوئے سنایا اور ان کا یہ پورا خطاب کتابی شکل میں بنام چھ گناہ گار عورتیں چھپ چکا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴ پر یہ واقعہ کچھ اس طرح سے لکھا ہوا ہے کہ مفتی صاحب نے فرمایا کہ:

یہ واقعہ گلگت میں پیش آیا تھا کہ ایک شخص قبرستان کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اس نے ایک قبر سے یہ آواز سنی کہ مجھے نکالو، مجھے نکالو، میں زندہ ہوں۔

جب ایک دو مرتبہ اس نے یہ آواز سنی تو اس نے سمجھا کہ یہ میرا وہم اور خیال ہے، کوئی آواز نہیں آ رہی۔ لیکن جب مسلسل اس نے یہ آواز سنی تو اس کو یقین ہونے لگا۔ چنانچہ قریب ہی ایک بستی تھی۔ وہ شخص اس بستی میں آیا اور لوگوں کو اس آواز کے بارے میں بتا کر کہا کہ تم بھی چلو اور اس آواز کو سنو۔

چنانچہ کچھ لوگ اس آدمی کے ساتھ آئے اور انہوں نے بھی یہ آواز سنی اور سب نے یقین کرلیا کہ واقعی یہ آواز قبر سے آ رہی ہے۔ اب یقین ہونے کے بعد ان لوگوں کو مسئلہ پوچھنے کی فکر ہوئی کہ پہلے علماء کرام سے یہ مسئلہ پوچھ لیا جائے کہ قبر کو کھولنا جائز ہے بھی یا نہیں۔

چنانچہ وہ لوگ محلے کے امام مسجد صاحب کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اس طرح قبر میں سے آواز آ رہی ہے اور میت یہ کہہ رہی ہے کہ مجھے قبر سے نکالو، میں زندہ ہوں۔

Marfat.com

امام صاحب نے فرمایا کہ اگر تمہیں اس کے زندہ ہونے کا یقین ہو گیا ہے تو قبر کھول لو اور اس کو باہر نکال لو۔

چنانچہ یہ لوگ ہمت کر کے قبرستان گئے اور جا کر قبر کھولی۔ اب جونہی تختہ ہٹایا تو دیکھا کہ اندر ایک عورت ننگی بیٹھی ہوئی ہے اور اس کا کفن گل چکا ہے اور وہ عورت کہہ رہی ہے کہ جلدی سے میرے گھر سے میرے کپڑے لاؤ، میں کپڑے پہن کر باہر نکلوں گی۔ چنانچہ یہ لوگ فوراً دوڑ کر اس کے گھر گئے اور جا کر اس کے گھر والوں کو یہ واقعہ بتایا اور اس کے کپڑے اور چادر وغیرہ لے کر آئے اور لا کر قبر کے اندر پھینک دیئے۔

اس عورت نے ان کپڑوں کو پہنا اور چادر اپنے اوپر ڈالی اور پھر تیزی سے بجلی کی طرح اپنی قبر سے نکلی اور دوڑتی ہوئی اپنے گھر کی طرف بھاگی اور گھر جا کر ایک کمرے میں چھپ کر اندر سے کنڈی لگالی۔ اب جو لوگ قبرستان آئے تھے وہ بھی دوڑ کر اس کے ساتھ گھر پہنچے اور ان کو وہاں جا کر معلوم ہوا کہ اس نے کمرے کو اندر سے کنڈی لگالی ہے۔ ان لوگوں نے دستک دی کہ کنڈی کھولو۔

اندر سے عورت نے جواب دیا۔ میں کنڈی کھول دوں گی لیکن کمرے کے اندر وہ شخص داخل ہو جس کے اندر مجھے دیکھنے کی تاب ہو، اس لئے کہ اس وقت میری حالت ایسی ہے کہ ہر آدمی مجھے دیکھ کر برداشت نہ کر سکے گا۔ لہذا کوئی دل گردے والا شخص اندر آئے اور آ کر میری حالت دیکھے۔

اب سب لوگ اندر جانے سے ڈر رہے تھے، مگر دو چار آدمی جو مضبوط دل والے تھے، انہوں نے کہا کہ تم کنڈی کھولو، ہم اندر آئیں گے۔ چنانچہ اس نے کنڈی کھول دی اور یہ لوگ اندر چلے گئے۔

ٹی وی، فلموں اور عام زندگی میں ننگے سر گھومنے والی خواتین کے منظر عبرت، ننگے سر گھومنے پھرنے والی کا حشر:

اندر وہ عورت اپنے آپ کو چادر میں چھپائے بیٹھی تھی۔ جب یہ لوگ اندر پہنچے تو اس

Marfat.com

عورت نے سب سے پہلے اپنا سر کھولا۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ اس کے سر پر ایک بھی بال نہیں ہے۔ وہ بالکل خالی کھوپڑی ہے۔ نہ اس پر بال ہیں اور نہ کھال ہے۔ صرف خالی ہڈی ہڈی ہے۔

لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تیرے بال کہاں گئے؟

اس عورت نے جواب دیا کہ جب میں زندہ تھی تو ننگے سر گھر سے باہر نکلا کرتی تھی۔ پھر مرنے کے بعد جب قبر میں لائی گئی تو فرشتوں نے میرا ایک ایک بال نوچا اور اس نوچنے کے نتیجے میں بال کے ساتھ کھال بھی نکل گئی، اب میرے سر پر نہ بال ہیں اور کھال ہے۔

اب ذرا فلمی و ٹی وی اداکارائیں، گلوکارائیں اور فنکارائیں کہ جو ننگے سر پوری دنیا کے سامنے آجاتی ہیں اور ان کے علاوہ وہ عام خواتین بھی جو گھروں، گلی کوچوں، بازاروں، پارکوں، فائیو اسٹار ہوٹلوں، سالگرہ اور شادی بیاہ کی رنگین محفلوں میں ننگے سر گھومتی پھرتی ہیں، وہ اپنا انجام سوچتے ہوئے اس واقعے سے عبرت حاصل کریں اور آئندہ کے لئے ننگے سر رہنے سے توبہ کریں کہ:

ہے یہاں سے تجھ کو جانا ایک دن
منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن

ٹی وی، فلموں و محفلوں میں سرخی لگا کر آنے والی خواتین کے لئے منظر عبرت، سرخی والی کا حشر:

اس کے بعد اس عورت نے اپنا منہ کھولا، جب لوگوں نے اس کا منہ دیکھا تو وہ اتنا خوفناک ہو چکا تھا کہ سوائے دانتوں کے کچھ نظر نہ آیا۔ نہ اوپر کا ہونٹ موجود تھا، اور نہ نیچے کا ہونٹ موجود تھا، بلکہ بتیس کے بتیس دانت سامنے جڑے ہوئے نظر آرہے تھے۔

سوچئے کہ اگر کسی انسان کے صرف دانت ہی دانت نظر آئیں تو کتنا ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اب ان لوگوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تیرے ہونٹ کہاں گئے؟ تو اس

Marfat.com

عورت نے جواب دیا کہ میں اپنے ہونٹوں پر لپ اسٹک لگا کر نامحرم مردوں کے سامنے جایا کرتی تھی۔ اس کی سزا میں میرے ہونٹ کاٹ لئے گئے۔ اس لئے اب میرے چہرے پر ہونٹ نہیں ہیں۔

اب ذرا وہ خواتین غور کریں کہ جو سرخی لگا کر ٹی وی پر خبریں یا خبروں کا خلاصہ یا پروگرام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یا گلوکاری، فنکاری اور اداکاری کرتے ہوئے پوری دنیا کے سامنے جلوہ افروز ہوتی ہیں اور وہ خواتین بھی اپنا انجام سوچیں کہ جو سرخی لگا کر گلی کوچوں، شادی بیاہ کی رنگین محفلوں، مینا بازاروں، پارکوں، سیر گاہوں، فائیو اسٹار ہوٹلوں اور شاپنگ کرتے ہوئے بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں۔

ٹی وی ڈراموں، فلموں اور شادیوں وغیرہ میں ناخن پالش لگانے والیاں، ناخن پالش لگانے والی کا انجام:

اس کے بعد اس عورت نے اپنے ہاتھ اور پیر کی انگلیاں کھولیں تو لوگوں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں میں سے ایک میں بھی ناخن نہیں تھا۔ تمام انگلیوں کے ناخن غائب تھے۔

اس سے پوچھا گیا کہ تیری انگلیوں کے ناخن کہاں گئے؟

تو اس عورت نے جواب دیا کہ ناخن پالش لگانے کی وجہ سے میرا ایک ایک ناخن کھینچ لیا گیا ہے، چونکہ میں یہ سارے کام کر کے گھر سے باہر نکلا کرتی تھی اس لئے جیسے ہی میں مرنے کے بعد قبر میں پہنچی تو میرے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا اور مجھے یہ سزا ملی کہ میرے سر کے بال بھی نوچ لئے گئے، میرے ہونٹ بھی کاٹ دیئے گئے اور ناخن بھی کھینچ لئے گئے۔

اتنی باتیں کرنے کے بعد وہ بے ہوش ہوگئی اور مردہ و بے جان ہوگئی۔ جیسی لاش ہوتی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے دوبارہ اس کو قبرستان پہنچا دیا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کو یہ منظر عبرت دکھانا مقصود تھا کہ دیکھو، اس عورت کا کیا انجام ہوا

Marfat.com

اور اس کو کتنا ہولناک عذاب دیا گیا تاکہ دنیا کے لوگ عبرت پکڑیں۔

بے نمازی اور فیشن پرستی پر عذاب:

مجھ سے میرے ایک دوست نے یہ عجیب حیرت ناک وعبرت ناک واقعہ بیان کہ کویت وعراق کی جنگ سے پہلے میں کویت میں مقیم تھا، وہاں میں مردوں کی تجہیز و تکفین اور دفن وغیرہ کے امور سے وابستہ تھا اور لوگوں میں اسی حیثیت سے معروف تھا۔ جنگ کے دوران مصر آ گیا۔

اسی دوران مجھ سے ایک دن ایک خاندان کے لوگوں نے رابطہ قائم کیا اور خاندان کی ایک عورت کی تکفین کے سلسلے میں بات کی۔

چنانچہ میں قبرستان گیا اور مردوں کے غسل دینے کی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ انتظار میں تھا کہ جنازہ تیار ہو کر نکلے کہ اتنے میں چار باپردہ عورتوں کو غسل دینے کی جگہ سے تیزی سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ ان پر گھبراہٹ طاری تھی، مگر میں نے ان سے کچھ پوچھا نہیں کہ ہو گی کوئی وجہ۔

تھوڑے وقفے کے بعد وہ عورت نکلی جو مردہ عورتوں کو غسل دیتی ہے، اس نے مجھ سے میت کو غسل دینے میں مدد طلب کی۔

میں نے اس سے کہا کہ کسی مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی عورت کو غسل دے۔

اس نے مجھ سے کہا کہ میت کا جسم بہت وزنی ہے جو عام طور پر نہیں ہوتا۔ میرا جواب سن کر پھر وہ اندر چلی گئی۔ کسی طرح غسل دیا اور کفن پہنایا۔

ہم جنازہ اٹھانے کے لئے اندر گئے، ہم گیارہ آدمی تھے، جنازہ اتنا وزنی تھا کہ ہم سب نے مل کر جنازہ اٹھایا۔ جب ہم قبرستان پہنچے اور جیسا کہ مصر میں رواج ہے کہ ان کی قبریں کمروں کی طرح ہوتی ہیں، وہ بلندی سے سیڑھی کے ذریعے کمرے میں اترتے ہیں، جہاں مردوں کو بغیر مٹی ڈالے رکھتے ہیں۔

جب ہم نے لاش کو اپنے کندھوں سے اتارا تو لاش کمرے کے اندر پھیلنے اور گرنے لگی۔ اس منظر کو دیکھ کر ہم سب گھبرا گئے اور وہ ہمارے قابو سے باہر ہو گئی۔

Marfat.com

اتنے میں ہم نے اس کی ہڈیوں کی چڑ چڑاہٹ سنی۔ جیسے ہڈیاں ٹوٹ رہی ہوں۔ ہم نے دیکھا کہ کفن کا کچھ حصہ ہٹ گیا ہے۔ میں تیزی سے لاش کی طرف بڑھا اور اس کو ڈھک دیا۔ پھر میں بڑی مشکل سے اس کو قبلہ رخ کر سکا۔

دوبارہ کفن چہرے کی طرف سے کھل گیا، اس وقت میں نے عجیب منظر دیکھا۔ ہم نے دیکھا کہ آنکھیں جیسے باہر کی طرف نکل رہی ہوں اور چہرہ کالا ہو چکا تھا۔ ہم منظر کی ہولنا کی سے ڈر گئے اور تیزی سے باہر آگئے اور کمرہ کا دروازہ بند کر دیا۔

جب میں اپنی قیام گاہ پر پہنچ گیا تو مجھ سے مرنے والی عورت کی اولاد میں سے ایک لڑکی ملی اور اس نے مجھ کو قسم دے کر پوچھا کہ اس کی والدہ کے ساتھ قبر میں داخل کرنے کے دوران کیا واقعہ پیش آیا۔

میں نے جواب نہ دینے کی بہت کوشش کی، لیکن وہ اس بات پر مصر رہی کہ میں اس کو میت کی حالت سے باخبر کر دوں۔ حتیٰ کہ میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

اس وقت اس نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ! جس وقت آپ نے ہم کو غسل کی جگہ سے تیزی سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا، اس کا سبب یہ تھا کہ ہم نے اپنی والدہ کے چہرے کو کالا ہوتے دیکھا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری والدہ نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور ان کی موت اس حال میں ہوئی کہ وہ بہت فیشن ایبل رہتی تھیں۔ شرم و حیا نام کی کوئی چیز ان میں تھی ہی نہیں۔

کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ایسے مناظر دکھاتا ہے کہ لوگ اس سے سبق حاصل کریں، ہر موت کے حالات کو اس دنیا میں دکھانا حکمت خداوندی کے خلاف ہے کہ پھر ایمان بالغیب کی مصلحت ختم ہو جائے گی۔

پچاس ساٹھ سانپ:

۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں کسی دکھیاری ماں نے یہ بیان دیا تھا:

میری سب سے بڑی لڑکی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ اسے دفن کرنے کے لئے جب قبر کھودی گئی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس میں پچاس ساٹھ سانپ جمع ہو گئے۔ دوسری

Marfat.com

قبر کھدوائی گئی تو اس میں بھی وہی سانپ آ کر کنڈلی مار کر ایک دوسرے پر بیٹھ گئے۔ پھر تیسری قبر تیار کی۔ اس میں ان دونوں قبروں سے زیادہ سانپ تھے۔

سب لوگوں پر دہشت سوار تھی، وقت بھی کافی گزر چکا تھا۔ ناچار ہو کر باہم مشورہ کر کے میری پیاری بیٹی کو سانپوں بھری قبر میں دفن کر کے لوگ دور ہی سے مٹی پھینک کر چلے آئے۔

میری مرحومہ بیٹی کے ابا جان کی قبرستان سے گھر آنے کے بعد حالت بہت خراب ہو گئی اور وہ خوف کے مارے بار بار اپنی گردن جھٹکتے تھے۔

دکھیاری ماں کا مزید بیان ہے کہ میری بیٹی یوں تو نماز روزہ کی پابند تھی مگر وہ فیشن کیا کرتی تھی۔ میں اسے پیار و محبت سے سمجھانے کی کوشش کرتی تھی مگر وہ اپنی آخرت کی بھلائی کی باتوں پر کان دھرنے کے بجائے الٹا مجھ پر بگڑ جاتی اور مجھے ذلیل کر دیتی تھی۔

افسوس! میری کوئی بات میری نادان ماڈرن بیٹی کی سمجھ میں نہ آئی۔

خوفناک جانور:

غالباً شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ کا آخری جمعہ تھا۔ رات کو کورنگی (کراچی) میں ایک نوجوان سے (راقم الحروف) کی ملاقات ہوئی۔ اس پر خوف طاری تھا۔ اس نے حلفیہ بیان دیا کہ میرے ایک عزیز کی جوان بیٹی اچانک فوت ہو گئی۔ جب ہم تدفین سے فارغ ہو کر پلٹے تو مرحومہ کے والد کو یاد آیا کہ ان کا ایک ہینڈ بیگ جس میں اہم کاغذات تھے، وہ غلطی سے میت کے ساتھ قبر ہی میں دفن ہو گیا ہے۔

چنانچہ بامر مجبوری ہم نے جا کر دوبارہ قبر کھودنی شروع کی۔ جوں ہی ہم نے قبر سے سل ہٹائی، خوف کے مارے ہماری چیخیں نکل گئیں۔ کیونکہ جس جوان لڑکی کو ابھی ہم نے صاف ستھرے کفن میں لپیٹ کر سلایا تھا، وہ کفن پھاڑ کر اٹھ بیٹھی تھی اور وہ بھی کمان کی طرح ٹیڑھی!

آہ! اس کے سر کے بالوں سے اس کی ٹانگیں بندھی ہوئی تھی اور کئی چھوٹے چھوٹے نامعلوم جانور اس سے چمٹے ہوئے تھے۔

Marfat.com

یہ دہشت ناک منظر دیکھ کر خوف کے مارے ہماری گھگھی بندھ گئی اور ہینڈ بیگ نکالے بغیر جوں توں مٹی پھینک کر ہم بھاگ کھڑے ہوئے۔

گھر آ کر میں نے عزیزوں سے اس لڑکی کا جرم دریافت کیا تو بتایا گیا کہ اس میں کوئی فی زمانہ معیوب سمجھا جانے والا جرم تو نہیں تھا، البتہ یہ بھی عام لڑکیوں کی طرح فیشن ایبل تھی اور پردہ نہیں کرتی تھی۔ ابھی انتقال سے چند روز پہلے رشتے داروں میں شادی تھی تو اس نے فیشن کے بال کٹوا کر، بن سنور کر عام عورتوں کی طرح بے پردہ شادی کی تقریب میں شرکت کی تھی۔

عبرت ناک واقعہ:

احمد آباد کے محلہ جماپور کے متمول مسلمان گھرانے میں عجیب واقعے سے احمد آباد لرز گیا۔ اس کے بالوں پر دو کالے ناگ، چہرے پر چھپکلی اور ناخنوں پر بچھو بیٹھے ہوئے تھے۔

احمد آباد جیسے صنعتی شہر میں جسے ''ہندوستان کا مانچسٹر'' کہا جاتا ہے، جہاں پر مسلم ہنر مند کاریگروں کی بہت بڑی آبادی ہے، جہاں تاریخ نے کئی انمٹ اور ناقابل فراموش نقوش چھوڑے ہیں۔ اسی احمد آباد شہر کے محلّہ جمال پورہ کے ایک مسلم خاندان میں ایک عجیب وغریب اور عبرتناک واقعہ رونما ہوا۔

بتایا جاتا ہے کہ مسلم خاندان کی ایک کنواری یعنی غیر شادی شدہ نوجوان لڑکی جس کے فیشن کا بڑا چرچا تھا، مالدار گھرانے کی یہ لڑکی اٹھ کر بناؤ سنگھار کرتی اور نت نئی تراش، وضع، فیشن اور ڈیزائن کے لباس زیب تن کرتی تھی۔

ایک روز اچانک مختصر سی علالت کے بعد چل بسی اور شہر کے قبرستان میں اسے دفن کر دیا گیا۔ مبینہ طور پر اس کے بعد ایک حیرت انگیز بات ہوئی۔ اس کی ماں کو مسلسل تین رات تک یہ آواز سنائی دیتی رہی اور خواب میں لگاتار تین رات تک سے اپنی جوان لڑکی کی لاش دکھائی دیتی رہی جو کہہ رہی تھی ''امی مجھے قبر سے نکالو، میں زندہ ہوں۔''

اس کی ماں کا بیان ہے کہ میں اس واقعے سے گھبراہٹ محسوس کر رہی تھی۔ مجھے

Marfat.com

خوف اور اضمحلال لاحق ہو گیا۔ ممتا کے آنسوؤں نے لڑکی کے باپ، بھائی اور محلے داروں کو آگاہ کیا اور چوتھے روز دو پولیس والوں کی موجودگی میں قبر کھودی گئی۔

لڑکی زندہ تھی لیکن اس عبرتناک حالت میں کہ اس کے بالوں پر دو کالے ناگ، چہرے پر چھپکلی اور ناخنوں پر جہاں جہاں لالی لگائی تھی وہاں بچھو چپکے ہوئے تھے۔ عصر کے بعد تمام موذی جانور متوفیہ کی لاش سے ہٹ گئے۔

پولیس بے ہوش لڑکی کو قبر سے نکال کر واڑی چیری ٹیبل ہسپتال احمد آباد کے آئی سی وارڈ میں لے گئی۔ جہاں اس کا علاج ہو رہا ہے۔ لڑکی کا ہونٹ غائب ہو گیا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد کہا جاتا ہے کہ اس نے بتایا کہ میں صرف ۱۵ دن کے لئے دوبارہ آئی ہوں۔ تم لوگ نماز پڑھو، روزہ رکھو، لوگوں کو صرف اتنا سنائی دیا اور اتنا ہی سمجھ میں آیا۔ اس سے زیادہ کچھ بھی سنائی نہیں دیا۔

بتایا جاتا ہے کہ تقریباً ۱۲ دنوں سے اس عجیب وغریب دوبارہ زندہ ہونے والی فیشن کی دلدادہ لڑکی کو بے شمار لوگوں نے اپنی آنکھوں سے ہسپتال جا کر دیکھا ہے۔ لوگوں میں چرچا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک تنبیہ ہے کہ غفلت اور اغیار کی نقالی سے بچ کر سادہ اور مذہب کے اصول کے مطابق لوگ چلیں۔ خاص طور پر عورتوں کو اس سلسلے میں عبرت حاصل ہو۔ (بحوالہ احقر کی کتاب ''ناقابل یقین سچے واقعات'')

غیروں کی شباہت پر سبق آموز واقعہ:

حضرت تھانویؒ نے اس سلسلے میں ایک عبرت آموز واقعہ بیان کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا فتح محمدؒ فرماتے ہیں کہ شیخ دہان (تاجر روغن) ایک بڑے عالم تھے نے فرمایا کہ مکہ میں ایک عالم کا انتقال ہو گیا اور ان کو دفن کر دیا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد کسی دوسرے شخص کا انتقال ہوا تو اس کے وارثوں نے ان عالم صاحب کی قبر میں دفن کرنا چاہا۔

مکہ میں یہ دستور ہے کہ ایک قبر میں کئی کئی مردوں کو دفن کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ان عالم صاحب کی قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ ان کی لاش کے بجائے ایک نہایت حسین لڑکی کی

Marfat.com

لاش رکھی ہوئی ہے اور صورت سے وہ لڑکی یورپین معلوم ہوتی تھی۔

سب کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اتفاق سے اس مجمع میں یورپ سے آنے والا ایک شخص بھی موجود تھا۔ اس نے جو اس لڑکی کی صورت دیکھی تو کہا کہ میں اس کو پہچانتا ہوں۔ یہ لڑکی فرانس کی رہنے والی ہے اور ایک عیسائی کی بیٹی ہے۔ یہ مجھ سے اردو پڑھتی تھی اور درپردہ مسلمان ہوگئی تھی۔ میں نے اس کو دینیات کے چند رسالے بھی پڑھائے تھے، اتفاق سے یہ بیمار ہو کر مرگئی اور میں دلبرداشتہ ہو کر نوکری چھوڑ کر یہاں چلا آیا۔

لوگوں نے کہا کہ اس کے یہاں منتقل ہونے کی وجہ تو معلوم ہوگئی کہ مسلمان اور نیک تھی۔ اب یہ غور طلب بات ہے کہ عالم صاحب کی لاش کہاں گئی؟ بعض لوگوں نے کہا کہ شاید اس لڑکی کی قبر میں منتقل کردی گئی ہو۔

اس پر ان لوگوں نے اس سیاح سے کہا کہ تم حج سے واپس ہو کر یورپ جاؤ تو اس لڑکی کی قبر کھود کر دیکھنا کہ اس میں مسلمان عالم کی لاش ہے یا نہیں؟ اور کوئی صورت شناس بھی ساتھ کردیا۔

چنانچہ وہ شخص یورپ گیا اور لڑکی کے والدین سے یہ حال بیان کیا۔ اس پر ان لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ لڑکی کی لاش کو دفن تو کیا جائے فرانس میں اور تم اس کی لاش مکہ میں دیکھ لو۔

آخر یہ طے پایا کہ لڑکی کی قبر کھودی جائے۔ چنانچہ اس کے والدین نے اور چند لوگوں نے اس حیرت انگیز معاملے کی تفتیش کے لئے قبرستان جا کر اس لڑکی کی قبر کھودی تو واقعی اس کے تابوت میں اس کی لاش نہ تھی بلکہ اس کے بجائے وہ مسلمان عالم ماقطع صورت وہاں دھرے ہوئے تھے جن کو مکہ میں دفن کیا گیا تھا۔

شیخ دہان نے فرمایا کہ اس سیاح نے ہمیں کسی ذریعے سے اطلاع دی کہ اس عالم کی لاش یہاں فرانس میں موجود ہے۔ اب مکہ والوں کو فکر ہوئی کہ لڑکی کا مکہ پہنچ جانا تو اس کے مقبول ہونے کی علامت ہے اور اس کے مقبول ہونے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی مگر اس عالم کا مکہ سے کافرستان پہنچ جانا کس بناء پر ہوا؟ اس کے مردود ہونے کی وجہ کیا ہے؟ اس کی بیوی سے پوچھنا چاہئے۔

چنانچہ اس کے گھر گئے اور دریافت کیا کہ تیرے شوہر میں خلاف اسلام کوئی بات

Marfat.com

تھی؟اس نے کہا کہ کچھ بھی نہیں، وہ تو بڑا نمازی اور قرآن پڑھنے والا اور تہجد گزار تھا۔ لوگوں نے کہا کہ سوچ کر بتاؤ، کیونکہ اس کی لاش دفن کے بعد مکہ سے کفرستان پہنچ گئی ہے۔کوئی بات اسلام کے خلاف اس میں ضرور تھی۔

اس پر اس کی بیوی نے کہا، ہاں میں اس کی ایک بات پر ہمیشہ کھٹکتی تھی۔ وہ یہ کہ وہ جب بھی میرے ساتھ مشغول ہوتا اور فراغت کے بعد غسل کا ارادہ کرتا تو یوں کہا کرتا تھا کہ نصاریٰ کے مذہب میں یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ان کے یہاں غسل جنابت فرض نہیں۔

لوگوں نے کہا، بس یہی بات ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی لاش کو مکہ سے اسی قوم کی جگہ پھینک دیا جن کے طریقے کو وہ پسند کرتا تھا۔

یہ شخص بظاہر عالم، متقی اور پورا مسلمان تھا، مگر تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں ایک بات کفر کی موجود تھی کہ وہ کفار کے ایک طریقے کو اسلامی حکم پر ترجیح دیتا تھا اور استحسانِ کفر، کفر ہے۔اس لئے وہ شخص پہلے ہی مسلمان نہ تھا۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ لاش منتقل ہوجایا کرے، مگر اللہ تعالیٰ کہیں ایسا بھی کر کے دکھلا دیتے ہیں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو کہ غیروں کی نقالی کا نتیجہ یہ ہے۔

Marfat.com

موضوع نمبر ۱۷

پردہ اور یورپی فلاسفروں کی ریسرچ

بے پردگی کے نقصانات:

بے پردگی کا سب سے پہلا اور بنیادی نقصان یہ ہے کہ اخلاق اور کردار جسے فرد اور جماعت کی زندگی میں خاص اہمیت حاصل ہے تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ جب کبھی کسی فرد کے اخلاق میں فتور واقع ہو جاتا ہے تو صرف یہی نہیں کہ اس کے مضر اثرات اس کی اپنی ذات ہی تک محدود رہتے ہیں بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اس سے سوسائٹی کی پوری کی پوری زندگی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی چونکہ کسی بے اخلاق یا دوسرے لفظوں میں بد اخلاق شخص پر کسی بھی معاملے میں اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہوسکتا ہے لہذا اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں بداعتمادی کی ایک عام رَو چل جاتی ہے۔ جو حیات اجتماعیہ کی یک جہتی کے لئے نہایت ہی مضر بلکہ تباہ کن ہوتی ہے۔

بے پردگی کا دوسرا نقصان جو نہایت نمایاں صورت میں سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ منزلی زندگی جو انسان کی حقیقی خوشیوں اور مسرتوں کا گہوارہ ہے ملیامیٹ ہو جاتی ہے اور انسان ایک ایسے ماحول سے محروم ہو جاتا ہے جو اس کے سکون دل کے لئے نہایت ضروری ہے جب ایک آدمی کاروباری زندگی سے تھک ہار کر فارغ ہوتا ہے تو اسے ایک ایسے ماحول کی ضرورت ہوتی ہے جس کی فضا میں اطمینان ہی اطمینان ہو اور وہ اس کا گھر ہی ہوسکتا ہے۔

تیسرا نقصان جو آزادی نسواں اور اس کے ضمن میں بے پردگی پر بروئے کار آتا ہے وہ طلاق کی کثرت اور بھرمار ہے جب پردہ اٹھ جانے سے عورت اور مرد کو میل ملاپ کے مواقع زیادہ سے زیادہ مہیا ہو جاتے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ ہی پسند اور ناپسند کے

Marfat.com

موقعے بھی بڑھ جاتے ہیں اور پھر سے ایک سے علیحدگی اور دوسرے سے الحاق کی آرزوئیں آئے دن سینوں میں گرمی پیدا کرتی رہتی ہیں پھر ان کے نتیجے اغواء، مقدمے بازی اور اسی قسم کی سینکڑوں خرابیوں کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔

اوپر جن خیالات کا ہم نے اظہار کیا ہے وہ محض قیاسات ہی نہیں بلکہ ٹھوس حقیقتیں ہیں جن کا مغربی دنیا تجربہ کر چکی ہے آگے چل کر جب ہم مغربی مفکرین کی تحریریں پیش کریں گے تو ہمارے اس دعوے کی تصدیق ہو جائے گی۔

بے پردگی اور مفکرین مغرب کا اعتراف:

آزادی نسواں اور بے پردگی کے نقصانات جن کی طرف ہم ابھی ابھی اشارہ کر چکے ہیں۔ وہاں کے علماء کا سنجیدہ طبقہ جو ان خرابیوں سے متاثر ہو چکا ہے اور ان کے آئندہ نتائج سے باخبر ہے وہ اپنی قوم کو جھنجھوڑ کر جگا رہا ہے اور ان آنے والے خطرات سے خبردار کرنے کی انتہائی کوشش کر رہا ہے۔

ذیل میں ہم چند ایک مفکرین مغرب کی تحریروں سے اقتباسات پیش کر رہے ہیں، جن سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ یورپ میں آزادی نسواں نے کیا کیا گل کھلائے ہیں اور وہاں کی معاشرت کن مشکلات سے دوچار ہو رہی ہے۔

مغرب کا مشہور اقتصادی پروفیسر ''جون سیما'' جو انیسویں صدی کا بہت بڑا فاضل شمار کیا گیا ہے لکھتا ہے:

''کارخانوں اور فیکٹریوں نے عورت کو اس کے گھر سے نکال دیا ہے اور منزلی زندگی کے اصول کو پارہ پارہ کر ڈالا ہے۔''

ایک اور انگریز عالم ''سموئیل سمائیلس'' اپنی کتاب ''الاخلاق'' میں خانگی زندگی میں انتشار کا رونا روتے ہوئے لکھتا ہے:

''جو دستور عورتوں کو دخانی کارخانوں میں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے اس سے خواہ ملکی ثروت کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر جائے لیکن اس میں شک نہیں کہ اس سے خانگی زندگی کی بنیادیں متزلزل ہو گئی ہیں اور اس نے خانہ داری کے طرز زندگی پر سخت حملہ کیا ہے

Marfat.com

اور گھرانے اور کنبے کی شاندار عمارت کو منہدم کر کے معاشرت کی بندشیں بالکل توڑ پھینکی ہیں۔

اس صورت حال نے بیوی کو شوہر سے اور اولاد کو اس کے رشتہ داروں سے چھین کر ایسی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ جس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ عورت کی اخلاقی حالت ابتر ہو جائے۔ کیونکہ عورت کا حقیقی وظیفہ حیات واجبات منزلی کو ادا کرنا تھا اپنے مکان کی ترتیب و آراستگی، اپنے بچوں کی تربیت اور خانگی ضرورتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے وسائل معیشت میں کفایت شعاری برتنا، یہ تھا عورت کا کام۔ مگر کارخانوں نے عورت کو خانہ داری کے ان تمام واجبات سے آزاد کر دیا ہے۔

اب گھر گھر نہیں رہے، اولاد کو تربیت نہیں ملتی، عورت گھریلو کاموں سے لاپرواہ ہے، زن وشوئی کی آتش محبت سرد ہوگئی، عورت کی وہ حالت نہیں رہی کہ وہ ایک خوش مزاج بیوی اور مرد کی محبوب ساتھی مانی جائے بلکہ اب وہ گھر سے باہر کی زندگی میں مرد کی مد مقابل اور حریف بن گئی ہے اسے ایسے ماحول میں رہنا پڑتا ہے جہاں وہ دماغی اور اخلاقی خوبیاں جو عورت کا زیور ہیں باقی نہیں رہ سکتیں اور عورت کا فطرتاً متواضع ہونا جس پر اس کی فضیلت کا مدار ہے ختم ہو جاتا ہے۔

پردہ اور اگسٹ کونٹ کی ریسرچ:

آج بہت سے مسلمانوں کو اسلامی پردے کی شکایت ہے وہ مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر اپنے دین کی ان ہدایات پر چراغ پا ہوتے ہیں مگر غور کیجئے کہ خود علمائے یورپ اس سلسلے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ اگسٹ کونٹ ''النظام السیاسی'' میں لکھتا ہے۔

''شوہر یا کسی قریبی رشتہ دار کی عدم موجودگی میں سوسائٹی کا فرض ہے کہ عورت کی ضروریات کا پانی و دولت سے انتظام کرے تا کہ معاش کی ضرورت سے مجبور ہو کر اسے گھر سے باہر کی زندگی میں اپنے آپ کو مبتلا نہ کرنا پڑے کیونکہ حتی الامکان عورت کی زندگی کو منزل دائرے میں محدود رہنا چاہئے اور ہماری کوشش ہونی چاہئیے کہ عورت خارجی زندگی کے مصائب اور تکلیفوں سے محفوظ رہے اور قدرت نے اسے جس دائرے میں

Marfat.com

محدود کر دیا ہے اس سے باہر نکلنے پر مجبور نہ ہو۔"

آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کے لئے جو قانون اول دن مرتب کیا تھا آج دنیا پھر پھرا کر اسی پر آ رہی ہے کہ اسلام نے بے کس و مجبور عورت کا بار مسلمانوں کے بیت المال پر ڈالا تھا کچھ پہلے لوگ سمجھ رہے تھے کہ یہ ملک پر بار ہے جو نہ ہونا چاہئے مگر اسے کیا کہئے کہ خود علمائے یورپ اس حد تک آ گئے ہیں کہ مجبور عورتوں کا بار سوسائٹی پر ڈالتے ہیں۔

"حیا" پر مشہور محقق ویل دوراں کی ریسرچ

جب عورت کو مرد کے مقابل اپنی ہستی کا علم ہوا اور مرد کی کمزوری اس کے ہاتھ لگی تو اس نے مرد کو اپنی گرفت میں لینے کے لیے جس طرح اپنے آپ کو بناؤ سنگھار اور زینت سے آراستہ کیا اسی طرح خود کو اس سے دور رکھنے کی کوشش بھی کی اس نے سمجھ لیا کہ اسے اپنی قدر و قیمت کا تحفظ کرنا چاہئے۔

مشہور محقق ویل دوراں کہتا ہے:

"حیا فطری نہیں بلکہ یہ ایک ارادی عمل ہے۔ عورتوں نے یہ محسوس کیا کہ ہاتھ بڑھانا اور دل لگی کرنا رسوائی کا موجب ہے۔ چنانچہ یہی بات وہ اپنی بیٹیوں کو ذہن نشین کراتی رہی ہیں۔"

عورت کی بے پردگی اخلاقی بنیادیں منہدم کر دیتی ہے:

پروفیسر لوئیس پیرول نے ریویو آف ریویوز میں "پولیٹیکل فساد" کے عنوان سے جو مضمون لکھا ہے اس میں لکھتا ہے کہ:

"اعلیٰ درجے کے اخلاق کی بنیادیں منہدم کرنے میں سب سے زبردست کارکن عورت رہی ہے۔"

علوم مادیہ کا ایک ماہر ژول لکھتا ہے کہ:

Marfat.com

''جو عورت اپنے گھر سے باہر کی دنیا کے مشاغل میں شریک ہوتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک عامل بسیط کے فرائض انجام دیتی ہے مگر افسوس کہ وہ عورت نہیں رہتی۔''

پردہ اور الفریڈ ہچکاک کی ریسرچ:

اسلام نے مرد کے ذمے عورت پر جو مہر واجب کیا ہے اسے اس کی ملکیت کا عوض نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ یہ اپنی شریک حیات سے الف ومحبت کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ یہ گوہر گراں بہا (عورت) نقلی جواہرات کی مانند با آسانی ہرکس وناکس کی دسترس میں ہو بلکہ وہ چاہتا ہے کہ جیسے سیپ میں موتی پوشیدہ ہوتے ہیں بالکل اسی طرح پردے کے ذریعے عورت کی معنوی قدر و قیمت کو ظاہر کرے۔

یہ مغربی استعمار کا تمدن ہے جس نے وسائل آسائش اور جدید تراش کے لباسوں کی فروخت کے لئے عورت کی عظمت کو گھٹایا ہے اور اسے مصنوعی جواہرات کی مانند بغیر کسی پردے کے کوچہ وبازار کی زینت بنادیا ہے۔

الفریڈ ہچکاک جو مغرب کی فلمی دنیا کی ایک جانی پہچانی شخصیت ہے کہتا ہے:

''میرا خیال ہے کہ عورت بھی ایک فلم کی طرح ولولہ انگیز اور اسی ماہیت کی حامل ہونی چاہئے جس کے کھوج کے لئے مرد کو اپنی قوت تخیل صرف کرنی پڑتی ہے۔ عورتوں کو ہمیشہ یہی روش اختیار کرنی چاہئے یعنی انہیں بہت کم اپنی ماہیت ظاہر کرنی چاہئے تاکہ مردوں کو ان کے بارے میں کھوج لگانے کے لئے زیادہ زحمتوں کا سامنا کرنا پڑے۔''

وہ مزید کہتا ہے کہ:

''مشرقی عورتیں چند سال پہلے تک چہرے پر نقاب ڈالنے کے سبب خود بخود پرکشش دکھائی دیتی تھیں اور اسی مسئلے نے انہیں ایک زبردست جاذبیت عطا کی تھی لیکن ان ممالک کی عورتوں نے مغربی عورتوں کی برابری میں بتدریج کوششیں جاری رکھ کر اس پردے کو برطرف کیا جو کل تک ان کا طرۂ امتیاز تھا اور اسی کے ساتھ ان کی جاذبیت بھی

Marfat.com

مدہم پڑ گئی۔''

عورت کا گھر میں بیٹھنا انیسویں صدی کے مشہور تحقیق دان سموئل سمائلس کی نظر میں:

سموئل سمائلس انیسویں صدی کا مشہور محقق اور انگلستان کے جدید تمدنی دور کا مسلم موشس ہے جس کی اخلاقی تصنیفات آج یورپ کے تعلیمی نصاب کا ایک ضروری جزو سمجھی جاتی ہیں یورپ کے تمام فاضل اور علماء شہادت دے چکے ہیں کہ ہم تمام مصنفین میں ''سمائلس'' اخلاق کا سرخیل اور بزرگ ترین مصنف ہے۔

اس سے بڑھ کر مقبولیت کیا ہوسکتی ہے کہ علمی اور اخلاقی سوسائٹی کی طرح مذہبی سوسائٹی اس کی تصنیفات کو بائبل کا ہم پلہ تسلیم کرتی ہے اور اس المماری کو منحوس سمجھتی ہے جس میں سمائلس کی تصنیفات کو جگہ نہ دی گئی ہو یہی عالی دماغ اخلاقی فلاسفر اپنی گراں بہا تصنیف ''الاخلاق'' میں انگلستان کی آزاد عورتوں کی حالت پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''قدیم اہل روما کے نزدیک شریف اور ''رتبہ العالیہ'' عورت کی سب سے زیادہ قابل تعریف اور اعلیٰ درجے کی قابل مدح بات یہ سمجھی جاتی تھی کہ وہ گھر میں بیٹھنے والی اور گھر سے باہر کی کشمکش سے محفوظ ہو ہمارے زمانے میں بھی کہا جاتا ہے کہ عورت پر جغرافیہ کی تعلیم اس لئے واجب ہے کہ وہ اپنے گھر میں مناسب رخ اور صحیح سمت میں کھڑکیاں بنواسکے اور علم کیمسٹری کی تحصیل اس لئے فرض ہے کہ جوش کی حالت میں دیگچی کی حفاظت کرسکے۔

عورت کے حصول میں دشواری سے عورت کی مزید اہمیت بڑھ جاتی ہے، یورپی فلاسفروں کی ریسرچ:

ویل دوراں فلسفے کی لذتوں کے باب میں کہتا ہے:

Marfat.com

''جو چیز ہم تلاش کریں اور وہ ہمیں نہ ملے تو وہ ہمارے لیے زیادہ پیاری اور قیمتی ہو جاتی ہے خوبصورتی کا تعلق شدت رغبت سے ہے اور رغبت قناعت و رضایت سے کم اور ممانعت و رکاوٹ سے بڑھ جاتی ہے۔''

عریانیت کے نقصانات پر امریکی محکمہ انصاف کی رپورٹ:

ایک امریکی کمیشن (ٹائمز آف انڈیا ۱۱ جولائی ۱۹۸۶ء) نے امریکہ میں ہونے والے جنسی جرائم کا سبب عریانیت کو قرار دیا ہے اور اس پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا ہے:

A U.S. government commission has issued a report linking sex crimes with hard-core pornography. The U.S. attorney general Mr. Edwin Meese commission on pornography called for a law enforcement of unprecedented scope against the $ 8 billion a year pornography industry.

محکمہ انصاف (واشنگٹن) کے تحت قائم شدہ ایک کمیشن نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ اکثر عریاں سامان جو امریکہ میں فروخت ہوتا ہے وہ امکانی طور پر نقصان دہ ہے اور تشدد پیدا کر سکتا ہے۔ عریانی پر اٹارنی جنرل کے کمیشن نے اپنی آخری رپورٹ میں یہ سفارش کی ہے کہ عریانی کی صنعت کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس کی تجویز میں یہ بھی شامل ہے کہ عریانی کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت جرمانے کیے جائیں۔ رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ عریانی کی اشاعت اکثر جنسی تشدد، جنسی جبر اور نامطلوب جنسی جارحیت کا سبب بنتی ہے۔

کمیشن کے یہ نتائج اس سابقہ کمیشن سے مختلف ہیں جو ۱۹۷۰ء میں صدر امریکہ نے قائم کیا تھا۔ سابقہ کمیشن نے کہا تھا کہ عریانی اور تشدد یا دوسرے سماج دشمن سلوکوں میں کوئی رشتہ نہیں ہے۔

Marfat.com

اٹارنی جنرل ایڈون میسی کا تشکیل کردہ کمیشن پچھلے سال قائم ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ امریکہ کا بیشتر عریاں لٹریچر عورتوں کا رتبہ گرانے کے ہم معنی ہے۔

رپورٹ نے کہا کہ ہم متفقہ طور پر اور پر اعتماد طور پر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ حاصل شدہ معلومات شدت سے اس خیال کی تائید کرتی ہیں کہ جنسی طور پر پر تشدد سامان کی قابل لحاظ حد تک نمائش سماج دشمن اعمال اور جنسی تشدد کا سبب بنتی ہے۔ نیز کچھ طبقوں کے لئے امکانی طور پر جنسی تشدد کے غیر قانونی عمل کے لئے بھی۔

کمیشن نے مزید کہا ہے کہ عریانیت کی صنعت اور منظم جرائم میں قریبی رشتہ پایا جاتا ہے۔ بظاہر اس کی مضبوط شہادتیں موجود ہیں کہ عریاں میگزینوں کے کچھ حصے اور عریاں فلمی صنعتیں وغیرہ یا تو براہ راست یا بالواسطہ طور پر جرائم پیشہ طبقے کے ہاتھ میں ہیں۔

Marfat.com

موضوع نمبر ۱۸

بے پردگی اور آزادانہ میل جول

اور جدید تحقیقات

مرد و عورت کا میل جول اسلام میں حرام کیوں؟:

جولوگ مرد و زن کے اختلاط کو جائز قرار دیتے ہیں اور اس کے جواز کے لیے معاشرتی پروگراموں اور نفسیاتی معالجات اور شرعی دلیلوں کو بہانہ، جواز اور مبرر بناتے ہیں یہ لوگ درحقیقت شریعت پر بہتان باندھتے ہیں اور فطری اور طبیعی جبلت سے غافل بننے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ لوگ اس تکلیف دہ حقیقت سے تغافل برتتے ہیں، جس میں آج تمام انسانی معاشرے گرفتار ہیں۔

جولوگ اختلاط کو جائز قرار دیتے ہیں ان کے بارے میں ہم نے جو یہ کہا ہے کہ وہ شریعت پر افتراء پردازی کرتے ہیں یہ ان بے شمار نصوص کی بنا پر کہا ہے جو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی زینت ہیں۔

اور جبلت اور فطری طبیعت سے تجاہل سے کام لینے کا حکم ہم نے اس لیے لگایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب مرد و زن کو پیدا کیا تو ان میں سے ہر ایک میں دوسرے کی طرف جنسی میلان و کشش ودیعت رکھ دی ہے:

فطرت الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله

(الروم ۳۰)

اللہ کی اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں۔

Marfat.com

اختلاط مرد وزن اور بے پردگی کی دعوت دینے والے کیا یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے نظام ومزاج اور انسان کی فطرت کو بدل ڈالیں اور زندگی کے طریقوں کو پلٹ دیں اور خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ اختلاط کی صورت میں مرد وعورت میں سے ہر ایک جنسی طور پر بھوکا اور اخلاقی طور سے بے لگام وبدکردار ہو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں فتنہ اور شدید ہو گا اور برائی اور گناہ کی طرف رغبت اور زیادہ شدید ہو گی۔

اور اگر بچپن سے لڑکے لڑکیوں کا باہمی اختلاط اور زندگی کے تمام مراحل میں ان کا ایک ساتھ رہنا عورت کی طرف دیکھنے کو ایک ایسا طبیعی اور فطری مانوس امر بنا دے جس سے مرد وعورت کے دل میں شہوت اور جنسی خواہش پیدا نہ ہو تو پھر تو میاں بیوی کے درمیان محبت عداوت سے بدل جائے گی اور ان کے درمیان رحمت والفت ظلم سے بدل جائے گی اور پھر تو جنسی مواصلت واتصال میں برودت آ جانی چاہیے اور دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک رہنے کو پسند نہیں کرنا چاہیے حالاں کہ یہ بات بالکل غلط اور واقعے اور مشاہدے کے خلاف ہے۔

اور ہم نے جو کہا کہ یہ لوگ اس تکلیف دہ حقیقت سے تغافل برتتے ہیں جس میں بہت سے انسانی معاشرے مرد وزن کے اختلاط کی آزادی دے کر گرفتار ہوئے ہیں اور اس زہریلے تجربے کی وجہ سے خطرناک صورت حال سے دوچار ہیں وہ اس لیے کہ انہیں چاہیے کہ یہ مغربی اور مشرقی ممالک کے ان معاشروں سے پوچھیں کہ ان کے یہاں عورت آزادی، بے راہ روی وفساد اور گناہ کے کس انتہائی درجے تک پہنچ گئی ہے۔

حالانکہ وہاں تمام طبقوں اور ہر معاشرے میں مرد وزن میں اختلاط عام ہے سڑک ہو یا اسکول، بازار ہو یا دفتر، یونیورسٹی وکالج ہو یا تفریح گاہیں، ہر جگہ مرد وعورت شانہ بشانہ پھرتے ہیں۔

مغرب میں آزادی نسواں کے نتائج اور جدید تحقیقات:

یہ درست ہے کہ عورت ایک طویل عرصے سے مظلوم چلی آ رہی تھی۔ وہ اسلام سے قبل ہر قوم اور ہر خطے میں مظلوم تھی۔ یونان، مصر، روم، عراق، چین اور ہندوستان وعرب

Marfat.com

میں ہر جگہ مظلوم تھی۔ ہر جگہ ظلم وستم کی چکی میں پس رہی تھی۔ بازاروں اور میلوں میں اس کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔ اس سے حیوانوں سے بدتر سلوک ہو رہا تھا۔

اہل عرب اس کے وجود کو باعث ننگ وعار سمجھتے تھے بلکہ بعض شقی القلب لوگ اس کو زندہ در گور بھی کرتے تھے۔ یونان میں عرصے تک یہ بحث جاری رہی کہ اس کے اندر روح بھی ہے یا نہیں؟

ہندوستان میں یہ اپنے شوہر کے ساتھ چتا پر جل کر راکھ ہو جاتی تھی۔ کوئی اس کا پرسان حال نہیں تھا۔ کسی کے دل میں اس کے لئے رحم کے جذبات نہیں تھے۔ راہبانہ مذاہب اس کو معصیت اور گناہ کا سرچشمہ سمجھتے تھے۔ اس کا وجود مجسم پاپ اور گناہ سمجھا جاتا تھا۔

دنیا کی بیشتر تہذیبوں میں وہ ذلیل وحقیر سمجھی جاتی تھی۔ اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں تھی۔ اس پر ظلم وستم کی کوئی دادرسی نہیں ہوتی تھی۔ وہ معاشرے میں مجبور ومقہور تھی اور اسے فریاد کا بھی حق حاصل نہیں تھا۔ وہ باپ کی، پھر شوہر اور اس کے بعد اپنی اولاد کی محکوم اور تابع تھی۔

اسلام نے عورت کو ظلم کے گرداب سے نکالا۔ اس کو معاشرے میں عزت اور سربلندی عطا کی۔ اس کا احترام سکھایا۔ اس کے ساتھ انصاف کیا۔ اس کی دادرسی کی لیکن مغرب کی جو قومیں اسلام کے سایہ رحمت میں نہ آسکیں وہ اسلام کی ان برکات اور ثمرات سے محروم رہیں۔ ان میں عورت کے حقوق برابر پامال ہوتے رہے۔ اور وہ ہر قسم کا ظلم وستم سہتی رہی۔

موجودہ دور میں جب ان قوموں میں عورت کی آزادی اور مساوات کا تصور ابھرا تو انہوں نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ صنفی اور نوعی اختلاف کے باوجود عورت مرد سے کم تر اور فرو تر نہیں ہے۔ وہ ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کر سکتا ہے۔ وہ مرد کی طرح ہر عہدے اور منصب کی اہل ہے۔ لہذا مرد کی بالادستی اس پر سے ختم ہونی چاہئے اور اس کو وہ سارے حقوق ملنے چاہئیں جو مرد کو حاصل ہیں اور وہ ہر لحاظ سے آزاد ہے۔ اس پر کوئی قید نہیں ہے۔

عورت جو صدیوں سے مردوں کے ظلم وستم سہہ رہی تھی، اس کے لئے آزادی کا یہ تصور بڑا دل خوش کن تھا۔ اس نے فوراً لپک کر اس کو قبول کیا۔ جیسے فردوس گم گشتہ اسے مل

Marfat.com

گئی ہو۔ یورپ کے صنعتی انقلاب (Industrial Revalution) نے بھی ایک انگیخت کا کام کیا۔

چنانچہ وہ آہستہ آہستہ معاشی، معاشرتی، سماجی، تہذیبی اور تمدنی امور میں مرد کے شانہ بشانہ شریک بنتی گئی۔ وہ گھر کی چاردیواری سے نکل کر کارخانوں، دفتروں، اسکولوں اور کالجوں میں مرد کے دوش بدوش معاشی جدوجہد کر رہی تھی تو پارکوں، تفریح گاہوں، کلبوں اور کھیل کے میدانوں میں مردوں کے ساتھ کھیل کود اور عیش وتفریح میں بھی برابر حصہ لے رہی تھی۔

اب یہ ہوا کہ اس کا وجود ہر شعبہ زندگی میں ضروری قرار پایا اور اس کے بغیر ہر شعبہ حیات میں زندگی بے کیف اور بے لطیف تصور کی جانے لگی۔ عورت اس کو ترقی کا نام دے کر اس کی طرف پیش رفت کرتی رہی اور اس تہذیب کے ظاہری حسن پر فریفتہ ہو گئی لیکن اس کے بطن میں جو خرابیاں پنہاں تھیں اپنی کم عقلی کی وجہ سے ان تک اس کی نظر نہ گئی۔ وہ یہ جان نہ سکی کہ جس تہذیب کے زینے پر وہ چڑھ رہی ہے وہ:

چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر ہے

عورت کی اس بے قید آزادی (Unristricted Freedon) نے مغرب کی پوری زندگی کا دھارا بدل کر رکھ دیا اور اس کے نہایت گھناؤنے اور خطرناک نتائج سامنے آنا شروع ہو گئے جس سے اس کی معاشی، معاشرتی اور سماجی زندگی میں عدم توازن پیدا ہو گیا۔

سب سے پہلا خطرناک نتیجہ تو یہ برآمد ہوا کہ زندگی کے ہر گوشے میں مرد اور عورت کے بے باکانہ اور آزادانہ اختلاط نے پورے معاشرے میں جنسی آوارگی کا رجحان پیدا کر دیا۔ فحاشی اور بدکاری کا عام چلن ہو گیا اور عورت کی اس آزادی کے بطن سے ایسی ننگی اور بے حیا تہذیب نے جنم لیا کہ اس کی عفونت اور سرانڈ سے شرم وحیاء کا دم گھٹنے لگا اور اخلاق کا پھلتا پھولتا چمن اجڑ گیا۔

عورت جب گھر کی چاردیواری سے نکل کر مجلسوں اور محفلوں کی زینت بنی تو جنسی آوارگی اس طرح پھیلی کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جو گندگی اور عفونت گھر کے بند کمروں میں بھی برداشت نہیں کی جا سکتی تھی وہ بازاروں اور سڑکوں پر سرعام پھیلنے لگی۔

Marfat.com

انتہائی قابل احترام رشتے بھی اس گندگی سے محفوظ نہ رہ سکے اور پھر جنسیات اور اخلاقی آوارگی کی ایسی ایسی داستانیں لوگوں میں پھیلنے لگیں جن کو سن کر آدمی شرم سے پانی پانی ہو جائے۔ بیواؤں اور رنڈیوں کا نام آرٹسٹ رکھ دیا گیا تاکہ ضمیر کا وہ کانٹا جو برے نام پر اندرونی خلش پیدا کرتا ہے، اس کو بھی نکال دیا جائے۔

آرٹ اور کلچر کے نام سے جنسی جذبات کی ترجمانی ہونے لگی۔ عریاں تصاویر کھینچی جانے لگیں اور وہ سر بازار بکنے لگیں تاکہ ان سے لوگوں کے جنسی جذبات کی تسکین ہو سکے۔ رقص وموسیقی کے نام پر عورت سے لذت حاصل کی گئی۔ افسانوں، ڈراموں، شاعری اور ادب کے ذریعے جنسی اعمال وکیفیات کی تشریح ہونے لگی۔ اور عورت کا مقصد صرف اور صرف یہ رہ گیا کہ وہ مرد کے جنسی جذبات کی تکمیل اور تسکین کرے۔ غرض یہ کہ عورت مرد کے ہاتھ میں کھلونا بن کر رہ گئی اور اب وہ واپس گھر کی چار دیواری میں جانے کے قابل نہ رہی۔

اس بے قید آزادی کا دوسرا گھناؤنا نتیجہ یہ نکلا کہ خاندانی نظام تلپٹ ہو کر رہ گیا۔ خاندانی نظام عورت کی وجہ سے قائم تھا اور وہی اس کے نظم ونسق کو سنبھال رہی تھی لیکن جب وہ گھر سے باہر کارخانوں، دفتروں اور دوسرے اداروں میں کام کرنے کے لئے گئی تو اس کی زندگی کی ساری تگ ودو گھر سے باہر ہونے لگی۔ بیرونی مصروفیات سے اس کا گھر عدم توجہی کا شکار ہو کر برباد ہو گیا۔

خاندان معاشرے کا بنیادی پتھر ہوتا ہے۔ اس کی بربادی پورے سماج کی بربادی ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پورا معاشرہ درہم برہم ہو کر رہ گیا۔ عورت اور مرد کے درمیان محبت کا رشتہ ختم ہو گیا۔ والدین اور اولاد کی محبت کا رشتہ کمزور پڑ گیا۔ اولاد سے والدین کی محبت کا مرکز چھن گیا اور والدین نرسنگ ہاؤسز (Nursing Houses) کے حوالے ہو گئے۔ والدین سے بڑھاپے کا سہارا چھن گیا۔

غرض یہ کہ وہ سارے رشتے اور تعلقات جو خاندان کی بقا اور مضبوطی کا باعث ہوتے ہیں، ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے اور انسان اس سکون سے یک قلم محروم ہو گیا جو ایک خاندان ہی اسے فراہم کر سکتا ہے۔

تیسرا نقصان اس آزادی کا یہ ہوا کہ عورت کے حقوق اور ذمہ داریوں میں تناسب

Marfat.com

اور توازن قائم نہ رہا کیونکہ عورت کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے ماں بننا رکھا ہے تاکہ اس کی گود میں نسل انسانی پروان چڑھ سکے۔ اس کے لئے جن جذبات واحساسات اور جن صلاحیتوں اور قوتوں کی ضرورت ہے وہ بھی فطرت نے اس میں رکھی ہیں، لیکن کارخانوں اور دفتروں کی کارکردگی نے اس کے ان جذبات اور ان صلاحیتوں کو ضائع کر دیا۔

نسل انسانی کو آگے بڑھانا کوئی ہنگامی اور وقتی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک طویل اور دشوار گزار عمل ہے۔ اس میں حمل، ولادت، رضاعت اور بچے کی پرورش اور تربیت وغیرہ جیسا ایک طویل سلسلہ ہے۔ عورت کی بیرون خانہ مصروفیات کی وجہ سے اس کے پاس عمل کے لئے کوئی وقت نہ بچا، لہٰذا مغربی ملکوں میں اولاد کا سلسلہ کم ہو گیا اور ملکی آبادی خطرناک حد تک گرنے لگی یہاں تک کہ بعض حکومتوں کو بچے پیدا کرنے کے لئے لوگوں کو ترغیب (Ineentive) دینا پڑی۔

چوتھا خطرناک نتیجہ اس بے قید آزادی سے یہ برآمد ہوا کہ عورت اور مرد کے درمیان باہمی محبت اور ہمدردی کا جذبہ جو ایک فطری جذبہ تھا، حقوق کی اس جنگ اور مادر پدر آزادی نے اس فطری جذبے کو مجروح بلکہ نیم جان کر دیا۔ اس جذبے کے فقدان سے عورت کو بڑا نقصان اٹھانا پڑا، اس لئے کہ صرف قانون اس کے مسائل حل نہیں کر سکتا۔

اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان مساوات کا دعویٰ تو کیا جاتا ہے لیکن عملاً مساوات برتی نہیں جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ قانون نے اس کو جو معاشرتی اور سماجی حقوق دیئے ہیں ان سے وہ پوری طرح بہرہ یاب نہیں ہو پاتی۔ اور اب حالت یہ ہے کہ عورت برسر بازار بکنے لگی ہے، اس کی عزت وآبرو بے دریغ لٹ رہی ہے۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ قانونی طور پر یورپ اور امریکہ میں عورت کو بڑا تحفظ دیا گیا ہے۔ چنانچہ جب بھی کبھی عورت اور مرد کا جھگڑا ہو کر مقدمہ عدالت میں جاتا ہے تو عدالت مرد کی نصف جائیداد اور دوسرے کئی حقوق کی رقم کی ڈگری عورت کے نام کر دیتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ مرد اس فیصلے سے سخت پریشان ہو جاتا۔ اب مردوں نے یہ صورت اختیار کی کہ بغیر نکاح کے انہوں نے عورت کے ساتھ زن وشوئی کے تعلق رکھنے شروع کر دیئے اور آج یورپ میں اسی فیصد مرد اور عورت بغیر قانونی نکاح کے شوہر اور بیوی بن کر اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔

Marfat.com

اب اگر عورت کا مرد کے ساتھ کوئی تنازعہ پیدا ہو جاتا ہے تو قانون اس کو کوئی تحفظ نہیں دیتا کیونکہ وہ اس مرد کی داشتہ تھی قانونی بیوی نہ تھی۔

اسلام نے عورت کو دنیا میں پہلی بار سوسائٹی میں ایک اہم درجہ دیا۔ چنانچہ ایک مغربی دانشور مسز اینی بسنت **(Mrs. Annie Besant)** نے لکھا ہے۔

"ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ عورتوں کے متعلق اسلام کے قوانین ابھی حالیہ زمانے تک انگلستان میں اپنائے جارہے تھے۔ یہ سب سے زیادہ منصفانہ قانون تھا جو دنیا میں پایا جاتا تھا۔ جائیداد، وراثت کے حقوق اور طلاق کے معاملات میں یہ مغرب سے کہیں آگے تھا اور عورتوں کے حقوق کا محافظ تھا۔ یک زوجگی اور تعدد ازدواج کے الفاظ نے لوگوں کو مسحور کر دیا ہے، اور وہ مغرب میں عورت کی اس ذلت پر نظر نہیں ڈالنا چاہتے جسے اس کے اولین محافظ سڑکوں پر صرف اس لئے پھینک دیتے ہیں کہ اس سے ان کا دل بھر جاتا ہے، اور پھر اس کی کوئی مدد نہیں کرتا۔"

(ANNIE BESANT: The Life and Teaching of Mohammad, Madras, 1932, P.3)

مرد و عورت کے آزادانہ میل جول کا انجام:

عورتوں کے بے پردہ ہونے اور آزادی پانے کے بعد ملک کی کیا حالت ہوتی ہے تاریخ میں پڑھیے، عورتوں کی آزادی کی وجہ سے ملک کے اخراجات بہت زیادہ بڑھ گئے، فتنہ و فساد کے چشمے ابلنے لگے، ان کے اخلاق و اعمال نے تعفن پیدا کر دیا اور پھر ہوا یہ کہ:

عورت و مرد کے اس آزادانہ میل جول کی وجہ سے روما والوں جیسی کمینی عادتیں اور گندی خصلتیں پیدا ہوگئی تھیں میرا قلم ان کو لکھنے سے شرماتا ہے جن سے ان کی ہمتیں مردہ ہو گئیں، ارادے پست ہو گئے اور طبیعتوں میں کمینہ پن آ گیا، پھر تو ان میں باہمی چشمک اور خونریزی و خانہ جنگی کا زور ہوا اور یہ فساد اس قدر بڑھا کہ انسانیت اور اخلاق کا ان میں نام تک نہیں رہا۔

یہ ایک تاریخی حقیقت تھی جو آپ کے سامنے پیش کی گئی، مگر غرض یہ کرنا ہے کہ

Marfat.com

عورتوں کے متعلق حجاب کا جو خداوندی قانون ہے، تجربات کی روشنی میں اہل یورپ کے بڑے بڑے علماء نے بھی اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے چنانچہ فلسفہ حسی کا موسس اگسٹ کونٹ اپنی مشہور تصنیف ''النظام السیاسیہ علی حسب الفلسفۃ الحسیہ'' میں لکھتا ہے۔

''جس طرح ہمارے زمانے میں عورتوں کی سوشل حالت کے متعلق خیالی گمراہیاں پیدا ہو رہی ہیں اسی طرح نظام تمدن اور آداب معاشرت کے ہر ایک دور میں تغیر پیدا ہوتا رہا ہے مگر رول آف نیچر، جو جنس محبّ (عورت) کو منزلی زندگی کے لئے مخصوص رکھتا ہے، اس میں کبھی کوئی اہم تغیر واقع نہیں ہوا۔ یہ قانون الٰہی اس درجہ صحیح اور محقق ہے کہ اگر اس کی مخالفت میں سینکڑوں باطل خیالات قائم ہوتے رہے مگر یہ بغیر کسی نقصان یا تغیر کے سب پر غالب آتا رہا۔ مردوں کے مشاغل میں عورتوں کی شرکت سے جو خوفناک نتائج اور فساد پیدا ہو رہے ہیں ان کا علاج یہی ہے کہ دنیا میں جنس عامل (مرد) پر جنس محبّ (عورت) کے جو مادی فرائض ہیں ان کی حد بندی اور تعیین کر دی جائے۔

مرد پر واجب ہے کہ عورت کے تغذیہ کا انتظام کرے، یہی وہ قانون طبعی اور ناموس الٰہی ہے جو جنس محبت کی اصلی زندگی کو منزلی دائرے میں محدود کرتا ہے، یہی وہ قاعدہ ہے جو ہیئت اجتماعی کی خوفناک اور پر ہیبت اشکال کو احسن واکمل کر دیتا ہے، یہی وہ قانون ہے جو عورت کو اپنے طبعی جذبات سے ترقی نوع انسانی جیسے شریف فرض کی بجا آوری پر آمادہ کرتا ہے۔''

علوم مادیہ کا ایک اور ماہر ژول سیمان اپنے ایک مضمون میں لکھتا ہے۔

''عورت کو چاہئے کہ عورت رہے، ہاں بے شک عورت کو چاہئے کہ عورت رہے، اسی میں اس کے لئے فلاح ہے اور یہی وہ وصف ہے جو اس کو سعادت کی منزل تک پہنچا سکتا ہے۔ قدرت کا یہ قانون ہے اور قدرت کی یہ ہدایت ہے۔ اس لئے جس قدر عورت اس سے قریب ہوگی اس کی حقیقی قدر و منزلت بڑھے گی، اور جس قدر دور ہوگی اس کے مصائب ترقی کریں گے۔

بعض فلاسفر انسانی زندگی کو پاکیزگی سے خالی سمجھتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ انسان کی زندگی دلفریب، پاک اور بے حد پاکیزہ ہے بشرطیکہ ہر مرد اور ہر عورت اپنے اندر مدارج سے واقف ہو جائے جو قدرت نے اس کے لئے قائم کر دیئے ہیں، اور اپنے

Marfat.com

فرائض کو ادا کرے جو قدرت نے اس کے متعلق نافذ کر دیئے ہیں۔

عورت کی آزادی کا نقصان مغرب کی نظر میں:

ایک انگریز محقق لکھتا ہے:

''یورپ نے عورتوں کو آزادی دے کر جس قدر نقصان خریدا، شاید اور کسی چیز میں اس کو اس قدر نقصان اور خسارہ نہ اٹھانا پڑا ہوگا۔ حقیقتاً یورپ نے عورت کو آزادی نہیں بخشی بلکہ ان کو اس نے تباہ اور برباد کرنے کا منصوبہ باندھا ہے۔ لیکن یہ بات اب ذرا دل کو اطمینان بخش رہی ہے کہ یورپ اور امریکہ کا پڑھا لکھا طبقہ عورتوں کی بے پناہ آزادی سے تنگ آ گیا ہے اور کوشش کر رہا ہے کہ ان کو پھر اسی جگہ رکھا جائے جس کی کہ وہ حقیقی مستحق اور اہل ہیں۔'' (امریکہ گزٹ)

اسی طرح فرانس کے مشہور اور معروف ڈاکٹر مسٹر آئل اپنی مشہور کتاب ''یورپ اور آزادی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''عورت کا مرتبہ تو یہ تھا کہ اس کو گھر کے تمام کام اور ضروریات سپرد کر دی جاتیں اور وہ بال بچوں کی بہترین طریقے پر داشت و پرداخت کرتی چہ جائیکہ یورپ آج اس سے ملکی اور فوجی کام لے رہا ہے اور ان کو فوج و پولیس میں بھرتی کر کے اپنی روشن ضمیری اور بلند حوصلگی کا ثبوت دے رہا ہے۔

حالانکہ میرے نزدیک اور تمام ان حضرات کے نزدیک جو اس معاملے میں کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ یورپ کی یہ بلند حوصلگی اور روشن ضمیری نہیں بلکہ انتہائی تاریک دلی اور کوتاہ بینی ہے کیونکہ آئے دن کے تجربات ہم کو بتا رہے ہیں کہ عورت کو اس قدر آزاد چھوڑنا کسی طرح بھی سودمند نہیں بلکہ سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔''

ہم نے یورپ ہی کے چند مشہور اور تجربہ کار محققین کے اقوال لکھ دیئے ہیں کہ ان کا موجودہ آزادی نسواں کے متعلق کیا خیال ہے اور وہ اسے کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟ ورنہ اگر لکھنا چاہیں تو بے شمار ایسے واقعات اور حقائق موجود ہیں کہ جن کی موجودگی میں کوئی بھی مغربی آزادی نسواں کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ ہر ذی ہوش اس لایعنی آزادی

Marfat.com

سے لاکھ بار توبہ کرے گا۔

انگریزی ناول نگار اگاتھا کرسٹی کی آزادی نسواں پر تحقیق:

مشہور انگریزی ناول نگار......اگاتھا کرسٹی کہتی ہے کہ:

عورت بہت بے وقوف ہے کیونکہ معاشرے میں اس کا مقام دن بدن پست ہوتا جارہا ہے، ہم عورتیں نہایت احمق ہیں، کیونکہ گزشتہ کئی سالوں کے دوران ہم نے مرد کی برابری کا درجہ حاصل کرنے اور گھر سے باہر ملازمت کرنے کا حق حاصل کرنے کے لئے سردھڑ کی بازی لگادی، اور مرد چونکہ بے وقوف نہیں تھے، انہوں نے ہماری حوصلہ افزائی کی اور اعلان کردیا کہ ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں کہ عورت ملازمت کرے اور گھر کے اخراجات میں مرد کا ہاتھ بٹائے۔

مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم عورتوں نے پہلے تو یہ ثابت کیا کہ ہم کمزور اور جنس لطیف ہیں مگر پھر ہم مرد کی برابری کرنے کے لالچ میں اس محنت اور تھکن کی حصے دار بن گئی ہیں جو پہلے صرف مردوں کا نصیب ہوا کرتی تھی۔

(''النور'' نامی کویتی میگزین۔ شمارہ نمبر ۵۶)

جنسی تعلقات میں رکاوٹ اور جدید تحقیق:

جدید تحقیق کے مطابق جنسی تعلقات میں رکاوٹ پیدا ہونے سے جذباتی اضطراب انسان کے روحانی قوائے تخلیق کو مضبوط کرتا ہے بلند کرداری عطا کرتا ہے اور حسن تمدن میں ظاہر ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ تمام ادبی وفنی وعلمی کشمکش وترقی کے پیچھے وہ جذباتی اضطراب ہے جو جنسی ضبط نے زندگی کے ان پہلوؤں کی طرف منعطف کردیا ہے۔ مکمل جنسی تسکین کی صورت میں انسان کی تمدنی قوتیں امکانی حالت میں رہتی ہیں۔ جنسی خواہشات کی قربانیاں تمدن کی تعمیر کی بنیاد ہیں۔

اگر کوئی تہذیب جنسی خواہشات کو پورا کرنے کی طرف مائل ہو جاتی ہے تو وہ

Marfat.com

تہذیب ان قوتوں کو آہستہ آہستہ ضائع کر دیتی ہے جو تمدن کی بنیاد ہیں اور وہ تہذیب تنزل کی جانب مائل ہو جاتی ہے۔

آزادانہ میل جول اور علم طبیعیات کی ماہر مسز ہڈسن کی ریسرچ:

یورپی حالت سے متاثر ہو کر علم طبیعیات کی ماہر مسز ہڈسن نے حال ہی میں اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ:

"ہماری (مغربی) تہذیب کی عمارت کی دیواریں منہدم ہونے کو ہیں۔ اس کی بنیادوں میں ضعف آ گیا ہے اور اس کے شہتیر ہل رہے ہیں۔ نہ معلوم یہ ساری عمارت کب پیوند خاک ہو جائے۔

ہم گذشتہ کئی سال سے دیکھ رہے ہیں کہ اب لوگ نظم وضبط کی پابندیوں کو اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس کے بقا کی بس ایک ہی صورت باقی ہے کہ مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول پر پابندی لگا دی جائے کیونکہ اس تہذیب کے لوگوں کی تمام تر توجہات آزاد جنسی تعلقات، قحبہ گری اور عصمت فروشی مختصر یہ کہ جنسی خواہشوں پر مرتکز ہو کر رہ گئی ہیں۔ اس سے ان کی ساری تعمیری صلاحیتیں ضائع ہو رہی ہیں۔

اس معاملے میں اور بھی طرح طرح کی بے اعتدالیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ جیسے مردوں اور عورتوں کا خود اپنے ہی ہم جنسوں کی طرف مائل ہونا، انسانی صلاحیتوں کا یہ زیاں بڑا ہی تشویشناک ہے۔

جنسی تعلقات کی یہ نوعیت اور اس کے ان بدترین آثار اور نتائج کو دیکھ کر ہمارے ذہنوں میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ آیا یہ ہماری تہذیب کے ملیامیٹ ہونے کے آثار وشواہد ہیں یا اس کے اسباب؟ میری رائے یہ ہے کہ یہ آثار وشواہد بھی ہیں اور اسباب بھی۔"

(انسانیت کی تعمیر نو اور اسلام ص ۵۲،۵۳)

Marfat.com

امریکی مصنفین کے نزدیک امریکی زندگی کا گھناؤنا نقشہ:

امریکہ اور انگلستان میں اس اخلاقی انحطاط نے سب سے زیادہ خطرناک صورت اختیار کی ہے۔ پچھلے سال امریکہ میں ایک کتاب شائع ہوئی جس کا نام U.S.A (Confidential) ہے۔ اس کتاب کے مصنفین نے امریکی زندگی کا ایسا گھناؤنا نقشہ پیش کیا ہے جس کے تصور سے بدن پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف مارچ ۱۹۵۲ء میں اس کے تین ایڈیشن شائع ہوئے۔ مغربی تہذیب کے اس گہوارے میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

''اب جب کہ ہم اپنے گرد و پیش پر نگاہ ڈالتے ہیں تو حالات یکسر بدلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ آج ہمارے ہاں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی افراط ہے اب عورتوں کو آزادی ہے اس لئے وہ ہمارا پیچھا کرنے میں بھی آزاد ہیں...... مردوں کی چشم التفات ان کے لئے ایک ایسی جنس نایاب ہے جس کے لئے انہیں سخت مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔''

امریکہ میں بے پردگی کا نتیجہ:

''اعداد و شمار کے مطابق پورے امریکہ کی ۲۸ فیصد لڑکیاں ۱۴ برس کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی درندگی کا شکار ہو جاتی ہیں جب کہ ۱۸ برس کی عمر سے پہلے ۳۸ فیصد لڑکیاں ہوس کا نشانہ بنتی ہیں۔

ان اعداد و شمار کا مکروہ ترین پہلو یہ ہے کہ یہ بدنصیب بچے زیادہ تر اپنے رشتے داروں کے ہاتھوں مجرمانہ حملوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ حملوں کے مرتکبین کی ۲۰ فیصد تعداد سوتیلے باپوں پر مشتمل ہوتی ہے جب کہ ۱۵ فیصد چچا یا ماموں اپنے بھائیوں اور بہنوں کی اولاد کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں۔

ساڑھے چار فیصد تعداد ایسے والدوں کی ہے جو اپنی اولاد کی عصمت دری میں

Marfat.com

مصروف ہیں۔ ڈھائی فیصد سے زیادہ افراد اپنے چھوٹے بھائی بہنوں سے بدسلوکی کے مرتکب ہورہے ہیں۔ حال ہی میں ٹیکساس میں ایک شخص کو اپنی پانچ سالہ پوتی پر مجرمانہ حملہ کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا ہے۔ (''تکبیر'' ۷ ستمبر ۸۴ء)

امریکا ۱۹۹۹ء میں ۹ لاکھ خواتین کی عصمت دری:

واشنگٹن، گذشتہ برس ۱۹۹۹ء میں امریکا میں تقریباً ۹ لاکھ خواتین کی عصمت دری کی گئی۔ عصمت دری کے اکثر واقعات ریاست کیلی فورنیا میں پیش آئے۔

۱۵ ستمبر ۹۲ء کو سی این این نے ایک رپورٹ میں بتایا کہ امریکہ میں ہر دوسری عورت پر مجرمانہ حملہ ہوتا ہے۔ حالت یہ ہے کہ امریکہ کے بڑے بڑے بارونق شہروں کے پارکوں میں آئے دن صبح کے وقت نوجوان لڑکیوں کی برہنہ لاشیں پڑی ہوئی ملتی ہیں۔

(تبلیغی جماعت کے ایک کارکن کا خط مطبوعہ ماہنامہ الرشید لاہور دسمبر ۹۱ء)

عورت کی آزادی کے نقصانات پر امریکی سی آئی اے کی رپورٹ:

شکاگو کی امریکی سی آئی اے کی رپورٹ جو تیرہ جلدوں میں شائع ہوئی ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ اس تباہ کن آزادی اور حیوانوں کی سی ترقی و تہذیب نے امریکہ کے صرف خاندانوں ہی کے نظام کو خراب نہیں کیا ہے بلکہ اس نے امریکہ میں ایسی تہذیب کی بنیاد ڈال دی ہے جس کا تدارک نہ پولیس سے ہوسکتا ہے اور نہ عدالتوں سے۔

امریکی اخبار ''ہیرالڈ ٹریبیون'' اپنی اشاعت ۱۹۷۹/۶/۲۹ء میں ان مباحث کا خلاصہ پیش کرتا ہے جو امریکہ کے اسپیشلسٹوں نے اس گندی اور ناپسندیدہ صورت حال کے بارے میں پیش کی ہیں جو مغربی معاشروں میں عمومی طور سے اور امریکی معاشرے میں خصوصی طور سے پھیل رہی ہے۔ اور وہ بیماری محرمات یعنی بیٹی اور بہن کے ساتھ حرام کاری کا ارتکاب کرنا ہے۔

محققین لکھتے ہیں کہ یہ بات کوئی انوکھی اور نادر نہیں رہی ہے بلکہ یہ صورت حال اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اس کی تصدیق کرنا مشکل ہوگیا ہے۔ چنانچہ وہاں ہر دس خاندانوں

Marfat.com

میں سے ایک خاندان ایسا ضرور ہے جس میں اس بے حیائی کا ارتکاب کیا جاتا ہے!!

یہ صورت حال تو بہن بھائیوں اور دوسرے قریبی محرم رشتہ داروں میں ہے۔ پھر بھلا آپ ہی بتائیے کہ اس وقت کیا صورت حال ہو گی جب نوجوان لڑکے اور نوجوان لڑکیاں ایک دوسرے کے ساتھ تعلیمی یا کام کاج اور ملازمت کے میدان میں جمع ہوں گے اور ان میں نہ تو نسب کا رابطہ ہوگا اور نہ رشتہ داری کا تعلق، تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ان کا گناہ میں ملوث ہونا اور بے حیائی میں گرفتار ہونا زیادہ یقینی ہوگا!!

مغربی قوموں کی حقیقی زندگی اور اختلاط مرد وزن کا تجربہ کرنے کی وجہ سے وہ جس صورت حال سے دوچار ہیں اس کے جو حقیقی اور سچے واقعات ہم نے پیش کئے ہیں یہ مشتے از خروارے اور سمندر سے چلو بھرنے کے برابر ہیں، اور یہ دراصل جنسی بے راہ روی اور اخلاقی کج روی اور انحراف کے اس سمندر کا ایک قطرہ ہے جس میں تمام عالم کے معاشرے گرفتار ہیں۔ جو دراصل آزادی و بے پردگی اور گمراہی اور انحطاط کے دور میں اختلاط کے عام ہونے کا ایک دردناک و بھیانک نتیجہ ہے۔

یاد رہے کہ اہل مغرب اور مشرق والوں کے یہاں مرد وزن کا باہمی اختلاط بچوں کی ابتدائی تعلیم گاہوں اعدادی، ثانوی اور کالج و یونیورسٹی تک برقرار رہتا ہے، بلکہ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ ان معاشروں کی تمام معاشرتی زندگی کے ہر شعبے میں مکمل طور سے اختلاط موجود اور عام ہے۔

اب آپ ہی بتلائیے کہ اس وضاحت و تفصیل کے بعد کیا کوئی صاحب بصیرت عقل مند آج کل کے اختلاط کے دعویداروں کی اس بات کو صحیح تسلیم کر سکتا ہے کہ مرد وزن کا باہمی اختلاط فطری جذبات کو ٹھنڈا اور شہوت کی تیزی کو کم کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور اس کی وجہ سے دونوں جنسوں کا ایک دوسرے کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا اور اکٹھا ہونا ایک مانوس و عام چیز بن جاتا ہے۔

علامہ زاہد کوثری رحمۃ اللہ نے اپنے مقالات میں جو لطائف بیان کئے ہیں ان میں سے ایک لطیفہ یہ بھی ہے۔ کہ:

دولت عثمانیہ کا ایک سفیر ایک مرتبہ انگریزوں کے ملک میں برطانوی حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کے ساتھ ایک محفل میں شریک ہوا۔ تو وہاں موجود لیڈروں میں سے

Marfat.com

ایک صاحب نے اس سے کہا:

آپ لوگ اس پر کیوں مصر ہیں کہ مشرق کی مسلمان عورت ترقی کی دوڑ میں مرد سے پیچھے اور مردوں سے الگ تھلگ اور نور وروشنیوں سے محجوب رہے؟!!

عثمانی حکومت کے سفیر نے ان صاحب سے فرمایا:

اس لئے کہ مشرق کی ہماری عورتیں یہ پسند نہیں کرتیں کہ اپنے شوہروں کے علاوہ کسی اور سے بچے پیدا کریں۔

یہ بات سن کر وہ صاحب بہت شرمندہ ہوئے اور کوئی جواب نہ دے سکے، بتلائیے اب اس کے بعد اور کس بات پر وہ ایمان لائیں گے؟

بے پردہ امریکی نرسیں مریضوں کی زیادتی کا شکار:

شمالی امریکہ کے اسپتالوں میں خدمات انجام دینے والی نرسوں کی بڑی تعداد مریضوں اور ساتھی کارکنوں کی زیادتی کا شکار ہے۔ یونیورسٹی آف البرٹا کی جانب سے کئے گئے ایک بین الریاستی سروے میں انکشاف ہوا کہ امریکہ اور کینیڈا کے اسپتالوں میں کام کرنے والی نرسیں دوطرفہ زیادتی کا سامنا کررہی ہیں۔

ایک طرف مرد مریضوں کی جانب سے انہیں غیر اخلاقی حرکتوں کا سامنا ہے تو دوسری جانب ان کے ساتھ کام کرنے والے ساتھی بھی انہیں اپنے حملوں کا نشانہ بناتے ہیں۔ ۹ ہزار سے زائد نرسوں پر کئے گئے سروے میں انکشاف ہوا کہ مذکورہ تمام نرسیں اپنی گزشتہ ۵ شفٹوں میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور زیادتی کا نشانہ بنائی گئیں۔ بالخصوص ایمرجنسی، میڈیکل وسرجیکل اور نفسیاتی امراض کے وارڈز میں کام کرنے والی نرسیں خطرے کی زد میں زیادہ رہتی ہیں۔ یونیورسٹی آف البرٹا سے وابستہ کیتھرین ریکر کا کہنا ہے کہ اس سروے نے انہیں شدید حیرت وپریشانی میں مبتلا کردیا ہے۔

Marfat.com

موضوع نمبر۱۹

بے پردہ عورت کی نوکری اور جدید تحقیقات

چودہ سو سال پہلے دیا جانے والا درس:

چودہ سو سال پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمادیا تھا کہ:

"جب عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے۔ عورت کا اپنے گھر کی کوٹھری میں رہنا رحمت الٰہیہ سے قرب کا باعث ہے۔" (ابن کثیر)

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ چودہ سو سال پہلے جو تعلیمات ہم کو دی گئی تھیں ہم ان کو بھول گئے اور اغیار نے ان کو اپنا لیا۔

اگسٹ کونٹ نے اس سلسلے میں جو بات بتائی ہے کہ عورت کو منزلی (یا گھریلو) دائرے میں رکھنے کے لئے اس کے خورد و نوش کا انتظام سوسائٹی کو کرنا چاہئے تو الحمدللہ اس کے بارے میں بھی ہمارے پاس بہترین و مکمل تعلیمات موجود ہیں۔

چنانچہ سورۃ بنی اسرائیل میں صاحب استطاعت لوگوں کو حکم دیا کہ:

وات ذاالقربیٰ حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیراً

یعنی قرابت داروں اور رشتہ داروں کو ان کا حق دو (ان کی مدد کرو) اور غریبوں اور مسافروں کی بھی دستگیری کیا کرو اور دولت کو بے جا مت اڑاؤ۔

اسی طرح یتیموں، بیواؤں، بیکسوں اور پڑوسیوں کی مدد اور خبر گیری کے لئے بھی کئی مقامات پر توجہ و ترغیب دلائی گئی ہے۔ معاشرے کو معاشی و معاشرتی ہر دو حیثیت سے

Marfat.com

پاک وصاف رکھنے کی ترغیبات دی گئی ہیں۔لڑکیوں کے بارے میں حکم دیا گیا کہ جلد سے جلدان کی شادی کا بندوبست کیا کرو۔

بیوہ عورتوں اور ایسے مردوں کو جن کی بیویاں مرگئی ہوں عقد ثانی کا حکم دیا۔اکثر جنگ وجدال کے بعد مردوں کی قلت ہوجاتی ہے۔مناسب رشتے نہیں ملتے،جس کی وجہ سے عورتیں بدکاری میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔لیکن اسلام نے اس کا حل بھی چودہ سوسال پہلے پیش کردیا۔(از محمود مکی)

کیا دور جدید میں عورت کے لئے معاشی جدوجہد ضروری ہے؟

عورت کی ان معاشی سرگرمیوں کے جواز میں ایک بات یہ کہی جاتی ہے کہ موجودہ دور میں معاشی ضروریات اتنی بڑھ گئی ہیں کہ تنہا مرد انہیں پورا نہیں کرسکتا۔اس کے لئے عورت کا معاشی جدوجہد میں شریک ہونا ضروری ہے۔عورت اور مرد کی مشترکہ جدوجہد ہی سے آج کسی خاندان کے معاشی مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

اس سلسلے میں چند باتیں پیش نظر رہنی چاہئیں۔

ا۔اس وقت ہر شخص کے سامنے مغرب کا معیار زندگی ہے۔اسی منزل تک پہنچنے کے لئے وہ مضطرب اور بے چین ہے، اسی لئے وہ سمجھتا ہے کہ عورت کے پاس لازماً کوئی ذریعہ معاش ہونا چاہئے۔

لیکن اسے یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ مغرب میں کام کے قابل ساری عورتیں برسرروزگار نہیں ہیں۔زیادہ سے زیادہ تیس چالیس فیصد عورتوں کے پاس کوئی ذریعہ معاش ہے، ان برسرروزگار عورتوں کی بھی اکثریت مردوں کے مقابلے میں چھوٹے چھوٹے اور معمولی نوعیت کے کام کرنے پر مجبور ہے جس کی وجہ سے وہ خاندان کی آمدنی میں کوئی خاص اضافہ نہیں کرپاتیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا مغرب میں صرف ان ہی خاندانوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں جن کی عورتیں خوب کما رہی ہیں اور وہ سارے خاندان معاشی پریشانیوں میں گرفتار ہیں جن کی عورتوں کے پاس آمدنی کا کوئی معقول ذریعہ نہیں ہے؟

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ آج بھی یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں کہ عورت کی معاشی جدوجہد ہی سے کسی خاندان کے مصارف پورے ہو سکتے ہیں اور اس کے بغیر اس کی ضروریات کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

۲۔ موجودہ دور میں ضروریات کی کوئی مختصر فہرست نہیں ہے بلکہ یہ اتنی لمبی چوڑی فہرست ہے کہ اس میں ناگزیر اور ضروری چیزیں اور بہت سارے اسباب تعیش بھی داخل ہیں۔ یہ فہرست ابھی مکمل نہیں ہے بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

آدمی اس بڑھتی ہوئی فہرست کے مطابق ساز و سامان فراہم کرنے میں شب و روز دیوانوں کی طرح دوڑتا پھرتا ہے، لیکن اس کے باوجود ضروریات ہیں کہ پوری ہی نہیں ہوتیں۔ اگر یہ کسی طرح پوری ہو بھی جائیں تو روز روز بدلتا ہوا فیشن اور نت نئے نمونوں کی ایجادیں اسے سکون اور چین سے بیٹھنے نہیں دیتیں۔

۳۔ موجودہ دور نے معاشی مسابقت کا اتنا شدید رجحان پیدا کر دیا ہے کہ آدمی کے پاس لاکھوں، کروڑوں کا بینک بیلنس ہو یا قارون کا خزانہ ہی کیوں نہ اس کے ہاتھ لگ جائے تب بھی اس کی معاشی بھوک نہیں مٹتی اور وہ "ھل من مزید" کا نعرہ لگاتا رہتا ہے۔

اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ عورت بھی معاشی جدوجہد میں کود پڑے، بلکہ اس کا علاج یہ ہے کہ اس دنیا اور اس کے اسباب و وسائل کے بارے میں انسان کا ذہن بدلے اور وہ حرص و ہوس کے جہنم سے نکلنے کی کوشش کرے، جب تک یہ ذہن نہ بدلے گا، معاشی جدوجہد میں مرد کے ساتھ عورت ہی نہیں گھر کا بچہ بچہ بھی شریک ہو تو بھی آدمی کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

۴۔ عورت کی معاشی جدوجہد سے خاندان کی آمدنی میں تو اضافہ ہو جاتا ہے لیکن فطری طور پر گھر کی طرف اس کی توجہ نہیں ہو پاتی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عورت کی توجہ سے گھر کے مصارف کم ہوتے ہیں اور اس کی توجہ نہ ہو تو اخراجات قابو سے باہر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح اس کی آمدنی کا عملاً بہت کم فائدہ پہنچتا ہے۔

۵۔ عورت کی معاشی سرگرمی کی وجہ سے گھر کا سکون ختم ہو جاتا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان اختلافات رونما ہونے لگتے ہیں اور بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہو پاتی، مغربی ممالک کا تجربہ بتاتا ہے کہ اس سے پورے گھر کا نظام ہی درہم برہم ہو جاتا ہے اور گھر کی

Marfat.com

حیثیت محض ایک سرائے کی سی ہو کر رہ جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا عورت کی آمدنی اتنی قیمتی ہے کہ اس کے لئے وہ اور پورا معاشرہ اتنا بڑا نقصان برداشت کرے؟

عورت کی نوکری کے نقصانات

مغربی تحقیق دانوں کی نظر میں

ملازم پیشہ عورتیں بنام خانہ دار خواتین:

ایک انعام یافتہ مصنف فلس میکسگنلی لکھتا ہے:

"مجھے اصرار ہے کہ عورتوں کے لئے خانہ دار خواتین بنے رہنا زیادہ بہتر ہے۔ انہیں تقریباً ایک مقررہ ضابطہ حاصل ہے۔ اپنے پیشے اور اس کی اہمیت کو انسانی منصوبہ بندی میں پوری طرح پیش نظر رکھتے ہوئے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ عورتوں کے لئے ان کی گھریلو ذمہ داری ان کی بھرپور زندگی کے لئے کافی ہے۔ ایک مثالی معاشرے میں ہمیں کسی دوسرے کے کام کی ضرورت نہیں ہوگی۔ دنیا اس صورت میں زیادہ بہتر ہو جاتی ہے جب مرد اور عورتیں اپنے اپنے شعبوں میں کام کرتے ہیں۔"

مین ہٹن چیز بنک نے تخمینہ لگایا ہے کہ:

"بارہ گھریلو عورتوں کے کام کاج کی انجام دہی کے لئے ۱۶۰ ڈالر فی ہفتہ یا سالانہ ۸۳۲۰ ڈالر پر اجرتی ملازم رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے مقابلے میں عورتیں اپنی ملازمت سے اس کے ۳۲ فیصد سے بھی کم حاصل کر پاتی ہیں۔ مزید برآں شوہر اور بچوں کا جو نقصان ہوتا ہے اسے ڈالروں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔"

Marfat.com

بیوی کی نوکری کے نقصانات پر ڈاکٹر لکشمی نارائن کی تحقیق:

ڈاکٹر لکشمی لکھتی ہیں کہ:
بیوی کی جگہ گھر میں ہے۔ وہ گھر کی مالکن ہوتی ہے، گھر کا انتظام، گرہستی کی سہولتیں مہیا کرنا اور گھر کو بنانے اور سنوارنے کا کام وہ گھر کے اندر ہی رہ کر کر سکتی ہے۔ باہر کے حلقے میں کام کر کے نہیں۔ بیوی کے باہر نکلنے سے گرہستی کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور گھر کی کشش پھیکی پڑ جاتی ہے۔
کماؤ بیوی چونکہ گھر میں پیسہ لاتی ہے اس لئے اسے گھمنڈ ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ خاوند کی ذمہ داری کو وہ خود سنبھال رہی ہے۔ چنانچہ بیوی میں خاوند کے لئے جو سحر پن (وقف کا ایک قدرتی جذبہ موجود ہوتا ہے وہ غائب ہو جاتا ہے۔) آپس کے رسیلے جذباتی رشتے منطق کا سہارا لے کر مادیت میں بدل جاتے ہیں۔
نوکری کرتے ہوئے اسے دوسرے مردوں کے تعلق میں زیادہ آنا پڑتا ہے اور یہ بات اس کے بدچلن ہونے کے امکان کو بڑھا دیتی ہے۔
نوکری کے خلاف یہ چند موٹی موٹی دلیلیں ہیں۔ حالات اور ماحول کے مطابق اس قسم کی اور بھی دلیلیں دی جاسکتی ہیں۔
کماؤ بیوی کب اور کس حد تک گھمنڈ کر سکتی ہے، یہ بات بھی حالات پر منحصر ہے۔ اگر دونوں میں محبت ہے اور خاوند بھی خوب کماتا ہے تو گھمنڈ کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ البتہ جب خاوند نٹھلا ہو، محنتی اور کماؤ نہ ہو تب تو بیوی کے نوکری نہ کرنے پر بھی جھگڑا ہو سکتا ہے۔

عورت کے کام کی آڑ میں مردوں کا اختلاط:

کیرول پوٹو نیک کی ایک کتاب جس کا عنوان ہے "وہ مرد کہ وفا اور خلوص جن کے بس میں نہیں"، اس میں مصنفہ کہتی ہے کہ:
"بے وفائی کے بھرپور مواقع ملازمتوں اور بزنس وغیرہ کے دوران مردوں اور عورتوں کے اختلاط کے نتیجے میں میسر آتے ہیں۔ جہاں مردوں کو صنف نازک سے

Marfat.com

قریب ہونے کا پورا پورا موقع ملتا ہے، جہاں وہ اپنے کام کی آڑ میں عورتوں سے بڑے گہرے تعلقات قائم کر لیتے ہیں، جیسے کہ اپنی سیکریٹری یا کولیگ کے ساتھ وغیرہ وغیرہ۔"

اور یہ صرف کام کے دوران ہونے والے اختلاط پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ روزمرہ کی سوشل زندگی میں بھی یہی اختلاط اور مکس گیدرنگ، شوہر کے لئے بے وفائی کے راستے کھولتی ہے، چاہے وہ اس کی بیوی کی عزیز ترین دوست اور سہیلی ہی کیوں نہ ہو۔

عورت کی نوکری کے نقصانات اور میڈیکل تحقیقات

ملازمت پیشہ خواتین اور بے اولادی:

ملازمت پیشہ خواتین حالات کار اور اوقات کار میں بے قاعدگیوں کی وجہ سے بے اولادی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یہ انکشاف مانچسٹر یونیورسٹی کی پروفیسر نکولا چیری نے گزشتہ دنوں کراچی میں ایک طبی اجتماع سے خطاب کے دوران کیا۔

"صنعتی اداروں میں ملازم خواتین کی صحت" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ملازمت پیشہ خواتین میں بے اولادی کی شکایت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ نامناسب اوقات کار کے علاوہ خواتین سے سخت جسمانی مشقت لینا ہے۔

انہوں نے بتایا کہ خاص طور پر حاملہ خواتین اس کی وجہ سے اسقاط حمل کا شکار رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ دیر تک کام کرنے اور سخت جسمانی مشقت، نیز مناسب خوراک سے محرومی کے نتیجے میں وہ اولاد کی نعمت سے محروم رہتی ہیں۔ اس مذاکرے کا اہتمام کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز آف پاکستان نے کیا تھا۔

Marfat.com

عورت کی نوکری کے میڈیکل نقصانات:

اس وقت کی تازہ صورتحال یہ ہے کہ وہ عورت جو کل بیانگ دہل مردوں کے ساتھ مساوی حقوق کے لئے چیخ رہی تھی، آج اپنے ساتھ کام میں شریک مردوں کے ہجوم سے تنگ آکر اپنی حفاظت کے لئے آواز دے رہی ہے۔

عورت جب بیرون خانہ سرگرمیوں میں داخل ہوئی تو اس نے خود کو مردوں میں گھرا ہوا پایا۔

اسی طرح کا بیان ماہنامہ (ایم۔ ایس) کی چیف ایڈیٹر گلوریا ٹائم نے تحریر کیا ہے:

''اس مرحلے پر پہنچ کر عورت نے خود کو محصور پایا جہاں ہر طرف سے خطرات امنڈ رہے تھے۔''

وہ مزید کہتی ہیں کہ:

''یورپ کے ممالک اور امریکہ کے دفاتر میں ملازم عورتوں کو درپیش سینکڑوں ایسے مسائل ہیں جہاں عورت خوف و ہراس کا شکار ہے۔ اخبارات میں دسیوں قصے شائع ہوتے رہتے ہیں جن میں مردوں کے ساتھ کام کرنے والی خواتین کو لاحق خطرات کی تفصیلات کھل کر سامنے آتی ہیں۔''

گلوریا مزید لکھتی ہیں کہ:

''یہ صورتحال نیویارک میں منعقدہ ایک جنرل کانفرنس میں زیر بحث آئی۔ بحث کے دوران دسیوں عورتوں نے ملازمتوں کے دوران اپنی تباہی کی داستان دلدوز انداز میں بیان کی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ جن مردوں کے ساتھ ملازمت کر رہی تھیں، ان کی جنسی خواہشات پوری کرنے سے انکار کے نہایت بھیانک نتائج سامنے آئے۔''

روزنامہ ''اخبار'' ۲۰ مئی ۱۹۷۷ء کے شمارے میں جنیوا میں مقیم اپنے مراسلہ نگار جلال عیسیٰ کے حوالے سے لکھتا ہے کہ:

''ماہرین ادویہ اس بات پر متفق ہیں کہ عورت پر ملازمت یا گھر کے اندر بھی اگر کام کا بوجھ ہمت سے بڑھ جائے تو وہ عورت کے اندر مادہ نسوانیت کو کمزور کر دیتا ہے۔ ضروری

Marfat.com

نہیں کہ کام جسمانی مشقت کا ہی ہو بلکہ دفاتر کی ملازمت اور فکری اور ذہنی مشاغل کا بوجھ بھی عورت پر اتنا ہی اثر انداز ہوتا ہے۔ دفاتر، کارخانوں یا دیگر ملازمتوں سے وابستہ خواتین جب نفسیاتی تھکن کا شکار ہوتی ہیں تو اس کا اثر ان کی خانگی زندگی پر پڑتا ہے۔"

ملازمت پیشہ خواتین سنگین بیماریوں کا شکار ہو رہی ہیں:

"خواتین کی صحت اور شعور" کے عنوان سے ایک سیمینار میں طب سے وابستہ مختلف شعبوں کے ماہرین نے بتایا کہ دیہاتوں میں ہی نہیں بلکہ شہروں میں رہنے والی خواتین بالخصوص ملازمت پیشہ خواتین اپنی صحت سے غفلت برتنے اور شعور نہ رکھنے کے باعث تیزی سے بڑی بیماریوں مثلاً بلڈ پریشر، عارضہ قلب، خون کی کمی، ہڈیوں کی کمزوری، سینے اور معدے کی بیماریوں اور زچگی کی پیچیدگیوں کا تیزی سے شکار ہو رہی ہیں۔

سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ دل و بلڈ پریشر اور ذیابیطس سے بچنے کے لئے متوازن غذا، ہلکی ورزش اور مضر اشیاء سے بچنا ضروری ہے اور پاکستان میں خواتین کے لئے بیماریوں سے حفاظت اور ان کے علاج کے بارے میں زیادہ سے زیادہ شعور پیدا کرنے کی ضررت ہے۔

ملازمت خواتین کے مزاج کو جنگجویانہ بنادیتی ہے:

طلاق کے مقدمات کے حوالے سے شہرت رکھنے والی برطانوی خاتون وکیل وینسا لائیڈ پلیٹ نے کہا کہ:

"ملازمت پیشہ خواتین کی جنگجویانہ طبیعت طلاق کا باعث بنتی ہے۔"

۴۴ سالہ وکیل نے کہا کہ:

"چند برس قبل عورت کے نام کے ساتھ نرم مزاج اور پیار کرنے والی شخصیت جیسے الفاظ استعمال کیئے جاتے تھے، لیکن اب ان کے بدلتے ہوئے رویوں کے باعث انہیں متلون مزاج، سخت اور سرد مہر کہا جارہا ہے۔"

Marfat.com

گزشتہ بیس برس سے برطانیہ میں طلاق کے مقدمات لڑنے والی خاتون وکیل نے بتایا کہ:

''اکثر مرد، خواتین کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ خواتین ملازمت کے دوران مردوں سے رقابت پیدا کرنے کی پوری کوشش کرتی ہیں۔ اپنی اس جنگجویانہ طبیعت کے سبب وہ خود کو مرد تصور کرتی ہیں اور بھول جاتی ہیں کہ وہ عورت ہیں۔''

انہوں نے کہا کہ:

''بعض گھریلو عورتوں کے شوہروں نے بھی اپنی بیویوں کے متعلق اس قسم کی شکایت کی ہے۔ تاہم بعض معاملات میں مردوں کا کہنا ہے کہ ملازمت سے قبل ہماری بیویوں کے پاس گھریلو کام کے لئے زیادہ وقت تھا، وہ بہترین مہمان نواز اور اپنے شوہروں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ لیکن ملازمت کے بعد کئی مسائل نے سر اٹھالیا ہے۔''

انہوں نے کہا کہ:

''بیشتر مقدمات میں مردوں نے تسلیم کیا کہ بیویوں کے ناقابل برداشت رویوں کے سبب انہیں اپنی سیکریٹریوں سے رابطے کرنے پڑے۔ اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے ایک موکل نے کہا کہ ایک دن کام کی زیادتی کی وجہ سے میں تاخیر سے گھر پہنچا۔ میری بیوی نے بجائے مجھے خوش آمدید کہنے کے دن بھر کے مسائل بتانا شروع کر دیئے، جن میں سب سے اہم یہ تھا کہ اس کی ایک قریبی دوست نے میری وجہ سے اپنے شوہر کو چھوڑ دیا۔ یہ سب سننے کے بعد میں گاڑی لے کر دفتر روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن سیکریٹری نے میری خیریت دریافت کی اور ایک کافی کے کپ کے ساتھ مجھے خوش آمدید کہا۔ اسی وقت میں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا۔''

وینسا پلیٹ نے کہا کہ:

''اکثر خواتین اپنے شریک حیات کے جذبات کا احترام نہیں کرتیں اور چھوٹے چھوٹے مسائل حل کرنے کے لئے بھی اپنے شوہر پر تکیہ کرتی ہیں، حالانکہ انہیں یہ مسائل خود حل کر لینے چاہئیں۔''

انہوں نے کہا کہ:

''میں یہ بات واضح طور پر کہنا چاہتی ہوں کہ دنیا بھر میں طلاق کے بڑھتے ہوئے

Marfat.com

رجحان میں اسی وقت کمی آئے گی جب خواتین اپنے رویئے میں لچک پیدا کریں گی، کیونکہ مرد اپنے مزاج کو بدل نہیں سکتا، لہٰذا خواتین کو چاہئے کہ وہ حالات سے سمجھوتہ کر کے اپنی ترجیحات کو تبدیل کرلیں۔"

برطانیہ میں طلاق کے ہزاروں مقدمات لڑنے والی برطانوی خاتون وکیل کے تجربات پاکستان میں مغرب سے متاثرہ خواتین اور این جی اوز کے سرپرستوں کے لئے روشنی کا نشان ثابت ہو سکتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کا دائرہ کار بالکل الگ رکھا ہے۔ جب بھی دونوں فریق ایک دوسرے کے فطری اور قدرتی دائرہ کار میں غیر فطری طور پر مداخلت کریں گے تو اس کا نتیجہ خاندان کی تقسیم، محبت کے خاتمہ اور طلاق کی صورت میں برآمد ہوگا۔

عورت کو مشرق و مغرب میں ملازمت کے نام پر دہری بلکہ تہری ذمہ داریوں کے جہنم میں جھونک دیا گیا ہے۔ ملازمت کے بہانے عورت کی آزادی کا نعرہ بلند کرنے والوں نے عورت کی گھریلو زندگی اجیرن کردی ہے۔

اس وقت طلاق کے سب سے زیادہ واقعات ملازمت پیشہ خواتین سے وابستہ ہیں۔ یہ عورتیں کام کے بوجھ کے باعث جنگجویانہ خصوصیات کی حامل ہوگئی ہیں۔ صبح سویرے بچوں کو اسکول کے لئے تیار کرنا، گھر کے ضروری کام نمٹانا، دفتر میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا، اسکول سے گھر لوٹنے والے بچوں کے بارے میں مستقل و مسلسل فکر مند رہنا، گھر لوٹتے ہی دن بھر ماں کی ممتا سے محروم رہنے والے بچوں کے لڑائی جھگڑے اور دنگے فساد کی خبر گیری رکھنا اور پھر شوہر کی خدمت میں مصروف ہو جانا۔

ان عظیم ذمہ داریوں نے عورت کی ذہنی، جسمانی، نفسیاتی اور روحانی صحت کو گھن لگا دیا ہے۔ مغرب سے آنے والی ہر اطلاع یا خبر اور علم سے مرعوب ہونے والی ہماری نسل کو کم از کم مغرب کی خاتون وکیل کے تجربات سے تو استفادہ کرنا چاہئے۔

(احقر کی کتاب "عورت کی اسلامی زندگی اور جدید سائنسی تحقیقات" سے ماخوذ)

Marfat.com

مسلمان عورت مغربی عورت سے زیادہ پرسکون رہتی ہے،

فرانسیسی ایڈووکیٹ کی تحقیق:

ایک فرانسیسی ایڈووکیٹ کرسٹین اس وقت اس حقیقت کی تہہ تک پہنچی، جب اس نے مشرق کے مسلم ممالک کا دورہ کیا، وہ کہتی ہے:

میں اپنے سات ہفتوں کے دورے میں بیروت، دمشق، عمان اور بغداد گئی اور آج میں پیرس واپس آ گئی ہوں......تو میں نے کیا پایا؟ میں نے ایک مرد کو دیکھا، جو صبح صبح اپنے کام پر جاتا ہے، محنت کرتا ہے، تھکتا ہے پھر شام ڈھلے اپنے گھر واپس لوٹتا ہے تو اس کے ہاتھ میں روٹی ہوتی ہے اور اس روٹی کے ساتھ ساتھ بے پناہ محبت اور شفقت ہوتی ہے اپنے بیوی بچوں کے لئے۔

ان ممالک میں عورت کا اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کہ وہ ایک نسل کی تربیت کرے، اور اس مرد کا خیال رکھے جس کو وہ چاہتی ہے یا کم از کم وہ مرد جو اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے۔

مشرق میں عورت سوتی ہے اور خواب دیکھتی ہے، پھر جو چاہتی ہے حاصل کر لیتی ہے۔ کیونکہ اس کا مرد اس کے لئے روٹی، محبت اور آسائش مہیا کرتا ہے۔ جبکہ ہمارے یہاں جہاں رات کو نیند آ رہی ہے اور خزانہ سارا موجود ہے لیکن سکون نہیں ہے۔ ہر طرف پریشانی ہے، جبکہ مشرق میں کچھ بھی نہیں تو بھی سکون ہے۔

تو یہ روپیہ پیسہ اپنی ذات میں انسان کو نفع نقصان پہنچانے والی چیز تو نہیں ہے، جب تک کہ نظام درست نہ ہو اور جب تک راستہ درست نہ ہو۔

شمع محفل بننے والی لڑکیوں کا حشر کیا ہوتا ہے؟

اندھا دھند تقلید کی جو بھونڈی روایت جو کچھ عرصے پہلے چلی تھی، یہ زہر آہستہ آہستہ مسلمانوں کی زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی سرایت کرتا گیا اور مسلمان اصل دین

Marfat.com

اسلام کو چھوڑ کر ہر معاملے میں کسی نہ کسی غیر قوم کی پیروی اور نقالی کی دوڑ میں آنکھیں بند کر کے چل پڑے۔

سیاست ہو یا معیشت، ادب ہو یا تجارت، غرض ہر شعبے میں مغرب کی نقالی کو ضروری سمجھ لیا گیا۔ یہ سوچے بغیر کہ اس نقالی اور تقلید کا فائدہ آخرت تو دور کی بات ہے، دنیا میں بھی اس کا کوئی فائدہ ہے کہ نہیں۔ یا کیا ان باتوں کا ترقی اور تہذیب سے ذرا بھی کوئی تعلق ہے یا نہیں؟

انہی برائیوں میں سے ایک اختلاط مرد و زن کا فیشن ہے جو مغرب سے درآمد کیا گیا۔ مغرب میں تو آج ان برائیوں کے ہاتھوں زوال آمد آمد ہے مگر ہم اس دوڑ میں برابر اسی طرح آگے بڑھ رہے ہیں جیسے یہ بھی کوئی ترقی اور تہذیب کا لازمہ ہو۔

روس میں کمیونزم کی عمارت دھڑام سے نیچے آگری اور پورے عالم پر ثابت ہو گیا کہ کمیونزم ایک غیر فطری نظام تھا، مگر ہمارے ہاں تقلید کی صدیوں پرانی بیماری کے ہاتھوں مجبور ہمارے دانشور اب بھی اسی طرح کمیونزم کے گیت گاتے آرہے ہیں اور کوئی نہ کوئی عذر ولنگ تراشتے رہتے ہیں۔

کبھی اس واقعے کو وہ کمیونزم کے نظام اور عمل کا ہی حصہ کہتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ کمیونزم نے شکل بدل لی ہے۔ ختم نہیں ہوا۔ بالکل ان ہندوؤں کی طرح کہ جب ان کے رام اور اوتار موت کے ہاتھوں نہ بچ سکے تو انہوں نے جھٹ آواگون اور تناسخ کا عقیدہ گھڑ لیا کہ یہ ہمارے اوتار مرے نہیں بلکہ ان کی روح کسی اور میں منتقل ہو گئی ہے۔

یہی طرز عمل آج ہم نے اپنے معاشرتی رسم و رواج میں اپنا لیا ہے۔ قرآن نے ہمیں مرد و زن کے علیحدہ علیحدہ فرائض اور ذمہ داریاں بتا کر کہہ دیا کہ یہ ان کا دائرہ کار ہے، جس میں دونوں کی سلامتی ہے۔ عورت کا گھر کے اندر اور مرد کا گھر سے باہر۔ لیکن ہمیں یہ دائرہ کار پسند نہیں اور ہم مغرب کی بری عادات اور تہذیب کو اپنانا ضروری سمجھتے ہیں چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی نکلے۔

یہاں اس مسئلے پر بار بار لکھے گئے دلائل کو دہرانا مقصد نہیں۔ صرف مشتے از نمونہ خروارے کے طور پر اپنے ارد گرد کی مثالوں سے آئینہ دکھلانا مقصود ہے کہ مغرب کی جن آزادیوں کو آج ہماری عورتیں چاہ رہی ہیں یا ان کی طرف ہمارے تاریک خیال دانشور جو

Marfat.com

رغبت انہیں دلاتے ہیں، کیا اس کا ان عورتوں کو کوئی فائدہ ہو رہا ہے یا کہیں ایسا تو نہیں کہ انہیں ایسے مین ہول میں اتار دیا گیا ہے جس کے اوپر روشنی کے خوشنما بلب لگا دیئے گئے ہیں اور اندر گندگی، عفونت، سرانڈ اور بدبو کے سوا کچھ نہیں...... آیئے اپنے اردگرد ذرا نظر دوڑا کر دیکھیں۔

شعبہ اداکاری میں حنا زیب کی آپ بیتی:

ہمارے معاشرے کی اکثر لڑکیاں ٹی وی ڈراموں اور فلموں سے متاثر ہوتی ہیں۔ گھر سے نکل کر شہرت اور ناموری کے لئے ٹی وی اور فلم میں آنے کی کوشش میں یہ اپنا سب کچھ لٹا بیٹھتی ہیں۔

ٹی وی اور فلم لائن میں شاید ہی کوئی عورت ایسی ہو جو اپنا دامن عصمت بچا سکی ہو۔ بلکہ اس لائن کا تو ایک ایک سین ہے ہی دامن عفت و عصمت کی دھجیاں اڑانے کے لئے۔

تو اب اس کی ایک تازہ اور عبرتناک جھلک حنا زیب کی آپ بیتی میں دیکھیں:

گزشتہ دنوں فلمی آرٹسٹ حنا زیب نے عدالت میں ہدایت کار مرزا محمود الحسن اور رانا محمد افضل کے خلاف عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ رانا محمد افضل نے چند ماہ قبل مجھے ورغلا کر فلم ''دل میں تو'' میں بطور ہیروئن کاسٹ کرنا چاہا۔ اس نے مجھے مزید کہا کہ اگر فلم مذکورہ میں حصہ لوں تو مجھے منافع کا ۴/۱ حصہ ملے گا۔ لہذا انہوں نے مجھے ہیروئن لانے کا جھانسہ دے کر مجھ سے دو لاکھ روپے نقد لے لئے۔

دونوں نے مجھے کافی چکر لگوائے کہ فلم کی شوٹنگ جلد شروع ہونے والی ہے۔ چند روز قبل دونوں نے کہا کہ فیصل آباد شوٹنگ ہے اور وہاں پر جانا ہے۔ اس فلم کا ہیرو عامر ملک فیصل آباد پہنچ چکا ہے۔

لیکن میں جب وہاں گئی تو وہاں عامر ملک موجود نہ تھا۔ وہاں رانا افضل خود ہی فلم کا ہیرو بن گیا جو میرے دادا کے برابر ہے۔ اس کی دو بیویاں اور آٹھ بچے ہیں۔ شوٹنگ کے بعد دونوں نے مجھے کوئی معاوضہ نہ دیا۔ اس موقعے پر میں نے اپنے پندرہ عدد نئے

Marfat.com

جوڑے خود تیار کیے، جن کی مالیت ۳۵ ہزار روپے بنتی ہے۔

دونوں نے وہ جوڑے بھی حاصل کر لیے۔ ان دونوں نے میرا دو لاکھ ۳۵ ہزار روپے ہتھیا لیے، یہ میرا زندگی بھر کا اثاثہ تھا۔

حنا زیب نے کہا، شوٹنگ کے دوران انہوں نے مجھے بے راہ روی کی ترغیب بھی دی۔ میں نے انکار کر دیا جس پر وہ میری رقم ہضم کر گئے اور میری شہرت کو بھی نقصان پہنچایا۔ میں نے اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا تو انہوں نے چند روز کے لئے ایک سوزوکی کار جس کی مالیت ۳۵ ہزار تھی دے دی۔ بعد ازاں مجھ سے زبردستی کار چھین لی۔ مداخلت پر انہوں نے کپڑے پھاڑ دیئے اور میرے منہ پر تھپڑ مارے۔

حنا زیب نے کہا، میں معزز گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے اور میری کی دو لاکھ ۳۵ ہزار روپے کی رقم واپس دلائی جائے۔

(پاکستان، ۱۸ مارچ ۹۲ء)

ہم اب یہاں اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر حنا زیب کا واقعی معزز گھرانے سے تعلق تھا تو پھر اس نے معزز گھرانے والی عورتوں کی راہ چھوڑی ہی کیوں۔ یہ تو ساری راہ ہی غیر شریفانہ تھی۔ اس راہ پر چل کر اب اس کا گھرانہ کس قدر معزز رہا ہوگا۔ قرآن نے تو معزز گھرانے کی عورتوں کی علامت یہ بتائی ہے کہ وہ گھر سے باہر بغیر کسی شدید ضرورت کے نہیں نکلتیں اور اگر نکلنا پڑے تو پورے پردے اور شرم وحیا کے ساتھ نکلتی ہیں تاکہ کوئی شیطان صفت انہیں اپنی ہوس کا نشانہ بنا کر ذلیل ورسوا نہ کر سکے۔ سورۃ احزاب میں فرمایا:

> "اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (اگر باہر نکلا بھی کریں) تو اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا (کر گھونگٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر ان کے لئے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو ان کو کوئی ایذا نہ دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (الاحزاب ۵۹)

ادبی، سوشل کارکن یا سیاستدان بن کر معاشرے میں عورت کے کردار کو ہمارے ہاں چنداں مضر نہیں سمجھا جاتا، بلکہ اسے انسانیت کی خدمت گردانا جاتا ہے۔ اس غیر ضروری کام بلکہ شغل کی معاشرے کو کیا ضرورت ہے۔

Marfat.com

یہ بات تو ظاہر ہے کہ یہ شغل صرف وہی عورتیں اختیار کرتی ہیں یا کرسکتی ہیں جو اعلیٰ، امیر اور فیشن ایبل گھرانوں سے تعلق رکھتی ہیں اور انہیں اپنے فرصت کے لمحات کاٹنے کا کوئی ذریعہ چاہیے ہوتا ہے۔

یہ عورتیں گھر اور بچوں کو خادماؤں اور ملازموں کے سپرد کر دیتی ہیں اور خود محفلوں کے سپرد ہو جاتی ہیں۔

بچی کی ملازمت...... باپ کا سر ندامت سے جھک گیا:

اس شعبے کے حق میں ہمارے ترقی پسند اور روشن خیال دانشور جو کہ اصل میں تنزل پسند اور تاریک خیال ہوتے ہیں وہ کافی دلائل دیتے ہیں۔ اسے آج کل کے معاشرتی حالات اور بڑھتے ہوئے مسائل میں عورت کی مجبوری کہہ کر کافی ٹھوس جواز فراہم کیا جاتا ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کا کفیل بنایا ہے۔ سوائے کوئی انتہائی اضطراری حالت کے عام طور پر عورت کو ملازمت کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر انسان اپنی تعیشات مثلاً ٹی وی، فریج، وی سی آر، اعلیٰ ملبوسات، زیورات اور بنگلوں کو اپنی ضرورت قرار دے لے اور پھر ان کی تکمیل کے لئے ملازمت کو ضروری سمجھ لے تو اس میں اسلام کا کیا قصور ہے؟

لیکن ہم تو یہاں یہ دکھاتے ہیں کہ ان محکموں میں جب لڑکیاں ملازمت کرتی ہیں تو ان کے شب و روز پھر کیسے گزرنے لگتے ہیں، اس کا اندازہ آپ ابھی حال ہی میں چلنے والے لاہور کے ایک مشہور وی سی آر کیس سے لگالیں۔ جس کا فیصلہ ابھی عدالت میں ہوا ہے۔

ویسے تو آرٹ، سیاست، ملازمت اور سماجی خدمت کی آڑ میں ملنے والے مرد و عورت کے درمیانی جنسی اسکینڈل ایک عام سی بات ہے اور یہاں بھی بہت کم عورتیں اس برائی سے بچی ہوئی ہوتی ہیں۔ ہم تو صرف نمونے کے طور پر کچھ پردے سرکا رہے ہیں کہ

Marfat.com

یہ شعبہ بھی عورت پر گزرنے والی کیا کیا خوفناک داستانیں چھپائے ہوئے ہے:

مجھے دیکھو جو دیدہ عبرت نگاہ ہوں میں

چنانچہ عدالت نے مذکورہ وی سی آر کیس میں ایک فرم کے مالک ظفر خان اور اس کے پاس ملازمت کرنے والی دولڑکیوں عائشہ شہباز اور ہالہ فاروقی کو باہمی عریاں فلمیں بنانے کے جرم میں مختلف سزائیں سنائی ہیں۔

یہاں ہماری بہنیں اور والدین بطور عبرت عائشہ کی دردناک کہانی عائشہ کے والد شہباز کے بیان کی صورت میں ملاحظہ کریں اور سوچیں کہ گھر کو خیر باد کہنے، پردے کو چھوڑنے اور اپنے للّے تللّے پورے کرنے کے لئے ملازمتوں کے شوق کرنے والی لڑکیوں پر کیا گزرتی ہے۔

عائشہ شہباز کے والد محمد شہباز نے تمام والدین سے اپیل کی ہے کہ خدا کے واسطے مجبوری کے تلے اپنی بیٹیوں سے ملازمت ضرور کروائیں لیکن گھر سے بھیجنے سے پہلے وہاں کا ماحول ضرور دیکھ لیں۔

اگر انہوں نے غفلت کی تو وہ برباد ہو جائیں گے۔ میں زندہ مثال بنا آپ کے سامنے ہوں۔ درندوں نے نہ جانے میری بیٹی کو کیا چیز دے کر اس کی زندگی برباد کر دی۔

اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میری بیٹی فائن آرٹ کی طالبہ تھی۔ صبح یونیورسٹی جاتی اور دو بجے کے بعد اس نے گلبرگ میں ظفر خان کے پاس پارٹ ٹائم ملازمت کر لی۔ وہاں سے ۵ بجے چھٹی ہوتی۔

میں اسے خود لینے جاتا تھا۔ مجھے کیا معلوم کہ فرم والے میری بیٹی کی زندگی تباہ کر دیں گے۔ ایم اے فائن آرٹ میں اس کی پانچویں پوزیشن آئی۔ جس کے بعد میں نے اس کو ملازمت چھوڑنے کو کہا جو اس نے چھوڑ دی۔

نوکری چھوڑے ہوئے دس ماہ ہوئے تھے کہ ہمارے گھر میں ڈیڑھ سال قبل ہالہ فاروقی آئی۔ میں نے دیکھا باہر ایک کار کھڑی ہے۔ میں نے ہالہ فاروقی کو دیکھ کر عائشہ سے کہا کہ دیکھو تمہاری سہیلی آئی ہے۔

وہ اسے ملنے گیٹ تک گئی۔ گھر میں مہمان تھے۔ میں ان کے ساتھ کھانے میں لگ گیا۔ ایک گھنٹے بعد میں نے عائشہ کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ گھر پر موجود

Marfat.com

نہیں۔ دو چار روز میں اسے تلاش کرتا رہا۔ آخر مجھے ہالہ فاروقی کے بھائی نے بتایا کہ اس فرم کے تمام لوگ بلیو پرنٹ کیس میں گرفتار ہو گئے ہیں۔

وہ دن اور آج کا دن، ہمیں عدالتوں کے دھکے کھانے پڑ رہے ہیں۔ میری بیٹی بھولی بھالی تھی۔ نہ جانے کس طرح ان کے چنگل میں پھنس گئی۔ (پاکستان ۳ مارچ ۹۲ء)

کچھ عرصے قبل اسی طرح کا ایک کیس فیصل آباد میں ڈاکٹروں اور نرسوں کا بھی اخبارات میں آیا تھا۔ اختلاط مرد و زن کا جو بھیانک نتیجہ ہماری آنکھوں کے سامنے اللہ تعالیٰ نے دکھایا ہے، کیا اب بھی ہمارے سوچنے اور سمجھنے کو کافی نہیں یا پھر ہم اس وقت سوچیں گے جب مغرب کی طرف ہمارا بھی مکمل اخلاقی دیوالیہ پن نکل جائے گا۔

جب معاشرہ اختلاط مرد و زن کی تمام حدود کو پار کر کے بالآخر اس حد تک پہنچ جائے جہاں بے محابا آزادی سے عورت کے وجود میں کشش تک ختم ہو جاتی ہے، اس کی نسوانی قدر کا خاتمہ ہو جاتا ہے، پھر انسان عورت سے بیزار ہو جاتا ہے۔

یورپی پارلیمنٹوں کی طرح لواطت کے بل پیش ہونے لگتے ہیں۔ حرام اولاد کی کثرت ہوتی ہے۔ انسانوں کے نام و نسبت ڈھونڈنے مشکل ہو جاتے ہیں۔ اگر مغربی آزادیوں کے بدلے عورت نے یہی تحفے معاشرے کو دینے ہیں تو پھر کیا ایسا معاشرہ مہذب اور ترقی پسند تو دور کی بات ہے کیا انسانی معاشرہ بھی ہو سکتا ہے۔ حاشا وکلا۔

غرض نجات اور سلامتی انہی فطری اصولوں اور فرامین میں ہے جن کی تعلیم ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دی ہے۔ سورۃ الاحزاب میں اسی لئے اللہ نے مومن عورتوں کو تلقین کر دی کہ:

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولیٰ

اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو اور زمانہ جاہلیت کے بناؤ سنگھار (لوگوں) کو دکھاتی نہ پھرو۔ (الاحزاب)

Marfat.com

دولت کی ہوس میں بیرون ملک ملازمت کرنے والی خواتین پر کیا بیتی؟

کیا ان خواتین کو واقعی معاشی مجبوریوں کی وجہ سے باہر جانا پڑا؟

مغربی آزادیاں اور دولت کی ہوس ہماری خواتین کو کن کن خطرناک اور عبرتناک راہوں پر ڈال رہی ہے، اس کا اندازہ ملائیشیا میں ملازمت کی خاطر جانے والی ان لڑکیوں کے احوال سے لگایا جاسکتا ہے جو اب عبرت کی تصویر بن کر وطن واپس آئی ہیں۔

ان لڑکیوں نے پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں ملائیشیا میں ملازمت کے لئے درخواست دی۔ یہ درخواستیں اس وقت کے وزیر محنت اور افرادی قوت غلام اکبر لاسی کے حکم پر نومی انٹر پرائزز اسلام آباد نے اوورسیز ایمپلائز فاؤنڈیشن کے ریجنل مینیجر جاوید اقبال کے ذریعے طلب کی تھیں۔

ان لڑکیوں کے انتخاب کے بعد ملائیشیا کی ایک فیکٹری میں انہیں کمپیوٹر کی ملازمت کے آرڈر جاری ہوئے۔ جس کے بعد لڑکیوں کا گروپ ملائیشیا چلا گیا۔ لیکن کچھ ہی عرصے کے بعد ان لڑکیوں کے بارے میں خبریں آئیں کہ انہیں جس عہد کے لئے بھرتی کیا گیا تھا، ان سے وہ کام نہیں لیا جارہا، بلکہ وہ قید کی زندگی گزار رہی ہیں جس کے بعد حکومت نے ذاتی دلچسپی لی اور انہیں واپس لایا گیا۔

تحقیقات کے دوران ان لڑکیوں نے جن کی عمریں ۲۸ سے ۳۰ سال تک تھیں، ایف آئی اے کے حکام کو بتایا کہ جب ہم ملائیشیا گئیں تو وہاں پہنچنے پر پتہ چلا کہ جو کچھ اشتہار میں دیا گیا تھا اس کے مطابق کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔

ہمیں جس فیکٹری میں ملازمت کے لئے بھیجا گیا، اس کے مالک کا رویہ تمام لڑکیوں کے ساتھ بہت ہی برا تھا۔ یہاں تک گالی گلوچ اور مار کٹائی معمول بن گیا تھا۔

Marfat.com

ہمیں روزانہ یہ باور کرایا جاتا کہ راجہ صادق اور مینیجر جاوید اقبال نے تمہیں فروخت کر دیا ہے اس لئے تین سال تک تم کسی صورت پاکستان واپس نہیں جاسکتیں۔

لڑکیوں نے بتایا کہ جس ہاسٹل میں ہمیں رہائش دی گئی تھی وہاں روزانہ نئے لوگ اور عادی مجرم ہمارے کمروں کے دروازے توڑنے کی کوشش کرتے۔ ہم یہ سب کچھ مالک جس کا نام ''لی'' تھا کو بتاتیں تو جواب ملتا کہ یہ بہت معمولی باتیں ہیں۔ یہاں آپ کو سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔

ان لڑکیوں نے بتایا کہ وہ نومی انٹر پرائز کو ۳۵ ہزار روپے فی کس کے حساب سے ادا کر کے ملائیشیا گئی تھیں۔ لیکن وہاں ان کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ چھوٹے چھوٹے کمروں میں چھ چھ لڑکیاں ٹھونس دی گئیں۔ فیکٹری کے مالک ہمیں بدکاری پر مجبور کرتے، ہمیں فحش فلمیں دیکھنے اور انگلش ڈانس کرنے کی ترغیب دی جاتی اور انکار پر تشدد کے پہاڑ ڈھائے جاتے۔

لڑکیوں کو ذہنی اور جسمانی اذیتیں دی جاتی اور حکم دیا جاتا کہ یہ ہمارا کلچر ہے۔ اس میں ڈھل جاؤ، کیونکہ ہم نے تمہیں خرید لیا ہے۔

لڑکیوں نے بتایا کہ ہم مسلمان تھیں اس لئے ذلت کی زندگی کے بدلے میں تمام آسائشوں کی پیشکش بھی ٹھکرا دی اور ذلت کی دولت سے عزت کی بیروزگاری کو ترجیح دی۔

ان لڑکیوں کی یہ عبرتناک داستان پڑھنے کے باوجود ہمارے بعض مغرب زدہ لوگ یہ کہیں گے کہ جی ان لڑکیوں کا اس میں کیا قصور ہے۔ وہ بے چاری غربت کی وجہ سے مجبور ہوں گی۔ ان کی کوئی ایسی معاشی مجبوریاں ہوں گی جن کی وجہ سے انہیں ملازمت کے لئے بیرون ملک جانا پڑا۔

تو جناب اول تو یہ بات ابھی تک ثابت نہیں ہوئی کہ ان خواتین میں سے کوئی اس قدر غریب تھی کہ بے چاری کو اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ پالنے کے لئے تن تنہا اپنی عزت کو داؤ پر لگا کر بیرون ملک ملازمت کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔

جو لڑکی بیرون ملک جانے کے لئے ۳۵ ہزار اور دیگر اخراجات برداشت کر سکتی ہے، کیا ان کے ہاں غربت کا اتنا ہی عالم ہوگا کہ بیرون ملک جائے بغیر انکی دال روٹی چل

Marfat.com

ہی نہیں سکتی تھی۔

آج یہ لڑکیاں کہہ رہی ہیں کہ انہوں نے ذلت کی دولت سے عزت کی بیروزگاری کو ترجیح دی۔ افسوس یہ سوچ انہیں گھر چھوڑنے سے پہلے نہ آ سکی۔ اگر وہاں کے حالات کو دیکھ کر انہوں نے بیروزگاری کو ترجیح دینے میں کوئی مشکل محسوس نہ کی تو اس کا مطلب ہے کہ غربت کوئی ان کا بڑا مسئلہ نہ تھا۔ اصل میں یہ تعیشات کے حصول کی دوڑ تھی جس پر وہ اور ان کے اہل خاندان بغیر سوچے سمجھے چل پڑے۔

ان لڑکیوں میں سے لاہور کی ایک لڑکی کے والد ایک ریٹائرڈ صوبیدار ہیں۔ کیا ایک ریٹائرڈ صوبیدار کا خاندان اتنا غریب ہوتا ہے کہ اپنے گھر کی دال روٹی چلانے کے لئے بیرون ملک اپنی لڑکی بھجوانی پڑ جائے؟

ایک صحافی کے ساتھ بات کرتے ہوئے نگہت علی کے سابقہ شوہر جاوید یونس نے کہا کہ نگہت میری سگی تایازاد بہن ہے۔ جس سے ایک بیٹا بھی ہے۔ نگہت کی پہلے بھی شادی ہو چکی تھی۔ اس کی خودسری اور نافرمانیوں سے تنگ آ کر میں نے اسے طلاق دے دی۔ وہ اپنا ڈیڑھ سالہ بچہ چھوڑ کر اپنی بہن کو لے کر ملائیشیا چلی گئی۔

نگہت اور ثریا کے دو بھائی امریکہ اور سعودی عرب میں ہیں۔ باپ فوج میں تھا، پھر انہیں باہر جانے کی کیا ضرورت تھی؟

نگہت کے بھائی افتخار نے کہا، میری بہنوں کو راجہ صادق اور اس کے بیٹے نومی نے ۲۰ ہزار روپے ماہوار کا جھانسہ دیا۔ جب افتخار سے پوچھا گیا کہ بھائیوں کے ہوتے ہوئے انہیں باہر جانے کی کیا ضرورت تھی؟ تو افتخار نے کہا کہ مجھے کچھ پتہ نہیں۔

بھائی کے اس جواب سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے پاس کوئی جواز نہ تھا کہ اپنی بہنوں کو کمانے کے لئے گھر سے باہر اور وہ بھی بیرون ملک بھیجتے۔ اب وہ پچھتا رہے ہیں اور ان سے کوئی جواب نہیں بن رہا۔

۷ جون کو ان لڑکیوں کے بارے میں تصویر کا ایک اور بھیانک رخ سامنے آیا۔ ملائیشیا جانے والی ایک لڑکی (ش) کے انٹرویو سے معلوم ہوا کہ ملائیشیا جیسے اسلامی ملک کو خواہ مخواہ بدنام کیا گیا۔ حالانکہ ان میں سے کئی لڑکیاں خود ہی حد سے زیادہ مغربی آزادیوں کی رسیا تھیں۔ یہ نہ صرف سگریٹ نوش تھیں بلکہ شراب بھی پیتی تھیں۔ پاکستان

Marfat.com

میں موجود بوائے فرینڈز انہیں لو لیٹر بھیجتے تھے اور وہ جواباً لڑکوں کو لو لیٹر بذریعہ فیکس ارسال کیا کرتی تھیں۔

یہ لڑکیاں انتہائی جھگڑالو اور خطرناک تھیں۔ انہی کی وجہ سے باقی لڑکیاں بھی خراب ہوئیں اور انہیں وطن واپس آنا پڑا۔ ایک معمولی جھگڑے میں ایک لڑکی نسرین گل نے چھری نکال لی اور حملہ آور ہوئی مگر بیچ بچاؤ کرانے کی وجہ سے خون خرابہ ہوتے رہ گیا۔

دو لڑکیاں لو لیٹر ملتے ہی ہاسٹل سے فرار ہو گئیں اور بہت دنوں تک پاکستان سے آنے والے لڑکوں کے ساتھ گھومتی رہیں۔ وہاں موجود لڑکیوں میں پارٹی بازی شروع ہو گئی۔ اس لئے پھڈے شروع ہو گئے۔

اس طرح انہوں نے ملائیشیا میں پاکستان کو جی بھر کر بدنام کیا۔ لیکن یہاں آ کر پارسا اور مظلوم بن گئیں۔ لڑکی (ش) نے بتایا کہ اس سے پہلے میں چار بار ملائیشیا جا چکی ہوں۔ ملائیشیا ایک اسلامی ملک ہے، وہاں کوئی عیاشی کا اڈا نہیں، یہ سب کچھ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ بعض لڑکیوں نے اپنے کرتوت چھپانے کے لئے ڈرامہ کیا۔

(ش) نے کہا کہ ایک لڑکی (ع) جو اسلام آباد کے ایک اخبار کی ملازمہ تھی اور وہاں سے نکالی گئی تھی، وہ بھی بات بات پر مارنے مرنے پر تل جاتی۔ ملائیشیا کے لوگ تماشا دیکھتے اور انہیں چھڑاتے۔

لاہور کی (ن) جو خود کو ڈاکٹر بتاتی تھی اور دوسری لڑکیوں کو اکساتی اور پھڈے بازی کرتی، اس نے ہی سب لڑکیوں کو خراب کیا۔ اس کی وجہ سے ملک کی بدنامی ہوئی۔

مسٹر لی نے بعض لڑکیوں کے لو لیٹر پکڑے اور پاکستانی سفارت خانے اور نومی انٹر پرائزز کو بھجوائے، جن میں لڑکوں نے لکھا تھا کہ ہم بہت جلد پہنچنے والے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ یہاں سے نکلنے کے لئے تیار رہو۔ چنانچہ دو لڑکیاں راتوں رات ہاسٹل سے غائب ہو گئیں اور لڑکوں کے پاس کوالالمپور پہنچ گئیں۔ مسٹر لی نے ایف آئی آر درج کرائی۔ لیکن ان لڑکیوں پر اثر نہیں ہوا۔

(ش) نے بتایا کہ مسٹر لی نے سکندر اسماعیل لیبر اتاشی اور راجہ صاد مالک نومی انٹر پرائزز سے کہا کہ میں حیران ہوں کہ یہ اتنی خود سر ہیں۔ میں نے تو سنا تھا کہ پاکستانی

Marfat.com

لڑکیاں شریف اور باوقار ہوتی ہیں۔ یہ تو امریکی عورت سے بھی ایک ہاتھ آگے ہیں۔
(نوائے وقت، ۷ جون ۹۷ء)

تصویر کے یہ دونوں رخ دیکھنے کے بعد اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔ کیا ملائیشیا کی کمپنی کا قصور تھا؟ یا ان لڑکیوں کے اپنے کرتوت ہی ایسے تھے۔ لیکن ہمارے نزدیک حقیقت چاہے کچھ بھی ہو، قصور لڑکیوں اور ان کے رشتے داروں کا ہی نکلتا ہے۔ اگر کمپنی کا قصور ہی مان لیا جائے تو تب بھی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان لڑکیوں کو اپنی عزت داؤ پر لگا کر گھر سے باہر اور وہ بھی بیرون ملک جانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ جبکہ ان لڑکیوں کو کوئی اتنا بڑا معاشی مسئلہ بھی درپیش نہ تھا۔

اور اگر تصویر کا دوسرا رخ صحیح ہے اور زیادہ امکان بھی یہی ہے، کیونکہ گھر سے باہر تن تنہا بیرون ملک جانے کی ہمت ایسی ہی خودسر، مغربی آزادیوں کی رسیا اور بے راہ رو لڑکیاں ہی کر سکتی ہیں تو اس صورت میں ان لڑکیوں کو اب مگرمچھ کے آنسو بہانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

اگر وہ اور ان کے والدین واقعی طور پر ایسی نوکریوں اور ایسی آزادیوں پر پچھتا رہے ہیں تو یہ اور بات ہے لیکن کاش...... وہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو پہلے ہی اپنے پیش نظر رکھتے تو آج انہیں یہ پچھتاوا نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عورت کو حکم دے کر فرمایا:

وقرن في بيوتكن

اپنے گھروں میں ٹکی رہو۔

یعنی ان کے لئے سب سے بہترین ٹھکانہ ان کے گھر ہیں اور سوائے ناگزیر ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلا جائے۔

نبی ﷺ کا ترمذی میں ایک اشاد ہے:

عورت سرتاپا پردے کی چیز ہے۔ یہ جب گھر سے باہر قدم نکالتی ہے تو شیطان جھانکنے لگتا ہے۔

آج اللہ اور رسول ﷺ کے ان احکامات کی صداقت ان کے سامنے تھی اور ان کے پاس سوائے ندامت کے کچھ نہ تھا۔

Marfat.com

صحافیوں نے جب لڑکیوں کے والدین سے گفتگو کی تو ان کے خیالات بھی پچھتاوے کے احساس تلے دبے ہوئے تھے۔ اپنا نام نہ ظاہر کرنے کے وعدے پر انہوں نے بتایا کہ انہوں نے توبہ کر لی ہے، آئندہ اپنی بچیوں کو گھروں سے باہر اور ملک سے باہر ملازمت کے لئے نہیں بھیجیں گے۔

ہم نے اپنی جوان لڑکیوں کو خود سے دور کر کے ان چھ ماہ میں جو اذیتیں برداشت کی ہیں۔ اس سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے سبق دیا ہے۔ لہذا یہ سبق ہم ساری زندگی نہیں بھولیں گے۔

لڑکیوں نے بھی دلگیر انداز میں صحافیوں کو بتایا کہ مصیبت کے دنوں میں ہم سوچا کرتی تھیں کہ کاش ہمارے والدین اور ہمارے بھائی ہمیں یہاں آنے سے روک لیتے۔

لڑکیوں کی یہ عبرتناک باتیں سامنے آنے کے بعد فوری طور پر میرا ذہن اس آیت کی طرف چلا گیا۔ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اپنے گھر والوں کو راہ راست پر رکھنے کے اصل ذمے دار مرد ہیں۔

اگر عورت اپنے ماں باپ کے گھر میں ہے تو اس کا باپ اور بھائی ذمے دار ہیں اور اگر خاوند کے گھر میں ہے تو خاوند ذمے دار ہے کہ خود کو بھی اور اپنی عورت کو بھی راہ راست پر رکھے۔ وہ چاہے تو عورت کو جنت کے راستے پر چلا دے اور چاہے تو اسے جہنم کے راستے پر چلا دے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی طرف ہر مسلمان مرد کو واضح طور پر حکم دے کر توجہ دلائی:

یاایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا وقودها الناس والحجارة

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچالو، جس کا ایندھن آگ اور پتھر ہے۔ (التحریم ۶)

اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے آج اس طرح بچایا جا سکتا ہے کہ سب سے پہلے ہم اپنے گھروں کے ماحول کو درست کریں۔ کیونکہ جب تک گمراہی کے وہ بڑے اور واضح اسباب ختم نہ ہوں گے جنہیں ختم کرنا ہمارے اختیار میں بھی ہو، اس وقت تک خیر کا امکان کم سے کم رہ جاتا ہے۔

Marfat.com

اس سلسلے میں ٹی وی، وی سی آر، ڈش اور سینما وغیرہ سے اپنے گھر والوں کو بچانا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

ٹی وی ڈراموں اور فلموں میں عورتوں کو آزادی کی ایسی راہیں دکھائی جاتی ہیں جن کا انجام بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ انہیں بتایا جاتا ہے کہ وہ گھروں سے نکلیں، ڈرنے اور گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دفتروں میں اور محفلوں میں مردوں کے شانہ بشانہ ہر کام کریں۔ ان سے گپیں ہانکیں، دوستیاں کریں، کوئی ڈر کی بات نہیں۔ اس سے آپ میں اعتماد پیدا ہوگا۔ زندگی کو جرأت سے گزارنے کا حوصلہ ملے گا۔ یہ آپ کا حق ہے، آگے بڑھیں اور یہ حق حاصل کریں۔

نئی نسل کو یہ راہ بڑی خوبصورت بنا کر دکھائی جاتی ہے۔ اس کا انجام بڑا خوشگوار دکھایا جاتا ہے۔ نئی نسل اسے حقیقی دنیا سمجھ کر دیوانہ وار ان راہوں پر چل کھڑی ہوتی ہے، لیکن جب ان راہوں کے قریب جاتے ہیں تو وہ سب کچھ سراب ہوتا ہے۔

(از قاضی کاشف نیاز)

Marfat.com

موضوع نمبر ۲۰

پردہ اور یہود ونصاریٰ کی سازشیں

بے پردگی اور یہود ونصاریٰ کی سازش:

مرد وزن کے باہمی اختلاط اور اس کے نتائج کے سلسلے میں گفتگو کرتے ہوئے میں والدین اور تربیت کرنے والے حضرات کے سامنے یہ حقیقت کھول کر بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ صہیونیت اور استعمار و سامراجیوں اور مادیت اور اباحت پسندوں کے پروگراموں کا سب سے بڑا اور اولین مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمان معاشرے کو بگاڑ دیا جائے اور اس کی حیثیت کو ختم کر کے اسے ٹکڑے ٹکڑے اور پراگندہ کر دیا جائے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اخلاقی اقدار کو ختم کر دیا جائے اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے دلوں سے دینی مفاہیم و مذہب کی عظمت ختم کر دی جائے اور مسلم معاشرے میں ہر اعتبار اور ہر پہلو سے آزادی، بے راہ روی اور برائیوں کو پھیلا دیا جائے۔

اباحیت و آزادی کی اس دعوت کو عام کرنے اور مکر وفریب کا جال پھیلانے کے لئے ان لوگوں کے یہاں عورت سب سے کارآمد اسلحہ اور اولین مقصد اور ہدف ہے۔ اس لئے کہ اباحیت کی دعوت کو عام کرنے اور سامراج کا پروگرام نافذ کرنے کے لئے عورت ہی سب سے ضعیف و کمزور اور جذباتی عنصر ہے جو ان کے مقاصد کے حصول کا بہترین ذریعہ بنتی ہے۔

سامراجیوں کا ایک پوپ کہتا ہے:

> شراب کا جام اور حسین وجمیل دوشیزہ امت محمدیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں وہ اثر رکھتی ہے جو ہزار توپیں نہیں رکھتیں۔ لہذا اس امت محمدیہ کو مادے اور جنس و شہوت کی محبت میں غرق کر ڈالو۔

Marfat.com

بدنام زمانہ فری میسن تنظیم کے لیڈروں میں سے ایک لیڈر کہتا ہے:

عورت کو اعتماد میں لینا ہمارا فریضہ ہے۔ اس لئے کہ جس دن بھی اس نے اپنا ہاتھ ہماری طرف بڑھا دیا، اسی دن ہم حرام تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور دین کی فتح و کامیابی کے لئے کوشش کرنے والوں کا لشکر تتر بتر ہو جائے گا۔

صہیونی حکماء کے پروٹوکول میں یہ لکھا ہے کہ:

یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم اس بات کی کوشش کریں کہ ہر جگہ اخلاقی حالت دگرگوں ہو جائے تاکہ ہر جگہ ہم غلبہ حاصل کرسکیں۔ ''فرائڈ'' ہماری جماعت کا آدمی ہے اور وہ کھلم کھلا جنسی تعلقات کے مناظر پیش کرتا رہے گا تاکہ نوجوانوں کی نظر میں کوئی چیز بھی مقدس نہ رہے اور ان کا سب سے بڑا مقصد اپنی جنسی خواہشات کی تسکین بن جائے اور اس صورت میں ان کے اخلاق کا جنازہ نکل چکا ہوگا۔

لہذا جو لوگ اسلامی ملکوں میں مرد و زن کے اختلاط کے دعویدار ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ یہ اختلاط ہماری معاشرتی زندگی کے ہر شعبے میں عام ہو جائے، یہی لوگ درحقیقت اسلام کے دشمن، مادی، الحادی اور اباحیت پسند مذاہب والوں کی سازشوں کو نافذ کرنے کا ذریعہ اور ان کے لئے پروپیگنڈہ کرنے کا آلہ بن رہے ہیں اور یہ لوگ سامراجی اور صہیونی اور ماسونی (فری میسن کے) افکار کی دعوت دینے والوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ خواہ اس بات کو یہ لوگ سمجھ رہے ہوں یا نہ سمجھیں اور خواہ انہیں یہ حقیقت محسوس ہو رہی ہو یا محسوس نہ ہو رہی ہو۔

عورتوں کو بے پردہ کرنے کی منظم سازش:

زمانہ جاہلیت میں بھی عورتیں بے حجاباً آزادانہ پھرتی تھیں اور اپنے حسن و جمال کی نمائش کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا اور موجودہ جاہلیت جدیدہ کے دور میں بھی عورتیں شرم و

Marfat.com

حیا کی ساری حدود پھلانگ کر پہلی جاہلیت کی بے پردگی اور بے حیائی کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گئیں۔

جاہلیت قدیمہ میں تو لباس پہن کر جسم کی نمائش ہوا کرتی تھی، لیکن جاہلیت جدیدہ کے اس منحوس دور میں لباس سے بے نیاز ہو کر عریاں جسم کی نمائش ہونے لگی ہے اور اس کو حقوق نسواں کا پر فریب نام دے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے صریح ارشادات کو اپنے ناپاک قدموں کے نیچے روندنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی جا رہی ہے۔

اسلام کے خلاف ایک منظّم سازش کے ذریعے اس بے حیائی کو عام کیا جا رہا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ان دونوں دشمنوں کی طرف سے اسلام کو مٹانے یا کم از کم بدنام کرنے کی کوشش ہر دور میں ہوتی رہی ہے اور بدقسمتی سے ہمارے اس ملک پر ابتداء ہی سے اسی طبقے کا قبضہ رہا جن کی پرورش اہل مغرب کی گود میں ہوتی تھی، جن کی آنکھ بھی اس حیا باختہ ماحول میں کھلی تھی، جن کی تربیت امریکہ اور برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں ہوئی تھی، جن کے دلوں میں نہ اللہ کی کوئی عظمت تھی نہ اس کے رسول ﷺ سے کوئی تعلق تھا اور نہ ہی اس کے دین سے واقف تھے، جو بجائے اللہ کے اہل مغرب پر ایمان رکھتے تھے اور جو مکہ و مدینہ کی بجائے لندن و پیرس کی تاریخ سے واقفیت رکھتے تھے، جن کو مسجد کے بجائے نائٹ کلبوں سے محبت تھی، اسلامی تعلیم کی جگہ مخلوط نظام تعلیم کو جانتے تھے، جن کو ذکر اللہ کے بجائے شراب و شباب کی محفلوں میں قلبی سکون کا زعم تھا، بیت اللہ کی جگہ واشنگٹن اور لندن کو قبلہ و کعبہ سمجھتے تھے، قرآن پاک کی جگہ ڈائجسٹوں کے شوقین تھے، جو اپنی بہن بیٹی کو بھی پردے کی قیود سے آزاد اور عیاں دیکھنا پسند کرتے تھے۔

جب یہ طبقہ برسر اقتدار آیا تو سب سے پہلے اس مغرب زدہ طبقے نے مغربی تہذیب و تمدن کو اس ملک پر مسلط کیا اور اس کے لئے مختلف ادارے وجود میں آئے اور ان اداروں نے اہل مغرب کے اشاروں پر اپنے مشن کا آغاز کیا اور مخلوط نظام تعلیم رائج کر کے شرم و حیا کی پہلی دیوار مسمار کر دی۔

اس سلسلے میں ملک کے پہلے وزیر اعظم کی بیوی بیگم لیاقت علی خان نے ۲۳ اپریل ۱۹۴۹ء کو لندن میں غیر ملکی اخبار نویس عورتوں کے سامنے اپنے مغربی آقاؤں کے مشن کو

Marfat.com

شروع کرتے ہوئے کہا تھا:

''اگر چہ پاکستان کی شہری عورتیں پردہ بھی کرتی ہیں اور نقاب بھی اوڑھتی ہیں، تاہم اسی فیصد عورتیں جو دیہات میں رہتی ہیں وہ ایسا نہیں کرتیں۔ نیز پردہ نشین عورتیں بھی اپنے مردوں پر ویسی ہی اور اپنے گھر کے معاملات میں ویسی ہی بااختیار ہیں جیسے کہ بے پردہ عورتیں۔ مغرب میں بھی تو عورتوں کے مردانہ کارروائیوں اور مصروفیتوں میں حصہ لینے کا خیال ابھی نیا نیا پیدا ہوا ہے۔ بہر حال پردہ دیر سویر ختم ہو کے رہے گا۔ لڑکیوں کی نئی پود جن کی تربیت لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط درسگاہوں میں ہو رہی ہے وہ پردے میں نہیں جائے گی۔'' (ڈیلی سول اینڈ ملٹری گزٹ، مورخہ ۲۷۔۴۔۱۹۴۹ء)

بیگم صاحبہ نے مغرب والوں سے کہا تھا کہ کچھ پردہ نشین عورتیں جو ہمارے ملک میں تمہیں نظر آ رہی ہیں عنقریب ہماری کوششیں رنگ لائیں گی اور یہ پردہ نشین عورتیں پھر تمہاری طرح لباس سے بے نیاز ہو کر گھومیں پھریں گی۔

اتنی جلدی تو پردہ ختم نہیں ہو سکتا، ابھی ہماری عمر ہی کیا ہے۔ ہمیں اختیارات ملے ابھی دو سال ہی تو گزرے ہیں اور تمہارے ہاں مغرب میں بھی تو ابھی تک کوئی خاص قسم کی بے حیائی نظر نہیں آتی جس پر تم ہمیں ڈانٹتے ہو۔ بیج تو ہم نے ابھی ڈالا ہے، مخلوط نظام تعلیم کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور جو لڑکیاں ان درسگاہوں سے تربیت پا کر نکلیں گی وہ کبھی بھی پردے کا بوجھ اپنے سر پر نہیں اٹھائیں گی۔ وہ تمہاری طرح مادر پدر آزاد ہو کر اسلام کا مذاق اڑائیں گی۔

جس معاشرے کو وہ وجود میں لانا چاہتے تھے بدقسمتی سے ہمارے موجودہ دور میں ان کا مدعا پورا ہو گیا:

جس میں کچھ انسان کی توقیر کے احکام تھے
وہ شریعت مغرب زدوں کے زیر سایہ ہو گئی

بے حیائی کا سیلاب ہے، جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ کتنے شریف گھرانوں کی بہو بیٹیاں آج بے حجابانہ نیم برہنہ ہو کر پارکوں، ہوٹلوں، سیر گاہوں اور دفتروں میں نامحرم مردوں کے شانہ بشانہ نظر آ رہی ہیں۔

Marfat.com

یہود ونصاریٰ کی تین شیطانی قوتوں کی عالم اسلام پر یلغار:

صحت اور آرٹ کے نام پر عریانی کی اشاعت، ہورہی ہے اور اس راستے سے عصمت وعفت پر زبردست زد پڑ رہی ہے۔ آدمی کی ''قوت برداشت'' جواب دے رہی ہے۔ ایک دن یہی چیزیں اخلاق واعمال کے ساتھ انسانی صحت کو بھی لے ڈوبتی ہیں۔

ایک امریکی رسالے میں یہ ماتم پڑھیے جسے ایک عالم نے اپنی کتاب ''پردہ'' میں نقل کیا ہے:

''تین شیطانی قوتیں ہیں جن کی تثلیث آج ہماری دنیا پر چھا گئی ہے اور تینوں ایک جہنم تیار کرنے میں مشغول ہیں۔ فحش لٹریچر جو جنگ عظیم کے بعد حیرت انگیز رفتار کے ساتھ اپنی بے شرمی اور کثرت اشاعت میں بڑھتا چلا جارہا ہے۔ متحرک تصویریں جو شہوانی محبت کے جذبات کو نہ صرف بھڑکاتی ہیں بلکہ عملی سبق بھی دیتی ہیں، عورتوں کا گرا ہوا اخلاقی معیار جو ان کے لباس اور بسا اوقات ان کی برہنگی اور سگریٹ کے روز افزوں استعمال اور مردوں کے ساتھ ان کے ہر قید وامتیاز سے ناآشنا اختلاط کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

یہ تین چیزیں ہمارے یہاں بڑھتی چلی جارہی ہیں اور ان کا نتیجہ مسیحی تہذیب و معاشرت کا زوال اور آخر کار تباہی ہے۔ اگر ان کو نہ روکا گیا تو ہماری تاریخ بھی روم اور ان دوسری قوموں کے مماثل ہوگی جن کو یہی نفس پرستی اور شہوانیت، ان کی شراب اور عورتوں اور ناچ رنگ سمیت فنا کے گھاٹ اتار چکی ہے۔''

سامراجی طاقتوں کا فتنہ وفساد:

استاذ حسین یوسف نے ایک رسالہ تحریر کیا ہے، جس کا نام ''مشرق میں نسوانی تحریک اور سامراج سے ان کے روابط'' ہے۔ اس کتاب میں روشن دلائل اور دوٹوک تحقیقات سے صاحب موصوف نے یہ ثابت کیا ہے کہ سامراجی طاقتوں نے بے شمار نسوانی انجمنوں کو خرید رکھا ہے اور ان کی زبردست مالی امداد کرتی ہیں۔

Marfat.com

اور چونکہ ان طاقتوں کو سیاسی اور فوجی رسوخ حاصل ہوتا ہے، لہٰذا اس کے بل بوتے پر ان انجمنوں کے ذریعے آزاد نسوانی تحریکوں سے ہمیشہ ان کا ٹکراؤ ہوتا ہے۔ آئے دن ان کے درمیان تصادم ہوا کرتا ہے اور ان تمام تر ریشہ دوانیوں کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ زمین میں فتنہ وفساد عام ہو، ترقی اور روشن خیالی کے پروپیگنڈے کے زیر سایہ بے حیائی، اباحیت پسندی اور جنسی انارکی کا زہریلا مواد معاشرے میں سرایت کرے اور معاشرہ سخت انتشار اور تباہی کا شکار ہو کر رہ جائے۔

صلیبی سامراج اور صہیونی مصنف کا کہنا ہے:

عورتوں کی ایک ایسی کھیپ تیار ہونی چاہئے جو اسلام سے قطعاً ناواقف ہو! طریقہ اس کا بھی وہی ہے جو پہلے مردوں پر آزمایا جا چکا ہے۔ یعنی تعلیم!

غرض صلیبی سامراج اور صیہونی سازش نے ترکی، مصر، ہندوستان، انڈونیشیا اور افریقہ میں آزادی نسواں کی تحریکیں شروع کر دیں اور سرکاری اور مشنری اسکولوں میں خواتین کی وہ نسل تیار ہوئی جو نہ صرف اسلام سے دور تھی بلکہ متنفر بھی تھی۔

یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اسلام جس نے مرد وعورت پر یکساں حصول علم فرض قرار دیا ہے۔ اگر کسی وقت نافذ العمل ہو تو وہ خواتین کی تعلیم میں رکاوٹ نہیں بنے گا لیکن وہ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ مرد وزن کو ایسی تعلیم دی جائے جو انہیں اسلام ہی سے متنفر کر دے۔

صلیبی سامراج اور یہودی سازش میں شامل تعلیم نسواں کا مدعا یہ نہیں تھا کہ خواتین تعلیم حاصل کریں اور مسلمان رہیں بلکہ مدعا یہ تھا کہ خواتین تعلیم حاصل کریں اور اسلام سے آزاد ہو جائیں۔

تعلیم نسواں کے مبارک قدم کے بعد دوسرا قدم یہ اٹھایا گیا کہ عالم اسلام میں کچھ اس قسم کے اجتماعی، فکری اور اخلاقی حالات پیدا کئے گئے کہ عورت بے پردہ ہو جائے، تاکہ بگاڑ مکمل ہو سکے۔

غرض ایک بگڑی ہوئی نئی نسل تیار کی گئی جس کے بگاڑ میں لکھنے والوں، فنکار، افسانہ

Marfat.com

نو لیس، صحافی، سینما اور ریڈیو والوں نے پورا پورا کردار ادا کیا۔ ساتھ ہی زندگی کے مختلف مرحلوں پر اس بگاڑ کو مکمل کرنے کے لیے اختلاط کے مواقع مہیا کیے گئے۔

پردہ اور صیہونی اور صلیبی سازش:

عالم اسلام کی موجودہ نسل صلیبی سامراج اور یہودی سازش کا اصل سرمایہ ہے۔ کیونکہ یہی نسل اسلامی عقیدے کے خاتمے کے لئے فیصلہ کن وار کرنے والی ہے۔ اور خاص طور پر موجودہ عالم اسلام کی خاتون جس کے بارے میں ایک یہودی مصنف کہتا ہے۔ کہ

''معاشرے کو بے دین بنانے میں عورت زیادہ موثر کردار ادا کر سکتی ہے۔''

اور یہ بات صحیح بھی ہے۔ کیونکہ آج کی ''تعلیم یافتہ حریت پسند خاتون'' اپنے بچوں کے دل میں اسلام کے بیج نہیں بوئے گی۔ کیونکہ اس عقیدہ پر وہ خود ایمان نہیں رکھتی اور اسلام سے وہ متنفر ہے۔

اب صلیبی سامراج اور صہیونی سازشی دو صدیوں کی مسلسل جدوجہد سے چھٹکارا پا جائیں گے کیونکہ اب عورت تعلیم یافتہ اور حریت پسند ہونے کی بناء پر مسلمان بچے ہی نہیں پیدا کرے گی پھر بھی عورت پر گرفت مضبوط ہے اور اس کے دل میں اسلام دشمنی کے جذبات ابھارنے کا کام منظم طریقے پر جاری ہے۔

اس مقصد کے لئے حریت پسند خاتون کو حصول حقوق کی الجھن میں مبتلا کر دیا گیا ہے اور یہ الجھن اس وقت تک دور نہیں ہو سکتی ہے جب تک اسلامی قوانین کا خاتمہ نہ کر دیا جائے۔ یا اس سے بھی خطرناک مہم کہ اسلام کے مفہوم و معنی کو بدل دیا جائے!

وہ گندگی میں پڑا ر ہے اور ان کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ اس لاپرواہی سے گذشتہ اقوام کس انجام کو پہنچیں اور آج بعض قومیں کس انجام سے دوچار ہیں۔ اسے ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ دنیا کی تخریب پسند قومیں ان کے اخلاق کی بربادی اور ان کے دین اور ایمان کی تباہی کا ایک بڑا پروگرام اپنے سامنے رکھتی ہیں اور پروگرام کی منظوری صلیبی اور صہیونی دنیا سے مل چکی ہے اور اب یہ نوجوان نسل شہوت رانی اور لذت پرستی میں

Marfat.com

اتنی منہمک ہو چکی ہے کہ وہ اب صحیح زندگی کی طرف نہیں آ سکتے۔ چنانچہ یہ بھی اسلام کو ناپسند کرتے ہیں۔

عیسائی مشنریوں کے دو مقاصد اور ہدف

موجودہ دور کی آزاد عورت تو خاص طور پر اسلام کو ناپسند کرتی ہے۔ عالم اسلام میں آزادی نسواں ایک اہم مسئلہ رہا ہے جس کے لئے صلیبی سامراج اور صیہونی سازش نے پوری ایک صدی تک جدوجہد کی ہے۔

''عالم اسلام پر حملہ'' نامی کتاب میں ہے کہ مشنری کوششوں کے دو مقاصد ہیں ایک نوجوانوں کو عیسائی بنانا اور دوسرے تمام مسلمانوں میں مسیحی افکار کی اشاعت۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۷ پر ہے۔

''مشنری اگر اپنی تحریکات کے آثار کمزور دیکھیں تو اس سے ناامید نہ ہوں کیوں کہ یہ بات بالکل سامنے آ چکی ہے کہ مسلمانوں کو مغربی علوم اور آزادی نسواں کی چاٹ پڑ چکی ہے۔''

صفحہ ۸۸ اور ۸۹ پر لکھنؤ اور قاہرہ کی مشنری کانفرنسوں کے طے کردہ لائحہ عمل ہیں لکھنؤ کانفرنس جو ۱۹۱۱ء میں ہوئی اس میں یہ دو نکاتی لائحہ عمل منظور ہوا۔

۱۔ موجودہ حالات کا مطالعہ۔

۲۔ تعلیم نسواں۔ اور مشنریوں کی تعلیم کے لیے کوشش۔

قاہرہ کانفرنس (۱۹۰۶ء) نے جو پروگرام منظور کیا۔ اس کا ایک نکتہ درج ذیل ہے:۔

مسلم خواتین میں اجتماعی اور نفسیاتی ارتقاء۔

یہ وہ طریقہ کار تھا جو مسلم خواتین کی آزادی کے لئے مشنری کانفرنسوں میں طے پایا اور صلیبی مشنریوں نے اس مقصد کے لئے انتھک کوششیں کیں۔

ایک امریکی یہودی مور برجر اپنی کتاب آج کی عربی دنیا میں کہتا ہے۔ تعلیم یافتہ مسلمان عورت مذہبی تعلیمات سے بہت دور ہے اور معاشرے کو بے دین بنانے میں حد درجہ مفید ہے۔

Marfat.com

جو مقصد اس یہودی مصنف نے بتایا ہے اس کے لئے ظاہر ہے کہ مشنری بہت زیادہ کوشش کریں گے کیونکہ اگر عورت مسلمان رہ جائے تو خواہ جاہل ہی کیوں نہ ہو وہ بہر حال معاشرے کو بے دین بنانے کی مہم میں ایک بڑی رکاوٹ ثابت ہوگی عورت ہی تو بچے کی پرورش کرتی ہے۔

اور مسلمان عورت تو خواہ جاہل ہی کیوں نہ ہو دوران تربیت بچوں میں اسلام کے ایسے بیج بو دیتی ہے کہ خواہ فساد اور بگاڑ کے عوامل کتنے ہی مؤثر کیوں نہ ہوں اور لوگوں کی بر بادی دین و ایمان کے کتنے ہی منظم پروگرام کیوں نہ ہوں مسلمانوں میں پھر بھی اسلام کا کوئی نہ کوئی شائبہ باقی رہ جاتا ہے اور خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں پکا سچا مسلمان نہ بن جائے اور اس خطرے کو راستے سے ہٹانا صلیبی سامراج اور یہودی سازش کے لیے ضروری ہے اس لئے انہوں نے سوچا کہ مسلمان عورت کے دل سے اسلامی عقیدہ مٹنا چاہئے۔

پردہ کی حمایت میں انگریز کمشنر کی غیرت انسانیت:

میرٹھ کے علاقے میں ایک کمشنر تھا جس کا نام مارش تھا۔ وہ انگریز تھا لیکن ہندوستان میں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے کچھ ٹوٹی پھوٹی اردو بھی بول لیتا تھا۔ عام لوگوں میں یہ مشہور تھا کہ یہ بڑا رحم دل ہے اور سب سے ملتا ہے۔ کچھ عورتیں برقعہ پہنے ہوئے اس کے بنگلے پر گئیں اور کہا کہ ہم کمشنر سے ملنا چاہتے ہیں۔ کمشنر باہر آیا اور اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو میں بیگمات سے پوچھا کہ آپ کیسے آئیں؟

انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کچھ بیوہ ہیں، کچھ خستہ حالت میں ہیں، ہمارے گزارے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ رحمدل حاکم ہیں، اس لئے ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔

یہ سن کر وہ اندر گیا اور نوٹ لے کر آیا۔ یہ رقم وہ ان عورتوں کو دینے کے لئے ہی لایا تھا، لیکن دینے سے پہلے اس نے کہا کہ دیکھئے بیگمات! ایک بات سنئے! یہ برقعہ پہننا اور منہ ڈھانکنا ہمارے یہاں تو نہیں ہے، اس لئے آپ میں سے جو اپنا منہ کھولیں گی میں یہ رقم انہی کو دوں گا۔ چنانچہ ان میں سے دو تین عورتوں نے اپنا منہ کھول دیا۔ اس کمشنر نے

Marfat.com

ساری رقم ان عورتوں کو دے دی جنہوں نے اپنا چہرہ نہیں کھولا تھا اور اس نے کہا کہ یہ عورتیں باحیا ہیں، ان کا گذارہ بہت مشکل ہوسکتا ہے اور تم نے اپنا چہرہ کھول دیا، تم ہر جگہ جا کر سوال کر سکتی ہو، تمہارا گذارہ اتنا مشکل نہیں ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اور آپ جو یہ سمجھتے ہیں کہ انگریزوں کی نقالی کرنے سے ان کے دل میں جگہ پیدا ہوتی ہے، یہ صحیح نہیں ہے، ان کے دل میں کوئی جگہ پیدا نہیں ہوتی۔

عورت بطور صلیبی ہتھیار:

کوئی بھی شے بذات خود بری نہیں ہوتی بلکہ اس کا استعمال اسے اچھا یا برا بنا دیتا ہے۔ آپ چھری سے پھل بھی کاٹ سکتے ہیں اور اپنی انگلی بھی۔ آپ چاہیں تو دودھ گندی نالی میں بہادیں یا اس میں مینگنی ڈال کر اس کی پاکیزگی کو داغدار کر دیں۔ یہ وہ فطری اختیار وصلاحیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہے اور اسی صلاحیت کے استعمال کی باز پرس انسان سے بروز قیامت ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "فالھمھا فجورھا وتقوٰھا" پھر اس کو برائی اور اچھائی میں تمیز کی سمجھ عطا کر دی۔ (الشمس ۸)

فسق و فجور اور تقویٰ کی دونوں قوتیں انسان کے اندر موجود ہیں اور یہی اس کا امتحان ہے کہ اس کے افکار پر کون سی قوت غالب ہوتی ہے۔ یہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ آج ہم نے اپنی ساری قوتوں کو فجور کے تابع کر دیا ہے۔ ہم ثقافت اور تہذیب کے نام پر وہ سب کچھ کر گزرنا چاہتے ہیں جس کی جھلک ہمیں مغربی معاشرے میں دکھائی دیتی ہے۔ مغربی تہذیب کا سارا چکر ایک عریاں یا نیم عریاں عورت کے گرد گھوم رہا ہے اور ہم بھی کوے کی طرح اسی چال پر چلنا چاہتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ اپنی اڑان بھول جانا ہے۔

میڈیا کی کوئی بھی سرگرمی ہو، عورت کی تشہیر کے بغیر نامکمل نظر آتی ہے۔ کوئی ایسا معمولی سا موقع بھی خالی نہیں جانے دیا جاتا، جس میں عورت کو ایک شوپیس بنا کر پیش نہ کیا گیا ہو۔ ملک کے طول و عرض کو دیکھ لیں، سائن بورڈ، اخبارات، سینما ہال، بک اسٹال، غرض یہ کہ وہ کونسی چیز ہے اور وہ کونسی جگہ ہے جہاں ہم نے اپنے کاروبار اور اپنی مصنوعات

Marfat.com

بیچنے کے لئے عورت کو سیڑھی نہیں بنایا۔ تھرپارکر کے وہ پسماندہ علاقے جہاں پانی تک میسر نہیں، وہاں بھی سائن بورڈ پر عورت مشروب لئے اشتہار بنی ہوئی ہے۔

میڈیا کی ساری چمک دمک ایک نیم برہنہ اور بے پردہ عورت کے گرد گھوم رہی ہے۔ میں اکثر احباب سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر میڈیا سے عورت کو خارج کر دیا جائے تو کیا اس سے میڈیا ختم ہو جائے گا یا اس کی افادیت گھٹ جائے گی یا کوئی مضائقہ نہیں ہوگا تو اکثر کا یہی جواب ہوتا ہے کہ پھر یہ ٹی وی، یہ انٹرنیٹ اور یہ سینما گھر کون دیکھے گا؟ ٹی وی کو ٹی وی رہنے دو اسے مولوی نہ بناؤ۔

یہود و ہنود یہ جانتے ہیں کہ ہمارے دین کی بنیاد حیا پر رکھی گئی ہے اور اس میں عورت کی بے پردگی، بے حیائی اور فحاشی پر سخت وعیدیں آئی ہیں، اس لئے وہ اس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں، ہمارے درمیان فحاشی اور بے حیائی پھیلا کر ہمیں اللہ کے دین سے دھیرے دھیرے دور کر رہے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں، مسلمانوں کے خلاف عورت کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کی روایت چودہ سو سال پرانی ہے۔ جب آپ ﷺ نے اللہ کے دین کی تبلیغ شروع کی تو قریش نے آپ ﷺ کو تین لالچ دیئے تھے۔ قریش کی سرداری، اعلیٰ خاندان کی حسین عورت سے نکاح اور بے حساب مال و زر، جنہیں آپ ﷺ نے رد فرما دیا تھا۔

پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مصر کے کمانڈر نے ان کی طرف ایک قاصد روانہ کیا کہ "یہاں کے کفار نے ایک گہری سازش کی ہے، ہمارے مجاہدوں کو بہکانے کے لئے جگہ جگہ اپنی حسین اور خوبصورت عورتوں کو ڈھول اور تاشے دے کر نیم برہنہ حالت میں کھڑا کر دیا ہے جو انہیں دعوت گناہ دیتی ہیں، میں پریشان ہوں، میری رہنمائی فرمائیں۔"

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قاصد روانہ کیا اور پیغام بھیجا کہ اپنے تمام سپاہیوں کو اکٹھا کر کے انہیں قرآن سنائیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ قرآن کی برکت سے مسلمان سپاہیوں نے ان عورتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا، آخر ان عورتوں نے مسلمان سپاہیوں سے پوچھا کہ کیا ہم خوبصورت نہیں ہیں، ہم میں کیا کمی ہے جو تم ہماری طرف راغب نہیں ہوتے ہو تو سپاہیوں نے کہا کہ ہمارے رب کا حکم ہے۔ "آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی

Marfat.com

رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، ان کے لئے یہ بہت پاکیزہ طریقہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کاموں سے خوب آگاہ ہیں، جو وہ کرتے ہیں۔" (نور، ۳۰)

ہمیں آج پھر اپنے ذرائع ابلاغ کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہئے کہ کہیں آج پھر ہم اسی کفریہ سازش کا شکار تو نہیں ہو رہے؟ آج بھی یہود و ہنود ایک گہری سازش کے تحت مسلمانوں کے افکار کو پراگندہ کرنے کے لئے مخرب اخلاق وڈیوز، سی ڈیز اور لٹریچر کا زہر ہمارے معاشرے میں پھیلا رہے ہیں۔ بے حیائی اس قدر عروج پر ہے کہ اب آپ انٹرنیٹ کے ذریعے اخلاق باختہ فلمیں گھروں میں ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں اور جب کوئی اللہ کا بندہ آرزدہ دل ہو کر اس پر تنقید کرتا ہے تو اسے مولوی کہہ کر چپ کرا دیا جاتا ہے۔

آج مسلمانوں کو اس فحاشی و بے حیائی میں ترقی نظر آ رہی ہے، وہ کہتے ہیں کہ انگریزوں اور مغرب کے لوگوں نے اتنی ترقی کی ہے، مولوی نے ہمیں کیا دیا ہے؟ آج یورپی معاشرہ جس ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور ان کی تہذیب کا طلسماتی مینار جس طرح زمین بوس ہو رہا ہے، اس کے پیچھے کارفرما عوامل میں بے حیائی، فحاشی اور عورت کا مادر پدر آزاد ہونا ایک اہم عامل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلام وہ دین فطرت ہے جس نے عورت کو اس کا وہ جائز مقام دیا ہے جس کی وہ مستحق تھی۔ کفار آج آزادی نسواں کے پرفریب نعرے کے پردے میں عورت کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ ہم بہتے ہوئے کہاں جا رہے ہیں۔

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کی قربانی، عائشہ رضی اللہ عنہا کا تدبر اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ذوق عبادت و پردہ داری ہی مسلم عورت کی زندگی کا اصل اثاثہ ہے۔ خدارا، مسلمان عورتوں کے دوپٹے نہ اتاریں، ان کے پردے نہ نوچیں، ان کی مشرقی حیاء کو مغربی فجور میں نہ ڈھالیں، ان کے پاکیزہ خیالات کو مغربی غلاظت سے آلودہ نہ کریں اور اسے صلیبی ہتھیار نہ بننے دیں کیونکہ وہ ہماری بہن بھی ہے، بیٹی بھی ہے اور...... ماں بھی......!! (از طارق حسین)

Marfat.com

موضوع نمبر ۲۱

پردہ روکنے کے لئے دنیا میں مسلم خواتین کے ساتھ پیش آنے والے چند واقعات

ترک جرنیل اور لیڈی اسکارف:

اسکارف ایشو نے نہ صرف ترکی کے اندر بحران پیدا کردیا ہے بلکہ اسلامی برادری میں بھی ترک جرنیلوں کا امیج بری طرح مجروح ہوا ہے اور لوگ حیران ہیں کہ بہادر ترک فوج کے سیاسی جرنیل ایک لیڈی اسکارف سے اس قدر خوف زدہ کیوں ہیں۔

محترم مروہ صفا کواچی ۱۸ اپریل کے انتخابات میں استنبول شہر سے فضیلت پارٹی کے پلیٹ فارم سے خاتون رکن منتخب ہوئی ہیں۔ بظاہر شرمیلی مگر اندر سے آہنی اعصاب کی مالک خاتون ہیں ۲ مئی کو جب وہ اسمبلی ہال میں حلف اٹھانے کے لئے آئیں تو حسب معمول ہیڈ اسکارف پہنے ہوئے تھیں۔ سینکڑوں سیکولرسٹوں کے فلک شگاف نعروں کے شور میں وہ ایک مجاہدہ کی طرح چلتی ہوئی ہال میں داخل ہوئیں۔ نعرے باز چیخ رہے تھے ''باہر جاؤ)) مگر مروہ صفا کواچی خاموشی اور وقار کے ساتھ اپنی کرسی پر بیٹھ گئیں۔

مروہ صفا کواچی کا اسکارف ترکی فوج کے جرنیلوں اور سیکولرسٹوں کے لئے بل فائٹنگ والا سرخ رومال بن گیا ہے جس طرح سانڈ سرخ رومال کو دیکھ کر غیظ وغضب کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسکارف نے یہی صورت حال سیکولر جرنیلوں میں پیدا کردی ہے۔ اگر بل فائٹر ماہر اور پرعزم ہو تو ہمیشہ سانڈ ہی مرتا ہے مروہ ایک آہنی عزم کی مالک خاتون ہیں اس لئے اس لڑائی میں جرنیلوں کی ذلت یقینی ہے۔

مروہ صفا کواچی حافظ قرآن اور کمپیوٹر سائنس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں وہ کالعدم رفاہ

Marfat.com

پارٹی کے وومن کمیشن کی سربراہ بھی تھیں انقرہ یونیورسٹی میں میڈیکل کی تعلیم کے مروہ پر دروازے اس لئے بند کر دیئے گئے کہ وہ اسکارف پہنتی تھیں وہ اپنے والدین کے ساتھ امریکہ چلی گئیں اور وہاں کمپیوٹر سائنس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

اس کے والدین بھی کمال ازم کے غیظ وغضب کا شکار ہوئے تھے۔اس کی ماں جو اتاترک یونیورسٹی میں پروفیسر تھی اس بنا پر اسے اس کی پوزیشن سے ہٹا دیا گیا کہ اس نے حجاب اتارنے سے انکار کر دیا تھا اس کا باپ یوسف ضیا کوا یجی یونیورسٹی میں اسلامی مطالعے کے شعبہ کا ڈین تھا وہ خواتین کے حقوق حجاب کی حمایت کرتا تھا اس لئے اسے استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا گیا۔

۳۱ سالہ مروہ صفا شادی شدہ اور دو بچیوں کی ماں ہے اس نے اپنے انٹرویو میں کہا ہے کہ اس کا پارلیمنٹ میں سر پر اسکارف پہننا ڈیموکریسی کا امتحان ہے۔اکیسویں صدی میں انہیں ہمیں یہ آزادی دینا ہوگی۔میں نے اسکارف اپنے ایمان وعقیدے کی بنیاد پر پہنا ہے اور میں اپنے حق کے لئے آخری دم تک لڑوں گی۔

وزیر اعظم بلند ایجوت کا کہنا ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں اسکارف پہننے کی اجازت نہیں دیں گے۔اسکارف سے خوف زدہ فوجی جنتا کا بھی یہی عزم ہے بلند ایجوت مردے کے اسکارف کو اتھارٹی آف سٹیٹ کے لئے ایک چیلنج سمجھتے ہیں ایک سینئر جنرل ''جنرل سامی زگ'' نے ۸ مئی کو دھمکی دی کہ ملٹری سیکولر ازم مخالف قوتوں کو کچل کر رکھ دے گی اس نے مزید کہا ''ملٹری اتاترک کی اصلاحات اور اصولوں کی پاسدار، محافظ اور نگہبان ہے جب تک ہم یہاں ہیں مذہبی بنیاد پرستی کے لئے یہاں ٹھہرنے کا امکان نہیں۔''

اگرچہ سول ملازمین پر تعلیمی اداروں اور پبلک بلڈنگوں میں سکارف پہننے کی پابندی ہے مگر پارلیمانی قواعد وضوابط رکن اسمبلی پر اسکارف پہننے کی کوئی پابندی عائد نہیں کرتے۔بلند ایجوت نے پیش کش کی کہ اگر مروہ صفا اسمبلی چیمبر میں اسکارف نہ پہنیں تو انہیں پارلیمنٹ بلڈنگ میں اسکارف پہننے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

مروہ نے اسے مسترد کرتے ہوئے کہا ''اجازت لینے دینے والا ایجوت کون ہے کیا وہ ترکی کا قانون بناتا ہے میں آئین اور اس ملک کے قوانین کی پابندی کرتی ہوں۔''

چیف پراسیکیوٹر ''اورال سواس'' نے فضیلت پارٹی کو خونخوار چڑیل قرار دیا اور مروہ کو

Marfat.com

اپکچی کا کردوں کے خودکش بمبرز سے موازنہ کیا اس کا کہنا ہے کہ وہ پورے سسٹم کو ختم کرنا چاہتی ہیں۔

حجاب پر پابندی کے باوجود ۷۵ فیصد خواتین حجاب پہنتی ہیں اسکارف کے مسئلے پر اندرون ملک اور بیرون ملک زبردست احتجاج ہوا ہے اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے ۸ مئی کو ایران میں سینکڑوں خواتین نے احتجاج کیا ایرانی خواتین مروہ صفا کی تصاویر اٹھائے ہوئے تھیں اور پوسٹروں پر ترکی کی فوجی جنتا کے اسکارف مخالف رویئے کی مذمت کی گئی تھی۔

ایران کے ہیومن رائٹس کمیشن نے ترک عوام کے مذہبی عقائد پر حملہ کرنے پر معافی مانگنے کا مطالبہ کیا۔اردن اور مراکش میں بھی خواتین نے اسکارف پہننے والی ترک خواتین کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے جلوس نکالے ہیں۔

اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ کی خواتین نے بھی دس مئی کو Manhattan کے قونصلیٹ کے سامنے مظاہرہ کیا۔خواتین نے مختلف سلوگنز والے پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے اور نعرے لگا رہی تھیں "ترک حکومت شرم کرے ہم مروہ کوا پکچی کی حمایت کرتی ہیں۔ ترکی میں خواتین اور مردوں کو آزادی دیں۔اے ترک مسلمانو! ظالم حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہو" وغیرہ وغیرہ۔

مظاہرین نے ترک قونصلیٹ جنرل کو یادداشت پیش کرنا چاہی تو اس نے وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ترک سیکولر قوتیں جنہیں یورپ کی ہر ادا پسند ہے اسکارف کے مسئلے پر ان کا رویہ یورپ کے برعکس ہے۔

یورپ وامریکہ میں ایک آدھ استثنٰی کے علاوہ سکارف کا کوئی مسئلہ نہیں طالبات کو اسکارف پہننے کی اجازت ہے۔خواتین بھی حجاب پہن کر بازاروں میں جاتی ہیں کسی کو اعتراض نہیں۔فرانس اور جرمنی میں ایک آدھ تعلیمی ادارے اور دفتر میں حجاب کا مسئلہ پیدا ہوا تو وہاں کی عدالتوں نے اسے مسلمان خواتین کا بنیادی حق تسلیم کیا مگر ترک جرنیل اس حق کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔

فضلیت پارٹی کے ڈپٹی چیئرمین عبداللہ گل نے اسکارف کے خلاف مہم کو کردار کشی کی بے رحم مہم قرار دیا ہے۔

Marfat.com

مروہ کوا کچی نے بتایا ہے کہ اسے دن رات مسلسل فون آرہے ہیں اور عوام اسکارف کی حمایت کر رہے ہیں۔

ملائیا میں اسکارف پہننے والی طالبات پر امتحان دینے پر پابندی:

ملائیا میں ۳۰ اپریل کو اس وقت زبردست مظاہرے شروع ہو گئے جب سٹیٹ یونیورسٹی میں اسکارف پہننے والی طالبات کو امتحان دینے کی اجازت نہ دی گئی سینکڑوں طالبات کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور سینکڑوں کو امتحان دینے سے روک دیا گیا۔

۲۲ مئی ۱۹۹۸ء کو حجاب پر پابندی کے خلاف احتجاج کرنے والے ۳۴ طلباء کو گرفتار کیا گیا تھا۔ ان میں ۴ طالبات تھیں۔ ان میں سے ایک فیلیز بیاض کو ۲۳ جولائی کو رہا کر دیا گیا۔ مگر ترک سیکرٹ سروس نے ۲۹ جولائی کو آدھی رات کے بعد اسے اس کی ایک سہیلی سمیت گرفتار کر کے روڈ ایکسیڈنٹ میں مار دیا۔

گزشتہ سال ستمبر میں جب نیا تعلیمی سیمسٹر شروع ہوا تو تمام اہم تعلیمی اداروں کی طرف سے ایک سرکلر کے ذریعے طالبات سے کہا گیا کہ تم اپنا تعلیمی حق صرف اسی صورت میں استعمال کر سکتی ہو کہ تم اسکارف نہ پہنو۔

اس مہم کے نتیجے میں تقریباً ایک لاکھ طالبات کو تعلیمی حق سے محروم کر دیا گیا اس کے خلاف ۱۱ اکتوبر کو پورے ملک میں ہزاروں اسٹوڈنٹس نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر مظاہرہ کیا کہ "ہم اپنا تعلیمی حق واپس چاہتے ہیں عقیدے کا احترام کرو سوچ کو آزاد کرو۔"

فوجی جنتا کی طرف سے اسکارف مخالف مہم اس قدر زور دار ہے کہ دباؤ میں آکر فضیلت پارٹی کے ۳ ارکان اسمبلی نے پارٹی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا ہے ان میں عائیدن مندریس، مصطفیٰ بیرام اور ایولیا پارلاک شامل ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ مخلوط حکومت میں شامل دوسرے نمبر پر آنے والی الٹرا قوم پرست جماعت جس نے اپنی انتخابی مہم میں وعدہ کیا تھا کہ وہ اسکارف پہننے کی اجازت دے گی کیا پالیسی اختیار کرتی ہے۔ اس وعدے کی بنیاد پر اس کے ووٹوں میں گزشتہ الیکشن کی نسبت دوگنا اضافہ ہوا اور لوگوں نے فضیلت پارٹی کو چھوڑ کر اسے ووٹ دیئے۔ اگر

Marfat.com

MHP نے اپنا وعدہ پورا کرنے کی بجائے بلند ایجوت کی پالیسیوں کی حمایت کی تو پھر اگلا الیکشن ترکی میں اسلامی قوتوں کی واضح برتری ہوگا۔ (تحریر۔ ملک احمد سرور، بحوالہ شمع ہدایت)

ترکی میں پردہ کرنے کی سزا:

محمد الفاتح کی سرزمین استنبول سے ایک صاحب کے تاثرات ''اسلامک نیوز اینڈ انفارمیشن نیٹ ورک'' نے یوں نقل کئے ہیں:

''بنیاد پرست سیکولر اسٹیٹ ترکی میں خواتین کو حجاب (پردہ) کرنے میں اور مردوں کو داڑھی رکھنے میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

روزانہ جب میں اپنے کام پر جانے کے لئے گھر سے نکلتا ہوں تو یہ منظر دیکھ کر میرا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ اس جما دینے والے سخت سرد موسم میں کچھ جوان لڑکیاں حجاب کے ساتھ اسکول کے گیٹ پر کھڑی ہوتی ہیں جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ انہیں پردہ کرنے کی وجہ سے اسکول کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ صرف اس لئے کہ انہوں نے حجاب کیا ہوا ہے۔''

فرانس میں پردے کی سزا:

۱۹ دسمبر ۱۹۹۳ء کے روزنامہ نوائے وقت کا مطالعہ کر رہا تھا کہ دو ایک کالمی سرخی نظروں سے گزری اور پھر اس پر نظریں جم گئیں۔ مین سرخی یہ تھی کہ ''فرانسیسی اسکول سے چار مسلمان طالبات کو بالآخر نکال دیا گیا'' اور پھر دوسری سرخی یہ تھی کہ ''طالبات نے پڑھائی کے دوران سروں سے اسکارف اتارنے سے انکار کر دیا تھا۔''

یہ بات میرے لئے چونکا دینے والی تھی۔ خبر کی تفصیل پڑھی تو معلوم ہوا کہ کولون کے فرانسیسی اسکول کی انتظامیہ نے چار مسلمان لڑکیوں کو ایک طویل متنازعہ بحث کے بعد اسکول سے نکال دیا۔ ان بچیوں کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے کلاس کے اندر دوران تدریس

Marfat.com

سروں پر لئے ہوئے اسلامی طرز کے اسکارف اتارنے سے انکار کر دیا تھا۔

یہ مسئلہ اکتوبر کے مہینے میں اٹھایا گیا، اسکول کے اساتذہ نے مسلمان بچیوں کے اس رویے پر ہڑتال بھی کی، بعد میں مسلمان بچیوں کی کلاسوں میں شرکت پر پابندی لگا دی گئی تاکہ انہیں اسی بات پر آمادہ کیا جاسکے کہ وہ دوران تدریس اپنے سروں سے متنازعہ اسکارف اتار دیا کریں، تاہم مسلم طالبات اس پر آمادہ نہ ہوئیں پھر انتظامیہ نے حتمی فیصلے تک انہیں مہلت دی۔ اس دوران کلاس میں ان کا داخلہ ممنوع کر دیا گیا۔

ان چار طالبات میں سے دو کا تعلق ترکی اور دو کا مراکش سے تھا۔ کلاسوں میں شرکت کی پابندی کے بعد ترکی کی طالبات اسکول واپس نہیں آئیں جب کہ مراکش سے تعلق رکھنے والی طالبات دوبارہ اسکول آئیں تو انہوں نے سروں سے اسکارف اتارنے کے بجائے اس بار سروں پر دوپٹے اوڑھ رکھے تھے۔ اس رویے پر اسکول کی انتظامیہ کمیٹی نے ان چاروں طالبات کو اسکول سے خارج کر دینے کا فیصلہ سنایا۔

مسلم طالبات کے وکلاء کی طرف سے یہ بیان دیا گیا کہ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ اس سے قبل بھی فرانس میں مسلمان طالبات کے ساتھ ایسا ہی سلوک روا رکھا گیا ایسے کئی واقعات پیش آتے رہتے ہیں اور اسے نسلی یا مذہبی امتیاز کا نام ہی دیا جاسکتا ہے۔

مغربی جرمنی میں مسلمان طالبہ کی مقدمے میں جیت:

مغربی جرمنی کی ایک نوجوان مسلم طالبہ نے اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھکے ہوئے سر اور چہرے کے ساتھ شناختی کارڈ کا مقدمہ جیت لیا ہے۔ لنڈن میونسپلٹی کے محکمہ مردم شماری نے اس نوجوان طالبہ سے اصرار کیا تھا کہ وہ شناختی کارڈ کے لئے ایسی تصویر پیش کرے جس میں اس کا سر اور چہرہ واضح اور کھلا ہوا نظر آئے۔

جج "کارل ہینز کیر" نے مقدمے کا فیصلہ سناتے ہوئے اس بات کی توثیق کی کہ ایک مسلمان عورت کو اپنا سر اور چہرہ ڈھانپے رکھنے کا اتنا ہی حق حاصل ہے جتنا کہ عیسائی راہباؤں کو۔ جج نے اس بات کو تسلیم کیا کہ مغربی جرمنی کا جمہوری آئین بھی ملک میں رہنے والے تمام لوگوں کو مذہبی آزادی کے حق کی ضمانت دیتا ہے۔

Marfat.com

تنزانیہ میں حجاب کے مسئلے پر پٹائی:

’’کمیٹی برائے مسلم‘‘ قومی اسمبلی تنزانیہ کے اس فیصلے کہ ’’مسلم طالبات اسلامی پردہ نہیں کرسکتیں‘‘ کے خلاف پرامن احتجاج کررہی تھی کہ پولیس نے پٹائی شروع کردی۔ پولیس نے دارالسلام میں کریاکو بازار میں بہت بڑے ہجوم پر زبردست آنسو گیس پھینکی۔ مظاہرین ہر طرف پھیل گئے، جب مظاہرین نے منٹ لیما مسجد میں پناہ لی تو پولیس مسجد میں بھی داخل ہوگئی۔ پولیس کے پاس ۱۰ الینڈ کروزرز پر ۵۰ سے زیادہ مسلح سپاہی تھے، بڑی تعداد میں مظاہرین زخمی ہوئے جنہیں ہسپتال میں داخل کرانا پڑا۔ پولیس نے ۱۹۶ افراد کو گرفتار کیا جن میں ۲۱ خواتین بھی تھیں۔ خواتین کو بعد میں رہا کردیا گیا۔

حکومت نے دعویٰ کیا کہ خواتین کو مظاہرے میں زبردستی لایا گیا تھا۔ یاد رہے کہ تنزانیہ کی ۵۵ فیصد آبادی مسلمان ہے جب کہ عیسائی صرف ۲۰ لاکھ ہیں جو کل آبادی کا بمشکل ۰.۵۶ فیصد بنتے ہیں۔ تنزانیہ میں شامل اہم علاقے زنجبار میں مسلمان ۹۸ فیصد ہیں ساڑھے دس فیصد ہونے کے باوجود تنزانیہ پر عیسائی اقلیت ہی کا کنٹرول ہے۔

زنجبار میں ۳۰ جولائی کو اس بات پر بھی احتجاج کیا گیا کہ تنزانیہ کی یونین گورنمنٹ نے زنجبار کو اسلامی کانفرنس کی تنظیم (OIC) میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ یاد رہے کہ اپریل ۱۹۶۴ء میں تنزانیہ اور زنجبار کی یونین بننے سے پہلے زنجبار ایک آزاد ریاست تھا مگر سازشوں کے ذریعے اسے تنزانیہ کے ساتھ جوڑ دیا گیا۔

سنگاپور میں مسلمان بچیوں کو پردہ نہ کرنے کا حکم:

وزارت تعلیم کے ذرائع نے بتایا ہے کہ تین مسلمان بچیوں کے والدین کو ابھی تک مہلت دی گئی ہے کہ وہ فیصلہ کرلیں کہ اگر وہ اپنی بچیوں کو سنگاپور کے قومی اسکولوں میں پڑھانا چاہتے ہیں تو انہیں بہرحال اسلامی طرز کے حجاب اور اسکارف پہننے سے منع کرنا ہوگا۔

اگر بچیاں مسلسل سرڈھانپنے پر بضد رہیں تو انہیں اسکول یونیفارم رولز کی خلاف

Marfat.com

ورزی کی بنیاد پر معطل کر دیا جائے گا۔

ذمہ دار آفیسرز نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ تین مسلمان لڑکیوں نے پرائمری اسکول میں اس ٹرم کی ابتداء سے اسکارف پہننا شروع کر دیا تھا ان کے والدین کو بتا دیا گیا کہ یہ اسکول کے قواعد کی خلاف ورزی ہے اور اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر بچیوں کو اس جرم میں اسکول سے خارج کر دیا جاتا ہے تو دوبارہ داخلہ صرف اسی صورت میں ملے گا اگر وہ اسکول کے عام یونیفارم کی پابندی کریں گی اور اسکارف پہننا چھوڑ دیں گی۔

سنگا پور کے نائب وزیر اعظم لی حسن لونگ نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے اس سلسلے میں کہا:

''اس بات کی یقینی وجوہات موجود ہیں کہ ہم نے ایسے قواعد کیوں بنائے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ تمام بچے ایک جیسے لباس میں ہوں تا کہ وہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ ان بچوں کے درمیان کوئی ایسا فرق نہیں ہونا چاہئے جو ان کو تقسیم کر دے اور ان کے باہم میل جول کو مشکل بنا دے۔''

ذوالفقار محمد شریف جو سنگا پور کے ایک اسلامی گروپ کے سابق سربراہ ہیں اور آج کل سنگا پور کے امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ بڑھتے ہوئے تعلقات پر تنقید کی وجہ سے حکومتی زد پر ہیں، انہوں نے اسکولز کے ایسے قوانین کو مسترد کر دیا ہے جو مسلمان بچیوں کو اسلام کے خلاف چلنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ یہ تمام تفاصیل ملایا زبان کے اخبار (Minggu The berita) نے شائع کی ہیں۔

اس خبر میں اہل پاکستان کے لئے دو سبق ہیں۔

ا۔ سنگا پور کے مسلمانوں کو اسلامی روایات کتنی عزیز ہیں اور ہم ایک اسلامی ملک کے باشندگان اس بارے میں کتنے بے حس ہیں۔

۲۔ ہمیں اسلام کے خلاف، جو ہمارا نظریہ حیات ہے، ہر بات برداشت کرنے کا درس دیا جاتا ہے لیکن خود ان کافروں نے مسلمان بچیوں کے سروں پر رکھا ہوا اسکارف بھی برداشت نہیں۔

یاد رہے کہ طالبان نے جب اپنے سنہری دور حکومت میں صرف مسلمان بچوں کے لئے اسکول یونیفارم میں پگڑی کو لازم قرار دیا تھا تو پوری دنیا میں شور مچ گیا تھا

Marfat.com

کہ ''انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوگئی ہے'' لیکن اب ہر سو خاموشی کا راج ہے۔

سنگاپور: مسلم طالبات کو دوپٹہ اوڑھنے سے روک دیا گیا:

سنگاپور کے اسکولوں میں مسلمان بچیوں پر دوپٹہ یا اسکارف پہننے پر پابندی عائد کردی گئی، ۴ بچیوں کو حکم نہ ماننے پر گھر بھیج دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق سنگاپور میں اسکول انتظامیہ نے پرائمری اسکول کی ۴ مسلمان بچیوں کو جن کی عمریں ۷ سال تک کی ہیں سر پر اسکارف باندھنے کی وجہ سے گھر بھیج دیا اور ان کے والدین کو تنبیہ کی کہ اگر یہاں اپنے بچوں کو پڑھانا ہے تو بغیر اسکارف کے بھیجو، جس پر ان کے والدین نے وزارت تعلیم سے رجوع کیا، جس نے اسکول انتظامیہ کے فیصلے کی تائید کرتے ہوئے انہیں آئندہ جمعے تک مہلت دی ہے کہ یا تو وہ قوانین کی پابندی کریں ورنہ بچیوں کو اسکول سے خارج کردیا جائے گا۔

مصر میں طالبات پر پورا نقاب اوڑھنے پر پابندی لگادی گئی:

مصر کی ایک عدالت نے طالبات کے چہرے پر پورا نقاب اوڑھنے پر پابندی لگادی ہے مصر کی سب سے بڑی عدالت نے ''اسٹیٹ کونسل'' کے ماتحت عدالت کے فیصلے کو رد کرتے ہوئے اسلام سے متفق وکلاء اور وزیر تعلیم میں پانچ سال سے جاری رہنے والے مقدمے کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ اسکول یونیفارم تعلیمی نظام کا حصہ ہے اور مذہبی آزادی کے اصول، آئین کے مطابق بنائے گئے ہیں جس کی وجہ سے اسکول کی طالبات کو ہرگز یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ چہرہ ڈھانپ کر اسکول آئیں واضح رہے کہ مصر میں اس سے قبل پردہ کر کے اسکول آنے کی وجہ سے کئی طالبات کو اسکول سے نکال دیا گیا تھا۔

Marfat.com

کئی امریکی ریاستوں میں باحجاب مسلمان خواتین کو بے توقیری کا سامنا کرنا پڑتا ہے:

امریکی سوسائٹی کی دگرگوں اخلاقی اور سماجی حالت کی بناء پر بہت سی امریکی عورتیں، دین اسلام میں دیئے گئے عورت کے مقام اور عزت واحترام کو بہت حیرت سے دیکھتی ہیں۔ وہ اسلام کے اس پہلو سے خاص طور پر بہت متاثر ہوتی ہیں کہ ایک مسلمان عورت کتنے آرام وسکون اور عزت و وقار سے زندگی گزارتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی عورتیں اسلام کی طرف راغب ہو رہی ہیں کیونکہ وہ اسلام کے قبول کرنے کو امریکی معاشرے میں اپنی تمام سماجی مشکلات کا حل سمجھتی ہیں۔ امریکہ میں مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ اسلام قبول کر رہی ہیں۔

امریکہ کی ایک نومسلم خاتون ''امینہ السلمی'' ہیں، جن کا تعلق ''کولوراڈو'' امریکی ریاست سے ہے۔ انہوں نے ۱۹۷۷ء میں سعودی عرب کے طالب علم کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ محترمہ اس وقت امریکہ میں ''عالمی اتحاد برائے مسلم خواتین'' کی سربراہ ہیں۔ دعوت وتبلیغ کا کام تسلسل کے ساتھ کر رہی ہیں۔ امریکیوں کو مختلف اسلامی موضوعات پر لیکچر دینے کے لئے ہر وقت متحرک رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محترمہ کو موثر اسلوب خطابت سے نوازا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ انہیں ۳۰۰۰ ہزار اشخاص کے ذاتی خطوط موصول ہو چکے ہیں جن میں ان افراد نے ان کی تبلیغ کے نتیجے میں اسلام قبول کرنے کا اقرار کیا ہے۔

ایک اور خاتون سلمیٰ فریدمان نے قبول اسلام کے بعد ''ڈائیلاگ سوسائٹی فار ینگ مسلم جنریشن'' بنائی ہے۔ ریاست ورجینا اور دیگر ریاستوں میں جدید مسلم نسل کے ساتھ ان کا خصوصی رابطہ ہے۔

واشنگٹن کی امریکی یونیورسٹی کی ایک طالبہ نیکولا بالیوان ہیں۔ جنہوں نے قبول اسلام کے بعد جنوبی امریکہ کی لاطینی الاصل امریکی مسلم خواتین کے ساتھ مل کر ''لاطینی امریکی مسلم خواتین سوسائٹی'' قائم کی ہے۔ یہ سوسائٹی بنیادی طور پر ہسپانوی زبان بولنے

Marfat.com

والوں میں اسلام کی تبلیغ کرتی ہے۔

یاد رہے کہ ہسپانوی زبان ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی دوسری بڑی زبان ہے۔ امریکہ میں متعدد ایسی خواتین ہیں جنہوں نے دین اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی زندگیاں دعوت و تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دی ہیں اور امریکہ میں اسلام کو پھیلانے کے لئے مصروف عمل رہتی ہیں۔

ستمبر ۱۹۶۶ء میں ایک لیکچر میں مسلم مبلغ و داعید (سابق امریکی اداکارہ) روفیل نابریز اور امینہ السلمی نے شرکت کی۔ اس لیکچر کا موضوع تھا "تعداد ازواج" محترمہ امینہ نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا:

"اسلام میں تعداد کا نظام مرد کے فائدے کے لئے نہیں بلکہ عورت کے مفاد میں ہے۔ عام حالات میں ایک مرد کے لئے ایک عورت کافی نہیں ہوتی ہے لیکن اگر کوئی شادی کے بغیر رہے تو اس کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ اسی طرح بیوہ ہونے کی صورت میں عورت کے لئے اپنے بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کا فریضہ تنہا ادا کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے، بلکہ خود اپنی گزر بسر کے لئے بھی وہ دوسروں کی دست نگر ہوتی ہے۔ اسے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اسلام نے دوسری شادی کرنے کی اجازت دی ہے۔ گویا ایک مرد کے لئے ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت کا فائدہ عورتوں کو ہے۔"

روفیل نابریز نے اپنے لیکچر میں کہا:

"میں نے قرآن کریم میں جب غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے لئے ایک ہی بیوی بنائی تھی، لہذا شادی میں اصلی اور مثالی صورت یہی ہے کہ ایک خاوند کے لئے ایک بیوی ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی ضروریات کے پیش نظر یعنی عورتوں کے مفاد میں مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت دی۔ مرد کی ضروریات کے لئے نہیں بلکہ عورت کے فائدے و سہولت کی خاطر۔"

امریکی عورتوں میں قبول اسلام کے قوی رجحانات کے پیش نظر امریکی ذرائع ابلاغ نے اسلام اور مسلم روایات کے خلاف ایک منظم مہم چلا رکھی ہے۔ یہ ذرائع ابلاغ مسلسل عورت کے پردے اور حجاب کو اپنی تنقید و استہزاء کا نشانہ بناتے ہیں۔ کئی امریکی فلموں میں

Marfat.com

یہ تاثر دیا گیا ہے کہ مسلم پردہ نشین عورت سماج سے کٹ کر گوشہ تنہائی میں رہ رہی ہے۔ وہ ایک قسم کی باندی ہے۔ جس کی خاوند کے مقابلے میں کوئی عزت نہیں ہے، نہ ہی اسے خود مختاری حاصل ہے۔

امریکہ کی کئی ریاستوں میں باحجاب مسلمان خواتین کو بے توقیری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اپریل ۱۹۹۶ء میں اوکلاہوما کے مشہور سانحے کے بعد ۳۰۰ نسلی امتیازات کے واقعات ہوئے، ان میں سے ایک نسلی امتیاز کے حادثے کے نتیجے میں ''سلام'' نامی ایک مسلمان بچہ مارا گیا۔ اسلامی امریکی تعلقات کونسل (Cair) کی جاری کردہ رپورٹوں کے مطابق اس قسم کے سانحات جاری ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں کیلی فورنیا ریاست کے شہر سان فرانسسکو کے ایئرپورٹ پر ایک مسلمان ضعیف العمر خاندان اور اس کی بیٹی کی بلاوجہ جسمانی تلاشی لی گئی۔''

''کیئر'' کی مداخلت پر ایئرپورٹ کے ڈائریکٹر نے معذرت کی اور وعدہ کیا کہ مذکورہ افسر کو عنقریب ایک کورس پر بھیجا جائے گا تاکہ اسے دیگر ثقافتوں کے لوگوں کے ساتھ پیش آنے کی تربیت دی جائے۔

ان تمام تر مزاحمتوں کے باوجود اسلام امریکہ میں پھیل رہا ہے اور اس کے پھیلاؤ میں بنیادی کردار مسلم خواتین کا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغربی عورت کی بے راہ روی ہی مغربی سماجی عمارت کے انہدام کی بنیاد بنی ہے۔ ہمارا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انشاء اللہ مسلمان عورت ہی امریکہ میں اشاعت اسلام کی کلید ثابت ہوگی۔

کینیڈا کی مسلمان خاتون نے عدالت میں جج کے حکم پر حجاب اتارنے سے منع کر دیا:

ایک خبر کے مطابق مانٹریال کی عدالت کا جج اس وقت ششدر رہ گیا جب وہاں کی مسلمان خاتون نے اس کے حکم پر سر سے رومال اتارنے سے انکار کر دیا۔

''میں مسلمان عورت ہوں۔ اسلام میں عورتوں کو سر کے بال

Marfat.com

ڈھانپ کر رکھنے کی ہدایت ہے"۔

چنانچہ جج نے حکم نہ ماننے پر مسلمان خاتون کو عدالت سے باہر نکال دیا۔ یہ روح پرور واقعہ اس وقت پیش آیا جب مراکش کی ایک سادہ لوح خاتون ایک اسٹور میں گئی اور بھول کر کوئی چیز ہاتھ میں اٹھائے اسٹور کی حدود سے باہر آ گئی۔ اس پر خاتون کو گرفتار کرلیا گیا۔ اور جب اسے عدالت میں پیش کیا گیا تو جج نے وہاں کے قانون کے مطابق اس مسلمان خاتون کو سر سے رومال اتارنے کا حکم دیا۔ کیونکہ کینیڈا کی عدالتوں میں جج کے احترام کے طور پر ننگے سر اندر جانا پڑتا ہے۔ لیکن مراکش کی اس مسلمان خاتون نے یہ جواز پیش کرتے ہوئے کہ وہ مسلمان ہے اور سر کے بال ننگے رکھنا اسلام میں ممنوع ہے، جج کا حکم ماننے سے انکار کردیا اور جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جج سے کہا:

"تم میرے مذہب میں مداخلت نہیں کرسکتے۔ تم تو کیا اگر پورا کینیڈا بھی میرے سامنے آجائے تو بھی میں سر سے رومال نہیں اتاروں گی۔"

اس پر جج نے اسے عدالت سے باہر نکل جانے کا حکم دے دیا۔ عدالت سے نکالے جانے کے بعد اس خاتون نے مقامی اسلامی سنٹر سے رابطہ قائم کیا اور جوں ہی یہ خبر دیگر مسلمانوں تک پہنچی تو انہوں نے زبردست احتجاج کیا اور جج کی لاعلمی پر سخت حیرت کا اظہار کیا۔ کیونکہ کینیڈا کے قانون کے تحت کینیڈا کے شہریوں کو اپنے مذہب اور اپنی روایات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کا پورا حق حاصل ہے اور کسی بھی شخص کو محض اس وجہ سے نشانہ نہیں بنایا جاسکتا کہ اس کی رسومات کینیڈا کے عوامی مزاج کے مطابق نہیں ہیں۔

چنانچہ مسلمانوں کے احتجاج پر صوبے کے وزیر اعلیٰ نے تحقیقات کا حکم دے دیا اور جج سے کہا گیا کہ وہ خاتون سے رابطہ قائم کر کے اس سے معذرت کرے کیونکہ مسلمان اگر اپنی روایات کے مطابق زندگی گزارنے کے خواہاں ہیں تو انہیں کوئی نہیں روک سکتا۔

قارئین! یہ خبر پڑھ کر مارے خوشی کے یوں محسوس ہونے لگا جیسے زمین و آسمان ناچ رہے ہوں۔ جی چاہتا تھا کہ اگر وہ خاتون یہاں ہوتو لوگوں سے کہوں کہ اٹھو دیارِ غیر میں بسنے والی اس خاتون کی عظمت کو سلام کرو جس کے چاروں طرف فحاشی، عریانی اور بے راہ

Marfat.com

روی کا دور دورہ ہے بلکہ ہر قسم کی فحاشی اور بے حیائی کو قانونی تحفظ بھی حاصل ہے اس معاشرے میں رہ کر بھی اس خاتون نے اسلام کی عظمت کو بلند رکھا۔ اور وہاں کی تہذیب و تمدن اور قانون کے منہ پر طمانچہ مار کر یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان کا ایک اپنا تشخص ہے اور وہ جہاں کہیں بھی ہوگا اپنے اطوار و روایات کا پاسبان ہوگا۔

لیکن خوشی کے ان انمول لمحات پر اس وقت یکسر اوس سی پڑ گئی جب خیالات نے وطن عزیز کی ماڈرن خواتین کی طرف پلٹا کھایا۔ رہ رہ کر یہ خیال آنے لگا کہ دور دراز یورپی ممالک میں بسنے والے مسلمان جو پاکستان کو اسلام کا قلعہ سمجھتے ہیں اور لاتعداد امیدیں اس وطن عزیز سے لگا رکھی ہیں اگر کہیں ان مغرب پرست خواتین کی فحاشی، عریانی اور بے راہ روی کا مشاہدہ کر لیں تو ان کے دلوں پر کیا گزرے گی اور اس مملکت اسلامیہ کے بارے میں ان کے احساسات و جذبات کیا ہوں گے؟ علامہ اقبال اپنی عقابی نظروں سے مغربی تہذیب کے اس خطرے کو بہت پہلے بھانپ کر تنبیہ کر چکے ہیں کہ:

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

اور پھر فرمایا:

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
روش مغربی ہے مد نظر
وضع مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین؟
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

جنیوا کی نومسلمہ خاتون ٹیچر لوسیا وجلاب کا تذکرہ جس نے حجاب کے مسئلے پر جنیوا گورنمنٹ سے ٹکر لے لی ہے:

جب میں جنیوا پہنچا تو وہاں جو پہلا واقعہ میں نے سنا وہ ایک سوئس نو مسلم خاتون ''لو

Marfat.com

سیا وحلاب'' کی کہانی تھی، جس نے حجاب کا اہتمام کیا اور خوب کیا۔ یعنی اس پر حکومت جنیوا کی مخالفت کے باوجود استقامت اختیار کی۔ یوں یہ معاملہ صرف ایک ذات تک نہ رہا بلکہ سوئس مسلمانوں اور حکومت کے درمیان ایک تنازعے کی شکل اختیار کر گیا۔

لوسیا اپنی مادہ پرستانہ زندگی سے باغی تھی اور معاشرے کے اعتقادات سے بھی کوسوں دور رہنا چاہتی تھی۔ بس یہی دو باتیں اسے تلاش حق کی راہ پر ڈال گئیں اور یوں اس نے اسلام قبول کر لیا۔ دس برس قبل وہ یونیورسٹی کی طالبہ تھی۔ سوئٹزرلینڈ کے عیاشانہ طرز معاشرت نے تلاش حق کے اس سفر میں لوسیا کے لئے کوئی رکاوٹ کھڑی نہ کی کہ وہ ایک ایسے مذہب کو تلاش کرے جو اس کی روحانی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔

اس نے کئی سال اس حوالے سے خوب مطالعہ کیا اور دور دور تک لوگوں سے ملنے جاتی رہی۔ مغرب کے بہت سے لوگوں کی طرح، جو اپنی مادہ پرستی پر مبنی زندگی سے تنگ آجاتے ہیں، لوسیا نے بھی انڈیا کا رخ کیا۔ انڈیا میں وہ ہندومت کے مراکز میں پھرتی رہی مگر آخر کار اس کو خالی ہاتھ ہی واپس لوٹنا پڑا۔

۱۹۸۹ء میں جنیوا ہی میں لوسیا نے ایک معلّمہ کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔ اس دوران بھی اس نے تلاش حق کے اس سفر کو جاری رکھا، یہاں تک کہ ۱۹۹۱ء میں اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی صورت میں ایک نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے حجاب کا اہتمام کیا اور اس سلسلے میں ایک لمحے کے لئے بھی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہ کیا، اسے اسلامی فرائض میں سے ایک فرض جان کر اس نے حجاب کا اہتمام شروع کیا۔

چنانچہ لوسیا نے اپنی ملازمت بھی جاری رکھی۔ بس ذرا تبدیلی یہی دیکھنے میں آئی کہ پہلے وہ بے حجاب ہو کر اسکول جایا کرتی تھی اور اب پردہ اس کی شخصیت کا ایک جزو لازم بن گیا تھا۔ کچھ ہی عرصے کے بعد اس نے الجزائر کے ایک مسلمان نوجوان سے شادی کر لی۔

کچھ عرصہ پہلے لوسیا کے اسکول میں اساتذہ اور طلبہ نے مل جل کر سالانہ فیئر ویل پارٹی کا اہتمام کیا۔ اس تقریب میں لوسیا واحد مسلمان اور باحجاب خاتون ٹیچر تھی۔ اس

Marfat.com

تقریب میں ایک صحافی بھی موجود تھا۔ جب اس نے ایک باحجاب خاتون کو ٹیچر کے طور پر تقریب میں شامل دیکھا تو آگ بگولا ہوگیا۔ وہ وہاں سے سیدھا فوراً جنیوا کی مقامی حکومت کے وزیر تعلیم کے پاس پہنچا اور اسے یہ ''قیامت خیز'' خبر سنائی کہ آپ کے ایک گورنمنٹ اسکول میں ایک ایسی ٹیچر موجود ہے جو نہ صرف مسلمان ہے بلکہ حجاب کا بھی پورا اہتمام کرتی ہے۔

صحافی نے اگلے روز اخبار میں وزیر تعلیم سے اپنی ملاقات کا تذکرہ کیا اور کہا کہ خاتون وزیر تعلیم نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ وہ کسی مسلمان ٹیچر کو گورنمنٹ اسکولوں میں پردہ کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔

ڈائریکٹر آف ایجوکیشن نے فوراً لوسیا کو بلایا اور اس سے کہا کہ وہ پردہ کرنا چھوڑ دے۔ لوسیا نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ میرا شخصی حق ہے، جس کا سوئس عوام احترام کرتے ہیں۔ ڈائریکٹر نے چند دن بعد ایک خط میں لوسیا کو وارننگ دیتے ہوئے کہا کہ حجاب ملک میں تعلیمی نظام کے اندر بگاڑ کا باعث بن رہا ہے۔

اس تنازعے کی وجہ سے سوئٹزرلینڈ میں بہت سی مسلمان خواتین کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا ہے۔ بالخصوص وہ خواتین جو ملازمت پیشہ ہیں۔ خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد نے جنیوا کی اسلامک کلچر سوسائٹی کے سربراہ شیخ یحییٰ باسلام سے کہا ہے کہ وہ لوسیا کے کیس کو اپنے ہاتھ میں لیں اور اس مسئلے کو حل کریں، جس کی وجہ سے مسلمان خواتین کی آزادی متاثر ہو رہی ہے۔ انہوں نے لوسیا کے دفاع کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔

اس کمیٹی نے ایک معروف سوئس وکیل کے ذریعے مقامی حکومت تک ایک میمورنڈم پہنچایا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ لوسیا کا حجاب شخصی حق ہے جس کی حفاظت سوئس قانون بھی کرتا ہے۔ لیکن حکومت نے بھی ڈائریکٹر آف ایجوکیشن کے فیصلے کی حمایت کی ہے، جس کے مطابق لوسیا کو حجاب یا ملازمت میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ یعنی اگر اس نے حجاب ترک نہ کیا تو اسے معلّمہ کی ملازمت سے برخاست کر دیا جائے گا۔ لیکن لوسیا نے حکومتی موقف کو مسترد کر دیا ہے۔

کہانی کے سفر میں اس وقت تیزی پیدا ہوگئی جب ایک کیتھولک عیسائی پادری نے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے لوسیا کے حجاب کی مذمت کر دی اور کہا کہ یہ ایک سیکولر ملک

Marfat.com

ہے، یہاں مذہب کی نمائش غلط ہے اور لوسیا کا حجاب اس کے مذہب اسلام کی شناخت بن رہا ہے۔ پادری نے مقامی گورنمنٹ کے فیصلے کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ اگر لوسیا اسلامی لباس ترک نہیں کرتی تو اسے ملازمت سے برخواست کردیا جائے۔ بہت سے سوئس اخبارات نے بھی حکومتی فیصلے کے حق میں لمبے لمبے مضامین شائع کرنا شروع کردیئے۔

شیخ باسلام نے اگلے روز ہی پادری کے بیان کا جواب دیتے ہوئے اس پر تنقید کی اور کہا کہ حجاب پاکیزگی اور وقار کی علامت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خود عیسائی خواتین بھی پچھلی صدی تک یورپ میں پردے کا اہتمام کرتی تھیں اور عیسائی راہبائیں آج بھی پردہ کرتی ہیں۔

سوئس وکیل نے مقامی حکومت کے فیصلے کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کردیا ہے اور شیخ باسلام نے امت مسلمہ سے اپیل کی ہے کہ وہ لوسیا کی حمایت میں ہر قسم کا تعاون کرے۔ یاد رہے کہ اس مقدمے پر خاصے اخراجات اٹھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ معاملہ صرف لوسیا کا نہیں ہے بلکہ ہر سوئس مسلمان خاتون اور آنے والی نسل سے متعلقہ ہے۔ (بحوالہ: خواتین میگزین)

فرانس میں مسلمان عورتوں کا برقعہ اور چوری کا پروپیگنڈہ:

پچھلے دنوں فرانس سے ایک دوست تشریف لائے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے ایک عجیب واقعہ سنایا، کہنے لگے۔

"پیرس کی ایک معروف مارکیٹ میں، میں موجود تھا، وہاں فرانس کی فلم انڈسٹری کے لوگ ایک منظر فلم بند کررہے تھے۔ منظر یوں تھا کہ ایک خاتون برقعہ پہنے مارکیٹ میں گھومتے ہوئے چند چیزیں برقعے کے نیچے چھپا کر جلدی جلدی اس بڑے اسٹور سے باہر نکل جاتی ہے۔ اہل کار پیچھے بھاگتے ہیں اور اسے پکڑ لیتے ہیں اور چوری کا مال برآمد کرلیتے ہیں۔ اس سین کے بعد وہ عورت برقعہ اتار دیتی ہے۔ اب جناب یہ حیا باختہ گوری اداکارہ تھی۔ اب یہ منظر یہ لوگ ٹی وی پر چلائیں گے، ساری دنیا کو دکھلائیں گے کہ

Marfat.com

دیکھو مسلمان عورت جو برقعہ پہنتی ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ چوری کرے۔ غرض مغرب کا میڈیا یوں مسلمانوں اور ان کے دینی شعار اور علامات کو بدنام کرنے پر لگا ہوا ہے۔"

دوست بتلا رہے تھے کہ اسی طرح ایک منظر یہ لوگ جو ٹی وی پر مسلمان خواتین کا دکھلا رہے تھے وہ یوں تھا کہ ایک عورت دوسری کی جوئیں نکال رہی ہے۔ پیچھے والی عورت کی جوئیں ایک اور عورت نکال رہی ہے غرض یوں پانچ سات عورتوں کی لائن دکھلائی جو لائن میں بیٹھی ایک دوسرے کی جوئیں نکال رہی تھیں۔

یہ منظر دکھلانے کا مقصد مسلمان عورتوں سے جو اسلام کی نمائندہ ہیں، اپنی گوریوں کو ان سے متنفر کرنا ہے کیونکہ آج کل بڑی تعداد میں مردوں سے زیادہ مغربی اور امریکن عورتیں اسلام قبول کر رہی ہیں۔ تو اس سے خائف ہو کر مغرب کے میڈیا نے یہ اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے ہیں۔

لیکن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔ (انشاء اللہ)

ایک مسلمان طالبہ کو دوپٹے میں امتحان دینے کی اجازت نہ دینے پر حکومت فرانس پر دس ہزار ڈالر کا جرمانہ:

فرانس کے نانسی شہر کے سیول کورٹ نے حکومت فرانس کو حکم دیا ہے کہ وہ مراکشی مہاجر مسلم طالبہ سلومی آیت احمد کو جسے سر پر دوپٹہ ڈالنے کی وجہ سے امتحان میں بیٹھنے سے روک دیا گیا، دس ہزار ڈالر بطور ہرجانہ ادا کرے۔

پندرہ سالہ سلومی احمد کے اسکول کی انتظامیہ نے گزشتہ جون میں سلومی کو محض اس جرم میں سالانہ امتحان میں شرکت کی اجازت نہیں دی تھی کہ اس نے انتظامیہ کے اس مطالبے کو کہ وہ سر پر دوپٹہ نہ ڈالے، ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

باوجود اس کے کہ عدالت کا یہ فیصلہ نہایت منصفانہ اور عقل و منطق کے عین مطابق ہے، فرانس میں اس سے ہلچل مچ گئی، وجہ اس کی یہ ہے کہ مسلم طالبات گے سرپرستوں اور والدین کی طرف سے ۱۹۸۹ء سے اب تک اس طرح کے سینکڑوں مقدمات فرانس کی

Marfat.com

مختلف عدالتوں میں دائر کئے گئے لیکن ابھی تک کسی فیصلے میں دوپٹہ میں اسکول آنے کی اجازت نہ دینے کی وجہ سے حکومت فرانس پر جرمانہ عائد نہیں کیا گیا تھا۔

سلومی احمد جو فرانس میں پیدا ہوئی، کے والدین مراکشی ہیں، اس کے اسکول کے اس فیصلے کا نفاذ فرانس اکیڈمک کمیشن کی توثیق کے بعد ہی عمل میں آیا تھا، انتظامیہ نے سلومی کے اخراج اور امتحان سے محروم کر دینے کی قرارداد منظور کرتے ہوئے کہا کہ وہ امن وسلامتی کے پیش نظر اس اقدام پر مجبور ہے، سلومی نے اسکارف سے سر اور بال چھپا کر اسکول کے اندرونی نظام کی خلاف ورزی کی ہے، وہ ورزش اور سائنس کے گھنٹوں میں بھی سر سے دوپٹہ نہیں ہٹاتی ہے۔

سلومی کے وکیل باسکل برنارڈ نے اپنی بحث میں اس نکتے پر خاص طور پر توجہ مرکوز کی کہ اسکول کے اس فیصلے سے سلومی اور اس کے سرپرستوں کو روحانی ونفسیاتی اور مالی خسارہ ہوا۔

سابق وزیر تعلیم منسٹر فرانسو نے ستمبر ۹۴ء میں تعلیمی اداروں کے اندر مذہبی مظاہر کی نمائش واظہار پر پابندی عائد کر دی تھی، اس وقت سے اب تک فرانس کی عدالتوں نے مسلم طالبات (جنہیں سر پر دوپٹہ ڈالنے کے جرم میں تعلیم سے محروم ہونا پڑا) کے ۹۲ مقدمات کی سماعت کی، ۶۷ مقدمات کی سماعت عدالت نے مکمل کر لی ہے، جن میں سے ۴۴ میں اسکولوں اور کالجوں کے اس فیصلے کو غلط قرار دیا گیا ہے، جبکہ ۳۰ میں فیصلے کو حق بجانب کہا گیا ہے۔

(آفتاب عالم ندوی، العالم الاسلامی ۱۹ اکتوبر ۹۵ء)

Marfat.com

موضوع نمبر ۲۲

پردے کے خلاف روسی کمیونسٹوں کی سازشیں

روسی کمیونسٹوں کے مسلمانوں کی مذہبی رسومات پر حملے:

یہ بیسویں صدی کے تیسرے عشرے کی بات ہے جب روس سے امنڈتا ہوا سرخ ریچھ کا خونی سیلاب سمرقند و بخارا تک آ پہنچا۔ تاریخ کے اس خونچکاں باب کی عبرت ناک داستانیں اس قدر لرزہ خیز ہیں کہ کوئی بھی صاحب دل انہیں سن کر کانپ کر رہ جاتا ہے۔ خاص طور پر روسی کمیونسٹوں نے جس طرح مسلمان عورتوں کو گمراہ کر کے انہیں ذلیل وخوار کیا وہ داستان یقیناً آج بھی ہر مسلمان عورت کے لئے سبق آموز ہے۔

بخارا پر قبضہ کر لینے کے بعد کمیونسٹوں نے جہاں امت مسلمہ کو کمزور کرنے کے لئے دوسرے بہت سے ہتھکنڈے اختیار کئے وہاں وہ اسلامی معاشرت کے اس مرکزی پہلو پر بھی حملہ آور ہوئے۔ سقوط بخارا کے فوراً بعد یہاں کی عورتوں میں بھرپور طریقے سے جدت پسندی اور آزادی نسواں کی ترویج اور اشاعت کا اہتمام کیا گیا کمیونسٹوں نے عورتوں کو اسلامی تہذیب واقدار سے بیگانہ کر کے انہیں گھر کی چاردیواری سے باہر کھینچ لانے کے لئے بڑے محتاط اور بظاہر بے ضرر طریقے اختیار کئے۔

ان سادہ لوح خواتین کو ایک طرف تو اس خوش فہمی میں مبتلا کیا گیا کہ ہمیں تمہارے مذہب وتہذیب اور روایات ورسوم سے کوئی سروکار نہیں ہم تو صرف عورتوں کی اقتصادی بہبود سے دلچسپی رکھتے ہیں اور دوسری طرف انہیں جدید معاشی وسائل فراہم کر کے کمیونزم کے جال میں پھنسایا گیا۔

اس سلسلے میں روسی کمیونسٹ عورتوں کی وسیع پیمانے پر خدمات حاصل کی گئیں چنانچہ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کمیونسٹوں نے باقاعدہ ایک کمیٹی ’’ومن

Marfat.com

ڈیپارٹمنٹ'' کے نام سے قائم کی اس کمیٹی کا واحد مقصد عورتوں میں جدید تعلیم و تنظیم پھیلا کر انہیں قدیم ثقافت اور اسلامی روایات سے برگشتہ کرنا تھا۔

اس کمیٹی کی روسی کمیونسٹ اراکین عورتوں نے گاؤں گاؤں کے دورے کئے اس دوران انہیں سب سے بڑی مشکل یہ پیش آئی کہ وہ بخارا کی مقامی زبانوں سے ناواقف تھیں دوسری مشکل یہ تھی کہ ان کی جماعت میں کوئی مسلمان عورت نہ تھی بڑی تلاش و جستجو کے بعد ایک تاتاری عورت میسر آئی جس نے انہیں مسلمان گھرانوں کے رسم ورواج سے آگاہ کیا۔

انہوں نے اس عورت کے ذریعے مسلمان گھرانوں میں راہ و رسم بڑھانی شروع کی جب وہ کافی حد تک شناسائی پیدا کر چکیں تو انہوں نے سب سے پہلے عورتوں کے ذہن اور مالدار طبقے پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی لیکن جب عورتوں کا یہ طبقہ ان کی طرف متوجہ نہ ہوسکا تو انہوں نے مفلس طبقے کی طرف رخ کیا (جہاں افلاس اور جہالت جیسی کمزوریوں کی بناء پر کامیابی کے آثار زیادہ نمایاں تھے) روسی عورتیں ان کے پاس جاتیں اور انہیں روئی کاتنے کو دیتیں، اکثر و بیشتر کسی بھی کام پر لگا کر زیادہ سے زیادہ اجرت ادا کرتیں۔

پیسے میں واقعی بڑی کشش ہوتی ہے۔ پھر جہاں افلاس و جہالت کا ملاپ ہو جائے وہاں تو یہ مکمل طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔

اکثر ایسا بھی ہوتا کہ مسلمان عورتیں مذہبی قیود کو توڑنا گوارہ نہیں کرتیں اس لئے کمیونسٹوں کو ان میں بہت آہستہ آہستہ اور پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا تھا کمیونسٹ عورتوں نے ابتداء میں امور خانہ داری میں اصلاح و ترمیم کے مشورے دینے پر ہی اکتفاء کیا پھر جب دیکھا کہ عورتیں ان سے مانوس ہوگئی ہیں تو انہیں باہر کی دنیا کے سبز باغات دکھانا شروع کر دیئے اور انہیں آمادہ کیا کہ وہ گھر کی تنگ و تاریک چاردیواری سے باہر نکلیں۔ (صبح سمرقند: ص ۷۰)

روسی ریاستوں میں پردے کی ممانعت:

عورتوں کو گمراہ کرنے کے لئے کمیونسٹوں نے سب سے زیادہ بے پردگی اور حجاب

Marfat.com

شکنی پر زور دیا اور طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے پردے کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ کمیونسٹوں کے نزدیک پردہ جہالت کی نشانی تھی۔ چنانچہ امور خانہ داری میں بگاڑ پیدا کرنے کے بعد کمیونسٹوں نے زنانہ کلبوں کی بنیاد رکھی جہاں وہ مسلمان عورتوں کو ترغیب کے ذریعے بھلا پھسلا کر لے جاتے ان کلبوں کے بارے میں ایک کمیونسٹ عورت ہی کا مشاہدہ ہے کہ:

''اگرچہ کلب میں جانے کے لئے کسی کو پردہ اتارنے کی ضررت نہیں لیکن وہاں جانے کالازمی نتیجہ بے پردگی ضروری ہے۔'' (ایضاً ص ۷۳)

رفتہ رفتہ کمیونسٹوں کو اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل ہونے لگی اور عورتیں بڑھ چڑھ کر بے حیائی کے اجتماعات میں شریک ہونے لگیں۔ اب عورتیں خود بخود کمیونسٹوں کی مطلوبہ شاہراہ پر گامزن تھیں اور سر بازار ''برقعہ جلادو'' کے نعرے لگاتی پھرتیں۔ کمیونسٹ حلقوں میں برقعے کو ''سیاہ ڈھکن والا کفن'' کہا جاتا تھا۔

پردے کو ختم کرنے کے لئے جگہ جگہ جلسے جلوس منعقد کیے گئے جن میں عورتوں کو بے پردگی کی تعلیم وترغیب دی جاتی۔ ۱۸ مارچ ۱۹۲۱ء کو شہر بخارا کے مرکزی ریگستان چوک کے مقام پر ایک اہم کانفرنس بلائی گئی جس میں تمام لوگوں کو شرکت کی دعوت تھی جلسہ گاہ کے عین وسط میں اسٹیج بنایا گیا جلسے کا آغاز بخارا کے مشہور انقلابی شاعر ''اور تاق ابوالقاسم لاہوتی'' کی شرعی حجاب کو ترک کر دینے کی تلقین سے ہوا۔ لاہوتی نے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایسے اشعار سنائے جن میں انہیں بے پردگی کی ترغیب دی گئی تھی ان میں سے دو شعر ملاحظہ ہوں:

عیب باشد کہ تو در پردہ خلقے آزاد
حیف باشد کہ تو در خواب و جہانے بیدار
ترک چادر کن مکتب ابرو و درس بخوان
شاخہ جہل ندارد ثمرے جز ادبار

(کتنی بری بات ہے کہ تم پردے میں ہو اور دنیا آزاد ہے۔ افسوس کہ تم محو خواب ہو اور جہاں بیدار ہے۔ چادر چھوڑو، مکتب جاؤ اور تعلیم حاصل کرو۔ جہالت کی شاخ پر پسماندگی کے سوا کوئی پھل نہیں لگتا)۔

Marfat.com

ان اشعار کے ادا کرتے ہی ایک درجن کے قریب تاتاری عورتوں کو اسٹیج پر لا کر ان کے سروں سے برقعے اتار کر جلا دیئے گئے۔ یوں بے پردگی کی رسم افتتاح ادا کی گئی۔

اس کانفرنس کے اختتام پر کمیونسٹوں نے ہزاروں راہ چلتی خواتین کے برقعے نوچ کر نذر آتش کر دیئے، لیکن پانچ ہزار ایسی باغیرت خواتین بھی تھیں جنہوں نے اس تحریک کی مزاحمت کی اور برقعہ اتارنے سے انکار کر دیا ان میں سے اکثر کے سروں سے زبردستی برقعے نوچ لئے گئے اور بقیہ کے اہل خانہ کو تکالیف دی گئیں جن سے مجبور ہو کر انہوں نے بھی برقعے اتار دیئے۔ (عبرت نامہ بخارا)

بخارا میں منعقد ہونے والے اس جلسے کی مناسبت سے ۱۸ مارچ کا دن بے پردگی کا قومی دن بن گیا اور یوں ہر سال ۱۸ مارچ کو باقاعدگی سے ایسے جلسے جلوس منعقد ہونے لگے۔ ایسے ہی ایک جلسے کا حال جناب اعظم ہاشمی مرحوم نے اپنے سفرنامہ ہجرت میں بھی لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

(ایک دن) کمیونسٹ پارٹی نے نماز مغرب کے بعد (بخارا کی) تمام بڑی بڑی مساجد میں جلسے منعقد کئے۔ اہل محلّہ کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی پردہ نشین بہو، بیٹوں اور بیویوں کو لے کر مسجد میں آئیں۔ مسلح پولیس کے سپاہی ایک سرخ فوجی کی سرکردگی میں گھر گھر گئے اور مردوں اور عورتوں کو جانوروں کی طرح ہانک کر لائے۔ مسجد کے دروازے پر دو کمیونسٹ کھڑے تھے جو مستورات کے سروں سے برقعے، چادریں اور دوپٹے اتار اتار کر مسجد کے صحن میں ڈھیر کر رہے تھے رات کے دس بجے سب لوگوں کے سامنے سارے ڈھیر کو آگ لگا دی گئی اس کے بعد تقریریں شروع ہوئیں۔

کمیونسٹ مقررین یکے بعد دیگرے پردے کے خلاف آتشیں تقریریں کرتے اور منہ سے جھاگ اڑاتے رہے ایک باشقرستانی یہودی کمیونسٹ نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

"پردہ مردوں کے ظلم کی نشانی ہے اب عورتیں آزاد ہو گئی ہیں وہ دفتر میں نوکری کر سکیں گی فرغانہ کے غیور باشندے اس حقیقت کو پا چکے ہیں۔ ان کی عورتیں آزادی کی نعمت سے بہرہ مند ہو چکی ہیں۔ نکاح و طلاق کا جھنجھٹ اب باقی نہیں رہا وہ مردوں کے ظلم سے آزاد بڑے آرام و سکون کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔"

(سمرقند و بخارا کی خونین سرگزشت ۱؎

ترک اسلام کی تحریک:

تاریخ اسلام میں پہلی بار دین مقدس سے ارتداد اور بالشوزم والحاد اختیار کرنے کی ایک زبردست تحریک مسلمانوں کے اندر اٹھ کھڑی ہوئی۔ (صبح سمرقند، صفحہ ۱۸۱)

ایک مسلمان کے لئے سویت وسط ایشیا کی تاریخ میں وہ زمانہ بہت دردانگیز اور کرب ناک ہے جب اس ملک کی آبادیوں نے کمیونزم کی بڑھتی ہوئی سختیوں کے مقابلہ میں جی ہار دیا اور سرخ یلغار کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے جانباز ترک قوم کے منہ پر اس ذلیل ترین شکست اور مہیب ترین انتشار کی سیاہی پوتنے کا اثر بہت گہرا پڑا۔ ترک اسلام کی تحریک کا آغاز وہاں خاص اس طبقے سے ہوا جو دین کا سب سے بڑا حامل اور اسلام کا صف اول کا داعی تھا واقعی اس قسم کے ارتداد کی تحریک اسلام کی تاریخ میں بالکل پہلی بار وقوع میں آئی جب خود وہ طبقہ جو اسلام سے بہترین واقفیت اور اس کا بڑا علم رکھتا تھا دین سے ایسے بیگانہ ہو بیٹھا جیسے وہ کبھی مسلمان ہی نہ تھا۔

ترکستان میں پردے کے خلاف مہم:

ایک اشتراکی مسافر اپنے سفرنامے میں لکھتا ہے کہ:

"کسی مقامی عورت کی فوٹو اتارنا قریب قریب ناممکن ہے۔ اس نیت سے اس کی جانب اگر آپ ذرا سی بھی جنبش کریں گے تو وہ آپ کے سامنے یوں بھاگ اٹھے گی جیسے ہزاروں چڑیلیں اس کے تعاقب ہیں۔

ایک مرتبہ سے زیادہ ہم نے اس بات کی ناکام کوشش کی کہ کھیتوں میں کام کرتی ہوئی عورتوں کی تصویریں لے لیں، مگر عورتیں فوراً ہی دھڑام سے زمین پر آرہیں اور اپنے چہروں کو ہر ایسی چیز سے ڈھانپ لیا جو اس وقت ان کی دسترس میں آسکی اور پھر جب تک ہماری سواریاں آنکھوں سے اوجھل نہ ہو گئیں انہوں نے چہرے اوپر نہ اٹھائے۔"

(۱۹۳۶ء)

(Dawn Over Samarkand :36)

Marfat.com

یہ اس اشترا کی مسافر کے سفر نامے کا اقتباس ہے جو ۱۹۳۶ء میں سویت وسط ایشیاء کی سیاحی پر خود گیا۔ اس زمانے میں پردے کے خلاف سرکاری مہم کامیابی کے مراحل سے گزر چکی تھی اور ترکستان کی مسلم خواتین کے چہروں سے نقاب الٹ دیئے جا چکے تھے۔ اس وقت وہاں گلی، کوچے اور بازار میں منورشو کے دہرے الاپے جا رہے تھے۔

"تم کہتے ہو قرآن کے الفاظ دائمی ہیں
اور وادی کی پری چہرہ دوشیزائیں
نقاب نہیں الٹ سکیں گی
لو انہوں نے الٹ دیئے (صبح سمر قند، صفحہ ۴۰)

اس عظیم متشددانہ تحریک کے بعد بھی مقامی خواتین کے لئے غیر محرموں سے بے حجابانہ تصویر کھنچوانا کس قدر دوبھر تھا۔ تھوڑی سی سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان اس ایک بات سے ہی اندازہ کر لیتا ہے کہ ترکستانی آبادی نے کس جبر و کراہت کے ساتھ اس معاشرتی و تہذیبی کایاپلٹ کو قبول کیا ہوگا۔

"وہاں پردے کو اڑا دینے پر کمیونسٹوں کا اصرار مقامی آزادی کو اتنا ہی ناگوار معلوم ہوتا ہے جتنا ایک انسان کو مادرزاد ننگا کر دینے پر اصرار ناگوار خاطر ہوتا ہے...... بہرحال پردہ کے خلاف یہ جنگ ۱۹۳۶ء میں تکمیلی حد تک جیت لی گئی تھی۔"

مگر بالشویکوں کو مقامی آبادی کی اس ناگواری خاطر کا پاس و لحاظ کیوں ہوتا۔ جب ان کے پیش نظر ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت وادی ترکستان کی تمام عورتوں کے جسموں سے شرم و حیا اور غیرت و حجاب کا پردہ اتار پھینکنا تھا۔

۱۹۳۶ء میں پردے کے خلاف یہ چودہ سالہ جدوجہد بالشویکوں کے پروپیگنڈہ عساکر کی مکمل کامیابی پر ختم ہوگئی۔ بالشویکوں نے اس مہم میں نہایت صبر و تحمل اور بیداری سے کام لیا اور بالکل ایک مثالی سازشانہ طریقہ کار کے ذریعے فتح حاصل کی۔

اس لحاظ سے بجا طور پر یہ مہم ان بالشویک ہتھکنڈوں کی ایک نمائندہ مثال ہے جو مختلف مقاصد کے حصول کی خاطر انہوں نے ترکستان میں اختیار کئے اور اس مثال کو سامنے رکھ کر ہم اس تدریجی عمل کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ جس کے نتیجے میں سارا ترکستان مرتد، بے دین، بے پردہ اور سوشلسٹ بن گیا۔

Marfat.com

ابتداء میں بالشویکوں نے اپنی ایجنٹ عورتوں کو مسلمان گھرانوں میں بھیجنا شروع کیا۔ یہ عورتیں ترکستانی سادہ لوح مسلم خواتین کو گا بجا کر اپنے چاروں طرف اکٹھا کر لیتیں اور رفتہ رفتہ ان کے نجی اور گھریلو معاملات میں اتنا نفوذ پا جاتیں کہ ترک خواتین انتہائی بھولپن میں ان کو اپنا سچا مونس و غمخوار سمجھنے لگتی تھیں۔ اس کے بعد انتہائی رازدارانہ طریقہ سے ان خواتین کو مروجہ معاشرتی پابندیوں کے خلاف ورغلایا جاتا اور مردوں کے خلاف عملی بغاوت پر آمادہ کر لیا جاتا۔

> ''پردے کے خلاف مہم اختیار کرنے والیاں کبھی گانے والیوں کے بھیس میں مسلمانوں کے گھروں میں گھس جاتیں۔ اس طرح عورتوں میں ان کی رسائی بہت آسان ہوگئی۔ چونکہ ترکستانی گھروں میں عام طور پر عورتوں اور مردوں کی رہائش کا الگ الگ انتظام ہوتا ہے۔ اس لئے یہ ترکیب از حد مفید و کارآمد ثابت ہوئی۔'' (سویٹ ایشیاء:۱۴۸)

انہی خواتین کو پھر مختلف طریقوں سے کلب گھروں میں کھینچ لایا جاتا اور اس جگہ ان کو شعبدے اور کرتب دکھائے جاتے، ڈرامے دکھائے جاتے، گانے سنائے جاتے اور ہر وہ طریقہ جو عورتوں کے لئے باعث کشش ہوتا عمل میں لایا جاتا۔

(سویٹ ایشیاء، صفحہ ۱۴۸)

کمیونسٹوں کو ابتداء میں ناکامی کا سامنا:

ابتداء میں روسی نژاد عورتوں ہی نے اس کام کو انجام دیا۔ پھر جوں جوں مقامی عورتیں اس کام کے لئے فراہم ہوتی گئیں، ان کو آگے لے لیا گیا۔ ان سب میں ایک ترکستانی خاتون فوزیہ پیش پیش تھی، جن حیلوں اور بہانوں سے اس مہم نے کامیابی کے مرحلے طے کئے، ان کی دلچسپ روداد محکمہ خواتین کی ہی ایک لیڈر کی زبانی سنئے:

''ہمارا محکمہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۹ء میں عالم وجود میں آیا۔ جب کمیونسٹ پارٹی کی علاقہ جاتی کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ تمام وسط ایشیاء کی پارٹی کمیٹیوں میں عورتوں کا بھی ایک خصوصی

Marfat.com

محکمہ کھولا جائے۔ اس محکمے کا مقصد اور غرض و غایت عورتوں کے درمیان ابتدائی تعلیم، ایجی ٹیشن اور خواتین کے حلقوں کی تنظیم تھا۔

ابتداء میں کام کی رفتار بہت سست تھی۔ یورپین روسی خواتین، مزدور عورتوں اور مزدوروں کی بیویوں میں زندگی کے کچھ آثار پیدا ہوئے۔ کبھی کوئی جلسہ ہو جاتا، کبھی کوئی تقریر اور کبھی سیاسی حلقے کا ایک آدھ اجتماع۔ مگر مقامی ازبک اور تاجک عورتیں اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئیں۔

اکثر میں اور ڈور کینا تاشقند کی جدید یورپین آبادی میں کام کی اس سرعت رفتاری کو دیکھ کر ایک دوسرے سے کہتیں:

"یہ کوئی حقیقی کام نہیں ہے۔ پرانا شہر تو جوں کا توں پڑا ہے۔"

مگر مصیبت یہ تھی کہ ہم مقامی زبان نہیں جانتی تھیں اور دوسری مشکل یہ تھی کہ پارٹی کے حلقے میں کوئی مسلمان خاتون سرے سے موجود ہی نہ تھی جو ہمارے کام آ سکتی۔ یہ واقعہ کہیں بعد کا ہے جب ڈور کینا کو ایک تاتاری خاتون یوسفیہ ہاتھ لگی۔ یوسفیہ کو اپنی ازدواجی زندگی میں بہت شدائد کا سامنا ہوا اور وہ مشرقی عورت کی قسمت کا رونا بہت دردمندی سے رویا کرتی تھی اگرچہ وہ حد درجہ مفید طلب عورت ثابت ہوئی، مگر ابتداء میں ہم یہ نہ سمجھ سکے کہ اس سے ہم کام کیسے لیں۔

اس نے ہمیں مقامی روایات و رسوم سے واقفیت بہم پہنچائی اور ہماری ترجمان بن کر کام کرنے لگی۔ اس کے ذریعے ہم نے پہلے پہل ذہین طبقے کی عورتوں کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ ہم نے دو اجلاس منعقد کیے، اور ان دونوں میں عورتیں کافی تعداد میں شریک ہوئیں۔ لیکن سب کی سب ایک نیم خوابی کے عالم میں مبتلا نظر آتی تھیں۔

عورتوں کی ایک خصوصی انجمن کی تاسیس کے لیے ہم نے ان میں سے چند کارکنوں کو منتخب کیا اور کچھ ایسی عورتوں کو بھی چنا جو وسیع پیمانے پر مقامی عورتوں میں روابط بڑھانے میں ہماری مدد ہو سکتی تھیں۔ لیکن جوں ہی جلسہ اختتام پذیر ہوا نہ کسی انجمن کا وجود باقی رہا اور نہ مطلوبہ کام کرنے کے لیے کوئی عورت آمادہ رہی۔

ہماری ابتدائی کوشش کا یہ نتیجہ اس وجہ سے عین قدرتی تھا کہ ہماری مخاطب صرف خوش حال عورتیں تھیں، جن میں معاشرتی شعور مفقود تھا اور عظیم سیاسی واقعات میں حصہ

Marfat.com

لینے کی کوئی خواہش اور ولولہ انگیزی موجود نہ تھی۔

ہماری بہت سی دوسری کوششیں بھی اسی طرح ناکام ہوئیں اور ہم بہ مشکل چند تاتاری عورتوں کو اپنے قابو میں لاسکیں۔ خوشنباوا، فتحیہ، رکفیہ اور کریمہ...... ہم ذہین خواتین کے طبقے میں شدید طور پر ناکام ہوئی تھیں۔ اس لئے اب ہم نے فیصلہ کیا کہ اب کی بار غریب اور مفلس ترین عورتوں سے اپنا کام شروع کریں گی۔

نوکری اور روزگار کے ذریعے دین سے دور کرنے کی سازش:

ہمارے تاشقند میں آنے سے پہلے پرانے شہر میں کپڑا بننے والیوں کے صنعت خانے وجود میں آچکے تھے۔ عام طور پر یہاں عورتوں کو کام کے لئے بہت سستی قسم کی روئی دی جاتی تھی۔ تنخواہوں کی ادائیگی بھی بالکل بے قاعدہ اور پست ہوتی تھی اور عملاً ان عورتوں کو اپنی پیداوار کو بازار میں فروخت کرنے سے بہتر دام مل سکتے تھے، مگر بازار میں پیداوار کا فروخت ہونا کچھ یقینی نہ تھا اور پھر روئی اور چرخہ خریدنے کے لئے بھی تو سرمائے کی ضرورت لاحق ہوتی تھی۔

بس یہ نادار عورتیں اپنی ہفتے بھر کی محنت و مشقت جھولی میں ڈالے ہوئے آتی تھیں اور اس کے معاوضے میں حقیری سی رقم پاکر غمزدہ اور چپ چاپ سی گردن جھکائے گھروں کو لوٹ جاتی تھیں کہ وہاں اور زیادہ شدت فاقہ کی شکار ہوں۔

ان میں اکثریت ایسی عورتوں کی تھی جن پر پورے کے پورے کنبے کی پرورش و کفالت کا بار ہوتا تھا۔ ان کے خاوند یا تو بیمار ہوتے تھے اور یا سرے سے کوئی ہوتا ہی نہ تھا۔ لیکن اپنی روزی کی خود کفیل ہونے کے سبب یہ دوسری عورتوں کی نسبت آزاد ضرور تھیں اور ان میں معاشرتی پابندیوں کے خلاف جدوجہد کرنے کی تڑپ عام ذہین و متوسط طبقے سے کہیں زیادہ پائی جاتی تھی۔

یہی عورتیں تھیں جن میں ہمارے کام کی ابتداء ہوئی۔ گھریلو صنعت کے محکمے سے ہم نے ایک قرارداد طے کر کے اپنا ایک نمائندہ ان عورتوں کے کارخانوں میں بھیج دیا جس نے ہمارے رابطے میں آئی ہوئی عورتوں کو کام کے لئے اچھی روئی لے کر دی اور ان کے

Marfat.com

معاوضوں میں اضافہ کروایا۔

اس کے بعد ہم نے ان کا ایک جلسہ منعقد کیا۔ یہ مشکل کام نہ تھا۔ آسانی سے عورتوں کی ایک بھیڑ جمع ہوگئی۔ ہر طرف شور، بھنبھناہٹ، شکایتیں، شکوے...... نئے شہر میں نومولود بچوں کو کبھی کبھی سرکار کپڑے لتے بھی دے دیتی ہے۔ لیکن پرانے شہر والوں کو کوئی پوچھتا نہیں؟

نئے شہر میں کبھی کبھی راشن بھی مل جاتا ہے۔ ہمارے ہاں کبھی ایسا نہیں ہوا...... پس مقامی عورتوں میں رسائی کی جو راہ ہم نے اختیار کی وہ خالصتاً مادی تھی اور ہماری آواز پر ان عورتوں نے خوشی خوشی لبیک کہا۔ لیکن کم بخت صدیوں پرانی روایات ہماری راہ کا پہاڑ بنی رہیں۔

بہر حال اندھیرے میں ہم ہاتھ پاؤں مارتی رہیں۔ ایک طرف اوپر سے ہمیں یہ ہدایت آتی تھی کہ ''مقامی عورتوں کے چھتے میں مت ہاتھ ڈالنا۔ سیاسی صورتحال بگڑ جائے گی'' اور دوسری جانب ہمیں یہ کہا جاتا کہ ''اٹھو اور برقعہ (پرانچہ) مردہ باد کا نعرہ لگا دو۔''

لیکن سالہا سال کی پرانی روایات کا مقابلہ آمنے سامنے کی جنگ سے کرنا عاقبت اندیشی کا ثبوت ہوتا۔ اس لئے ہمارے پیش نظر ایک دوسرا راستہ تھا...... مسلمان عورت برقعہ پہنے رہے، برقعے کو مطلقاً خاطر میں نہ لایا جائے اور سب سے زیادہ اہمیت ان عورتوں کی معاشی امداد کو دی جائے۔ ان کو اپنے قدموں پر کھڑا کیا جائے، ان کو اپنا روزگار خود کمانے کے مواقع مہیا کر دیئے جائیں پھر شاید یہ کام وہ از خود کرلیں گی۔

چنانچہ مقامی عورت کے معاشی اور معاشرتی معیار زندگی کو ترقی دینے میں سویت حکومت کی عملی امداد کرنا، میدان میں ہمارا اولین اقدام تھا۔ اور اس اقدام میں ڈرو کینا نے جی توڑ کر کام کیا۔ اگرچہ ان عورتوں میں سے ایک نے بھی برقعہ نہ اتارا جن میں ہم کام کرتی رہیں۔ قطع نظر اس کے کہ ان میں سے اکثر رکن اور نمائندوں کی حیثیت سے ہماری کانگریسوں اور سویٹوں میں شریک کار تھیں۔

رفتہ رفتہ اس محتاط طریقۂ کار کے تحت ہم نے کلچرل پروگراموں کا اضافہ کرلیا۔ جلسوں کے بعد ہم چھوٹے چھوٹے کھیل تماشے دکھانے لگیں۔ مسلم خواتین کو ہم اپنے ساتھ نئے شہر کے ''لن کارسکی ہاؤس'' میں لے جاتیں اور یہ چیز غریب عورتوں کے علاوہ

Marfat.com

دوسری عورتوں کے لئے بھی کافی دلچسپ ثابت ہوتی۔

لن کارسکی ہاؤس کا تصور کیجئے۔ ڈرامہ ہورہا ہے۔ بولنے والے اداکار اسٹیج کے پیچھے اپنی باری کا انتظار کررہے ہیں، دروازے پر محافظ کھڑا ہے کہ مردوں کو اندر نہ آنے دے اور تھیٹر کے چاروں طرف تماشہ بین عورتوں کے خاوند اور سرپرستوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ کھڑے یہ دیکھ رہے ہیں کہ کیا سچ مچ صرف عورتیں ہی کھیل دیکھنے جارہی ہیں اور اندر صرف عورتیں پوری بے تکلفی سے بیٹھی ہوئی ہیں۔ کچھ کمر جھکائے ڈرامے کو دلچسپی سے دیکھ رہی ہیں، کچھ گانے والی کو لقمہ دے رہی ہیں۔ بچے بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں اور مجموعی طور پر سماں خوش آئند اور مسرت انگیز ہے۔

ان کھیلوں میں ہم انتہاء درجے کے کٹر اور قدامت پسند شوہروں کی گھر والیوں کو کھینچ لانے میں بھی کامیاب ہوگئیں۔ اس سلسلے میں مجھے صرف ایک ناخوشگوار واقعہ یاد ہے۔ چند ہندو کامریڈ جو انقلابی ہندوستان سے آئے تھے، اور ماسکو میں کمیٹرن کے اجلاس میں شرکت کے لئے جارہے تھے، نے خواہش ظاہر کی کہ وہ ترکستان کی مسلم خواتین کو اپنا پیغام تہنیت دینا چاہتے ہیں۔

اصولاً ہمیں خواتین کو ان صحافیوں کے اسٹیج پر آنے سے پہلے متنبہ کردینا چاہئے تھا کہ وہ اپنے چہروں پر نقاب ڈال لیں۔ مگر ہمارے محافظ نے ہمیں عین وقت پر دھوکہ دیا۔ لانبے، خوبصورت اور وجیہہ ہندو جو تعداد میں کل تیرہ تھے باری باری ہال میں داخل ہوئے۔ جبکہ ہماری خواتین کمال بے تکلفی سے نقاب اٹھائے بیٹھی تھیں۔

ایک خوفناک چیخ سے سارا ہال گونج اٹھا۔ عورتیں حفاظت کی تلاش میں بھاگیں۔ کچھ اپنے چہروں کو چھپانے کی کوشش میں اوندھے منہ زمین پر آرہیں۔ حیران و ششدر ہندو مہمانوں کو اگلی قطار میں کھڑا کرکے کہہ دیا گیا کہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں۔ اس کفن بردوش مجمعے کے سامنے ان کے الفاظ کی تہنیت کی ساری شان و شوکت جاتی رہی اور انہوں نے آخر میں عورتوں سے معافی مانگی۔

ہماری ان دعوتوں اور اپیلوں کی صدا دور دور تک پھیل گئی۔ زیادہ سے زیادہ عورتیں ہمارے دفتر میں آنے لگیں۔ کبھی کوئی عورت اپنے خاوند سے مار کھا کر آتی، کبھی کوئی کم سن لڑکی جسے والدین نے شادی پر مجبور کیا ہوتا، ہمارے پاس آتی، روتی، ٹسوے بہاتی،

Marfat.com

زخموں سے چور، خون میں لت پت بوڑھی، ادھیڑ اور جوان مائیں، دوشیزائیں، بچیاں، کوئی ہمارے گھٹنوں اور دامنوں سے چمٹی ہوئی آتیں اور ہمیں اپنی امداد کے لئے پکارتیں۔

خواستہ و ناخواستہ ہمیں ان کے ازدواجی اور بعض اوقات گھریلو اور نجی معاملات میں داخل ہونا پڑتا۔ ہم ہر طرح احتیاط سے کام لیتیں تاکہ کوئی گڑبڑ پیدا نہ ہو پائے۔ اکثر ہمارے پاس شادی شدہ جوڑے آتے، خاوند اپنے غصے کو ضبط کئے ہوئے دفتر کے ایک کونے میں کھڑا ہوتا اور جورو آنسو بہاتی ہوئی دوسرے کونے میں۔ دونوں ہم سے انصاف طلب کرتے، ہمیں ان کی جانب سے مقامی منصفوں اور قاضیوں کی عدالتوں میں پیش ہونا پڑتا اور ان کی دقیانوسی پر از تاویلات قوانین کے ذریعے ان کے مقدمات کی پیروی کرنا پڑتی۔ لیکن پھر بھی میں یقین سے کہتی ہوں کہ ایک مرتبہ بھی ہم نے مقامی مردوں کے جذبات میں اشتعال نہیں آنے دیا۔

کمیونسٹوں کی محنت رنگ لے آئی:

ہمارے محکمے کا کام روبہ ترقی تھا۔ ۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۲ء کے درمیانی دور میں ہم نے درجنوں کانفرنسیں اور جلسے منعقد کر لئے اور ۱۹۲۰ء میں پہلی دفعہ وسطی ایشیائی مسلم خواتین کا وفد ماسکو گیا۔ اس اطلاع نے مقامی آبادیوں میں کافی جوش و ولولہ پھونک دیا۔

عورتوں کی حریت و آزادی کا پیغام اب دیہاتوں میں بھی پوری سرعت سے پھیل رہا تھا۔ عورتوں کے کلب اور اسکول ملک کے مختلف مقامات پر کھولے جا رہے تھے اور آخرکار وہ دن آ ہی گیا جب مجلس منتظمہ نے کثرت ازدواج، جبریہ شادی اور نابالغ لڑکیوں کے ازدواج کے خلاف پہلا قانون پاس کر دیا۔ (صبح سمرقند، ۲۷۵۔۲۷۹)

یہ ہے اس تحریک کا وہ تدریجی ارتقاء جس کا متذکرہ صدر بیان ایک مختصر تشریح پیش کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس تحریک کو وہ وسعت حاصل ہوگئی کہ ملک بھر میں پردے کے خلاف دن منائے جانے لگے۔ اور ان دنوں میں ملک کے طول و عرض میں جلسے ہوتے اور جلوس نکالے جاتے۔

Marfat.com

جلسوں اور جلوسوں میں پروپیگنڈے کے جو طریقے اختیار کیے جاتے وہ عورتوں کے لئے ہم رنگِ زمین قسم کے دام وفریب سے مسلح ہوتے اور خصوصاً معاشی لحاظ سے غیر مطمئن اور مفلس ونادار عورتوں کے لئے غایت درجہ باعث کشش ہوتے۔ ایک جلسے کی روداد سنئے اور اس جلسے میں شریک ایک کم سن لڑکی فوزیہ نامی پر اس جلسے کی کارروائی کے نفسیاتی اثرات کا مطالعہ کیجئے۔

فوزیہ تقریر سن رہی تھی جو کچھ کہا جا رہا تھا اس کا معتد حصہ اس کی سمجھ بوجھ سے بالا تھا۔ لیکن جلسے میں جو ایک چیز وہ سمجھ پائی وہ یہ تھی کہ عورتوں کی آزادی کے حصول کے لئے یہاں یوم آزادی منایا جا رہا ہے۔ مقررین کی آنکھوں سے امانت ودیانت ٹپک رہی ہے۔ اس لئے ان پر فوزیہ کو اعتماد ویقین ہو گیا۔

ایک ادھیڑ عمر کی خاتون اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں کے ساتھ تقریر کرنے کے لئے اٹھی۔ سننے والوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔ ”یہ ابراہیمہ ہے، محکمہ خواتین کی سربراہ۔“ وہ تقریر کرنے لگی جیسے ماں اپنے بچوں سے گفتگو کرتی ہے۔ آہستگی، ٹھنڈے پن اور سادگی کے ساتھ۔ اس طرح کہ ہر بات دل میں اترتی جا رہی تھی۔ اس کی گفتگو رواں تھی، بولتے بولتے وہ رک جاتی تھی اور ملزمانہ احساس سے مسکرانے لگتی تھی جیسے کسی مناسب لفظ کی جستجو میں ناکام ہوئی ہو۔ وہ عورتوں کے مصائب پر تقریر کر رہی تھی۔ جہالت، تاریکی، کس طرح سینکڑوں کی تعداد میں بچے مر رہے ہیں، پردہ...... عورت کے لئے کتنا ذلت انگیز تھا۔ (صبح سمرقند صفحہ ۱۷۲)

نوبت یہاں تک پہنچ گئی:

اور اسی طرح پردے کے خلاف جو یوم نجات منائے جاتے ہیں، اس کی ابتداء ان جلوسوں اور ہنگامہ خیز جلسوں سے ہوتی تھی جو ابتداء میں بالکل معصوم قسم کے اجتماعات دکھائی دیتے تھے۔

”عورتوں کا ایک ہجوم جس میں اکثریت نوجوان عورتوں کی تھی، سڑکوں پر گھوم رہا تھا۔ اکثر کے چہرے بے نقاب تھے۔ ایک پیتل کا ڈھول بج رہا تھا۔ نوجوان عورتیں

Marfat.com

عجیب وغریب گانے گا رہی تھیں اور رک رک کر یہ نعرے لگ رہے تھے ''پردہ مردہ باد'' ...... ''وسط ایشیاء کی عورتوں کی آزادی زندہ باد'' ...... ''بے اور ملا مردہ باد'' ...... ''حکومت سوویٹ زندہ باد۔'' (صفحہ ۳۷۰)

رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ حکمت عملی اور ٹھنڈے طریقے ترک کر دیئے گئے اور تشدد اور اصرار و جبر کے ساتھ پردے کو اڑا دینے کی تحریک سرگرم عمل ہو گئی۔ چنانچہ سب سے پہلے بخارا میں یہ طوفان اٹھا۔

''۱۸ مارچ ۱۹۲۷ء کو برسر عام برقعوں کا ڈھیر لگا کر نذر آتش کر دیا گیا اور آئندہ سالوں میں مارچ کی اسی تاریخ کو اس رسم کو باقاعدگی سے دہرایا جاتا رہا۔''

(سوویٹ ایشیاء، صفحہ ۱۴۸)

عورتوں سے زبردستی برقعہ اتروانے کی مہم:

جن عورتوں نے پردہ ترک کرنے سے انکار کر دیا، انہیں جبر واکراہ سے بے نقاب کر ڈالا گیا۔

''صرف پانچ ہزار عورتیں پردے کو ترک نہ کرنے پر اڑی رہیں۔ اکثر کو زبردستی اور بقیہ کو رشتہ داروں کی ترغیب وتحریص کے ذریعے برقعے سے آزاد کروالیا گیا۔''

(صفحہ ۱۴۸)

زبردستی برقعہ اتار پھینکنے اور چھین لینے کا کام عموماً غریب عورتوں نے انجام دیا جن کو بالشویکوں نے طرح طرح کے سبز باغات دکھا کر اپنے دام فریب میں گرفتار کر لیا تھا اور جو معاشی اعتبار سے ان کی پوری گرفت میں آ گئی تھیں۔

یہ کام روسی نژاد عورتوں نے سرانجام دیا جو ملاؤں اور مردوں کی طرف سے ہر اس رکاوٹ کو کاٹ پھینکنے کا تہیہ کر چکی تھیں جو ایشیا کی عورتوں کو جدید تہذیب کی راہ میں گامزن کرنے میں حائل ہو سکتی تھیں۔ (صفحہ ۱۴۸)

Marfat.com

پیسے کی لالچ میں فوزیہ نامی لڑکی کمیونسٹ بن گئی:

اس جابرانہ اور متشددانہ طریقۂ عمل نے جس تیز رفتاری سے وسط ایشیاء کی عورتوں کی زندگی کو بدلا، متذکرہ حالات کی روشنی میں یہ بالکل ایک قدرتی امر تھا۔ مردوں کا ایک کثیر گروہ اس عمل کو انتہائی حیرت اور استعجاب کی نظر سے دیکھتا رہا اور اپنی جگہ دم بخود تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

ایک ترکستانی خاتون فوزیہ جس کی زندگی کے کچھ حالات ہم آئندہ بیان کریں گے جب ابتداء میں اپنے مالک کے گھر سے بھاگ کر آئی تو محکمہ خواتین والوں نے اسے کہا:
''کیا کوہکند میں تمہارا کوئی بھی نہیں؟ کیا تم بیوہ ہو؟ کیا تم پیر کے گھر میں ہوتی ہو؟ فکر نہ کرو میری ننھی جان! یوں نہ کانپو! ہم تمہیں اپنے لڑکیوں کے دارالاقامہ میں لے چلیں گے۔ ہم تمہاری دل و جان سے نگہ داری کریں گے۔ ہم تمہیں تعلیم دلائیں گے۔ ہم تمہیں تربیت دیں گے۔ ہم تمہیں کچھ سے کچھ بناڈالیں گے۔'' (صبح سمرقند: ۲۷۳)

ایک فوزیہ پر کیا موقوف جو عورت بھی اپنے گھر سے بھاگ آتی تھی اسے اغواء خانہ میں چھپالیا جاتا تھا۔

''ایک سیاح (پلیناک) ایک ایسے شخص کا واقعہ بیان کرتا ہے جس کی بیوی اچانک ایک رات گم ہوگئی تھی۔ وہ شخص اس کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتا رہا اور آخر ایک قریبی قصبے میں آزاد عورتوں کے درمیان وہ اس کو مل گئی۔ چنانچہ حکام سے اس نے اپنی بیوی واپس مانگی، مگر وہاں سے اس کو کورا جواب مل گیا۔

بے نیل ومرام وہ گھر لوٹ آیا۔ راہ میں ایک جگہ اپنے کسی دوست کے ہاں رات بھر کے لئے ٹک گیا۔ صبح ہوئی تو اس کے دوست کی بیوی گم تھی۔ دونوں نے عورت کا پیچھا کیا اور قصبے میں پہنچنے سے پہلے ہی اسے جالیا اور وہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔''
(سویٹ ایشیاء، صفحہ ۱۴۹)

ان مشتعل شوہروں نے تو اپنی بھاگنے والی بیویوں سے یہ شدید انتقام لے لیا مگر ہزاروں اور سینکڑوں مثالیں ایسی ہیں جہاں عورت، لڑکی یا بچی کے ورثاء بالکل بے بس ہو

Marfat.com

مجبور ہو کر تماشہ دیکھتے رہ گئے اور ان کی اولاد کو تہذیب مغرب کے مکمل رنگ میں رنگ ڈالا گیا۔

فوزیہ کی ماں ان میں سے ایک تھی۔ جب ایک طویل مدت کے بعد اسے اپنی بچی کی خبر ملی تو وہ ٹھوکریں کھاتی اور ڈھونڈتی ہوئی بالشویکوں کے آزاد عورتوں کے دارالاقامہ میں پہنچ گئی۔ اس کے ساتھ فوزیہ کا ایک بھائی بھی تھا اور جب اس نے اپنی بچی کو دیکھا تو چند ابتدائی لمحوں کے لئے اس کی ماں اور اس کا چھوٹا بھائی فوزیہ کے یورپین لباس اور کٹے ہوئے بال دیکھ کر ایسے ٹھٹکے کہ وہ اپنی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکال سکے۔

آہ! یہ فوزیہ نہیں ہے۔ ہاں واقعی یہ فوزیہ اب عملی طور پر ان کی ہرگز نہ رہی تھی۔ ان کو وہ ایک اجنبی عورت یا کوئی کافر عورت دکھائی دیتی تھی۔ ماں اور بیٹے کی شدت گریہ سے چیخ نکل گئی اور جب تک فوزیہ لپک کر ان سے بغل گیر نہ ہوگئی اور انہیں پیار نہ کیا وہ چپ نہ ہوئے۔

رفتہ رفتہ اجنبی فوزیہ سے ان کی نگاہیں شناسا ہوئیں اور وہ سمجھنے لگے کہ ہاں یہی ان کی اپنی فوزیہ ہے جو ان کے نزدیک اور پورے گاؤں کے نزدیک مدت ہوئی مر کھپ چکی تھی۔

یہ الفاظ صرف اس دل و دماغ کے لئے کچھ قدر و قیمت رکھتے ہیں جو کسی مسلم ماں کے جذبات سے تھوڑا بہت واقف ہے۔ جس کی بیٹی نہ چھین لی گئی ہو بلکہ تہذیب نو کی روشنی میں اسے شیطان کی اکلوتی بیٹی بنا کر رکھ دیا گیا ہو۔ اس ممتا کی ماری ماں کے یہ دردناک الفاظ یقیناً اس پوری آبادی کے لئے یاس و عبرت کا سرچشمہ بن گئے ہوں گے جن پر عذاب الٰہی اپنی مہیب ترین صورت میں نازل ہوا جا رہا تھا۔

"میں تمہارے بغیر گاؤں نہیں جا سکتی فوزیہ! نہیں جا سکتی!

آہ! فوزیہ! فوزیہ! تم نے مجھ پر اور اپنے خاندان پر یہ کیا ظلم ڈھا دیا۔

ہر سچے مسلمان کے سامنے تم نے ہماری عزت و آبرو مٹی میں ملا دی۔

اب میں کسی سے اپنی آنکھیں نہ ملا سکوں گی۔

آہ! میرے خدا، میری مصیبت میں کون میرا محافظ و ناصر ہوگا۔

آہ! فوزیہ! فوزیہ!! میں ایک ضعیف عورت ہوں۔ کاش!! ان واقعات سے پہلے ہی

Marfat.com

میں مر جاتی۔(Dawn over Samarkand. 273)

بدمعاشیاں اور جدید اخلاقیات:

پردہ اٹھانے کے بعد ترکستانی خواتین کو جو انعام ملا وہ بھی یقیناً قابل دید تھا۔ مسلمان پردے دار عورتیں ایک عظیم متشددانہ تحریک کے ذریعے جب کوچہ و بازار میں بے نقاب کھڑی کر دی گئیں تو پھر مردوں کی جنسی حرص وہوس کو سرگرم عمل ہونے کا موقعہ ملا۔ پردہ اڑا دینے والی خواتین ایک طرف تو خود مقامی باشندوں کی نظروں سے گر گئیں۔

"وہ عورتیں جو پردہ اڑا دینے کے بعد شادی کی خواہشمند ہوتی ہیں۔ عام طور پر مشکوک کردار کی سمجھی جاتی ہیں اور ان سے کوئی شخص التفات نہیں کرتا۔" (Soviet Asia :149)

اور دوسری جانب عصمت کے ڈاکوؤں نے انہیں گھیر لیا:

"روسی افسر جب کسی بے پردہ عورت کو دیکھتے تو تر نوالہ سمجھ کر اسے مکان کے اندر گھیر کر لے جاتے اور اس کی عصمت دری کر ڈالتے تھے۔" (Soviet Asia : 149)

اس دھاندلی میں ان اصول کے پکے بالشویکوں نے عورتوں کی خرید و فروخت کا کاروبار بھی خوب نفع اندوزی کے ساتھ کیا۔

"عورت کی خرید و فروخت کی وباء میں خود سویٹ روس کے افسر بھی حصہ لینے لگے۔ وہ اپنے لئے بھی بیویاں خرید لیتے تھے۔ اگرچہ عام طور پر عورتوں کی خرید و فروخت کے خلاف خوب لیکچر بازی کرتے تھے۔" (Soviet Asia : 149)

ترکستانی عورت کی عزت وآبرو اور عصمت وعفت کا خون صرف انفرادی طور پر ہی نہیں بلکہ اجتماعی طور پر بھی خوب دل کھول کر کیا گیا۔ بالشویکوں نے مختلف مقامات پر کسانوں کے ایسے کمیون بنا لئے جو "آزاد محبت" کے اصول کی سو فیصد پابندی کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک آدھ کلخوز گلستان (سرزمین گلستان) کلخوز استالین اور نادار

Marfat.com

کسانوں کا کمیون کے نام سے مشہور ہوئے۔

ان کمیونسٹوں کے اجلاس سرخ پرچم کے سائے تلے صحن مسجد میں انعقاد پذیر ہوتے۔ (صبح سمرقند ۲۴۹) کمیون بالشویک اصطلاح میں ایک ایسی بزم یا سوسائٹی کو کہا جاتا ہے جس میں مرد اور عورت دونوں مغرب کی پوری تہذیبی و صنفی آزادی کے ساتھ شریک ہوں اور جس کا دستور اباحت مطلقہ و آزاد محبت پر استوار ہو۔

ترکستان میں ان کمیونوں کی تنظیم و ترویج پر نظری اعتبار سے بالشویکوں کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ تاہم بعض حلقے انہیں قبل از وقت کہہ کر اپنے اختلاف کا اظہار ضرور کرتے تھے۔ صبح سمرقند کا مصنف لکھتا ہے:

''استالین کے الفاظ میں لوگ کامیابی کے نشے میں چور تھے۔ وہ اجتماعی کاشت کے سادہ پروگرام پر ہی قانع نہ رہے بلکہ انہوں نے کسانوں کے مکمل اور پورے کمیون بھی منظّم کر کے رکھ دیئے۔ ان کا استدلال یہ تھا کہ کیا بالشویک پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ اجتماعی کاشت صرف رضا کارانہ طریقے سے ہونی چاہیئے؟ ہمیں پارٹی کی ہدایات پر ذرا کھل کر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ کسان نہیں جانتا کہ اس کے لئے کیا چیز بہتر ہے؟ اسے کلخوز میں شامل ہونے پر مجبور کر دینا چاہیئے...... ہم اس کے گھر، اس کے اصطبل، اس کے گلے اور اس کے مرغی خانے میں بھی تو بزور زبردستی داخل ہو جاتے ہیں اور اس کے گھوڑوں، بچھڑوں، بھیڑوں اور مرغوں کو ہتھیا لیتے ہیں۔ اور پھر کیا ہر کسان جو کلخوز میں شرکت کرنے سے انکار کرتا ہے ضرور متوسط طبقے سے ہی تعلق رکھتا ہے؟ یہ ایک معمولی بات ہے۔ ہم اس کی جائیداد ضبط کریں گے۔ اس کے حقوق قانونی سلب کریں گے اور اس پر کلاک (زمیندار) کا الزام دھر دیں گے۔ چند وسط ایشیائی دیہاتوں میں بیس فیصد باشندوں کو زبردستی اور خواہ مخواہ ''کلاک'' قرار دے کر جائیدادوں سے محروم کر دیا گیا تھا۔

(صفحہ ۱۹۲)

یہ وہی خطرہ تو تھا جس کی گھنٹی حالات کے جاننے والوں نے بہت پہلے بجادی تھی کہ ''تمہاری عورتیں بے نقاب کر ڈالی جائیں گی اور پھر انہیں مشترکہ ملکیت میں تبدیل کر دیا جائے گا۔'' اب یہ خطرہ واقعہ بن کر سامنے آ گیا تھا۔ چنانچہ بالشویک لوگ اعلانیہ کہنے لگے:

Marfat.com

''میرے رفیقو! ایک بالشویک لیڈر علی مان نامی خوف زدہ اور متوحش کسانوں کے گروہ میں کھڑا ہو کر کہتا ہے'' کہ خدا کے فضل سے ہم نے تمہارے مویشی تو تم سے ہتھیا لئے ہیں۔ اب ہم تمہاری بیویوں اور بیٹیوں کو اپنی مشترکہ ملکیت بنائیں گے اور ان سب کو اپنے ساتھ سلائیں گے۔ اور اس طرح ہم ایک مکمل کمیون کا وجود عمل میں لے آئیں گے۔'' (صبح سمرقند، صفحہ ۱۹۲)

طوالت کے خوف سے یہاں اس اخلاقی مزاج کا مکمل تجزیہ پیش کرنا ممکن نہیں ہے۔ پڑھنے والا ان سطور سے صرف یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ اشتراکی بھاڑ میں گرتی ہوئی یہ مسلم سوسائٹی ابھی اپنا لباسِ ننگ وشرم اتار رہی تھی۔ آج جو صورت حال وہاں پیدا ہو چکی ہو گی اس کا اندازہ ابتدائی دور کے حالات سے کر لیجئے گا۔

فوزیہ جس کا ذکر ہم سطور بالا میں کر آئے ہیں کی شادی جب فیض اللہ ایک عظیم سیاسی بالشویک لیڈر سے ہوئی تو ایک مارکسٹ ایشیائی طبیعت پر کمیونسٹ اخلاقیات پہلی بار ایک قلبی واردات کی شکل میں کابوس بن کر سوار ہونے لگے۔

اب تک فیض اللہ دوسروں کی بیویوں اور لڑکیوں کے خون عصمت سے ہولی کھیل رہا تھا مگر جب لوگ اس کی اپنی گھر والی کے ساتھ اس کے صحن میں اس کھیل کی بساط پر اکٹھے ہوئے تو فیض اللہ کی اشتراکی بھٹی میں پکی ہوئی سرخ انگارہ کھوپڑی میں ایشیاء کی روایتی شرم وحیا اور ندامت وخجالت شعلہ بن کر بھڑک اٹھی۔

فوزیہ ایسی لڑکی کے لئے بھی جو بالشویکوں کے اپنے دارالاقامت میں پرورش وتربیت پا چکی تھی اس مقام پر پہنچنے میں اور اپنی اخلاقی حس اور اپنی سدھ بدھ کو آخری سلام کہہ ڈالنے میں بہر حال ایک مدت صرف ہوئی ہو گی لیکن اس کی زندگی کے اس ابتدائی دور ہی میں اس کے بدنصیب شوہر کا حال غیر ہوا جاتا تھا۔

فوزیہ کہتی ہے:

''ایک سچے کمیونسٹ کی حیثیت سے فیض اللہ نے بہت چشم پوشی سے کام لیا مگر کب تک؟ آخر وہ بھی تو ایک ایشیائی خاوند تھا اس کے لئے تو اپنی بیوی کو بے پردہ آزاد چھوڑ دینا ہی ایک عظیم قربانی وایثار کا کام تھا چہ جائیکہ اس سے ویسی رواداری کی امید وابستہ کی جاتی جس کی مثال خود آج کی یورپین سوسائٹی بھی پیش نہیں کر سکی۔ وہ ایک شدید عذاب

Marfat.com

میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے میرے ساتھ کئی حاسدانہ لڑائیاں کیں۔ مجھے کئی مرتبہ پیٹا اور پیٹنے کے بعد خود رو پڑا۔ اور مجھ سے التجا کی کہ خدارا یہ بات پارٹی کے سامنے نہ لانا۔"

ایک بالشویک کردار کی خوبیاں ملاحظہ ہوں۔ حقیقت میں فیض اللہ کی شخصیت اسی ایشیائی مسلمان کا نمونہ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے جس کے اندر ایشیائی تہذیب و اخلاق اور بالشویک تہذیب واخلاق کے درمیان ایک شدید جنگ جاری تھی۔ فطرت رہ رہ کر اسے بالشویک راستوں سے پلٹ آنے کی دعوت دیتی تھی مگر مفادات اور زمانے کا انقلاب کہے دیتا تھا کہ نہیں، تمہاری ذاتی سربلندی اسی میں ہے کہ ہر ذلت وتوہین کو خون کا گھونٹ سمجھ کر پی جاؤ اور زبان پر شکوہ وشکایت کا حرف تک نہ لاؤ۔

لیکن فیض اللہ کی ایشیائی طبیعت آخر اس رذالت کا بوجھ اپنے کندھوں پر نہ اٹھا سکی اور بالشویک پیمانے نے اسے ناپ تول کر از کار رفتہ قرار دے دیا۔ جس پر پورا اترنے کے لئے اس نے اپنے دین و مذہب، قوم و وطن اور عزت و آبرو کا سودا کیا۔ یہ ایک ایسی داستان ہے جو ہمیں اپنے موضوع سے کہیں دور لے جائے گی۔ فوزیہ فیض اللہ کی بیوی اپنے مندرجہ ذیل بیان کو جاری رکھتے ہوئے لکھتی ہے:

"بعد میں جب مجھے اپنے بالشویک رفیقوں کے کلمات، تعریف وستائش اور ان کی میری جانب بڑھتی ہوئی پیش قدمیوں کا حقیقی مطلب سمجھ میں آنے لگا تو میں بھی اس اذیت میں مبتلا ہو گئی۔ ان دنوں ان باتوں سے میں خفا ہوتی تھی اور توہین محسوس کر لیا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ میں اپنے بہترین اور جاں بازترین بالشویک ہیرو مجاہدین کے خلاف اپنے دل کو میلا کرنے لگی۔ "یہ سب بسماچی سے کسی طور کم نہیں ہیں۔" میں اپنے غیض و غضب میں اکثر کہہ دیا کرتی تھی۔"

شاید فوزیہ کی صالح فطرت تھی جو بالشویک ہیروؤں کی اس چھیڑ چھاڑ سے وہ روحانی تنفر محسوس کرتی تھی۔ لیکن جیسا کہ صاف ظاہر ہے کہ یہ صرف بدلتے ہوئے اخلاقی اقدار و معیارات کے اثرات تھے، ورنہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد یہ باتیں بالشویک معاشرے میں اوڑھنا بچھونا ہو گئیں۔

"آپ جانتے ہیں کہ ہم لوگ ایک بدلتے ہوئے عہد کے اثرات کا شکار تھے اور ہماری ان روحانی اذیتوں اور ہمارے ان جذباتی شعلوں کے جلو میں سے ایک جدید

Marfat.com

اخلاقیات ابھر رہی تھی۔" (صبح سمرقند، صفحہ ۲۸۷۔۲۸۸)

یہ تھی دراصل وہ اخلاقیات جس کو ابھارنا "فوزیہ" کے ان بہترین اور جانباز ترین بالشویک ہیرو مجاہدین کا مقصد حقیقی تھا۔

نتائج:

یہ اس اخلاقی والحادی انقلاب کے ثمرات تھے، جس کے متعلق گزشتہ صفحات میں ہم نے مختصر معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ لیکن یہ نہ سمجھئے کہ یہ انقلاب بغیر کسی ردعمل کے وقوع میں آ گیا۔ مسلمان ترک اس کے مقابلے میں ہر پہلو سے اٹھے، مگر بالشویکوں کی منظّم اور تربیت یافتہ افواج کے سامنے ان کی ایک نہ چلی۔ سچے مسلمانوں اور صحیح قسم کے علماء نے اس سیلاب کو روکنے کے لئے اپنی جانیں تک قربان کر دیں اور پورے ترکستان میں اس کے خلاف سر دھڑ کی بازی لگائی۔

"قرآن ہاتھوں میں تھامے ہوئے اپنے کپڑے پھاڑے ہوئے علماء شہر کے باشندوں کو جوش دلا رہے تھے۔ قلعے کی دیواروں کے اس طرف "جدیدیت مردہ باد" کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ اور اسی طرح "بالشویک انقلاب زندہ باد" کے آوازے اٹھ رہے تھے۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد شہر پناہ کے دروازے سے مسلمانوں کی ایک بھیڑ اٹھتی اور اللہ اکبر کے نعرے کے ساتھ یہ خالی ہاتھ جان فروش ہماری مشین گنوں میں گھس جاتے۔

(Dawn over Samarkand:113)

لیکن طاقت اور ذرائع کی وسعت نے بے سروسامان مسلمانوں کو آخر اپنے پاؤں تلے کچل کر رکھ دیا۔ مسلمانوں کے دل بالشویکوں کے ہر جبر وتشدد پر تلملاتے رہے۔ شکست کھا جانے کے بعد بھی بالشویکوں کی الحادی سرگرمیوں کے خلاف عوام کے دلوں میں نفرت واستحقار کے شعلے بھڑک رہے تھے۔

"سویٹ ڈنڈا پولیس سے بھی زیادہ ملحدین ومبارزین کو لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان کے پیچھے لوگ کتے چھوڑ دیتے تھے۔ زہر دینے اور چھرا گھونپنے تک سے

Marfat.com

گریز نہیں کیا جاتا تھا۔ جب کبھی زلزلہ آتا یا مکڑی اور قحط کا حملہ ہوتا لوگ یہی پکارتے کہ لو عذاب آ پہنچا۔ (صفحہ ۱۴۶)

حالانکہ قحط وزلزلے سے بھی غضب ناک عذاب خود بالشویک انقلاب تھا جو سویٹ ایشیاء کی زندگی کے ہر خدوخال کو پوری سفاکی کے ساتھ مسخ کئے جارہا تھا۔ ان سفاکیوں اور ہمہ گیر مظالم نے جو نتائج مرتب کئے وہ قحط وزلزلے سے بھی بڑھ کر تباہ کن تھے۔ یہ نتائج مختصر پیرائے میں یوں بیان کئے جاسکتے ہیں:

۱۔ ''اب وسط ایشیاء میں کوئی مسلمان، مسلمان نہ رہا تھا۔''

(Soviet Asia : 155)

۲۔ مساجد بالشویک حکومت کے سرکاری دفاتر بن گئی تھیں۔

(Soviet Asia : 155)

۳۔ اور پھر ان کو الحادی اسکولوں میں بدل دیا گیا۔ (صبح سمرقند، صفحہ ۲۵۱)

۴۔ کمیون (اباحت مطلقہ کی سوسائٹیاں) کے جلسے مساجد میں ہوتے تھے۔
(صبح سمرقند صفحہ ۲۴۱)

۵۔ عورت و مرد کا آزادانہ جنسی اختلاط مروج ہوا جاتا تھا۔ (صبح سمرقند صفحہ ۲۴۱)

۶۔ مذہبی عقائد، دینی اور مابعد الطبعی تصورات کو وہم اور خرافات قرار دے دیا گیا۔

(Dawn over Samarkand : 251)

۷۔ ''سویٹ ایشیاء کے پورے طول وعرض میں مذہبی اسکول بند کر دیئے گئے۔
(صبح سمرقند، صفحہ ۲۳۴)

۸۔ پابند اسلام مسلمانوں کو روزگار سے محروم کر دیا گیا۔ (صبح سمرقند، صفحہ ۱۹۲)

۹۔ نئی مسجد کا تعمیر کرنا اور نئے شہروں میں مساجد بنانا بند کر دیا گیا۔
(صبح سمرقند، صفحہ ۲۳۲)

۱۰۔ مسلمانوں کو بطور ایک تحریک کے اسلام سے منحرف کر دیا گیا۔
(صبح سمرقند، صفحہ ۱۸۱)

۱۱۔ ایک جدید معیار اخلاق کی ترویج سے مسلمانوں کو شرم اور غیرت وحمیت کے احساسات سے مبرا کر دیا گیا (مجھے اپنی بیوی سے زیادہ پیارے میرے بیل ہیں۔ میں

Marfat.com

بخوشی اجتماعی فارم میں شریک ہو جاؤں گا۔ مجھے میرے بیل واپس دے دو۔"

(Dawn over Samarkand:193)

۱۲۔ عورتوں کو کثیر تعداد میں کارخانوں کی مزدوری میں جھونک دیا گیا۔ ۱۹۳۸ء میں ۲٫۳۷ فیصدی عورتیں مزدوری کرتی تھیں۔ اب ان سے کئی گنا زیادہ تعداد یعنی ۶۰ فیصدی عورتیں محنت پر لگائی جا چکی ہیں۔ (Soviet Asia:156)

۱۳۔ خان اور بے طبقے کو بے دریغ تہ تیغ کر ڈالا گیا۔

(Dawn over Samarkand:33)

سرزمین ترکستان پر اس انقلاب کو برپا ہوئے آج طویل عرصہ ہو گیا ہے۔ اس مدت میں وہاں کے مسلمان باشندوں پر مذہبی نقطہ نظر سے جو کچھ بیتی اس کا ایک سرسری مطالعہ آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ لیکن یہی مسلمان ہیں جنہوں نے دراصل اپنے دین و ایمان سے محروم ہو کر بھی سوائے بھوک، افلاس اور برتر روسی قوم کی جانب سے متواتر لوٹ کھسوٹ کے اور کچھ نہیں پایا۔

ممکن ہے کہ پچھلے صفحات میں کہیں کہیں وہاں کی معاشی اور معاشرتی کیفیات میں ترقی پر بھی کوئی اشارہ مل جائے، مگر حقیقت میں ہم نے دوسرے تمام پہلوؤں سے قطع نظر کر کے صرف مذہبی پہلو کی وضاحت کرنا چاہی ہے۔ اس تصویر کو مکمل کرنے کے لئے بہر حال دوسرے پہلوؤں پر روشنی ڈالنا بھی ناگزیر ہے۔ جس کے لئے بدقسمتی سے یہاں نہ ہی جگہ ہے اور نہ فرصت۔

حجاب کے خلاف قانون جائز قرار:

کچھ ہی عرصے بعد کمیونسٹ حکومت نے پردے (حجاب) کو خلاف قانون اور مرد وزن کے آزادانہ اختلاط کو قانوناً جائز قرار دے دیا اور یوں سویت یونین کی معاشرتی تہذیب ایک گالی بن کر رہ گئی۔

Marfat.com

عورت کمیونزم کی راہ پر:

عورتوں میں بے حیائی اور فحاشی کے فروغ کے لئے کمیونسٹوں کے ہتھکنڈے بالآخر رنگ لائے اور ان کی تحریک تیزی سے پھیلنے لگی۔ اب ”پردہ اتار پھینکو، ملا مردہ باد“ کے نعرے عام سنائی دینے لگے۔

کلب گھروں کے ماحول اور مشاغل بھی بدل چکے تھے، جہاں عورتوں کو جدید ثقافت وتہذیب کی تعلیم دی جارہی تھی۔ امور خانہ داری کی جگہ راگ ورنگ کی مخلوط محفلوں اور کھیل تماشوں نے لے لی تھی۔ مرد وزن کے اس آزادانہ اختلاط اور رنگ رلیوں کی فضاء نے نگاہ ودل کی عفت، اخلاق وکردار کی پاکیزگی اور شرم وحیا کا جنازہ نکال دیا تھا۔

پھر زیادہ عرصہ نہ گزر پایا تھا کہ مسلمان گھرانوں میں بغاوت عام شروع ہوگئی۔ نوجوان لڑکیاں گھروں سے بھاگ بھاگ کر کمیونسٹوں کے بنائے ہوئے اقامت گھروں میں پہنچنے لگیں، جہاں انہیں قانونی تحفظ فراہم کیا جاتا اور بے حیائی کی بھرپور تعلیم دے کر ”ترقی یافتہ“ معاشرے کی ”شریف“ خاتون بنایا جاتا۔

خدیجہ نامی لڑکی کمیونسٹ کیسے بنی؟

صبح سمرقند کا مصنف جوشا کیونٹز (Josha Konitz) خدیجہ نامی ایسی ہی ایک مسلمان لڑکی کی سرگزشت بیان کرتا ہے جو نوجوانی ہی میں بیوہ ہوگئی تھی۔

خدیجہ ایک دن گھر سے باہر نکلی تو کیا دیکھتی ہے کہ عورتوں کا ایک جم غفیر جارہا ہے جس میں جواں سال اور سن رسیدہ ہر طرح کی عورتیں شریک تھیں۔ وہ کھلے بندوں بے پردہ پھر رہی تھیں۔ ان کے آگے ایک اجنبی قسم کا مقرر بیان کررہا تھا۔ گاہے گاہے کوئی جوشیلا جوان پرزور نعرہ لگا دیتا۔ ”اسلام مردہ باد“ لڑکیاں اور لڑکے اچھل کود رہے تھے۔

اس عجیب وغریب نظارے نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ ان کے پیچھے ہولی۔ ایک کھلے صحن میں پہنچ کر تمام لوگ چائے پینے لگے اور ایک عورت نے تقریر شروع کردی۔

Marfat.com

خدیجہ ایک گوشے میں سمٹی کھڑی ہوئی یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھ رہی تھی کہ ایک ملائم آواز نے اسے بڑے پیار سے پکارا۔ ''خدیجہ''! اس آواز نے گویا اسے محصور ہی کر دیا۔ وہ اس کے ساتھ باتیں کرنے لگی۔ دوران گفتگو خدیجہ نے اسے بتایا کہ وہ ایک غریب بیوہ ہے۔

اس نے کہا، تم ہمارے ساتھ ہو۔ ہم تم کو کھانے کو روٹی اور رہنے کو جگہ دیں گے۔

خدیجہ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور وہ اس کے ساتھ ہولی۔ وہ عورت اسے ایک عمدہ کمرے میں لے گئی جہاں خدیجہ کو ایک جدید قسم کے غسل خانے میں نہلانے کے بعد جدید یورپی لباس پہنایا گیا۔ اگلے روز اسے ایک اسکول میں داخل کروا دیا گیا جہاں اسے کمیونزم کی تعلیم دی جانے لگی۔ کچھ عرصے بعد اسکول ہی کے فیض اللہ نامی معلم سے اس کی شادی ہوگئی۔

یہ ہے اس لڑکی کی داستان، جس کو تلاش کرتے ہوئے اس کا بھائی اور غیرت مند ماں اس کے پاس پہنچے۔ اس کی حالت دیکھ کر اس کی ماں شدت جذبات سے پکار اٹھی تھی:

''حیف خدیجہ حیف! یہ تو نے کیا کیا؟ مجھے ہر ایک کی نظر میں ذلیل کر دیا۔ کاش میں اس وقت سے پہلے مر چکی ہوتی۔'' (صبح سمرقند، صفحہ ۴۷)

برقعے کے بدلے عورت کو کیا ملا؟

عورت کی آزادی اور فلاح و بہبود کا نعرہ لگانے والے کمیونزم نے عورت کو کیا دیا؟ آیئے ذرا ایک نظر اس کی طرف بھی ملاحظہ فرمائیں۔

بخارا کی مسلمان عورتوں میں بے حیائی اور فحاشی پیدا کرنے کے بعد اب کمیونسٹ آزادی نسواں کے نام پر خواتین اسلام کی عصمتوں سے کھیل رہے تھے۔ وہ عورتیں جو کل تک پاکیزہ زندگی بسر کر رہی تھیں اور جن کی طرف کوئی شخص میلی نگاہ سے بھی نہیں دیکھ سکتا تھا، اب نہایت بے بسی کے ساتھ سرخ درندوں کی ہوس کاریوں کا تختہ مشق بنی ہوئی تھیں۔

بخارا کی حسین و جمیل مسلمان شہزادیوں کو دیکھ کر روسیوں کی رالیں ٹپکنے لگتیں، انہیں

Marfat.com

دیکھ کر وہ صبر نہ کر سکتے اور فوراً اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آتے۔ ایک کمیونسٹ عورت ہی کے الفاظ ہیں:

"وہ (روسی مرد) جب عورتوں سے ملتے تو اپنے جذبات قابو میں نہ رکھ سکتے، اگرچہ غیر شعوری طور پر ہی سہی، فوراً کھل جاتے اور ایسی حرکتوں پر اتر آتے جو کسی بدکار عورت کے ساتھ ہی کی جاسکتی ہیں۔" (بحوالہ "روس میں مسلمان قومیں")

سرخ فوجی افسر تو اس سلسلے میں کسی تکلف کے قائل ہی نہیں تھے۔ وہ سانڈ کے سانڈ بنے پھرتے۔ کوئی بے پردہ عورت، عصمت کے ان ڈاکوؤں سے محفوظ نہ رہتی۔ ای ایس بیٹس (E.S. BATES) کے بقول:

"روسی افسر جب کسی بے پردہ عورت کو دیکھتے تو اسے لقمہ تر سمجھتے، گھیر گھار کر مکان میں لے جاتے اور اس کی عصمت دری کر ڈالتے۔"

یہ تو ان عورتوں کی عفت و عصمت کا حال تھا جو اپنے گھروں میں تھیں، جبکہ ان کے علاوہ ہزاروں بدنصیب مسلمان شہزادیاں ایسی تھیں جنہیں اغواء کر کے دوسرے علاقوں میں پہنچا دیا جاتا، جہاں یہ نازک براندام عورتیں دن بھر کام کاج کرتیں اور راتوں کو کمیونسٹوں کی اجتماعی بیویاں بنتیں۔ چنانچہ آج بھی روس کے مختلف علاقوں میں ہزاروں مسلمان عورتیں روسیوں کے بچے جنم دے رہی ہیں۔

اسی سلسلے میں ایک واقعہ جو سید ظفر الدین صاحب سابق پروفیسر حبیبیہ کالج کابل کے ساتھ پیش آیا، یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

پروفیسر صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ انہیں کابل میں واقع روسی سفارت خانے کی طرف سے دعوت دی گئی۔ چنانچہ وہ اپنے ایک دوست کی معیت میں سفارت خانے پہنچے۔ ایک نہایت حسین و جمیل دوشیزہ ان کے استقبال کو آئی اور چند لمحوں بعد ان کے سامنے بہترین شراب اور لذائذ دنیا چن دیئے گئے۔

پروفیسر صاحب کا بیان ہے کہ استفسار پر معلوم ہوا کہ یہ لڑکی اور اس کے علاوہ دوسری سب لڑکیاں جو سفارت خانہ کابل میں ملازم تھیں، سویت وسطی ایشیاء کی مسلمان

Marfat.com

قوم سے تھیں اور نسلی اعتبار سے ترک تھیں۔ لیکن جب اس سفارت خانے کے اندران کی حقیقی حیثیت اوران کے وجود کی نوعیت کا ہمیں پتہ چلا تو ہم لوگ سکتے میں آ گئے۔

ہمیں معلوم ہوا کہ ہر پندرہویں روز سفارت خانے کی یہ لڑکیاں جو وسطی ایشیاء سے لائی جاتی ہیں بدل جاتی ہیں، ایک ہوائی جہاز آتا ہے جو پہلی لڑکیوں کو لے جاتا ہے اور ایسی ہی حسین و جمیل لڑکیاں چھوڑ جاتا ہے۔ یہ تمام لڑکیاں سارے سفارت خانے کے مرد عملے کی اجتماعی بیویوں کا کام دیتی ہیں کیونکہ عام طور پر روسی سفارت خانے کا عملہ اپنی بیویاں ساتھ نہیں رکھتا۔" (بحوالہ "روس میں مسلمان قومیں" حاشیہ صفحہ ۳۵۴)

ویسے تو یہ حیاء سوز واقعہ کسی بھی زندہ دل کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے مگر اس سے بھی دردناک واقعہ جناب اعظم ہاشمی مرحوم نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے جسے پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک روز میں نے شہر سے آٹھ ترکمن نان خریدے (ترکمن نان بڑے بڑے ہوتے ہیں اور ایک نان پونے دو سیر سے زیادہ وزنی ہوتا ہے) اور سر پر اٹھا کر امام کرخیؒ (کے مزار) کی طرف چل دیا۔ یونہی بلا ارادہ بڑی اور سیدھی سڑک چھوڑ کر دوسری سڑک پر ہولیا۔

شہر سے کافی دور پہنچ کر احساس ہوا کہ میں ایک خطرناک راستے پر نکل آیا ہوں۔ ہر چند منٹ بعد فوجی ٹرک "زن" سے میرے پاس سے گزر جاتے۔ خیال ہوا کہ واپس ہو جاؤں مگر کوئی نامعلوم قوت جیسے مجھے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ اب میں شہر سے بہت دور نکل آیا تھا۔

سڑک کے بائیں جانب قدرے ہٹ کر ایک قلعہ دکھائی دیا۔ جگہ جگہ (سرخ) فوجی جوان پہرہ دے رہے تھے۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ گورنر ہاؤس تھا۔

میں فوجیوں کی نظر سے بچنے کے لئے سڑک کے دائیں جانب پھیلے ہوئے کھلے میدان میں ہولیا۔ کوئی دو، اڑھائی فرلانگ چلا ہوں گا کہ دور سامنے سے غبار اٹھتا نظر آیا۔ کوئی قافلہ چلا آ رہا تھا۔

قافلہ قریب پہنچا تو میں دم بخود رہ گیا۔ یہ قافلہ تجارتی نہیں، قیدی لڑکیوں کا تھا۔ کوئی ایک ہزار سے زائد نوجوان لڑکیاں جن کی عمریں بارہ سے پچیس سال تک ہوں گی سب کی

Marfat.com

سب نازک براندام، ان کے چہرے گرد و غبار سے اٹے ہوئے تھے۔ کپڑے اکثر کے پھٹ چکے تھے۔ چہرے مہرے اور کپڑوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ سب شریف اور کھاتے پیتے گھرانوں کی چشم و چراغ ہیں۔

ہر لڑکی کے ہاتھ میں ایک پھاوڑا اور پاؤں میں چاروق (کچے چمڑے سے بنے ہوئے جوتے جو عموماً گدڑیئے پہنتے ہیں) تھے تقریباً پچاس فوجی انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکے چلے آ رہے تھے۔ ان لڑکیوں کے پہلے گروہ نے مجھے دیکھا تو آگے بڑھ کر گھیر لیا، میرے سر پر نان دیکھ کر ازبکی لہجے میں پوچھا۔ ''آقا تم نان بائی ہو؟''

''نہیں۔'' میں جواب دیا۔ ''البتہ اگر تمہیں ضرورت ہے تو لے سکتی ہو۔'' میں نے نانوں کے کوئی پچاس ٹکڑے کر کے لڑکیوں میں تقسیم کر دیئے۔ یہ لڑکیاں سب کی سب بخارا، سمرقند، تاشقند، خوقند، اندجان، نمنگان، خودجند اور قرشی وغیرہ کی رہنے والی تھیں۔ میرے پوچھنے پر رو پڑیں، کہنے لگیں:

ہم علمائے دین، زمینداروں، تاجروں، قومی لیڈروں اور دوسرے شرفاء کی ناموس اور دل کے ٹکڑے ہیں، اپنے والدین اور شوہروں کے ساتھ ہمیں بھی شہری حقوق سے محروم کر کے جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ ہم میں سے اکثر کے ماں باپ تو قتل کر ڈالے گئے ہیں یا کسی اور جگہ بھیج دیئے گئے ہیں۔ یہاں ہم سے دن میں چھ گھنٹے اور رات کے وقت چار گھنٹے مختلف کام لئے جاتے ہیں۔''

''اس وقت آپ کہاں سے آ رہی ہیں؟'' میں نے دریافت کیا۔

''کھیتوں سے......'' ابھی وہ پورا جواب بھی نہ دے پائی تھیں کہ ان کے نگران فوجی آن پہنچے، ایک نے بڑے درشت لہجے میں روسی زبان میں پوچھا:

''تم کون ہو؟'' اس کے تیور بری طرح بگڑے ہوئے تھے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ آج خیر نہیں۔ ابھی میں جواب سوچ ہی رہا تھا کہ لڑکیاں بول اٹھیں۔ ''یہ شخص نان بائی ہے، ہم اس کے نان لے کر کھا گئی ہیں، اب یہ پیسے مانگ رہا ہے۔''

ان مظلوم لڑکیوں کی داستان غم سن کر اور انہیں بے بسی اور بے چارگی کے عالم میں کمیونسٹ درندوں کے نرغے میں دیکھ کر مجھے سخت صدمہ ہوا اور میرا دل بھر آیا، یکا یک دوسرا فوجی چنگھاڑا:

Marfat.com

"کیا یہ ٹھیک کہتی ہیں؟" اس کی چنگھاڑ پر ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ فوجی سمجھا کہ غریب نان بائی ہے، اپنی روٹیوں کی وجہ سے روتا ہے۔ اس نے میری طرف ہمدردانہ نظروں سے دیکھا۔ اتنے میں باقی لڑکیاں بھی پہنچ گئیں۔ آخر ان لڑکیوں کے نگران اعلیٰ نے مجھے روٹیوں کی قیمت وصول کرنے کے لئے ایک چٹھی لکھ دی اور کہا "کل یہاں آکر اپنی رقم وصول کر لینا۔"

میں یہ ذکر کرنا بھول گیا کہ جس مقام پر ان لڑکیوں سے اتفاقاً ملاقات ہوئی تھی وہ ایک جیل خانہ تھا۔ جیل خانے میں داخل ہوتے وقت ان کی حاضری لی گئی۔ انہوں نے بڑی ہوشیاری سے کام لیا، ہر لڑکی اپنا اور اپنے باپ کا نام لے کر بلند آواز سے پکارتی اور اندر چلی جاتی۔ مقصد یہ تھا کہ میں ان کے اتے پتے سے واقف ہوسکوں۔ لیکن میں صرف چند نام ہی سن سکا، ایک نے کہا:

"باطور ربائی قزی خدیجہ من اندجان لیک"

(میں باطور کی لڑکی خدیجہ اندجان کی رہنے والی ہوں)۔

دوسری نے کہا:

"اندجان لیک توردی داملا قزن تورسون ای"

(میں اندجان کے توردی مولانا کی بیٹی تورسون ہوں)۔

تیسری بولی:

"نمنگان لیک اسماعیل جان قاری داملا قزینی زبیدہ دیدورلا"

(مجھے نمنگان والے مولانا اسماعیل جان کی لڑکی زبیدہ کہتے ہیں)۔

چوتھی نے اپنا نام تفصیل سے پکارنا چاہا تو نگران افسر غرایا، صرف نام بتاؤ۔ پھر میری طرف غضب آلود نگاہوں سے دیکھا اور پھٹ پڑا۔ "یہاں کیوں کھڑے ہو، چلے جاؤ، ورنہ......"

اور میں بوجھل دل لئے وہاں سے چل دیا۔

ملت کی بیٹیوں کو اس حال میں دیکھ کر دل خون کے آنسو رو رہا تھا، ان کی آوازیں اب تک میرے کانوں میں گونج رہی تھیں، ان کی غم آلود اور بے بس نگاہیں جیسے میرے دل میں پیوست ہوگئی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔

Marfat.com

"ترکستان کے غیرت مند مسلمانو! تمہاری غیرت کو کیا ہوا؟ تمہاری بیٹیاں اغیار کے چنگل میں گرفتار ماری ماری پھر رہی ہیں......"

(سمرقند و بخارا کی خونیں سرگزشت، صفحہ ۵٦)

یہ ہیں سوشلزم میں عورت کی "ترقی" کی حسین منازل اور ان کا تاریک انجام!!!

حیاء سوزی اور فحاشی کی گرم بازاری کے ان ہتھکنڈوں سے بالآخر کمیونسٹ اپنے ناپاک مقاصد میں کسی حد تک کامیاب ہو گئے اور یوں وہ مسلمان عورتیں جنہوں نے بڑے بڑے عظیم الشان فرزندان اسلام کو جنم دیا، بانجھ ہو گئیں۔

نتیجتاً علوم اسلامیہ کے گہوارے بخارا و سمرقند آج ان علوم سے بھی محروم ہیں جنہیں اسی دھرتی کے فرزندوں نے پروان چڑھایا تھا۔ اور یہ کمیونزم کی سب سے بڑی فتح تھی۔

"ترقی" کی منازل طے کرنے والی سمرقند و بخارا کی عورتوں کے "اٹھان" کی اس عبرتناک داستان میں آج کی ان عورتوں کے لئے بھی درس عبرت پنہاں ہے جو جدت پسندی اور مغربی تہذیب کی دلدادہ ہیں......

پس عبرت حاصل کرو! اے عقل رکھنے والو!!!

(از ابن احمد شیخ)

Marfat.com

موضوع نمبر ۲۳

پردے پر نکتہ چینی پر مدلل جوابات

پردے پر نکتہ چینی:

کسی حقیقت کو سنوانے کا آج تک صرف ایک ہی طریقہ چلا آیا ہے کہ اس حقیقت کی افادی حیثیات کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کر کے دنیا کے سامنے رکھ دیا جائے۔ لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ آج تک جتنے لوگ بھی بے پردگی کی حمایت میں بروئے کار آئے ہیں۔ ان کا زور استدلال صرف پردے پر نکتہ چینی اور اس کے نقائص بیان کرنے تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ اس زور استدلال میں بھی کوئی زور نہیں۔ حالانکہ چاہئے یہ تھا کہ اگر ان کے نظریہ میں کوئی وزن ہوتا تو یہ سب سے پہلے اس کے افادی پہلوؤں کو کھول کر دنیا کے سامنے پیش کرتے اور پھر اس کو قبول کر لینے کے لئے دعوت دیتے۔ لیکن وہ زیادہ سے زیادہ یہی کر سکے ہیں کہ پردے کو زمانہ وسطیٰ کی ایک یاد گار، اور ترقی کی راہ میں مانع بتا رہے ہیں۔ ایک قدم آگے بڑھایا۔ تو یہ کہہ دیا کہ یہ دین ملا ہے۔ اور پھر ملا اور ملا کی تمام کوتاہیوں کو گنوانا شروع کر دیا۔ اور لے دے کر چند ایک پھبتیوں پر آ کر تان توڑ دی۔

مثال کے طور پر جو لوگ بے پردگی کے حق میں ہیں۔ وہ جو کچھ پردے کے خلاف کہہ سکے ہیں وہ یہی ہے کہ

ا۔ پردے سے عورتوں کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور وہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ پردے کی وجہ سے عورتوں کا عصبی نظام بگڑ جاتا ہے اور اس کا اثر ان کی نفسی اور دماغی حالت پر پڑتا ہے۔ اس لئے بے پردگی کے حامیوں کی رائے میں پردہ نشین عورت باہر نکلنے والی بے پردہ عورت کے نفسانی جذبات اور جنسی خواہشات سے

Marfat.com

زیادہ متاثر ہوتی ہے۔

۲۔ پردہ عورتوں کی تعلیم و تربیت میں رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے عورتیں مردوں کے پہلو بہ پہلو مدرسوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔

۳۔ پردے کی وجہ سے ایک مرد شادی سے پہلے اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور اس لئے اسے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی بیوی کس طبیعت اور کس مزاج کی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس طرح کی شادیاں عورت و مرد کی باہمی ناچاقیوں اور بسا اوقات طلاق کا باعث بنتی ہیں۔

انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ان الزامات میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس کی کوئی بنیاد ہو۔ کون کہہ سکتا ہے کہ پردہ نشین خواتین مجموعی حیثیت سے کھلے بندوں پھرنے والی عورتوں سے کمزور ہیں بلکہ واقعہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ انسانی تاریخ کے اوراق ایسی پردہ نشین بیبیوں کے بہادرانہ اور مردانہ کارناموں سے روشن ہیں۔ جن کی مثال بے پردگی کی ساری دنیا میں نہیں مل سکتی۔ رہا یہ سوال کہ پردہ نشین خاتون بے پردہ عورت کے مقابلے میں نفسانی جذبات اور جنسی خواہشات کا زیادہ شکار ہوتی ہے۔ تو یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کی شہادت دینے سے علمی حقائق اور عملی شواہد قاصر ہیں۔

پردے پر الزام اور مصر کے علامہ وجدی کے مدلل جوابات:

اس مسئلے پر قلم اٹھاتے ہوئے مصر کے مشہور فاضل علامہ وجدی نے حقیقت کو اس قدر واشگاف کر دیا ہے کہ اس پر مزید لکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں:

''ہر شخص جانتا ہے کہ انسان میں نفسانی خواہشوں کا اسی وقت زیادہ زور ہوگا۔ جب کہ وہ ان خواہشوں کو ابھارنے والے اسباب میں گھرا ہوا ہوگا۔ اور ہوس کا جوش اسی وقت عقل کو مغلوب بنا سکتا ہے۔ جس وقت کہ انسان کو اپنا مطلوب بآسانی میسر آ سکے۔ اس لحاظ سے ہم سوال کرتے ہیں کہ انصاف و عقل کی رو سے کوئی ہمیں یہ بتائے کہ نفسانی جذبات

Marfat.com

کو اشتعال دلانے والے سامان کس عورت کے لئے زیادہ اہم ہو سکتے ہیں۔

کیا جو عورت پشت در پشت میراث میں چلی آنے والی دینی غیرت کی وجہ سے غیر مردوں کی ہم نشینی سے دور بھاگتی ہے۔ اس پر شہوت انگیز ذرائع کا اثر پڑے گا، یا اس عورت پر جو بے دھڑک غیر و نامحرم مردوں میں ملی جلی رہتی ہے؟ کیا طبعاً دوسری عورت اس حکم کے لئے موزوں نہیں؟

جب یہ بات قرار پا چکی تو اب ظاہر ہے کہ ایک محفوظ اور پردہ نشین عورت نفسانی خواہشوں کی طرف بہت کم مائل ہوگی۔ اور اس کے دماغ میں ایسے خیالات شاذ و نادر ہی گذریں گے۔ بخلاف اس کے کھلے بندوں پھرنے والی عورتوں میں یقیناً اس طرح کی خواہشوں کا زور ہوگا۔"

پردے پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے عورتوں کے عصبی نظام پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں۔ جدید علمی تحقیقات کی بنا پر یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ خودکشی کا سب سے بڑا سبب نظام عصبی کا اختلال ہوتا ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر ایسا ہونا ضروری ہے کہ مشرق کے اسلامی ممالک میں جہاں کی عورتیں پردہ نشین ہیں، وہ دنیا بھر میں خودکشی کا ریکارڈ قائم کر دیتیں۔ لیکن اس سلسلے میں جب اسلامی ملکوں کا یورپ سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ تو یہ "سعادت" بھی بے پردہ عورت ہی کے حصے میں آتی ہے۔

ریویو آف ریویوز کی جلد نمبر ۱۱ میں اٹلی کی سرکاری رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں ۱۸۸۹ء سے ۱۸۹۳ء تک صرف پانچ سال کے عرصے میں ۵۶۹ عورتوں نے خودکشی کی۔ اور اتنے ہی عرصے میں فرانس کے اندر ۵۸۶۹ عورتوں نے خودکشی کر کے اپنی جان لی۔ یہ تو آج سے پچاس برس پہلے کی بات ہے جب کہ وہاں کی عورتوں کو پردہ سے نکل کر اعصابی نشوونما کے لئے ابھی تھوڑا ہی وقت ملا تھا۔ لیکن تازہ ترین اعداد و شمار پر نگاہ ڈالی جائے۔ تو ہر سال خودکشی کرنے والیوں کی تعداد گھٹنے کی بجائے بڑھتی جا رہی ہے۔ اور یہ مسئلہ مفکرین مغرب کے لئے تشویش کا سبب بن رہا ہے۔

پردے پر دوسرا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے عورتیں تعلیم و تربیت سے محروم رہ جاتی ہیں۔ اس کے جواب میں علامہ فرید وجدی نے بالکل بجا فرمایا ہے۔

"یہ اعتراض کہ پردہ عورتوں کو تہذیب حاصل کرنے اور علم کی تحصیل سے باز رکھتا

Marfat.com

ہے۔ یہ بھی محض لغواور بے معنی ہے۔ کیونکہ ایک لڑکی سات سال کی عمر سے لے کر بارہ سال کی عمر تک برابر مدرسے میں رہ سکتی ہے۔ اوراس پانچ سال کے عرصے میں وہ اپنی عقل کو بہت اعلیٰ درجے کی تہذیب وسلیقے کے زیور سے آراستہ بنا سکتی ہے۔ نہ قومی خیر خواہوں اور نہ عالی ہمت ریفارمروں کے لئے یہ کوئی ناممکن بات ہے کہ وہ تعلیم نسواں کے ایسے اعلیٰ مدارس اور کالج قائم کر دیں، جن میں تمام تعلیم و تربیت دینے والی کارکن عورتیں ہی عورتیں ہوں۔ ایسے مدارس اور کالجوں کے اندر لڑکیاں بے نقاب رہ سکتی ہیں۔ ہاں وہاں جاتے ہوئے یا مدرسے اور کالج سے نکل کر گھر آتے ہوئے راستے میں اپنا چہرہ نقاب سے چھپا سکتی ہیں۔"

اب رہا یہ الزام کہ مرد کو شادی سے پہلے اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور ایسی شادیاں عام حالتوں میں طلاق پر منتج ہوتی ہیں۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ فرانس اور امریکہ جیسے ممالک میں جہاں عورتیں صرف بے پردہ نہیں بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر ہیں۔ اور جہاں پر شادی کے خواہش مند جوڑے محض چہرہ وغیرہ ہی دیکھنے پر اکتفا نہیں کرتے۔ وہاں طلاق کی اس قدر کثرت ہے کہ پردے والے ممالک میں اس کا سواں حصہ بھی یہ وبا نہیں پائی جاتی۔ اور یہ تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ امریکہ کا مشہور جج لنڈسے اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

۱۹۲۶ء میں ڈنور میں ہر شادی کے ساتھ ایک واقعہ تفریق کا پیش آیا اور اور ہر دو شادیوں کے مقابلے میں ایک مقدمہ طلاق کا پیش ہوا۔ یہ حالت محض ڈنور کی نہیں ہے۔ امریکہ کے تقریباً تمام شہروں کی قریب قریب یہی حالت ہے۔"

آگے چل کر یہی جج لنڈسے ذرا تشویش کے ساتھ لکھتا ہے۔

> "طلاق اور تفریق کے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں اور اگر یہی حالت رہی تو امید ہے کہ غالباً ملک کے اکثر حصوں میں جتنے شادی کے لائسنس دیئے جائیں گے اتنے ہی طلاق کے مقدمے پیش ہوں گے۔"

یہ مختصر روداد ہے۔ پردے کے خلاف الزامات اور ان کے جوابات کی، لیکن جب بے پردگی کے حامی دلائل کے میدان میں مات کھا جاتے ہیں تو پھر وہ ایک اور راہ اختیار

Marfat.com

کرتے ہیں۔

وہ یہ ہے کہ مختلف طریقوں سے عورتوں کے جذبات کو جھنجھوڑتے ہیں۔ اور پھر انہیں اکسا کر سوسائٹی کی طرف سے حمایت پردہ کے خلاف متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دراصل بات یہ ہے کہ ان کے ذہن میں کسی معیاری سوسائٹی کا نقشہ تو ہے نہیں۔ بلکہ ان کے سامنے صرف مغربی تہذیب کی تقلید ہے اور وہ اسی نقطہ نگاہ سے دوسرے معاشروں پر تنقید کرتے ہیں۔

پردہ بدصورتی کا داغ بھی مٹا دیتا ہے:

پردہ پوشی اور عدم اختلاط میں اس قدر حکمتیں اور مصلحتیں ہیں کہ انہیں صرف عقلمند لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ پردے سے صرف حسن و جمال ہی نہیں چھپایا جاتا بلکہ اس سے بد صورتی بھی چھپ جاتی ہے۔ لہذا پردے سے نہ تو بدصورت لڑکی اپنی بدصورتی کی وجہ سے ندامت وخجالت کا شکار ہوتی ہے اور نہ خوبصورت عورت اپنے حسن و جمال کی وجہ سے مغرور۔

پردے کا اہتمام ہو تو کسی بدصورت عورت کا خاوند خوبصورت عورت کا حسن و جمال دیکھ کر حسرت کی وجہ سے حسد کا شکار نہ ہوگا۔ بلکہ کچھ لوگ تو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ خواہ ان کی بیوی کتنی ہی مہ جبیں کیوں نہ ہو، ادنیٰ حسین کو دیکھ کر بھی ان کا دل للچانے لگتا ہے اور وہ اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں، قطعاً پرواہ نہیں کرتے کہ ان کے غلط اقدام کی وجہ سے کتنی عصمتیں برباد ہوتی ہیں، کتنے ہی خاندانوں کی عزت خاک میں مل جاتی ہے اور وہ کس قدر غضب الٰہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

عورت کا اپنے حسن و جمال کی نمائش کرنا نہایت ضرر رساں اور خطرناک ہے۔ اس سے کئی گھرانے تباہی و بربادی کے عمیق گڑھوں میں جا گرتے ہیں اور ایسی ذلت اور خواری سے دوچار ہوتے ہیں جس کی مثال نہیں ملتی۔

لہذا میں عورتوں کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ تم اپنے حسن و جمال کو چھپاؤ جو نہایت فتنہ پرداز ہے، نفوس انسانی کی گمراہی کا باعث بنتا ہے اور اخلاق و آداب کی تباہی

Marfat.com

کا پیام لے کر آتا ہے۔ اپنے رب کی قائم کردہ حدوں کا خیال رکھو اور ان سے تجاوز نہ کرو اور اپنے حسن و جمال کو چھپا کر رکھو اور اسے ظاہر مت کرو جیسا کہ تمہارے رب نے حکم دیا ہے۔

وہ عورت کتنی سعادت مند ہے جس کا پاکیزہ حسن بے گناہ ہو اور اس نے کسی کو ایذا نہ پہنچائی ہو، کسی کے لئے حسرت کا سبب نہ بنا ہو، شہوت کو برانگیختہ نہ کیا ہو اور اس کے مقدس سراپے پر لوگوں کی نظریں نہ پڑی ہوں۔ حسن و جمال کی حفاظت کی جائے تو وہ سعادت اور بہت بڑی نعمت ہے اور جب حفاظت نہ کی جائے تو اس سے بڑی شقاوت کوئی نہیں۔

کیونکہ وہ حسن و جمال شیطان ہے جو بے شرمی و بے حیائی پر آمادہ کر دے، فسق و فجور اور ضلالت کے گڑھوں میں گرا دے، بھیڑیے اور لومڑ تو اس کے تعاقب میں ہوں لیکن انسان بھاگ جائے۔ ایسے حسن سے زیادہ بدترین چیز اور کیا ہو سکتی ہے؟

Marfat.com

موضوع نمبر ۲۴

پردہ نومسلم خواتین کی نظر میں

امریکی غیر مسلم خاتون کا قبول اسلام کے بعد پردہ:

امریکہ کے اندر ایک عورت سیکریٹری تھی کسی محکمے کے اندر اور وہیں رہتے ہوئے اس نے کتابیں پڑھیں، یہودیت کی اور عیسائیت کی، کتابیں پڑھ کر اسے اسلام سمجھ میں آیا۔ اس نے کلمہ پڑھ لیا اور پڑھ کر مسلمانوں کے پاس گئی کہ بتلاؤ اسلام کیا کہتا ہے؟ اسے ایک بات بتلائی گئی کہ اسلام عورت کے لئے پردے کا کہتا ہے تو اس نے اسی رات برقعہ سلوالیا اور برقعہ سلوا کر اپنے آفس میں صبح کو گئی۔ اب سب لوگ گھبرا گئے کہ برقعے والا کون آ گیا، انہوں نے پوچھا کہ کون؟ اس نے کہا کہ میں فلاں ہوں اور میں مسلمان ہوگئی ہوں۔

تو انہوں نے پوچھا کہ کیا مسلمان عورت برقعے میں رہتی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں برقعے میں رہنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ میں بہت سی مسلمان عورتیں ہیں جو عیسائی عورتوں کی طرح بغیر پردے کے رہتی ہیں۔ اگر اسلام میں پردہ ہوتا تو یہ ساری عورتیں پردہ کرتیں؟

اس نے جواب دیا کہ مسلمان ہو کر جو عورت اپنے نبی کی بات نہ مانے تو میں کیا کروں؟ میں نے جس نبی کو مانا ہے، میں اس کے طریقے پر رہوں گی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تجھ کو ملازمت میں اس حال پر نہیں رکھ سکتے تو اس نے کہا کہ روزی کے پہنچانے والے تم نہیں ہو، روزی کا پہنچانے والا وہ اللہ ہے۔

صحیح لائن پر جو آدمی چلنے کا سوچتا ہے تو اللہ اس کے لئے راستہ کھولتے رہتے ہیں اور جب وہ بیٹھے بیٹھے سوچتی رہے کہ اگر میں پردے میں آئی تو میرا کیا ہوگا اور اگر میرے بھائی نے چہرے پر سنت سجالی تو اس کی شادی کا کیا ہوگا اور اگر میرے اس

Marfat.com

لڑکے نے شرعی لباس پہن لیا تو کالج کے اندر اس کا کیا ہوگا۔ حلال کی حد میں رہ کر شرعی طریقوں پر چلنے والوں کا راستہ باقی سب راستوں پر غالب آتا ہے کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے ھو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله (الآیۃ) جتنے غلط طریقے ہیں ان سب پر صحیح طریقہ غالب آ کر رہتا ہے۔

دین کی خاطر بڑی ملازمت قربان کردی:

بہرکیف اس عورت نے دوسری ملازمت اختیار کی، لوگوں کے گھر صاف کرنے کی، لوگوں کے برتن دھونے کی، وہاں پر اسے بڑی تنخواہ ملتی تھی، یہاں اس نے چھوٹی تنخواہ پر گزارا کیا۔ رہنے والی جرمنی کی تھی، گوری نسل سے، لیکن رہائش امریکہ میں رکھی ہوئی تھی۔ پھر وہ حج کے لئے گئی، وہاں پر ہمارے ایک جاننے والوں کے ہاں ٹھہری جو انگریزی جانتے تھے، نہایت عظمت کے ساتھ رہی۔

پردے نے غیر مسلم لڑکی کو اسلام کا گرویدہ بنادیا:

ایک اطالوی نوعمر لڑکی ''نادیہ'' کا بیان ہے کہ اس کے تعلقات ایک مسلمان مغربی لڑکی ''نعیمہ'' سے ہوئے، نعیمہ دیندار، پابند اخلاق، پردہ نشین اور متواضع لڑکی تھی، اس کے نقاب و پردے نے نادیہ کو گرویدہ بنادیا، نادیہ متنوع حرام کاموں میں پوری پوری ڈوبی ہوئی تھی اور وہ اپنی زندگی میں عجیب روحانی خلا محسوس کررہی تھی۔ نعیمہ نے اسے مستقل ملاقاتیں کرکے سمجھایا، اسلام کی دعوت دی، گناہوں سے باز آنے کی ترغیب دی، رفتہ رفتہ یہ باتیں نادیہ کے دل میں گھر کرگئیں۔ یہاں تک کہ وہ مخلصانہ توبہ کرکے مشرف بہ اسلام ہوگئی۔

حجاب فرانس میں مقیم جاپانی خاتون کی نظر میں:

۱۹۹۱ء کے اوائل میں جب میں نے فرانس میں اسلام قبول کیا تو اسکول میں حجاب

Marfat.com

(پردہ، برقعہ، سرڈھانکنا) کا استعمال گرما گرم بحث کا موضوع بنا ہوا تھا۔ فرانسیسی معاشی مسائل سے دوچار تھے جس کے نتیجے میں بے روزگاری عام ہوئی۔ بے روزگاری کے اسباب میں سے ایک سبب مسلم ممالک سے آنے والے تارکین وطن کو سمجھا گیا۔

اپنے شہروں اور اسکولوں میں حجاب کو دیکھ کر ان کے اندر زبردست منفی رجحانات پیدا ہوئے عوام کی اکثریت کا خیال تھا کہ پبلک ایجوکیشنل سسٹم میں حجاب استعمال کرنے کی اجازت دینا سیکولرازم کے خلاف ہے۔ میں اس وقت تک مسلمان نہ ہوئی تھی۔ اس لیے یہ نہ سمجھ سکی کہ اگر کوئی طالبہ اپنے سر پر صرف کپڑا ڈال لیتی ہے تو اسکولز اس کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہیں؟

میں یہ بھی نہ سمجھ سکی کہ مسلمانوں کے نزدیک حجاب استعمال کرنے کی اہمیت کیا ہے۔ لیکن میرا خیال تھا کہ عقائد اور مذہبی معاملات کی ادائیگی کے سلسلے میں اسکولوں کو غیر جانبدار رہنا چاہئے اور انہیں ان معاملات میں اس وقت تک دخل نہیں دینا چاہئے۔ جب تک اس سے اسکول کا ڈسپلن خراب نہ ہو حجاب استعمال کرنے کی وجہ سے کچھ مسلم لڑکیوں کا فرانسیسی اسکولوں سے اخراج بھی ہو گیا تھا۔

فرانسیسیوں کو دوسرے اہل مغرب کی طرح یہ توقع تھی کہ تاریخ میں حجاب کا نام مغربیت اور سیکولرازم کے غلبے کے زیر اثر ختم ہو جائے گا لیکن عالم اسلام میں خاص طور سے نوجوان نسل کے اندر مختلف ممالک میں پردے کی طرف مراجعت کی ایک زبردست لہر پھیل رہی ہے یہ موجودہ روش بے داری یا اسلامی احیاء کا اظہار ہے چونکہ مسلمانوں کی عظمت اور تشخص کو نو آبادیاتی نظام اور معاشی استحصال کے ذریعے متعدد بار برباد کیا جا چکا ہے اس لیے یہ عمل ان کی عظمت رفتہ کے دوبارہ حصول کی ایک علامت بن گیا ہے۔

میرا تعلق جاپان سے ہے۔ تاریخی اعتبار سے مغربی ثقافت کا تجربہ ہم نے پہلی بار مسیحی دور میں ۱۸۶۰ء کے عشرے میں کیا۔ جب جاپان دوسرے ممالک کے لیے بند کر دیا گیا تھا۔ اس دور میں جاپانیوں کے اندر مغربی طرز زندگی اور لباس کے خلاف شدید ردعمل ہوا۔

اسی طرح ہم لوگوں کا عرب نیز دوسرے مسلمانوں کی حمایت کا سبب قدیم روایت پسندی یا مغربیت کی مخالفت میں تلاش کیا جا سکتا ہے جس کا خود جاپانیوں کو تجربہ ہے۔

Marfat.com

انسان کے اندر قدامت پسندی کا میلان جھلکتا ہے لہذا وہ غیر شعوری طور پر نئے اور غیر مانوس طرز حیات کو قبول کرنے کے بجائے شدید ردِعمل کا اظہار کرتا ہے۔ وہ کبھی یہ جاننے اور سمجھنے کے لیے نہیں رکتا کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا۔

ایسا ہی ان غیر مسلموں کا معاملہ ہے جو حجاب کو ظلم کی ایک علامت سمجھتے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ مسلم عورتوں کو رسم ورواج کا پابند بنادیا گیا ہے اور وہ اپنی قابل افسوس حالت سے ناواقف ہیں۔

ان کا خیال ہے کہ مسلم عورت کی نجات تحریک آزادی نسواں یا کسی ایسی اقتصادی و معاشرتی اصلاح کے ذریعے ہوگی جو اس کو آزادی دے، اس کے ذہن کو بیدار کرے اور اسے رسم ورواج نیز حجاب کی پابندیوں سے آزاد کرے۔

اس طرز فکر کو عام طور سے ان سب لوگوں نے اپنایا ہے جنہیں اسلام کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں سیکولرازم کے حامی غیر مسلم عام طور پر یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کوئی شخص ان کی زندگی کے رخ کو بدل کر اس مذہب کے مطابق کیوں کرنا چاہتا ہے جو پہلے رائج ہوا تھا۔ وہ اسلام کی قوت اور اپیل کو نہیں سمجھتے ہیں جو عالم گیر اور لازوال ہے۔

وہ اس حقیقت پر پریشان ہیں کہ دنیا کی مختلف قومیتوں میں عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جو اسلام کی طرف راغب ہو رہی ہیں اور اپنے آپ کو مستور کر رہی ہیں۔ اس انوکھی شے سے انہیں پریشانی لاحق ہے وہ انوکھی شے جو صرف عورت کے سر کے بالوں ہی کو پوشیدہ نہیں رکھتی ہے بلکہ اس مخصوص روح نسوانیت کو بھی پوشیدہ رکھتی ہے جس تک ان کی نظروں کی رسائی نہیں ہوسکتی۔

کوئی غیر مسلم باہر سے موثر طور پر نہیں دیکھ سکتا کہ حجاب کے اندر کیا ہے اس موضوع کے متعلق بہت سی کتابوں کا انداز بھی سرسری اور جائزے کا سا ہے ان کے مصنفین کے حاشیہ خیال میں بھی وہ سوچ نہیں آسکتی جو ایک عورت کی نگاہ حجاب کے استعمال سا سے بھانپتی ہے۔ ۱۹۹۱ء میں مسلمان ہونے کے بعد ہی میرے تصورات اس سلسلے میں واضح ہوئے۔

ان ایام میں جب مجھے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ اسلام قبول کروں یا نہ کروں میں نے اپنی سنجیدگی کے ساتھ روزانہ پانچ مطلوبہ عبادات ادا کرنے کی صلاحیت اور رجحان کا اندازہ

Marfat.com

نہیں لگایا تھا اور نہ ہی حجاب پہننے کے بارے میں سوچا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ میں اس بات سے خائف تھی کہ میرے مسلمان ہونے کے فعل پر اثر انداز ہونے کے لیے میرے اندر منفی رجحان ہو جائے۔

پیرس کی مسجد میں پہلی بار جانے سے قبل میں ایک ایسی دنیا میں رہتی تھی جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ میں نماز اور حجاب سے یکسر ناواقف تھی۔ میں بمشکل یہ تصور کر سکتی تھی کہ میں کبھی ان فرائض کو ادا کر سکتی ہوں یا ان طریقوں کو اپنا سکتی ہوں۔ پھر بھی میرے اندر کوئی چیز رونما ہو چکی تھی اور اسلامی برادری میں داخل ہونے کی میری خواہش اتنی شدید تھی کہ میں اس بات سے قطعاً پریشان نہ تھی جس سے مذہب تبدیل کرنے کے بعد میرا مسابقہ ہوتا۔ اصل بات تو یہ ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت سے اسلام کے لیے ہدایت نصیب ہوئی تھی۔

اگرچہ میں حجاب کی عادی نہ تھی لیکن اپنا مذہب تبدیل کرنے کے بعد ہی فوراً ہی اس کا فائدہ محسوس کرنے لگی۔ مسجد میں اتوار کے اسلامی لیکچر میں پہلی مرتبہ شامل ہونے کے چند دن بعد اگلے اتوار کو پہننے کے لیے میں نے اسکارف خریدا مجھ سے کسی نے اسکارف پہننے کو نہیں کہا تھا۔ میں مسجد اور وہاں کی دوسری مسلم بہنوں کے احترام میں ایسا کرنا چاہتی تھی۔

میں اتوار کی آمد کے لئے بے قرار رہتی تھی کیونکہ گزشتہ لیکچر نے مجھے ایک ایسے روحانی جذبے سے سرشار کیا تھا جس کا اس سے قبل مجھے کوئی تجربہ نہ تھا۔ میرے دل میں روحانیت کے لیے اتنی اشتہا تھی کہ میں نے لیکچر کے ہر لفظ کو اس طرح جذب کر لیا جیسے خشک اسفنج پانی کو جذب کرتا ہے دوسرے اتوار کو لیکچر روم میں جانے سے قبل میں نے وضو کیا اور اسکارف پہنا۔

لیکچر کے بعد میں پہلی بار نماز والے کمرے میں داخل ہوئی۔ میں نے دوسری بہنوں کے ساتھ نہایت خاموشی سے نماز ادا کی۔ مسجد میں گزارے ہوئے چند گھنٹوں نے مجھے اتنا مسرور اور مطمئن کر دیا تھا کہ وہاں سے نکلنے کے بعد بھی اس مسرت کو اپنے دل میں محفوظ کرنے کے لیے میں اسکارف پہنے رہی چونکہ وہ سردیوں کا موسم تھا اس لیے لوگوں کو میرا اسکارف اپنی طرف متوجہ نہ کر سکا۔

Marfat.com

عوام میں یہ میرا حجاب کا پہلا مظاہرہ تھا اور مجھے اپنے اندر ایک فرق کا احساس ہوا۔ میں نے اپنے آپ کو پاکیزہ اور محفوظ سمجھا۔ مجھے احساس ہوا کہ میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوگئی ہوں دوسرے غیر ملک میں ایک جاپانی عورت ہونے کی وجہ سے لوگ مجھے پبلک مقامات پر گھور کر دیکھتے تھے تو میں مضطرب ہو جاتی تھی۔ اب میں اپنے آپ کو حجاب کی وجہ سے محفوظ سمجھتی تھی اور اپنے آپ کو غیر شائستہ نگاہوں کا مرکز نہیں سمجھتی تھی۔

اس کے بعد میں جب بھی باہر گئی تو حجاب میں گئی۔ یہ ایک ایسا بے ساختہ اور رضا کارانہ عمل تھا جس کو کسی نے مجھ پر جبراً نہیں لادا تھا۔ اسلام سے متعلق پہلی کتاب جس کا میں نے مطالعہ کیا اس میں حجاب کو معتدل انداز میں واضح کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی پرزور نصیحت کرتا ہے۔ اگر کسی نے تحکمانہ لہجے میں کہا ہوتا کہ جیسے ہی تم اسلام قبول کرو تو تم حجاب ضرور استعمال کرو تو میں اس حکم کے خلاف ضرور بغاوت کرتی۔

اسلام کا مطلب ہے اللہ کی مرضی کے لیے سپردگی اور اس کے احکام کی اطاعت کے لیے سر تسلیم خم کرنا۔ مجھ جیسی خاتون کے لیے جس نے برسوں بغیر کسی مذہب کے زندگی گزاری تھی۔ کسی حکم کی بلاشرط تعمیل کرنا بڑا مشکل کام تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے احکامات بغیر کسی غلطی کے ہیں اور صحیح اسلامی طریقے پر انہیں بلاچوں وچرا تسلیم کرنا اور نافذ کرنا ہمارا کام ہے یہ صرف انسانی فہم وادراک ہے جس سے غلطی کا ارتکاب ہوتا ہے۔

میں بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح اپنی قوت استدلال پر اعتماد کرتی تھی اور کسی حاکم اعلیٰ کے وجود یا ضابطہ اخلاق کی ضرورت سے متعلق مسلسل سوالات کرتی تھی بہر کیف میری زندگی کے اس موڑ پر میری خواہشات بے ساختہ طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوگئیں۔

الحمدللہ میں اسلامی فرائض کو بلا کسی جبر کے احساس کے ادا کرنے کے لائق ہوگئی تھی میں اپنے نئے خول میں مطمئن تھی یہ صرف اللہ کی اطاعت کی ہی علامت نہیں تھا بلکہ میرے عقیدے کا برملا اظہار بھی تھا۔ ایک حجاب پہننے والی مسلمان عورت جم غفیر میں بھی قابل شناخت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس کسی غیر مسلم کا عقیدہ اکثر الفاظ کے ذریعے بیان کرنے پر ہی معلوم ہوسکتا ہے۔

Marfat.com

حجاب کے بعد مجھے ایک لفظ کہنے کی ضرورت نہیں ہوئی یہ میرے عقیدے کا واضح اظہار ہے یہ دوسروں کے لیے اللہ تعالیٰ کے وجود کی یاد دہانی ہے اور میرے لئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے اور سپرد کرنے کی یاد دہانی۔ میرا حجاب مجھے مستعد اور آمادہ کرتا ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ تمہارا طرز عمل ایک مسلم کی طرح ہونا چاہئے جس طرح پولیس کا سپاہی اپنی وردی میں اپنے پیشے کا لحاظ رکھتا ہے، اسی طرح میرا حجاب بھی میری مسلم شناخت کو تقویت دیتا ہے۔

اپنا مذہب تبدیل کرنے کے دو ہفتے بعد میں اپنی بہن کی شادی میں شرکت کے لئے جاپان واپس روانہ ہوئی۔ اسلام قبول کرتے ہی میں نے وہ شے دریافت کر لی تھی جس کی مجھے تلاش تھی اور اب میری فرانسیسی ادب میں ڈاکٹریٹ کے حصول میں مزید دلچسپی نہ رہی تھی۔ اس کے بجائے میرے جذبات عربی اور قرآن سیکھنے کی طرف مائل ہو گئے اس لیے میں نے تہیہ کر لیا کہ فرانس واپس نہ جاؤں گی۔

ایک چھوٹے سے جاپانی قصبے میں رہنا یقیناً ایک آزمائش تھی۔ میں نے ماضی قریب ہی میں مذہب تبدیل کیا تھا۔ اسلام سے متعلق میری معلومات بھی کم تھیں اور میں دوسرے مسلمانوں سے مکمل طور پر علیحدہ بھی تھی۔

تاہم اس علیحدگی نے میری اسلامی معلومات کو وسیع کر دیا روزانہ پنجگانہ نماز کی ادائیگی اور اسکارف کے استعمال نے میری اسلامی شناخت کو مستحکم کرنے میں معاونت کی اور میرے تعلق باللہ کو تقویت دی میں اب مسلم تھی۔

میں جس طرز کا لباس زیب تن کرتی تھی اب اس میں پہلی بار بڑی تبدیلی ہوئی۔ اسلام عورتوں کو پبلک میں اپنے جسم کی ساخت کی نمائش سے منع کرتا ہے۔ اس لیے مجھے اپنے بہت سے کپڑوں کو ترک کرنا پڑا جو میری جسمانی ساخت کو پرکشش بناتے تھے۔ منی اسکرٹ، پینٹ، ہاف پینٹ اور چھوٹی آستین کے بلاوز حجاب سے مطابقت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے میں نے اپنے لیے پاکستانی طرز کی شلوار اور خواتین کے پہننے کی ڈھیلی ڈھالی کرتی یعنی جمپر بنوایا۔ جب لوگ میرے اس انوکھے فیشن کو گھور کر دیکھتے تو اس سے مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی۔

مذہب تبدیل کرنے کے چھ ماہ بعد میں نے مصر کا سفر کیا۔ میں نے اپنی عربی اور

Marfat.com

اسلام کے مطالعے کی شدید خواہش کی تکمیل کسی مسلم ملک میں کرنے کا عزم مصمم کیا تھا۔
میں مصر میں صرف ایک جاپانی شخص کو جانتی تھی میرے میز بانوں کے گھر میں کوئی انگریزی نہیں بولتا تھا میں اپنی میزبان کو پہلی نظر میں دیکھ کر سخت حیران ہوئی۔ وہ سر سے پاؤں تک بشمول چہرہ سیاہ لباس میں ڈھکی ہوئی تھی۔

اس سے قبل میں نے فرانس میں ایک عورت کو چہرے کے نقاب کے ساتھ سیاہ لباس میں دیکھا تھا۔ میں نے ایک بڑی اسلامی کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ وہاں ان مسلم عورتوں کے درمیان جو رنگین لباس زیب تن کئے ہوئے تھیں اور اسکارف پہنے ہوئے تھیں، اس کی موجودگی بڑی انوکھی معلوم ہوئی۔

میں نے پھر غور کرنا شروع کیا یہ ایک ایسی عورت ہے جو عرب رسم و رواج کے بندھن میں جکڑی ہوئی ہے اور اسلام کی اصل تعلیم سے نابلد ہے۔ اس وقت میری اسلامی معلومات بہت محدود تھیں۔ میرا اعتقاد تھا کہ چہرہ ڈھکنے کی جڑیں نسلی رسم ورواج سے منسلک ہیں جس کی اسلام میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔

ایسا ہی خیال میرے اندر اس وقت پیدا ہوا جب یہ جاپانی عورت مجھے اپنے گھر لے گئی۔ میں اس سے کہنا چاہتی تھی کہ آپ شدت سے کام لے رہی ہیں یہ غیر فطری ہے لیکن مردوں سے کسی طرح کا تعلق نہ رکھنے کی اس کی کوششیں خلاف معمول دکھائی دیں۔

جلد ہی اس بہن نے مجھے بتایا کہ میرے کپڑے پبلک میں استعمال کرنے کے لیے موزوں نہیں ہیں اگر چہ میرا یقین تھا کہ میری پوشاک اسلامی پوشش کے مطالبات کے موافق تھی۔ میرے اندر حالات سے مطابقت کرنے کی کافی صلاحیت تھی۔ مشہور مقولہ ہے کہ جب روم میں رہو تو وہی کرو جو رومی کرتے ہیں۔

میں نے ایک سیاہ لباس اور ایک لمبا سیاہ سر پوش جس کو دوپٹہ کہا جاتا ہے بنایا۔ اس طرح میں چہرے کے علاوہ مکمل طور پر ڈھک گئی۔ میں نے نقاب کے متعلق بھی سوچا تو فضا کے مستقل گرد وغبار سے محفوظ رہنے کے لیے یہ ایک عمدہ شے لگی۔ لیکن میری میزبان بہن نے کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ انہوں نے یہ سوچ کر کہا ہو کہ شاید میں جاپان میں اس پر عمل نہ کرسکوں گی یا میرا یہ خیال صحیح نہیں ہے ان بہنوں کا یقین محکم تھا کہ چہرہ چھپانا ان کے مذہبی فرائض کا ایک جزو ہے۔

Marfat.com

زیادہ تر وہ بہنیں جن سے میں متعارف ہوئی نقاب استعمال کرتی تھیں بہرکیف قاہرہ جیسے بڑے شہر میں ان کی تعداد کم تھی بعض کو تکلیف ہوئی اور میرا کالا دوپٹا دیکھنے کے باوجود بھی وہ گلے ملیں عموماً مغرب زدہ مصری مرد برقع پوش عورتوں سے دور رہتے تھے اور انہیں الاخوات کہہ کر پکارتے تھے۔ لوگ ان کے ساتھ خصوصی احترام اور نرمی کا رویہ رکھتے تھے۔

یہ بہنیں خاص حد کے اندر ہی دکھائی دیتی تھیں عموماً برقع پوش خواتین اپنے عقیدے کی زیادہ پابند تھیں اسکارف کا استعمال بہت کم یا بالکل نہ کرنے والی عورتیں اپنے فرائض کی ادائیگی سے بالکل بے نیاز معلوم ہوتی تھیں قبول اسلام سے قبل میں چست پینٹ او رمنی اسکرٹ زیب تن کرتی تھی۔ لیکن اب میری لمبی پوشاک نے مجھے بہت مسرور کیا اور میں نے سمجھا کہ میں ایک شہزادی کی طرح ہوں۔ ساتھ ہی میں نے اس کو زیادہ آرام دہ پایا۔

میں نے سیاہ پوش کو ناپسند نہیں کیا۔ اس کے برعکس میں نے قاہرہ جیسے غبار آلود شہر میں اپنی کالی پوشاک کو زیادہ موزوں پایا۔ میری مسلم بہنیں اپنی سیاہ پوشاک اور دوپٹے میں بڑی دلکش لگتی تھیں اور جب وہ اپنے چہروں سے نقاب اٹھاتی تھیں تو اندرونی نور نمایاں ہوتا تھا۔

میں قاہرہ میں اپنے قیام کے دوران سیاہ برقعے (عبا) میں بہت خوش تھی۔ میرے اندر اس وقت منفی ردعمل ہوتا تھا جب میری مصری بہنیں مجھے مشورہ دیتیں کہ جب میں جاپان واپس جاؤں تو وہاں بھی اسی طرح رہوں۔ مجھے اس بات پر خفگی اور ندامت ہوتی ہے کہ اس وقت جو میں سوچتی تھی وہ نادانی تھی۔

میری دانست میں اسلام عورتوں کو ستر پوشی کی اور شخصیت کو پوشیدہ رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں کوئی عورت برقعے کا جو طرز پسند کرے استعمال کرسکتی ہے مگر یہ نہ تو بہت باریک اور چست ہو اور نہ ہی زیب و زینت والا ہر سماج کا اپنا ایک فیشن ہوتا ہے میرا تصور تھا کہ اگر میں جاپان کی گلیوں میں لمبی سیاہ پوشاک زیب تن کر کے منظر عام پر آؤں تو مجھے پاگل سمجھا جائے گا۔

میں نے اپنی مصری بہن سے مباحثہ کرتے ہوئے کہا کہ میری نئی پوشاک سے

Marfat.com

جاپانیوں کو گہرا صدمہ ہوگا اور کوئی میری بات نہیں سنے گا وہ اسلام کو صرف اس کے ظاہر ہی سے رد کر دیں گے اور اس کی تعلیمات کو سننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

بہر حال مصر میں اپنے قیام کے اختتام تک میں اپنے لمبے لباس کی عادی ہوگئی تھی اور اسے جاپان میں بھی پہننے کا خیال تھا۔ مجھے اپنے ملک میں سیاہ لباس زیب تن کرنے میں اب بھی تکلف تھا اس لئے میں نے کچھ ہلکے رنگ کے لباس اور دوپٹے بنائے اس طرز کی پوشاک زیب تن کیئے ہوئے میں ایک بار پھر اپنے وطن واپس ہوئی۔

جاپان میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے وہ کبھی نظر نہیں آتے تاہم میرے سفید دوپٹے کے ساتھ جاپانیوں کا رویہ ہمت افزا تھا مجھے اس سلسلے میں ناپسندیدگی اور تضحیک کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ لوگوں نے مان لیا تھا کہ میرا تعلق کسی مذہب سے ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ کس سے؟ میں نے ایک لڑکی کو اپنی سہیلی سے دھیرے سے یہ کہتے سنا کہ میں بدھ مذہب کی راہبہ ہوں۔

دراصل اسلام قبول کرنے سے بہت پہلے میرے اندر ایک راہبہ کی زندگی گزارنے کی زبردست خواہش تھی۔ یہ بڑا دلچسپ پہلو ہے کہ ایک مسلم عورت اور ایک عیسائی یا بدھ راہبہ کی خارجی ہیئت میں بڑی حد تک مشابہت ہے۔ ایک بار پیرس کے سفر میں ایک کیتھولک راہبہ کے ساتھ کار پر سفر کر رہی تھی۔ ہم میں اتنی مشابہت تھی کہ میں بمشکل اپنی ہنسی روک سکی۔

کیتھولک راہبہ کا لباس اپنے آپ کو اللہ کے لیے وقف کر دینے کی علامت ہوتا ہے اور اس کا احترام کیا جاتا ہے اور یہی اس کی پہچان بھی ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے مسلم عورت کا حجاب بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا مظہر ہوتا ہے مجھے حیرت ہوتی ہے کہ لوگ ایک راہبہ کے لباس کا تو احترام کرتے ہیں اور مسلمان کے حجاب کو ہدف تنقید بناتے ہیں اور اسے ایک علامت کے بجائے انتہا پسندی اور مظلومیت کا مظہر گردانتے ہیں۔

ایک بار ٹرین میں ایک بزرگ نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں کیوں یہ نرالے طرز کا لباس پہنتی ہوں تو میں نے وضاحت کی " کہ میں مسلمان ہوں اور عورتوں سے اسلام کا مطالبہ یہ کہ وہ غیر مردوں سے اپنا جسم پوشیدہ رکھیں کیونکہ دل کشی اور حسن کا نامناسب

Marfat.com

اظہار مردوں کو خواہ مخواہ آزمائش میں ڈالنا ہے۔

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک شخص ہمیشہ عورتوں کی طرف جنسی جذبے کے تحت نہیں دیکھتا۔ یہ صحیح ہے لیکن مسئلہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جو ایسا کرتے ہیں ان غیر معمولی جنسی زیادتیوں اور جرائم پر غور کیجیے جو بہت سے معاشروں میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ہم ان حادثوں کو مردوں کو محض اعلیٰ اخلاق اور ضبط نفس کی تلقین کر کے نہیں روک سکتے اس کا حل صرف اسلامی طرز حیات ہی میں مضمر ہے جو عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پردے میں رکھیں اور مردوں سے تعلق رکھنے سے ممکنہ حد تک اجتناب کریں۔ منی اسکرٹ کا مطلب ہوتا ہے کہ اگر آپ کو میری ضرورت ہے تو مجھے مل جا سکتے ہیں۔

حجاب صاف طور پر یہ بتاتا ہے کہ میں آپ کے لیے ممنوع ہوں۔" بزرگ اس وضاحت سے کافی متاثر دکھائی دیے شاید اس لیے کہ وہ عورتوں کے ہیجان انگیز فیشن کو ناپسند کرتے تھے وہ میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے ٹرین سے یہ کہتے ہوئے اتر گئے کہ کاش ہمارے پاس اسلام سے متعلق گفتگو کرنے کے لیے مزید وقت ہوتا جاپانی لوگ عموماً مذہبی گفتگو کے عادی نہیں، تاہم میرے حجاب نے اسلام پر گفتگو کرنے کا دروازہ کھول دیا۔

میرے گھر میں صرف میرے والد کو میرے متعلق زیادہ تشویش تھی کیونکہ میں مکمل پردے میں رہتی تھی، گرم ترین دن میں بھی۔ موسم گرما میں ہر انسان گرمی محسوس کرتا ہے لیکن میں نے حجاب کو اپنے سر اور گردن پر براہ راست سورج کی کرنوں سے بچنے کا موزوں ذریعہ پایا۔ شاید میرے عزیز و اقارب میرے قریب رہنے کو اپنے لیے غیر موزوں سمجھتے تھے۔ تاہم میں اپنی چھوٹی بہن، جو نیکر پہنے ہوئے تھی، کو دیکھ کر مضطرب ہو گئی۔

اپنا مذہب تبدیل کرنے سے پہلے بھی کسی عورت کے جسم کی ساخت کا منظر جو اس کی جلد سے چپکے ہوئے باریک لباس سے جھلکتا تھا مجھے پریشان کر دیتا تھا۔ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ میں نے کوئی ایسی شے دیکھ لی ہے جس کو مجھے دیکھنا نہیں چاہئے تھا۔ اگر یہ بات ایک عورت کو پریشان کر سکتی ہے تو مردوں کو کتنا متاثر کرتی ہوگی اس کا تصور مشکل نہیں ہے۔

کچھ عورتیں صرف اس وقت عمدہ پوشاک زیب تن کرتی ہیں جب وہ گھروں سے

Marfat.com

باہر جاتی ہیں اور انہیں یہ خیال نہیں رہتا کہ وہ گھروں کے اندر کس طرح رہتی ہیں لیکن اسلام میں عورت اپنے شوہر کے لیے دلکش ہونے کی کوشش کرتی ہے اور شوہر بھی اپنی بیوی کے لیے پرشکوہ دکھائی دینے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک دوسرے کے متعلق اس طرح کے جذبات ازدواجی زندگی کو پرلطف اور پرمسرت بناتے ہیں۔

کوئی عورت کسی مرد کی توجہ کیوں اپنی طرف مبذول کرانا چاہتی ہے جب کہ وہ ایک شادی شدہ عورت ہے۔ کیا وہ اس بات کو پسند کرتی ہے کہ دوسری عورتیں اس کے شوہر کو اپنی طرف مائل کریں اس طرح کوئی بھی شخص یہ دیکھ سکتا ہے کہ اسلام خاندان کے استحکام میں کس طرح معاونت کرتا ہے۔

صرف عورتوں کو ہی اپنا جسم پوشیدہ رکھنے کے احکام صادر نہیں کیے گئے ہیں بلکہ مردوں کو بھی اپنی نظریں نیچی رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کھیل کود کے دوران بھی مردوں کے لئے ناف سے گھٹنوں تک اپنے جسم کے حصوں کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔

غیر مسلم یہ سوچ سکتے ہیں کہ مسلمان اپنے آپ کو کپڑوں میں پوشیدہ رکھنے کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ ہی حساس ہیں وہ پوچھ سکتے ہیں کہ جسم کی فطری حالت کو کیوں پوشیدہ رکھا جائے کچھ لوگ تیراکی کا عریاں لباس پہن کر تیرنے یا ننگوں کے کلب میں شامل ہونے میں کوئی عار نہیں محسوس کرتے۔

پھر بھی پچاس سال قبل جاپان میں تیراکی کے لباس میں تیرنا لفنگا پن سمجھا جاتا تھا اور عہد وسطیٰ میں ایک باحیا شخص اپنی محبوب و محترم بیوی کے جوتے کی ہلکی سی جھلک ہی دیکھ کر کانپ اٹھتا تھا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جسم کو پوشیدہ رکھنے کا معاشرے کا معیار تبدیل ہو چکا ہے۔

اگر آپ کسی شے کو پوشیدہ رکھیں تو اس کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ عورتوں کے جسم کو پوشیدہ رکھنے سے ان کی جاذبیت اور دلکشی بڑھ جاتی ہے جیسا کہ دنیا کی بیشتر ثقافتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اگر اخلاقی قدریں زمانے سے متاثر ہو سکتی ہیں تو یہ تصور ناممکن نہیں ہے کہ مستقبل میں لوگ گلیوں میں بغیر کپڑوں کے عریاں گھومیں گے، انہیں کوئی شے نہیں روک سکتی ہم مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے کے لئے معیار متعین کر دیا ہے ہم اس کی اتباع کرتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہی ہمارا خالق ہے اور وہ جانتا ہے کہ

Marfat.com

ہمارے لیے کیا چیز سب سے عمدہ اور بہتر ہے۔

میں سمجھتی ہوں کہ انسانی تہذیب کا آغاز اس وقت ہوا جب اس کے اندر شرم کا احساس ابھرا اگر ایک انسان اپنی جسمانی خواہشات اور وظائف کی تکمیل چاہتا ہے اور ایسا کھلے عام کرتا ہے تو وہ جانور سے مختلف نہیں ہے کیا یہی واحد راستہ ہے جس پر انسان سر پٹ چلا جا رہا ہے؟

سوال یہ ہے کہ مناسب لباس اور اخلاق کا تعین کون کرے گا خود انسان جس کا معیار ہوا کے رخ کے ساتھ بدلتا رہتا ہے یا اللہ تعالیٰ، وہ اللہ ہی ہے جو انسان کے ہر زمانے کے حالات سے باخبر ہے اسی لیے اس نے لوگوں میں ظاہر ہونے اور عمل کرنے کے صحیح طریقے کو واضح کر دیا ہے۔

جاپان واپس آنے کے تین ماہ بعد میں اپنے شوہر (میں نے اپنے مصر کے قیام کے آخری ایام میں ایک جاپانی مسلمان سے جو قاہرہ میں زیر تعلیم تھے شادی کر لی تھی) کے ساتھ سعودی عرب گئی جہاں انہیں ملازمت مل گئی تھی۔ میں نے اپنے چہرے کو نقاب کہا جاتا ہے یہ میں نے اس لیے نہیں بنایا تھا کہ میں نے اپنی قاہرہ والی بہن کے طرز پر سوچنا شروع کر دیا تھا۔

مثلاً یہ کہ پردہ ایک مسلمان عورت کے مطلوبہ لباس کا ایک جزو ہے جب کہ میرا خیال تھا کہ چہرے اور ہتھیلیوں کو کھلا رکھنے کی اجازت تھی تاہم مجھے سعودی عرب جانے اور چہرے پر نقاب ڈالنے کی شدید خواہش تھی مجھے یہ جاننے کا بڑا اشتیاق و تجسس تھا کہ نقاب کے اندر سے مجھے کیسا لگے گا۔

ریاض پہنچنے کے بعد میں نے دیکھا کہ سب ہی عورتیں چہرے پر نقاب نہیں ڈالتی تھیں۔ غیر مسلم عورتیں اپنے سروں کو ڈھکے بغیر لاپرواہی کے ساتھ اپنے شانوں پر سیاہ نقاب ڈالے رہتی تھیں۔ بہت سی غیر ملکی مسلم عورتیں پردہ نہیں کرتی تھیں۔ پھر بھی تمام سعودی عورتیں سر سے پاؤں تک مکمل طور پر پردے میں رہتی تھیں۔

پہلے مجھے حیرت ہوتی تھی کہ مسلم بہنیں برقعے کے اندر کیسے آسانی سے سانس لے سکتی ہیں اس کا انحصار عادت پر ہے۔ جب کوئی عورت اس کی عادی ہو جاتی ہے تو کوئی دقت نہیں ہوتی۔

Marfat.com

پہلی بار جب میں نے نقاب لگایا تو مجھے بڑا عمدہ لگا۔ انتہائی حیرت انگیز، ایسا محسوس ہوا، گویا میں ایک اہم شخصیت ہوں۔ مجھے ایک ایسے شاہکار کی مالکہ ہونے کا احساس ہوا جو اپنی پوشیدہ مسرتوں سے لطف اندوز ہو، میرے پاس ایک خزانہ تھا جس کے بارے میں کسی کو معلوم نہ تھا، جسے اجنبیوں کو دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔

ریاض میں ابتدائی چند مہینوں تک میری صرف آنکھیں کھلی رہتی تھیں۔ لیکن جب میں نے موسم سرما کا برقع بنایا تو اس میں آنکھوں کا باریک نقاب بھی شامل کرلیا۔ اب میرا پردہ مکمل تھا۔ اس سے مجھے یک گونہ آرام ملا۔ اب مجھے ہجوم اور بھیڑ میں کوئی پریشانی نہ تھی۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں مردوں کے لئے نظر نہ آنے والی چیز ہوگئی ہوں۔

آنکھوں کے پردے سے قبل مجھے اس وقت بڑی پریشانی ہوتی تھی، جب اتفاقیہ طور پر میری نظریں کسی مرد کی نظروں سے ٹکراتی تھیں۔ اس نئے نقاب نے سیاہ عینک کی طرح مجھے اجنبیوں کی گھورتی نگاہوں سے محفوظ کردیا۔ ایک غیر مسلم کسی داڑھی والے مرد کو کسی ایک سیاہ برقع پوش خاتون کے ساتھ دیکھ کر اس جوڑے کے متعلق ایک ایسے ہیولے کا تصور کرسکتا ہے جو ظالم و مظلوم یا غالب و مغلوب ہو، اسلام میں شوہر و بیوی کا ایسا تعلق ایک صفت سمجھی جاتی ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس طرح عورت یہ محسوس کرتی ہے کہ اس کا احترام اور حفاظت ایک ایسے شخص کے ذریعے کی جاتی ہے جو واقعتاً اس کا لحاظ کرتا ہے، یا میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ایک ایسی ہستی تصور کرتی ہے۔ جس کا ہم سفر اس کا محافظ ہوتا ہے۔

یہ کہنا زبردست مغالطہ ہے کہ مسلم عورتیں مردوں کی نجی ملکیت ہیں اور انہوں نے حسد کی بنا پر ان کو اس بات سے روک دیا ہے کہ اجنبی مرد انہیں دیکھیں۔ ایک عورت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل پیرا ہوکر غیروں سے چھپائے رکھتی ہے تاکہ اس کو عظمت و سربلندی حاصل ہو۔ وہ گھورتی ہوئی اجنبی نگاہوں کا ہدف بننے یا ان کی شے ہونے سے انکار کردیتی ہے۔ وہ مغربی عورتوں کے لئے ہمدردی اور ترحم کا جذبہ رکھتی ہے جنہیں نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

مجھے مسلمان ہوئے دو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ میرے ماحول اور مذہبی

Marfat.com

شعور کے ساتھ ساتھ میرا حجاب پانچ بار تبدیل ہوا۔ فرانس میں اپنا مذہب تبدیل کرنے کے فوراً بعد میں نے مختلف اقسام کے اسکارف استعمال کئے۔ سعودی عرب میں اب میں سر سے پاؤں تک مکمل سیاہ نقاب میں پوشیدہ ہوں۔ اس لئے مجھے حجاب کے آسان ترین طرز سے مکمل طرز تک کا تجربہ ہے۔

کئی سال قبل جب ایک جاپانی مسلمہ سر پر دوپٹہ پہنے ہوئے ٹوکیو کی ایک مسلم تنظیم میں نظر آئی تو جاپانی مسلم عورتوں نے اس سے کہا کہ وہ اپنے لباس کے معاملے میں دوبارہ غور کرے کیونکہ اس طرح کے لباس سے جاپانیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس وقت جاپان میں کم مسلمان عورتیں اپنے سروں تک کو چھپا رہی ہیں۔ وہ سب یہ تسلیم کرتی ہیں کہ وہ اپنے حجاب پر نازاں ہیں اور اس سے ان کے ایمان و یقین کو تقویت ملتی ہے۔

باہر سے حجاب کو دیکھ کر کوئی شخص اس کیفیت کا تصور ہی نہیں کر سکتا جس کا اندرون سے مشاہدہ ہوتا ہے۔ ہم اس معاملے کو دو مختلف زاویہ ہائے نظر سے دیکھتے ہیں۔ ایک غیر مسلم کو اسلام ایک جیل خانے کی طرح نظر آتا ہے جس میں کسی طرح کی آزادی نہیں ہے۔

لیکن ہمیں اسلام میں رہ کر سکون، آزادی اور ایسی مسرت کا احساس ہوتا ہے جس کو کسی اور شکل سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ ایک شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ جو کسی مسلم گھر میں پیدا ہوتا ہے وہ اسلام کو سب سے بہتر طرز حیات سمجھتا ہے، کیونکہ وہ اس سے ابتدا ہی سے واقف ہوتا ہے۔

لیکن میں تو پیدائشی مسلمان نہیں ہوں۔ میں نے اپنا مذہب تبدیل کیا ہے۔ میں نے نام نہاد آزادی اور جدید طرز حیات کی دل فریبیوں اور لذتوں کو خیر باد کہہ کر اسلام کا انتخاب کیا ہے۔ اگر یہ درست ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عورتوں پر ظلم کر رہا ہے تو آج یورپ، امریکہ، جاپان اور دوسرے ممالک میں بہت سی خواتین اسلام کیوں قبول کر رہی ہیں؟ کاش کہ لوگ اس پر روشنی ڈالتے۔

کوئی شخص تعصب کی عینک لگا کر کسی ایسی عورت کی عظمت کا مشاہدہ کرنے کے لائق نہیں ہو سکتا جو حجاب میں پر اعتماد، مطمئن، پرسکون اور باوقار ہو اور جس کے چہرے پر مظلومیت کا سایہ تک نہ ہو!

(بشکریہ، اصلاح معاشرہ)

Marfat.com

دنیا بھر میں اسلام قبول کرنے والی خواتین کے حجاب کے بارے میں تاثرات:

اسلام انسانوں کو جس پاکیزہ طرز زندگی کی دعوت دیتا ہے، اس میں لباس اور اس کی حدود و نوعیت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ مسلمان ہونے کے بعد ہر بالغ مسلمان عورت پر پردہ اختیار کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ پردے کو اختیار کرنے کے نتیجے میں مسلمان عورت کو دینی و دنیاوی طور پر جو بے شمار فوائد و ثمرات حاصل ہوتے ہیں وہ عقل سلیم رکھنے والے ہر فرد پر بخوبی عیاں ہیں۔

ذیل میں مغربی معاشروں سے تعلق رکھنے والی چند نومسلمات کی طرف سے اسلام کے قانون حجاب اور پردے کے فوائد و ثمرات کے بارے میں اظہار خیال دیا جا رہا ہے۔

یہاں یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ان نومسلمات میں سے بیشتر انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور وہ ڈاکٹری، انجینئرنگ، سائنس، معاشیات اور تعلیم کے شعبوں سے وابستہ ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے حجاب اختیار کرنے میں ذرا بھی ''شرم'' اور ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔

حالانکہ اہل مغرب نے اسلام کے نظام معاشرت کے جس پہلو پر سب سے زیادہ تنقید کی ہے، وہ مسلم خواتین کا پردہ ہے۔ مغربی تہذیب کے علمبرداروں نے ''پردے'' کو سب سے بڑا ہدف بنایا ہے اور پورے زور و شور سے پردے کے خاتمے کی کوششیں کی ہیں، اس جدوجہد میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی رہے ہیں۔ نتیجتاً ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت مسلم ممالک میں مسلمان خواتین مجموعی طور پر اسلام کے قانون حجاب کو پس پشت ڈال چکی ہیں۔

اس کے برعکس مغربی معاشروں میں مسلمان خواتین نہایت سرعت سے اسلام کے قانون حجاب کو اختیار کر رہی ہیں۔ یوں کفر و شرک اور الحاد کے گرم صحراؤں سے ٹھنڈی ہواؤں کے پر کیف جھونکے آ رہے ہیں۔

محترم قارئین! ان محترم خواتین کے خیالات ملاحظہ فرمائیے اور غور کیجئے کہ ان میں

Marfat.com

ہمارے لئے کیا پیغام اور درس نصیحت پوشیدہ ہے!

ایک امریکی نو مسلمہ:

''مسلمان ہونے کے بعد ایک شخص پر جو ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں، اپنے لباس کو اسلام کے اصولوں کے مطابق ڈھالنا بھی ان میں سے ایک ہے۔ جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں نے کسی پس و پیش کے بغیر اسے تسلیم کیا اور احکام حجاب کی پیروی کرتے ہوئے مکمل باپردہ لباس پہننا شروع کر دیا۔ اس سلسلے میں کسی نے مجھے مجبور کرنا تو کجا، محض زبانی تلقین بھی نہیں کی، یہ میرا اور صرف میرا فیصلہ تھا۔

مجھے معلوم ہے کہ محض پردے کا اہتمام مجھے مکمل مسلمان بنا دینے کے لئے کافی نہیں ہے، لیکن یہ بحیثیت مسلمان عورت میری بہت سی ذمے داریوں میں سے ایک ذمے داری کی تکمیل، باطنی اور داخلی قوت کا ایک ذریعہ اور عقائد کا نہ صرف میرے لئے بلکہ دوسرے تمام لوگوں کے لئے بھی ایک اظہار ہے۔ مسلمان عورت کی حیثیت سے باپردہ لباس میری اور میرے عقیدے کی شناخت ہے۔

عورت کی عزت و تقدیس اور وقار و احترام کا انحصار اس کے رنگ و نسل اور قوم و وطن پر نہیں ہوتا، عورت کی عزت و حرمت خود اس پر منحصر ہوتی ہے۔

''عورت کی عزت و وقار کا پردے سے کیا تعلق ہے؟''

جب پردے کی بات کی جائے تو بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں۔ دراصل باپردہ لباس وہ فریضہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایمان والی عورتوں پر ان کے جسم کو ڈھانکنے کے لئے عائد کیا ہے اور اس طرح یہ لباس مسلم خواتین کے لئے عزت اور وقار کی علامت قرار پاتا ہے۔

آج کے دور میں بہت سے ایسے دلائل دیئے جاتے ہیں جنہوں نے حکم حجاب کی اس اہمیت کو بہت کم کر دیا ہے جس کا فی الواقع وہ حق دار ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس حکم کو نہ تو صحیح طور پر تسلیم کیا جارہا ہے، نہ اس پر عمل ہو رہا ہے بلکہ شائد مسلم خواتین کا یہ وہ فریضہ ہے جس کے بارے میں سب سے زیادہ غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔

Marfat.com

قرآن سے یہ بات تو قطعی واضح ہے کہ اپنے پورے جسم کو ڈھانک کر رکھنا ہر مسلمان عورت کے لئے اللہ کی جانب سے لازم کیا گیا ہے اور وہ اس حکم کو پورا کرنے کی پابند ہے۔ اب جہاں تک اس مقصد کے لئے اختیار کئے جانے والے لباس کا تعلق ہے، تو مختلف مسلم معاشروں میں اس کے لئے مختلف طریقے اپنائے گئے ہیں اور یہ سب پردے کی ضروریات کو بخوبی پورا کرتے ہیں۔

حجاب کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ پورے جسم کو ڈھانپ کر رکھا جائے اور اس کے لئے کوئی بھی مناسب لباس اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی معاشروں میں رائج تمام اسلامی لباس اس ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ اس معاملے میں اگر کوئی قابل توجہ اختلاف ہے تو وہ صرف اتنا کہ بعض مسلمان عورتیں اپنے چہرے اور ہاتھوں کو بھی پوشیدہ رکھتی ہیں اور بعض اسے ضروری نہیں سمجھتیں......!

اب سوال یہ ہے کہ یہ پردے دار لباس مسلم خواتین کو کیا دیتا ہے؟

یہ لباس مسلمان عورت کو وہ عظمت و تقدیس اور عزت و وقار عطا کرتا ہے جس کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی مقدار بھی مغربی تہذیب آزادی حریت کے تمام دعوؤں کے باوجود عورت کو کبھی نہیں دے سکتی۔

اپنے حیادار لباس میں ملبوس مسلمان عورت کسی بھی معاشرے میں، ایک امتیازی شناخت کی مالک ہوتی ہے مغربی معاشروں کی طرح بدن اور جنسی کشش اس کی پہچان اور اس کی سوسائٹی میں اس کے مقام کے تعین کا ذریعہ نہیں بنتے جب کہ مغربی تہذیب میں ہر عورت کی پہچان درحقیقت اس کی جنسی کشش ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

مسلمان عورت پردے والے حیادار لباس کے ذریعے جو عزت و وقار حاصل کرتی ہے اس کے نتیجے میں وہ (مردوں کی طفیلی بن کر رہنے کی بجائے) معاشرے کے ایک مکمل رکن اور مکمل انسان کا مرتبہ عملاً حاصل کر لیتی ہے جب کہ مغربی معاشروں میں کسی عورت کا اس مقام کو حاصل کر لینا بڑی انہونی سی بات ہے۔

عورت کے جسم کے مستور ہو جانے کے بعد اب معاشرے میں اس کا مرتبہ اس کی ذہنی و روحانی صلاحیتوں سے متعین ہوتا ہے اور یوں کھلونے کی بجائے ایک انسان کی حیثیت سے معاشرے میں اپنے وجود کو منوانے کے بعد مسلمان عورت صحیح معنوں میں

Marfat.com

آزادی حاصل کرسکتی ہے، اب وہ پورے وقار اور فخر کے ساتھ پورے قد سے کھڑی ہوسکتی ہے، اب وہ زندہ رہنے کے لئے فی الواقع پوری طرح آزاد ہوتی ہے۔

باپردہ لباس اختیار کرلینے والی مسلمان عورت اس اجنبی استحصال کا نشانہ نہیں بنائی جاسکتی جو اس معاشرے میں موجود ہے اور وہ ایک مکمل اور حقیقی انسان بن کر اپنے فیصلے آپ کرتی ہے، جب کہ مغرب زدہ عورت اس طرح کی آزادی کا تصور نہیں رکھتی۔

کتنی بھرپور اور مکمل ہے وہ زندگی جو مسلمان عورت کو اس طرح حاصل ہوتی ہے اور اس کے مقابلے میں مغرب زدہ عورت کا وجود کس قدر پرالم اور دردناک ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنا وجود تو رکھتی ہے مگر زندگی سے محروم ہوتی ہے۔ اس کی اپنی کوئی شناخت اور کوئی پہچان نہیں ہوتی۔ وہ سوسائٹی کے رسوم و رواج کی نظروں میں جکڑی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ کبھی بھی صحیح معنوں میں انسان نہیں بن سکتی کیونکہ وہ جانتی ہی نہیں کہ یہ مقام کس طرح حاصل کیا جاتا ہے؟

کھوکھلا پن ہی اس کا مقدر بن جاتا ہے، وہ ہمیشہ سرگرداں رہتی ہے مگر اپنے آپ کو اور اپنی زندگی اور اپنی تقدیر کو پانے میں کبھی کامیاب نہیں رہتی۔

بچپن ہی سے مغربی عورت کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ زندگی کے میدان میں صرف ''خوبصورت' مقبول عام اور جنسی طور پر پرکشش'' عورتیں ہی کامیاب ہوتی ہیں اور کوئی بھی عورت جو یہ ''کامیابی'' حاصل نہ کرسکے، تباہی و بربادی اس کا مقدر ہے۔ چنانچہ اس کامیابی کے حصول کے لئے ایک نہایت گھناؤنا چکر نسل در نسل چل رہا ہے۔ مائیں اپنی بچیوں کے بارے میں پریشان رہتی ہیں کہ وہ زندگی کی دوڑ میں کہیں خوبصورتی، جنسی کشش اور مقبولیت کی ''صفات'' میں کمی کی وجہ سے پیچھے نہ رہ جائیں کیونکہ ان کی مائیں بھی ان کے لئے پریشان رہا کرتی تھیں۔

جنسی جذبات کو بھڑکانے والے لباسوں اور کاسمیٹکس کے ذریعے حسن میں اضافے کی حوصلہ افزائی کا یہ رویہ، مغربی معاشرے میں اخلاقی اقدار کو ختم کرکے کھلی اور غیر اخلاقی قدروں کو رائج کرچکا ہے اس کے نتیجے میں عورتیں اور بچیاں نہایت المناک حادثات کا نشانہ بنتی ہیں۔

اس طرز عمل کے المناک نتائج بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کی حاملہ لڑکیوں اور جنسی

Marfat.com

استحصال کا نشانہ بنائی جانے والی عورتوں کی صورت میں سامنے آتے رہتے ہیں لیکن ان عورتوں کی زندگی میں عام طور پر کوئی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی کیونکہ یہ اس گندگی ہی کو زندگی سمجھنے لگتی ہیں۔

مسلمان عورتیں بھی اس مکروہ چکر کا شکار ہو رہی ہیں لیکن باپردہ لباس انہیں اس گھناؤنے چکر سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ایک مسلمان عورت جو اسلامی اصولوں کے مطابق حجاب کا اہتمام کرتی ہو مغربی معاشرے میں رہنے کے باوجود اس شیطانی پھندے میں گرفتار نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ مغربی رسوم ورواج کی پابند نہیں ہوتی۔

نتیجے کے طور پر وہ نہ صرف اس صلاحیت کی مالک ہوتی ہے کہ اپنی زندگی اپنی مرضی کے مطابق ان عظیم الشان مقاصد کے لئے گزارے جو اس کے لئے صحیح معنوں میں ترقی اور تکمیل کا ذریعہ ہیں بلکہ وہ اپنے اردگرد پھیلی ہوئی کھلی مغربی دنیا کے اثرات سے آزاد رہتے ہوئے حقیقی طور پر ایک باعزت اور مکمل انسان بن جاتی ہے۔

عظمت وحرمت، وقار واحترام...... کتنے پرشکوہ الفاظ ہیں اور اس مسلمان عورت کی کیفیت کے بیان کے لئے کس قدر مناسب ہیں جو اللہ کے احکام کے مطابق پردہ کرتی اور حیادار لباس پہنتی ہے۔

عظمت و وقار کے تقاضوں پر مسلمان عورت ہی پوری اترتی ہے۔ کیونکہ وہ اللہ، اسلام اور خود اپنے آپ پر یقین رکھتی ہے۔ اسے پورے معاشرے کی جانب سے بھی احترام حاصل ہوتا ہے۔ یہ احترام نتیجہ ہوتا ہے ان عقائد اور اقدار کا جنہیں وہ اپنی زندگی کے لئے منتخب کرتی ہے اور اس کے عام طرز عمل اور ظاہری رکھ رکھاؤ سے جن کا اظہار ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ حیادار لباس جسے وہ اسلام قبول کرنے کے بعد اختیار کرتی ہے، اس کے منتخب کردہ عقائد اور اقدار کا سب سے نمایاں اعلان ہوتا ہے۔

مسلمان عورت کی عظمت ووقار میں اس کے حیادارانہ رویئے کا بھی بڑا حصہ ہے وہ مغرب زدہ عورتوں کی طرح اپنے حسن کے گھمنڈ اور نمائش کے مرض میں مبتلا نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کی خوبصورتی ہر کس وناکس کے لئے نہیں ہے۔ وہ پردے کے بغیر صرف ان لوگوں کے سامنے آتی ہے جو اس کے سامنے ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ خونی رشتوں کی وجہ سے اس سے تعلق رکھتے ہیں۔

Marfat.com

عام لوگوں کے سامنے وہ باپردہ لباس ہی میں آتی ہے۔ چنانچہ وہ اس کی جسمانی کشش کے بجائے اس کی ذہنی صلاحیتوں کے ذریعے متعارف ہوتے ہیں۔ اس طرح مسلمان عورت لوگوں سے مثبت بنیاد پر میل جول اور روابط استوار کرتی ہے۔ ان تعلقات میں غلط جذبات کو راہ پانے کی جگہ ہی نہیں ملتی جبکہ اس کی مغرب زدہ بہنیں اپنے گردوپیش میں موجود تمام لوگوں کی نظر میں صرف اپنی جسمانی کشش کی بنیاد پر کوئی مقام حاصل کرتی اور روابط حاصل کرتی ہیں۔

یہ بات قطعی طور پر عیاں ہے کہ جو مسلمان عورت باپردہ لباس نہ پہنے اس کے بارے میں کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ وہ اپنے عقیدے اور اپنے ایمان کا کوئی ثبوت اپنے ظاہری وجود سے فراہم نہیں کرتی۔

لہٰذا اگر کوئی مسلمان عورت یہ چاہتی ہے کہ معاشرہ اس کے مرتبے سے آگاہ ہو تو اسے جان لینا چاہئے کہ اسے باپردہ لباس اختیار کر کے اپنے عقیدے کا ثبوت فراہم کرنا ہو گا ورنہ اس میں اور دوسری عورتوں میں ...... جو اپنے آپ کو عیسائی، ہندو اور یہودی وغیرہ کہلواتی ہیں مگر اپنے عقیدے کے اظہار کے لئے کچھ نہیں کرتیں، کوئی فرق نہ کیا جائے گا۔

مناسب لباس اسلام میں بہت ہی ضروری ہے۔ وہ اخلاقی قدریں جنہیں مغربی تہذیب نامناسب لباسوں کے ساتھ پیش کرتی ہے، تضادات پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں جن کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اسلام بعض کاموں سے روک کر اور بعض معاملات میں کچھ پابندیاں عائد کر کے مسلمان عورتوں کو کوئی سزا نہیں دینا چاہتا بلکہ یہ سب کچھ ان کو تحفظ اور امن فراہم کرنے کے لئے ہے۔

اسلام کے نزدیک کسی شخص کے بارے میں کسی رائے کے قیام میں، لباس کا کردار بہت اہم ہے، لہٰذا اگر کسی عورت کا لباس معقول شرم و حیا کے تقاضوں کے مطابق اور باوقار ہے تو لوگ اسے احترام کی نظر سے دیکھیں گے کیونکہ لباس کی معقولیت سے اس کو پہننے والی کے باوقار طرزِ عمل اور شائستہ ذہنیت کا اظہار ہوتا ہے۔

لیکن اگر کسی عورت کا لباس صنفی جذبات کو بھڑکانے والا ہو تو بھلا لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت اور احترام کے جذبات کس طرح پیدا ہوں گے۔ ایک عورت جو اپنی ان

Marfat.com

صفات کے اظہار کے لئے احترام کا جذبہ ابھارنا چاہے مگر اپنے لباس کے ذریعے منفی جذبات کو ابھار رہی ہو تو وہ کس طرح یہ توقع کرسکتی ہے کہ اس طرز عمل سے اس کے لئے کوئی مثبت رویہ سامنے آئے گا۔

مسلمان عورت کا احترام اس باوقار طرز عمل کا نتیجہ ہوتا ہے جس کا اظہار وہ اپنے حیا دار لباس اور حجاب کی پابندی کے ذریعے کرتی ہے۔ عقلمند مسلمان عورتیں سمجھتی اور تسلیم کرتی ہیں کہ اگر جسم کو اللہ کے احکام کے مطابق ڈھکا نہ جائے اور مناسب لباس استعمال نہ کیا جائے تو انہیں معاشرے میں وہ مرتبہ ہرگز نہیں مل سکتا جس کا وہ حق رکھتی ہیں۔

محترمہ کریمہ عمر (امریکہ):

''حجاب فی الحقیقت خاموش دعوت دین ہے۔ یہ پیغام، اسلام کی غیر ملفوظ علامت ہے۔ مسلمان عورت پر یہ لازم کیا گیا ہے کہ وہ پردہ کرے۔ اسلامی لباس ساتر ہوتا ہے۔ وہ عورت کے پورے جسم کو ڈھانپ لیتا ہے۔ لوگ جب کسی عورت کو نقاب میں دیکھتے ہیں تو ان کی توجہ پردے پر مرکوز ہو جاتی ہے، وہ آگے بڑھ کر اس کے جسم کو نہیں دیکھ سکتے۔ پردہ مسلمانوں کا ایک قدیم رواج نہیں، مسلمان عورت کا فریضہ ہے۔''

محترمہ ہدیٰ خطاب (برطانیہ):

''جو چیز مجھے اسلام کی طرف کھینچ لائی وہ پردہ تھا۔ مسلمان خواتین کا یہ سکارف اور لباس غیر مردوں کی نظریں عورت کی طرف سے ہٹا دیتا تھا۔ مسلمان خواتین کی پردے کی روایت نے مجھے حد درجہ متاثر کیا۔

میں کالج میں پڑھتے ہوئے طلبہ و طالبات کی باہم چھیڑ چھاڑ دیکھ چکی تھی، اس لئے پردے کی افادیت مجھے دوچند محسوس ہوئی۔ سچی بات یہ ہے کہ مغربی کلچر عورتوں کو اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ بن سنور کر نکلیں اور اپنے جسم اور حسن کی نمائش کرتی پھریں۔ اسی بناء پر عورتوں پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ وہ مردوں کو اپنی جانب راغب کرتی ہیں جب کہ مرد

Marfat.com

اپنی عادات بد کے باوجود اس الزام سے صاف بچ جاتے ہیں۔

اسلام کے نظریہ حجاب کے مطالعے نے پہلی مرتبہ یہ حقیقت مجھ پر منکشف کی کہ غیر مردوں میں عورتوں کا اپنے جسم اور حسن کی نمائش کرنا صریحاً جرم ہے جس کی انہیں آخرت میں سزا ملے گی۔ پردہ اختیار کرنے میں وقتی طور پر تھوڑی بہت دقت ضرور ہوئی تاہم ۶ ماہ تک میں اس کی عادی ہو چکی تھی۔ اسی دوران میں، میں نے اپنا لباس بھی ایسا بنا لیا جیسا اسلام کا تقاضہ ہے۔"

محترمہ ناہیدہ مصطفیٰ (کینیڈا):

"میں باہر نکلتی ہوں تو ہر قسم کی شوخ و سنجیدہ اور اجنبی نظریں ٹکٹکی باندھ کر اور کن اکھیوں سے میرا جائزہ لیتی ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ میں (حجاب) اسکارف پہنتی ہوں، جو میرے سر، گردن اور نیچے حلق کو ڈھانپے رکھتا ہے۔ میں یہ حجاب اس لئے کرتی ہوں کہ میں ایک مسلمان عورت ہوں۔ حجاب مجھے آزادی عطا کرتا ہے۔"

محترمہ فائزہ عبدالرشید (کینیڈا):

"الحمدللہ! میں حجاب پہنتی ہوں اور میں اس یقین و اعتماد کے ساتھ اسلام کے اس حکم پر عمل کرتی ہوں کہ پردہ ہی عورت کی حیاء و عفت کے لئے وہ مضبوط ڈھال ہے، جو خالق کائنات نے ہمارے لئے تجویز کی ہے۔ پردے میں انسانی شرافت و وقار کا مظاہرہ بھی ہے اور عورت کی ناموس و عفت کا تحفظ بھی۔"

محترمہ بشریٰ (برطانیہ):

"میں اسلام قبول کرنے کے بعد اب اسلام کے نظریہ تحفظ (چادر اور چار دیواری) اور اخلاقی اقدار سے محبت کرتی ہوں۔"

Marfat.com

محترمہ امینہ جنان (امریکہ):

''حجاب میں عورت کی عزت واحترام ہے۔عورت کی سب سے بڑی ذمے داری اپنے بچوں کی پرورش ہے۔''

محترمہ اسماء (سویڈن):

''اسلام کی جس سب سے بڑی خوبی نے مجھے اس کی طرف کھینچا وہ اس کا قانون حجاب ہے۔حجاب کے بارے میں اسلام نے اپنی تعلیمات کو بڑے موثر انداز میں بیان فرمایا ہے لیکن مسلمان خواتین کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ اتنا اچھا نظام زندگی رکھتے ہوئے بھی خود کو اس کی رحمتوں سے دور کئے ہوئے ہیں۔

میں مسلمانوں کی حالت کو دیکھتے ہوئے شاید کبھی بھی راہ ہدایت نہ پاسکتی لیکن میری خوش قسمتی ہے کہ تقابل ادیان کے لئے میرا مطالعہ میرے لئے باعث رحمت بن گیا۔اس مطالعہ کے دوران میں، میں نے اسلام کے قانون حجاب کا بغور مطالعہ کیا جس سے میرے اندر قبول اسلام کی خواہش پیدا ہوئی۔''

محترمہ ایم عبدالحفیظ (کینیڈا):

''حجاب مسلمانوں کے لئے امتحان ہے اور یہ مسلمانوں کے لئے ان کے وقار کا مسئلہ بھی ہے۔دیگر مسائل کی طرح حجاب کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ قرآن میں اللہ کا واضح حکم ہے۔اس حکم کے مطابق چادر کو سر سے سینے تک رکھنا، نمائش حسن سے پرہیز کرنا اور نظریں نیچی رکھنا ضروری ہے۔ان احکامات کی مزید وضاحت متعدد احادیث سے ملتی ہے۔''

Marfat.com

محترمہ ثریا (امریکہ):

''میں نے اپنا سر ڈھانپ کر دراصل اس ماحول کی آلودگیوں کے خلاف تحفظ حاصل کیا ہے اور عام عورت نیم برہنگی کی وجہ سے جس خوف اور سراسیمگی کی کیفیت میں مبتلا رہتی ہے، اس سے خاصی حد تک نجات پالی ہے۔ پھر میرا سر ڈھانپنا ایک قسم کا اعلان بھی ہے کہ میں مسلمان ہوں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں اللہ نے جو حکم دیا ہے، میں اس کی پیروی کر رہی ہوں۔''

محترمہ خدیجہ (آسٹریلیا):

''میں اپنی مسلمان بہنوں تک یہ پیغام پہنچانا چاہتی ہوں کہ وہ وہی طریق زندگی اختیار کریں جو پیغمبر اسلام ﷺ نے ان کے لئے وضع کیا ہے۔ میں نے شلوار، قمیض، چادر اور برقعے سے بڑھ کر اچھا لباس خواتین کے لئے کوئی نہیں دیکھا۔ اسی سے خواتین کی عزت ہے اور یہی چیز معاشرے کو مختلف قباحتوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

میں پاکستانی خواتین تک یہ بات پہنچانا چاہتی ہوں کہ یورپ میں عورتوں کا لباس انتہائی لچر اور توہین آمیز ہوتا ہے، اللہ کے لئے ان کی نقالی سے بچیں اور پردے کا وہ انداز اختیار کریں جس کی تلقین اسلام نے کی ہے۔''

محترمہ لیلیٰ لیسالوت وتمان (امریکہ):

''اسلام قبول کرنے کے بعد جب میں حجاب استعمال کرنے لگی تو مجھے امن وامان کا سایہ مل گیا۔ مجھے محسوس ہوا کہ پردے کے باعث تمام لوگ میرا احترام کرنے لگے ہیں۔ اب مجھے کوئی تنگ نہیں کرتا تھا نہ سڑک پر، نہ بس وغیرہ میں، میری تمنا ہے کہ ہر مسلمان خاتون اپنے ظاہر اور باطن دونوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھال لے۔''

Marfat.com

محترمہ فاطمہ ہیرین (جرمنی):

محترمہ فاطمہ ہیرین مکمل پردہ کرتی ہیں اور ایسا پردہ کہ جسے مثالی کہا جا سکتا ہے۔ ایسا پردہ کہ پاکستانی خواتین بھی نہ کرتی ہوں گی۔ وہ پاکستان تشریف لائیں تو اپوا کی بیگمات نے اس عظیم جرمن خاتون کو ''ماڈرن'' سمجھ کر اپنی عید ملن پارٹی میں بلا لیا۔ وہاں محترمہ فاطمہ نے ان کو بے پردہ دیکھا تو ان کی ایسی خبر لی کہ بیگمات بس بغلیں جھانکتی رہیں، انہوں نے کہا:

> ''تم اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہو لیکن تمہارا حال یہ ہے کہ تم نے تبرج جاہلیت کو اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ اسلام تم سے سادگی اور پردے کا تقاضہ کرتا ہے اور تم نے مسرفانہ طرز زندگی اور بے حجابی کی راہ اختیار کر رکھی ہے۔ اسے تم ترقی سمجھتی ہو حالانکہ یہ بدترین گمراہی اور صریح جاہلیت ہے۔''

محترمہ پروفیسر شاہین گلفام (ہالینڈ):

محترمہ پروفیسر شاہین گلفام دس سال تک ایک بین الاقوامی ایئر لائن میں ملازمت کرتی رہی ہیں۔ اسی ملازمت کے دوران میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ دنیا کی پہلی ایئر ہوسٹس تھیں جو دوران پرواز بھی برقعے میں ملبوس ہوتی تھیں۔ اس راہ میں انہیں بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے پردہ ترک نہ کیا۔ وہ کہتی ہیں:

> ''برقعہ پہنے ہوئے دوران پرواز میں، جب میں مسافروں کی خدمت کرتی تو سب لوگوں کے لئے یہ لباس بڑے اچنبھے کا باعث بنتا۔ میرا رنگ وروپ دیکھ کر ان کا پہلا اندازہ ہوتا کہ شاید یہ مراکشی یا ترکی نژاد ہے مگر جب یہ بات ان کے علم میں آتی کہ میں ولندیزی ہوں تو ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ جاتے۔ اس حوالے سے میں ان کے نزدیک شاید بے چارگی کی علامت تھی مگر اسلام کی حقانیت بہرحال میں نے

Marfat.com

اپنی مستقل مزاجی سے ثابت کردی۔"

برقعے کے حوالے سے ملازمت کرتے ہوئے جب مسائل میں اضافہ ہوا تو محترمہ شاہین گلفام نے ملازمت سے استعفیٰ دے کر ڈچ یونیورسٹی کی ملازمت اختیار کرلی۔

وہ کہتی ہیں: "مجھ سے ریڈیو، ٹی وی اور دیگر تقاریب میں جہاں مجھے مدعو کیا جاتا تھا، اکثر ایک سوال پوچھا جاتا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد خواتین کو پردے پر مجبور کیوں جاتا ہے؟

اس کے جواب میں میں کہتی کہ ہمیں پردے کے لئے مجبور نہیں کیا جاتا بلکہ ہم برضا ورغبت اسلام کے اس حکم کی تعمیل کرتی ہیں۔ چونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے یہ حکم دے رکھا ہے اس لئے اس حکم کی تعمیل میں ہی ہماری بہتری ہے۔ اسلام قبول کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے سامنے اپنا سر جھکا دیا جائے۔

اگر اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ہم نے ہر کام میں اپنی ہی مرضی کرنی ہے اور سرکشی کا دامن نہیں چھوڑنا تو پھر اسلام قبول کرنے کا کیا فائدہ؟"

☆ایک برطانوی نومسلم خاتون کہتی ہیں کہ:

"جب میں حجاب میں ہوتی ہوں تو خود کو بالکل محفوظ سمجھتی ہوں اور میری خود اعتمادی بڑھ جاتی ہے۔"

یہ کردار ہے ان نومسلمات کا، جنہوں نے مشکلات اور پابندیوں کے باوجود بے حجابی اختیار نہیں کی بلکہ وہ اسلام کے قانون حجاب کی پابندی کرنے پر فخر کرتی ہیں۔ کاش! ہمارے ہاں بھی یہی جذبہ اطاعت دین عام ہو جائے۔

(بحوالہ "خواتین میگزین" مرتب ملک سیف اللہ شاہد)

☆محترمہ نوریہ (فرانس):

"پردہ میرے نزدیک تعلیم سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ میں اپنے دین کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں؟ میں پہلے بہت زیادہ پختہ مسلمان نہ تھی مگر پردے کے مسئلے نے مجھے صحیح اور پکا مسلمان بنا دیا ہے۔ اب میری ایمانی قوت میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔"

Marfat.com

(یاد رہے کہ محترمہ نوریہ کو پردہ نہ اتارنے کے "جرم" میں اسکول سے نکالا جا چکا ہے۔)

☆ سسٹر امینہ (امریکہ):

سسٹر امینہ کا تعلق امریکہ سے ہے، وہ کہتی ہیں کہ امریکہ میں پی ایچ ڈی کی حامل ایک خاتون جو کہ باپردہ تھی، ایک ملازمت کے لئے منتخب ہوگئی لیکن اسے پہلے ہی دن محض اس لئے فارغ کر دیا گیا کہ وہ باحجاب تھی۔

اسی طرح مجھے ریڈیو پر بچوں کے ایک پروگرام کے نتیجے میں ایوارڈ کا مستحق سمجھا گیا مگر تقریب سے ایک روز قبل کمیٹی کے ارکان نے مجھے اسلامی لباس میں دیکھا تو کمال ڈھٹائی سے انہوں نے ایوارڈ منسوخ کر دیا۔

فرانس میں بھی بہت سی طالبات کو ان کے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکالا جا چکا ہے، محض اس بنا پر کہ وہ اسکارف (حجاب) استعمال کرتی ہیں۔ عفیف و پاکباز خواتین نے تعلیمی اداروں سے نکلنا گوارا کر لیا لیکن ترک حجاب کو قبول نہ کیا۔

یہ محض چند مثالیں ہیں اور چند نومسلمات کے تاثرات بیان کئے گئے ہیں ورنہ اسی نوعیت کی بے شمار مثالیں اور واقعات موجود ہیں۔ مغربی دنیا اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کیا اندازِ فکر رکھتی ہے؟

اس کا اندازہ فرانس، امریکہ اور دیگر کئی مغربی ممالک میں پردے پر عائد کی جانے والی پابندیوں اور مغربی دنیا کی طرف سے اسلامی اقدار (Values) کے احیاء کو شدید خطرہ قرار دینے سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

کینیڈا سے شائع ہونے والے اسلامی میگزین "کریسنٹ انٹرنیشنل" نے اس تبصرے کے ذریعے مغربی تہذیب کے علمی اداروں کی سوچ کی خوب عکاسی کی ہے کہ: **Free to bare, but not to Cover** یعنی وہاں ننگا ہونے کی تو آزادی ہے لیکن پردے پر پابندی ہے۔" (از سیف اللہ ملک۔ شکریہ)

Marfat.com

موضوع نمبر ۲۵

مسلمان عورت کے لئے پردے کی شرائط

عورت کے لئے باہر نکلنے کی شرطیں:

قرآن میں واضح طور پر اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی زینت اور خوبصورتی کو ظاہر مت کرو!

"وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولایبدین زینتھن الا ماظھر منھا والیضربن بخمرھن علی جیو بھن" (النور ۳۱)

ترجمہ: اور ایمان والی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی چیزوں کو ظاہر نہ کریں مگر جو نا گزیر طور پر ظاہر ہو جائے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالیں۔ (النور ۳۱)

اس آیت میں چند شرائط کے ساتھ عورت کو ضروری کام کاج کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی۔

پہلی شرط: جسم کو ڈھانپ کر نکلیں:

اگر باہر نکلنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تو پھر اپنے گریبان پر اوڑھنی ڈال کر یعنی سینہ چھپا کر نکل سکتی ہے جو عورت کے جسم میں ایک خاص کشش کا حامل ہے مرد کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں۔ اس لئے اس کو ڈھانپنے کا حکم دیا گیا ہے۔

Marfat.com

زمانہ جاہلیت قدیمہ میں عورتیں دوپٹہ سر پر ڈال کر اس کے دونوں کنارے پشت پر چھوڑ دیتی تھیں۔ جس سے گریباں، سینہ اور کان کھلے رہتے تھے اس لئے مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ایسا نہ کریں بلکہ دوپٹے کے دونوں پلے ایک دوسرے پر الٹ لیں تاکہ یہ سب اعضاء چھپ جائیں۔

موجودہ جاہلیت جدیدہ میں تو ماڈرن معاشرے میں عورتوں کی اکثریت دوپٹے کے نام ونشان سے بھی ناواقف ہے اور یہ ان کے ہاں ایک بوجھ ہے جس کی وہ متحمل نہیں ہوسکتیں اور جن کے ہاں دوپٹے کا کچھ رواج ہے تو دوپٹہ سینے پر ڈال کر اس کے دونوں کنارے پشت پر چھوڑ دیتی ہیں جو جاہلیت قدیمہ سے بھی زیادہ قبیح حرکت ہے۔

دوسری شرط: ڈھیلا ڈھالا لباس پہن کر نکلیں:

لباس ڈھیلا ڈھالا ہو، ایسا تنگ نہ ہو جس سے عورت کے اعضاء جھلکتے ہوں۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں: حضرت دحیہ کلبیؓ نے حضور ﷺ کو جو کپڑے تحفے کے طور پر دیئے تھے ان میں گاڑھے کتان کا ایک کپڑا تھا، جسے حضور ﷺ نے مجھے پہنا دیا تھا۔ میں نے وہی کپڑا اپنی بیوی کو پہنا دیا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا تم نے کتان کا وہ کپڑا کیوں نہیں پہنا؟

تیسری شرط: نگاہ نیچی کرتے ہوئے نکلیں:

نگاہیں نیچی رکھیں غیر محرم مردوں پر نظر ڈالنا عورت کے لئے جائز نہیں ہے چہ جائیکہ کرکٹ اور ہاکی جیسے کھیلوں میں نیم برہنہ مردوں کے نظارے کرنا یا ٹی وی اور سینما وغیرہ میں مردوں کو دیکھنا یا بازاروں میں دکانوں پر مردوں کی طرف نظریں اٹھانا یا گھور گھور کر مردوں کو دیکھنا یہ تمام حرکتیں جو آج کل ہمارے معاشرے میں شریف عورتوں کا مشغلہ بن چکی ہیں سب ناجائز و حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور قرآن کے احکامات کی سراسر خلاف ورزی اور بغاوت ہے جس کو موجودہ دور کا تقاضا کہہ کر اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے صریح احکامات کو ٹھکرایا جا رہا ہے پھر بھی مسلمانی کے دعوے پر قائم ہیں۔

چوتھی شرط: عورت اکیلی سفر نہ کرے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد کسی ایسی عورت سے نہ ملے جس کا محرم اس کے ساتھ نہ ہو اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیوی حج کو جارہی ہے اور میں فلاں فلاں غزوے میں لکھ لیا گیا ہوں۔

آپ نے فرمایا انطلق فحج مع امراتک یعنی جاؤ تم اپنی عورت کے ساتھ حج کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی عفت و عصمت اور دوسری سفری ضروریات میں ان کی امداد و اعانت کا اسلام نے کس قدر لحاظ کیا ہے جہاد جیسے اہم فریضے کے مقابلے میں اس بات کو ترجیح دی گئی کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ سفر حج میں جائے تاکہ عورت بلا محرم کے سفر کر کے خطرات و مشکلات میں مبتلا نہ ہو۔

(ریاض الصالحین، باب تحریم السفر للمرأۃ وحدہا)

نوٹ: محرم سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کے ساتھ عورت کی شادی کبھی حلال نہ ہو جیسے باپ، بھائی، بیٹا وغیرہ۔

پانچویں شرط: راستے میں کنارے پر چلیں:

عورتوں کو اگر کسی مجبوری کے تحت باہر نکلنا ہو تو سڑکوں پر نہ چلیں اس بارے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنے میں کچھ حصہ نہیں مگر یہ کہ مجبور و مضطر ہوں (اسی حدیث میں یہ بھی ہے) کہ عورتوں کے لئے راستوں میں چلنے کا کوئی حق نہیں سوائے کناروں کے۔ (اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔)

Marfat.com

چھٹی شرط: اپنی عصمت کی حفاظت کریں:

اگر کبھی ناگزیر حالات میں باہر نکلنا پڑے تو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں کہیں بدکاری اور فحاشی کا مظاہرہ نہ کریں ہمارے ہاں بڑے شہروں میں جہاں تنگ گلیوں میں عورتوں کے مینا بازار لگتے ہیں وہاں اگر کسی کا واسطہ پڑا ہو تو وہ بخوبی جانتا ہوگا کہ ان تنگ مقامات پر اژدھام کی وجہ سے جب مرد و عورتیں اکٹھے پھر رہے ہوں تو وہاں یہ حفاظت کیونکر ممکن ہوسکتی ہے۔

پھر جب کہ بیل گاڑی یا ریڑھی کی وجہ سے وہ راستہ بلاک ہو جائے پھر وہاں جو کچھ ہوتا ہے کوئی شریف انسان تصور بھی نہیں کرسکتا اور بازار کا اوباش طبقہ اسی موقعے کا منتظر رہتا ہے بلکہ یہی اوباش لڑکے دو گاڑیوں یا ریڑھیوں کو آمنے سامنے پھنسا کر راستہ روک دیتے ہیں اور پھر اپنی خرمستیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں عموماً رش میں یہ حرکتیں ہوتی ہیں۔

ساتویں شرط: ایسے چلیں کہ پاؤں کی آواز سے لوگ متوجہ نہ ہوں:

ولا یضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن
(النور ۳۱)

اور اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں کہ ان کا چھپا ہوا زیور (لوگوں کو) معلوم ہو جائے۔

زمانہ جاہلیت میں عورتیں زور سے پاؤں زمین پر رکھ کر اس طرح چلتی تھیں تا کہ پاؤں کا زیور بجے تو اسلام نے اس سے منع فرما دیا۔ عورت کے لئے ہر وہ حرکت منع اور ناجائز ہے جس سے اس کا چھپا ہوا سنگھار کھل جائے۔ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۹)

عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے پاؤں اتنی زور سے نہ رکھیں جس سے زیور کی آواز نکلے اور ان کی مخفی زینت مردوں پر ظاہر ہو۔

آخر میں اس کی مزید تاکید ہے کہ مواضع زینت یعنی سر اور سینے وغیرہ کو چھپانا تو واجب تھا ہی اپنی مخفی زینت کا اظہار خواہ کسی ذریعے سے ہو وہ بھی جائز نہیں زیور کے اندر

Marfat.com

خود کوئی چیز ایسی ڈالی جائے جس سے وہ بجنے لگے یا ایک زیور دوسرے زیور سے ٹکرا کر بجے یا پاؤں زمین پر اس طرح مارے جس سے زیور کی آواز نکلے اور غیر محرم مرد سنے یہ سب چیزیں اس آیت کی رو سے ناجائز ہیں۔ (معارف القرآن ۴۰۲)

آٹھویں شرط: بن ٹھن کر نہ نکلیں:

اپنی زینت اور خوبصورتی کو ظاہر نہ کرو بن ٹھن کر سرخی پاؤڈر لگا کر میک اپ کر کے باہر نہ نکلو تاکہ مرد تمہاری خوبصورتی اور زیب و زینت کی وجہ سے تمہاری طرف متوجہ ہو کر فتنے میں نہ پڑ جائیں آج کل عمومی فضا کچھ اس طرح بن چکی ہے کہ اگر عورت گھر میں ہو تو کپڑے جس طرح بھی میلے کچیلے ہوں کوئی پرواہ نہیں چہرہ ہنڈیا کی طرح سیاہ ہو تو بھی کوئی فکر نہیں جس طرح کہ کوئلے کی کان میں کام کرنے والا مزدور ہوتا ہے لیکن جب شادی بیاہ کی کوئی تقریب ہو یا بازار میں شاپنگ کرنے یا دفتر میں کام کرنے کے لئے نکلنا ہو تو بن ٹھ کر نکلا جاتا ہے نئے فیشن نے لباس کی تراش خراش کو اس طرح بگاڑ دیا ہے کہ دور حاضر کا لباس بھی عریاں فن کی ایک تصویر بن کر رہ گیا ہے اور حضور ﷺ کی پیشن گوئی (نساء کاسیات عاریات) حرف بحرف پوری ہو چکی ہے۔

نویں شرط: خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں:

حضور ﷺ نے خوشبو لگا کر باہر نکلنے سے منع فرمایا اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے۔

قال لقيته امراة وجد منها ريح الطيب ولذيلها اعصار فقال يا امة الجبار جئت من المسجد قالت نعم قال وله تطيبت قالت نعم قال انى سمعت حبى ابا القاسم صلى الله عليه وسلم يقول لا تقبل صلوة لامرأة تطيبت لهذا لمسجد حتى ترجع

Marfat.com

فتغسل غسلها من الجنابة.

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ان کے پاس سے ایک عورت گزری جس سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں۔ انہوں نے پوچھا خدا کی بندی تو مسجد سے آ رہی ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے پھر سوال کیا کہ کیا اسی غرض سے خوشبو لگائی تھی؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا میں نے اپنے محبوب ابو القاسم ﷺ سے سنا ہے کہ جو عورت اس مسجد میں آنے کے لئے خوشبو لگائے گی اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوگی جب تک وہ لوٹ کر اس طرح غسل نہ کرے جس طرح جنابت سے پاک ہونے کے لئے غسل کیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد ص ۲۲۲۔ ج ۲)

جب مسجد نبوی میں اور صحابہ کے زمانے میں جہاں لوگوں کی اکثریت آنحضرت ﷺ کے تربیت یافتہ حضرات کی تھی یا ان کی اولاد تھی اور جس زمانے کو خیر القرون کہا جاتا ہے جو شر و فتن سے بالکل پاک زمانہ تھا ہر طرف خیر ہی خیر کا دور دورہ تھا۔ ایسے زمانہ خیر میں عورت کے خوشبو لگانے پر صحابی رسول اللہ ﷺ اتنی سخت وعید آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے سناتے ہیں اور نماز کو فاسد قرار دیتے ہیں تو پھر دور حاضر میں ہمارے اس معاشرے میں جہاں ٹی وی اور وی سی آر کی لعنت کی وجہ سے دس سال کا بچہ بھی تمام ناپسندیدہ رازوں سے واقف ہے اور پورا بازار اوباش نوجوانوں سے بھرا پڑا ہے۔ دکاندار بھی سارے اچکے اور آوارہ ہیں اس ماحول میں خوشبو لگا کر عورت کا بازار میں جانا کیونکر درست ہو سکتا ہے لیکن جب مردوں کے اندر سے غیرت کا جنازہ نکل جائے اور عورت سے حیا چھین لی جائے تو پھر کیا خوشبو لگا کر نکلنا اور کیا سرخی پاؤڈر لگا کر اور دوپٹہ سر سے اتار کر سینہ تان کر نکلنا۔

لے حیاء باش ھر چہ خواھی کن

Marfat.com

دسویں شرط: غیروں اور مردوں کی مشابہت اختیار نہ کریں:

عورت غیر مسلموں اور مردوں کے لباس کی شباہت اختیار نہ کرے، اس بارے میں روایت ہے کہ "حضورﷺ نے ایسے مرد پر لعنت فرمائی، جو عورت کی پوشاک پہنے اور ایسی عورت پر لعنت فرمائی جو مرد کی پوشاک پہنے۔"

ایک اور روایت ہے کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، اس کا شمار انہی لوگوں میں ہوگا۔" مصر کی نیشنل پارٹی کے چیئر مین اور عظیم مصری لیڈر مصطفیٰ کامل نے "اللواء" اخبار میں قاسم امین کی کتاب "عورت کی آزادی" کے جواب میں اس کے مصنف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا:

"میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، جو یہ رائے رکھتے ہیں کہ بچیوں کی تربیت خالص یورپین ضابطوں پر ہو۔ یہ اس لئے کہ اس کی وجہ سے ساری امت کے مستقبل کو زبردست خطرہ درپیش ہوگا۔ پھر ہم مسلمان ہیں اور ہر امت اور قوم کا اپنا مخصوص تمدن، اپنی تہذیب اور اس کی اپنی ثقافت ہوتی ہے۔ اس لئے یہ کسی صورت میں مناسب نہیں کہ ہم بندروں کی طرح غیروں اور اجنبیوں کی اندھی پیروی کریں۔ لہٰذا خوب سمجھ لینا چاہئے کہ مشرق میں عصمت و حفاظت اور عفت و پاک دامنی کا نشان پردہ ہے اور کیا خوب نشان ہے!!"

Marfat.com

موضوع نمبر ۲۶

پردہ اور بے پردگی کے بارے میں

حضرت تھانویؒ کے ملفوظات

بے پردگی اور بے حیائی کے نتائج:

آج کل بے پردگی کی زہریلی ہوا چل رہی ہے۔ بڑی خطرناک چیز کی طرف مخلوق جارہی ہے۔ اس کے نتائج نہایت ہی خراب نکلیں گے۔ بے حیائی کا بازار تو پہلے ہی کھلا ہوا تھا، اب بے باکی بھی شروع ہوگئی اور غضب یہ ہے کہ قرآن وحدیث سے اس پر استدلال کرتے ہیں جو سراسر دین کی تحریف ہے۔ یہ سب بے حیائی کے کرشمے ہیں۔

بڑے ہی فسق و فجور اور الحاد کا زمانہ ہے۔ چہار طرف سے دین پر حملے ہورہے ہیں۔ ہر شخص الا ماشاء اللہ نفسانیت پر اترا ہوا ہے۔ جانوروں کی طرح آزاد ہیں۔ اگر حکومت اسلامی ہوتی اور بادشاہ عادل اور دیندار ہوتا تو پتہ چل جاتا کہ ایسی باتیں کیسے کیا کرتے ہیں؟

اب خود اہل حکومت ہی کا یہ مذاق ہے جس سے ہر قسم کی بے حیائیوں کا ارتکاب ہورہا ہے۔ اگر حدود شرعیہ جاری ہوتیں تو ان جرائم کی کسی کو ہمت بھی نہ ہوتی۔ چوری پر قطع ید ہوتا۔ زنا پر رجم ہوتا، پھر اس کی کیا ہمت ہوسکتی تھی۔ اور اب کیا ہے، بے مہار ہیں۔ جو چاہیں کریں۔ کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ معائب محاسن ہورہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا سے خیر و برکت رخصت ہوگئی ہے۔ آئے دن ارضی وسماوی بلاؤں کا ظہور ہورہا ہے۔ لیکن عبرت پھر بھی نہیں۔ حق تعالیٰ سب کو ہدایت فرمائیں اور فہم سلیم عطا فرمائیں۔
(الافاضات ۶ صفحہ ۱۷)

Marfat.com

آیت پردہ کے مخاطب:

پردے کی آیت کے متعلق کسی صاحب نے ذکر کیا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی مخاطب تو ازواج مطہرات ہیں، فرمایا کہ لوگوں میں بڑی کجی ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان محفوظ رکھے، اس قدر فتنے ہیں، حالانکہ یہ موٹی بات ہے کہ اگر اس کو مان بھی لیا جائے تو سمجھنا چاہئے کہ وہاں تو احتمال فتنے کا کم تھا جب وہاں انسداد کیا گیا۔ یہاں تو بدرجہ اولیٰ اور زیادہ ضروری ہے۔

پھر لباس کا ذکر آیا، لوگ کہتے ہیں کہ یہ پاجامہ، کرتا، اچکن بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھا۔ اسے کیوں پہنتے ہیں، یہ بھی بدعت ہے۔ فرمایا کہ ایک شخص نے اس کے جواب میں خوب کہا کہ تم بھی تو اس زمانے میں نہ تھے، تم بھی بدعت ہو۔ پھر فرمایا کہ عجب نہیں کہ کچھ زمانے میں یہ کجی پیدا ہو کہ کلام مجید کے ہم مخاطب ہی نہیں، کیونکہ ہم موجود ہی نہیں تھے۔ پھر نہایت افسوس کے لہجے میں یہ شعر پڑھا:

اے بسرا پردہ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

بہت ہی آفت برپا ہو رہی ہے، خدا رحم کرے۔ مصیبت ہے، خود بینی بے حد پھیل گئی ہے۔ لوگ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ (حسن العزیز نمبر ا صفحہ ۱۶۳ ملفوظ ۲۶۱)

بے پردگی کے حامیوں کی چند خصوصیات:

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک صاحب نے خوب کہا کہ جتنے لوگ بے پردگی کے حامی ہیں، سب میں دو چیزیں مشترک ہیں۔ بے حیائی اور عیاشی، واقعی ایسے ہی لوگ بے پردگی کے حامی بنے ہوئے ہیں، جن کو دین سے بے تعلقی ہے۔ لیکن اگر ان میں دین نہیں تب بھی آخر غیرت بھی تو کوئی چیز ہے۔

Marfat.com

بے پردگی کے حامی نتائج سے بے خبر ہیں:

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ کم عقل اور بدفہم لوگ جو بے پردگی کے حامی ہیں ان کی اس کے نتائج پر نظر نہیں۔ یورپ میں اس بے پردگی کی بدولت عورتیں اس قدر خراب اور برباد ہورہی ہیں کہ مرد عاجز اور پریشان ہیں، کچھ نہیں کر سکتے۔ (الافاضات نمبر ۵، صفحہ ۲۷۲ الملفوظ ۲۷۲)

پردہ اور علمی ترقی:

ایک ترقی یافتہ شخص کہتے تھے کہ عورتیں پردے کی وجہ سے ترقی علمی سے رکی ہوئی ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں، اسی وجہ سے تو چھوٹی قوموں کی عورتیں جو پردہ نہیں کرتیں بہت تعلیم یافتہ ہوگئی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ میں پردے یا بے پردگی کو کوئی دخل نہیں بلکہ اس میں بڑا دخل توجہ کو ہے۔ اگر کسی قوم میں عورتوں کی تعلیم پر توجہ ہو تو وہ پردے میں بھی تعلیم دے سکتے ہیں ورنہ بے پردگی میں بھی کچھ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ غور کیا جائے تو پردے میں تعلیم زیادہ ہوسکتی ہے کیونکہ تعلیم کے لئے یکسوئی اور اجتماع خیال کی ضرورت ہے اور وہ گوشہ تنہائی میں زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ اسی واسطے مرد بھی مطالعے کے لئے گوشہ تنہائی تلاش کیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ طلباء کو اس کا اچھی طرح اندازہ ہے۔

(مظاہر الامال)

نقائص پردہ اور بے پردگی میں فرق:

پردے کی وجہ سے جو نقائص رہ جاتے ہیں ان کی اصلاح آسان ہے اور پردہ دری میں جو مفاسد ہیں ان کی اصلاح بہت دشوار ہے۔ (انفاس عیسیٰ صفحہ ۳۰۹)

Marfat.com

پردے میں بے پردگی:

یہ جو کہا جاتا ہے کہ صاحب پردے میں بھی فتنہ ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بھی پردہ میں کوتاہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یعنی پردے میں کچھ بے پردگی ہوتی ہے تب فتنہ ہوتا ہے اور اگر پردے میں ذرا بے پردگی نہ ہو تو کوئی وجہ فتنے کی نہیں۔

(الابقاء بابت مارچ ۱۹۴۹ء صفحہ ۲۶)

احساس بعد از خرابی بسیار:

بے پردگی کے بہت برے نتائج ہو رہے ہیں اور یہ کم عقل اور بدفہم لوگ اس وقت سمجھیں گے جب بات ہاتھوں سے نکل جائے گی۔ اس وقت تو دماغ کو چڑھ رہی ہے، بدحواس ہو رہے ہیں، مگر یہ نشہ بہت ہی قریب اتر جانے والا ہے۔

(الافاضات نمبر ۵، صفحہ ۱۷۸)

دین کو نفس و خواہش کے تابع بنا رکھا ہے:

ایک صاحب کو جواب میں فرمایا کہ جن لوگوں نے پردہ اٹھا دیا اور بے پردگی کے حامی ہیں، یہ بے غیرت ہیں۔ علاوہ احکام شرعیہ کے طبعی غیرت بھی تو اس سے مانع ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بے غیرت اور بے حیا پہلے ہی سے تھے، اسی لئے انہوں نے دین کو دنیا کی خواہشات اور نفسانیت کا تابع بنا دیا۔ یہ کیا اسلام ہے؟

(الاضافات صفحہ ۴۳۲، ملفوظ ۷۵۴)

کیا رشتہ داروں کے باہمی تعلقات بے پردگی پر موقوف ہیں؟

بعض عورتیں جو متشرع ہیں وہ سب نامحرموں سے پردہ کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ چچازاد

Marfat.com

بھائی سے بھی، ان کے اوپر بڑے طعنے ہوتے ہیں کہ بھلا بھائی سے بھی کہیں پردہ ہوتا ہے۔عورتوں کے نزدیک چچا کا لڑکا ایسا ہے جیسا سگا بھائی ہے۔لیکن ایسا بھائی ہے جو سگ سے ماخوذ ہے اور الف جو آخر میں لگا ہوا ہے وہ ایسا ہے جیسے کسی بڑی ہانڈی کو ہنڈا کہہ دیتے ہیں۔اسی طرح یہاں سگا کے معنی میں بڑا سگ۔

عورتیں تو عورتیں، ایسے پردے سے مرد بھی خفا ہیں۔کسی نے ہمت کر کے اپنے قریبی نامحرم رشتہ داروں سے بھی پردہ کرنا شروع کیا تو اب چاروں طرف سے اعتراض کی بھرمار ہے۔ایک صاحب کہتے ہیں کہ میاں کچھ نہیں۔اب عزیزوں میں آپس میں محبت ہی نہیں رہی۔دوسرے صاحب بھی اینٹھ گئے کہ ان کے گھر جائیں تو کیا دیواروں سے بولیں۔اب ہم ان کے یہاں جانا بھی بند کر دیں گے۔سبحان اللہ، کیا عزیزوں کے تعلقات اور آپس کا میل جول بے پردگی ہی پر موقوف ہے۔اگر یہ معنی ہیں تو نعوذ باللہ، اللہ میاں پر اعتراض ہے کہ ایسے قریبی رشتہ داروں کو بھی نامحرم قرار دے دیا۔استغفر اللہ۔ مگر انہی میں بعض ایسی ہمت والیاں بھی ہیں کہ چاہے کوئی بھی ہو، وہ کسی نامحرم کے سامنے نہیں آتیں، چاہے کوئی برا مانے یا بھلا مانے اور اکثر جگہ تو پردے کی ایسی کمی ہے کہ محرمیت نہیں کچھ نہیں۔دور دور کے رشتے داروں کو بے تکلف گھر میں بلا لیتی ہیں اور بے محابا ان کے سامنے آجاتی ہیں۔یہ بالکل ناجائز ہے اور گناہ ہے۔مردوں کو چاہئے کہ وہ انہیں تنبیہ کریں اور سب نامحرموں سے پردہ کرائیں۔اگر کسی کو ناگوار ہو تو بلا سے ہو۔کچھ پرواہ مت کرو، ہرگز ڈھیلا پن نہ برتو، بلکہ مردوں کو چاہئے کہ اگر کوئی نامحرم رشتے دار عورت ان سے پردہ نہ کرے تو وہ خود اس سے چھپا کریں۔

Marfat.com

موضوع نمبر ۲۷

پردے کے مسائل

عورتوں کا چہرہ و ہتھیلیاں ''پردے'' میں داخل ہیں یا نہیں؟:

حضرت علامہ شامیؒ نے درالمختار کتاب الکراہیۃ میں مذہب خلیفہ کا یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ:

''فان خاف الشهوت اوشک امتنع النظر الی وجهها فحل النظر مقيدة بعدم الشهوة والا فحرام وهذا فی زمانهم واما فی زماننا فمنع من الشابة الا النظر لحا جته لقاض وشاهد يحكم ويشهد وايضا قال فی شروط الصلوة وتمنع الشابة من كشف الوجه بين رجال لا لا نه عورة بل لخوف الفتنه''

(شامی)

یعنی اگر شہوت کا خطرہ یا شک بھی ہو تو عورت کے چہرے کی طرف نظر ممنوع ہوگی، کیونکہ نظر کا حلال ہونا شہوت نہ ہونے کے ساتھ مشروط ہے اور جب یہ شرط نہ ہو تو حرام ہے اور یہ بات سلف کے زمانے میں تھی، لیکن ہمارے زمانے (یعنی اس فتنے کے دور) میں تو مطلقاً عورت کی طرف نظر ممنوع ہے مگر یہ کہ کسی (خاص ضرورت اور) حاجت شرعیہ کی وجہ سے نظر کرنا پڑے، جیسے قاضی یا شاہد جن کو کسی خاص معاملے میں اس عورت کے متعلق شہادت یا فیصلہ دینا پڑے اور شروط صلوٰۃ میں فرمایا کہ جوان عورت کو اجنبی مردوں کے

Marfat.com

سامنے چہرہ کھولنا ممنوع ہے، نہ اس لئے کہ یہ عورت ہے بلکہ فتنے کے خوف سے۔ (درالمختار و شامی)

دل میں خیال شہوت پیدا ہونے کی تشریح جامع الرموز میں یہ ہے کہ نفس میں اس کے قریب ہونے کا میلان پیدا ہو جائے اور یہ ظاہر ہے کہ نفس میں اتنا میلان بھی پیدا نہ ہو یہ چیز تو سلف کے زمانے میں بھی شاذ تھی۔

واقعہ:

حضرت عتبہ بن غلامؒ (جن کا شمار اہل باطن اور اہل کمال میں ہوتا ہے اور آپ حضرت حسن بصریؒ کے خاص شاگردوں میں سے تھے) ایک دفعہ آپ کسی حسین عورت کو دیکھ کر فریفتہ ہوئے، اور حد یہاں تک کہ اس سے کسی نہ کسی طرح اپنے عشق کا اظہار بھی کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنی کنیز کے ذریعے دریافت کرایا کہ آپ میرے جسم کا کون سا حصہ دیکھ کر عاشق ہوئے؟

آپ نے جواب میں کہا کہ تمہاری آنکھیں دیکھ کر عاشق ہوا ہوں، اس جواب کے بعد اس عورت نے اپنی دونوں آنکھیں نکال کر آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہوئے کنیز سے کہلوایا کہ جس چیز پر آپ فریفتہ ہوئے تھے وہ حاضر خدمت ہے، یہ دیکھ کر آپ کے اوپر ایک عجیب حالت طاری ہوگئی اور ڈرتے ہوئے حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوئے اور فیض باطنی سے بہرہ ور ہو کر مشغول عبادت رہے۔

(تذکرہ الاولیاء ص ۴۱)

غیر عورت کی حالت مرد سے بیان نہ کی جائے:

اسلام نے ان راستوں پر بھی پہرہ بٹھا دیا ہے جو غیر محسوس طور پر عفت و عصمت کے لئے خطرناک ہیں، مثلاً رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ عورت جب عورت سے ملے اور اسے دیکھے تو وہ جا کر دوسری عورت کا حال کھول کر اپنے شوہر سے بیان نہ کرے کہ ممکن

Marfat.com

ہے کہ اس کے شوہر کے دل میں دوسری عورت کی خوبی اور اس کا حسن و جمال گھر کر جائے اور وہ اس کے پیچھے پڑ جائے۔ ارشاد نبوی ہے۔

لاتبا شر المرأة فتنعتها الزوجها كانه ينظر اليها.

(بخاری باب لاتبا شر المراء ة فتنعتها لزوجها)

عورت عورت کے ساتھ اس طرح نہ رہے سہے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی حالت اس طرح کھل کر بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

اس طرح شہوت میں ابھار پیدا ہونے کا امکان بلاشبہ ہے اور پھر اس سے فتنے کے ہونے کا اندیشہ ہے۔

عورت کا مرنے کے بعد بھی پردہ:

ایک عالم فرماتے ہیں کہ دیکھو! جب انسان فوت ہو جاتا ہے، مرنے کے بعد تو کسی بد بخت سے بد بخت انسان کی بھی نیت کسی کے متعلق بری نہیں ہوتی۔ عورت مر گئی، کسی کی نیت بری ہو سکتی ہے؟ لیکن اس وقت بھی شریعت نے کیا کہا؟ کہ:

"مرد کا جنازہ لے جاؤ، ویسے ہی چارپائی پر ڈالو، اوپر چادر ڈال لو، اس میت کو لے کر چلے جاؤ، لیکن عورت کا جب جنازہ ہو تو اس وقت کیا کرو؟ عورت کی میت چارپائی پر رکھو، پھر اس کے اوپر کھونٹیاں سی لگاؤ۔"

......(ہمارے ہاں تو ڈولی سی بنی ہوتی ہے)......

"اس کے اوپر چادر ڈالو تا کہ اس عورت کا بدن مرنے کے بعد کفن کے اندر بھی کسی کو نظر نہ آئے......"

آپ کے ہاں ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا؟ عورت کا جنازہ جو ہوتا ہے نا؟ اس کے اوپر ڈولی لگاتے ہیں نا؟ تا کہ عورت کا بدن نظر نہ آئے، پتہ ہی نہ چلے کہ اس عورت کا قد کتنا تھا؟ موٹی تھی؟ کمزور تھی؟ پتلی تھی؟ لمبی تھی؟ چھوٹی تھی، کیسی تھی؟......

عورت کا بدن کفن کے اندر بھی نظر نہیں آنا چاہئے، شریعت نے یہ حکم دیا...... پھر جب قبر میں اتارتے ہیں، فرمایا:

Marfat.com

گھر والے قریب ہوں، غیر محرم نزدیک نہ آئیں۔ پھر چاروں طرف چادریں پکڑ لیتے ہیں...... چادریں پکڑ کے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان چادروں کے پردے میں اس عورت کی میت کو قبر کے اندر رکھتے ہیں...... یہ حکم ہے شریعت کا...... تو شریعت نے تو عورت کے وجود کو اتنا پردے میں رکھا۔

صحابیات کا سر کے بالوں کو نہ کٹوانا:

روایات میں آتا ہے کہ تمام صحابیات کے بال بھی کٹے ہوئے نہ تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں عبید بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرؓ عورتوں کے غسل کے وقت بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا ابن عمرؓ پر تعجب ہے کہ وہ بالوں کے کھولنے کا حکم دیتا ہے۔ (الحدیث)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام صحابیات کے سروں کے بال بھی گوندھے ہوئے تھے۔ ورنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بالوں کے کھولنے کا حکم نہ دیتے۔

صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دختر کو غسل دے رہی تھیں۔ پھر فرماتی ہیں۔ مشطنا ھا ثلاثۃ قرون. ایک روایت میں ہے۔ فضفرنا شعرھا ثلاثۃ اثلاث قرینھا وناصیتھا.

صحیح بخاری اور مسند احمد کی روایت میں بعد ثلاثہ قرون کے والقینا خلفھا بھی آیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ثلاثۃ قرون ای ثلاث ضفائر. یعنی ہم نے حضرت کی صاحبزادی کے بالوں کو تین گیسو کیا۔ اور ان کی پشت کے پیچھے ڈال دیا۔ ملا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں۔ خلفاھا ای وراء ظھرھا.

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بال لمبے تھے ورنہ تو ضفائر بن سکتے نہ پشت کے پیچھے ڈالے جا سکتے معلوم ہوا کہ بال کٹائے ہوئے نہ تھے۔

ابوداؤد میں مروی ہے کہ ایک عورت نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر ایک مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ واغمزی قرونک عند کل جفنۃ. یعنی ہر بار دونوں ہاتھوں سے پانی ڈالنے کے

Marfat.com

وقت اپنے گیسوؤں کو خوب دبا کر ملو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے گیسو ضفائر ہوتے تھے۔ کٹوایا نہیں کرتی تھیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **المعروف ان نساء العرب انما کن یتخذن القرون و الذوائب.** (نووی) یعنی مشہور یہی ہے کہ عرب کی عورتیں قرون و ذوائب (لمبے لمبے گیسو) رکھا کرتی تھیں۔

الحاصل مذکورہ بالا روایت صحیحہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ ازواج مطہرات اور صحابیات سر کے بالوں کو ہرگز کٹواتی نہیں تھیں اور جس روایت سے مخالفین استدلال کرتے ہیں وہ سراسر غلط اور محض دھوکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان غلط کار لوگوں کو رشد و ہدایت بخشے تاکہ وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

فتنہ آواز اور پردہ:

بسا اوقات زبان خاموش رہتی ہے مگر دوسری حرکات سے سامع کو متاثر کیا جاتا ہے۔ اس کا تعلق بھی نیت کی خرابی سے ہے اور اسلام اس کی بھی ممانعت کرتا ہے۔ ''اور وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلیں کہ جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے (یعنی جو زیور وہ اندر پہنے ہوئے ہیں) اس کا حال معلوم ہو (یعنی جھنکار سنائی دے)۔ (النور)

دیور موت کی طرح خطرناک ہے:

امام بخاری و مسلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

" ایاکم و الدخول علی النساء، فقال رجل: یا رسول اللہ! افرأیت الحمو؟ قال: الحمو الموت"

عورتوں کے پاس جانے سے بچو تو ایک صاحب نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتلایئے کہ کیا دیور وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ دیور تو موت (کی طرح خطرناک) ہے۔

Marfat.com

یہ قرآنی نصوص اور احادیث نبویہ قطعی طور سے مرد وزن کے اختلاط کو حرام قرار دے رہی ہیں ان نصوص واحادیث میں نہ کسی شک وشبے کی گنجائش ہے اور نہ کسی بحث وتمحیص کی۔

مردے کے ستر کی طرف دیکھنے کی ممانعت:

عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال له یا علی لا تبرز فخذک ولا تنظر الیٰ فخذ حی ولا میت O (رواہ ابو داؤد وابن ماجه)

مردے کے ستر کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

یعنی ابوداؤد اور ابن ماجہ میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے واسطے علی رضی اللہ عنہ کے کہ اے علی اپنی ران کو نہ کھول اور نہ زندے کی ران کی طرف دیکھ اور نہ مردے کی ران کی طرف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ اور مردہ ستر میں برابر ہیں۔

میاں بیوی کو ایک دوسرے کا ستر دیکھنے کی ممانعت:

عن عائشة قالت ما نظرت او ما رایت فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط (رواہ ابن ماجه)

میاں بیوی کو بلا ضرورت ایک دوسرے کا ستر دیکھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ یعنی ابن ماجہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کہا میں نے نظر نہیں کی یا نہیں دیکھا کبھی رسول اللہ ﷺ کا ستر۔

ایک روایت میں ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ میرا ستر دیکھا۔ اور نہ ہی میں نے ان کا (مظاہر حق)

Marfat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ادب یہ ہے۔ کہ مرد عورت آپس میں ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھیں۔

نامحرم مردے سے پردہ کرنے کا حکم:

شریعت میں تو عورت کے لئے یہاں تک حکم ہے کہ وہ نامحرم مردے کو بھی نہ دیکھے۔ چنانچہ حدیث میں مرقوم ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے خاوند رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا۔ تو میں روضہ مقدسہ پر کھلے منہ آیا کرتی تھی۔

جب میرے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ تو پھر بھی میں روضہ مقدسہ پر کھلے منہ آیا کرتی تھی۔ لیکن جب امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہاں دفن کئے گئے۔ تو پھر میں یہاں کپڑا اوڑھ کر اور منہ ڈھانک کر آیا کرتی۔ کیونکہ وہ غیر محرم تھے۔

دیکھئے پردے کی کس قدر احتیاط کی جاتی تھی۔ بظاہر یہ خیال آتا ہوگا۔ کہ مردے کو دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ سو یہ نہ کہو۔ کبھی اس سے بھی روگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر روگ لگ گیا۔ یعنی اس کا خیال بندھ گیا۔ تو دل تو ناپاک ہو گیا۔

ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر کا ہونا:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف اعضائے مخصوصہ ہی ستر میں داخل ہیں، حالانکہ مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن جرهد ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اما علمت ان الفخذ عورة. (رواه الترمذی وابو داؤد)

یعنی ترمذی اور ابو داؤد میں جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تو نے نہیں جانا کہ ران ستر ہے۔

Marfat.com

پردہ نوکری کے درمیان ایک مسئلہ:

جو عورتیں مجبوری کے طور پر نوکری کرتی ہیں ان کو چاہئے کہ کسی ایسے ادارے میں کام کریں، جہاں بے پردگی کا خطرہ نہ ہو لیکن جہاں بے پردگی کا مظاہرہ ہوگا وہاں پر ان کا کام کرنا جائز نہیں ہے۔ جو عورت خوشبو لگا کر غیر مردوں کے پاس سے گزرے، وہ زانیہ ہے۔ (نسائی ترمذی)

نامحرم طبیبوں سے علاج معالجہ:

عن جابر رضی الله عنه ان ام سلمة رضی الله عنه استاذنت رسول الله صلی علیه وسلم فی الحجامة فامر ابا طیبة ان یحجمها قال حسبت انه کان اخاها من الرضاعة او غلاماً لم یحتلم. (رواہ مسلم و مشکوۃ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت چاہی تو آپ نے ابوطیبہؓ کو حکم فرمایا کہ ام سلمہؓ کے سینگی لگائیں۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں ابوطیبہ اُم سلمہؓ کے دودھ شریک بھائی ہیں یا نابالغ لڑکے تھے (جس کی وجہ سے ام سلمہؓ کو ان کے سامنے آنے کی اجازت دے دی۔)

تشریح:

معلوم ہوا کہ بضرورت علاج اگرچہ غیر محرم کو دکھلانا جائز ہے مگر پھر بھی جہاں تک کوئی محرم معالج مل سکے وہ بہتر ہے۔

Marfat.com

غیر محرم کا جھوٹا کھانا مکروہ ہے:

کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ اجنبی مرد کا جھوٹا عورت کو اور اجنبی عورت کا جھوٹا مرد کو کھانا مکروہ ہے اس لئے کہ معاً یہ خیال پیدا ہوگا کہ بڑا نازک مزاج ہے اور نیز جس جگہ ہاتھ لگا ہے وہاں سے کھانے میں التذاذ ہوگا۔ اس لئے شرع نے ممانعت کردی۔

غیر محرم برات اور دولہا دیکھنے کی ممانعت:

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ بیاہ شادیوں میں بے پردگی کثرت سے ہوتی ہے چنانچہ عورتیں برات اور دولہا کی زیارت کو خانہ کعبہ کی زیارت سمجھتی ہیں۔ جہاں کہیں برات کی آمد آمد ہوئی۔ دھڑا دھڑ عورتیں سج سجا کر گھروں سے باہر نکل کر راستے میں آ کھڑی ہوتی ہیں۔ جب برات جاتی ہے۔ تو پہلے یہ فحش کلامی اور گالی گلوچ سے ان کی مزاج پرسی کرتی ہیں، پھر ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے سے یوں کہتی ہیں کہ ارے دیکھو تو سہی کہ دولہا خوبصورت ہے۔ یا دلہن۔ کوئی کہتی ہے کہ دولہا خوبصورت ہے۔ کوئی کہتی ہے کہ دلہن خوش شکل ہے۔ غرض یہ کہ کوئی کچھ کہتی ہے اور کوئی کچھ۔

خیال کیجئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو صحابی کے سامنے جو باوجود نیک ہونے کے اندھے بھی تھے۔ آنے کی اجازت نہ ملی۔ تو بھلا آج عام عورتوں کا دولہا کو دیکھنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔ درحقیقت مسلمان عورتوں اور مردوں میں حیا وشرم کا نام تک نہیں رہا اور غیر اقوام کی دیکھا دیکھی یہ بھی بے غیرت ہوگئے ہیں۔

دوران حج پردہ:

معاندین ومخالفین پردہ عموماً یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب حج کے دوران پردہ نہ کرنے کا حکم ہے تو عام دنوں میں پردے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ محض فریب نظر، دھوکہ اور شیطانی منطق ہے۔

Marfat.com

اس سلسلے میں عرض ہے کہ یقیناً حالت احرام میں عورت کو چہرہ کھلا رکھنا ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ غیر محرم کے سامنے بھی چہرہ کھلا رکھیں۔ اگر غیر مرد سامنے آجائے تو چہرے کو کسی چیز کی آڑ سے چھپالینا چاہئے جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے کہ ''حالت احرام میں لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہروں پر ڈال لیتے تھے اور جب وہ گذر جاتے تو منہ کھول لیتے تھے۔''

اور فتح الباری میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عورتوں کو حکم دیا تھا کہ حالت احرام میں اپنی چادریں اپنے سروں پر سے چہرے پر لٹکالیا کریں۔'' موطا امام مالک میں فاطمہ بنت منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ''ہم حالت احرام میں اپنے چہروں پر چادر ڈال لیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ تھیں لیکن انہوں نے اس سے منع نہیں کیا۔''

یعنی اس کو جائز سمجھا۔ اسی حکم کے اتباع میں دوران حج آج بھی وہ سعودی عورتیں جن کو ابھی تک مغرب کی مسموم ہوا نہیں لگی ہے بالخصوص مدینہ منورہ کی عورتیں کھجور کے پتوں سے بنا ہوا نقاب چہرے پر ڈال لیتی ہیں۔ اس طرح چہرے کو کپڑا بھی نہیں لگتا اور پردہ بھی ہو جاتا ہے۔

الغرض جس کے دل میں خوف خدا اور تقویٰ ہوتا ہے وہ کوئی نہ کوئی حیلہ شرعی نکال لیتا ہے۔ اور نافرمانی سے بچتا ہے اگر کوئی ناواقف ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردے گا۔ لیکن جن کے دلوں میں خوف خدا ہی نہ ہو اور وہ مکہ محض تفریح طبع کے لئے گئے ہوں تو وہ جو چاہیں کریں اسلام کو ان سے کوئی واسطہ نہیں ان کی بے پردگی کسی کے لئے نظیر نہیں بن سکتی۔

بطور حفظ ماتقدم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مردوں کو حکم دیا تھا کہ دوران طواف وہ عورتوں میں گڈمڈ نہ ہو جایا کریں۔ بلکہ ان سے علیحدہ رہا کریں۔ ایک دفعہ ایک مرد کو عورتوں کے درمیان دیکھ کر آپؓ نے اس کو پکڑ کر کوڑے لگوائے (فتح الباری)۔

Marfat.com

راقم الحروف نے حرم میں متعدد بار بدطینت مردوں کو عورتوں کو گھورتے اور آوازے کستے دیکھا ہے اور ایک دفعہ تو ایک مرد کو ایک عورت کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دھکا دیتے دیکھ کر اس کو شدید ڈانٹ پلائی تھی۔ ۱۹۷۸ء کے حج کے موقعے پر ایک نوجوان لڑکی کو جو بغیر محرم اپنی ماں کے ساتھ آئی تھی اغواء کر لیا گیا جس کا اختتام حج تک کوئی پتہ نہ چل سکا اور حج ۶۳ء کے موقعے پر ایک بوڑھی عورت رو رہی تھی کہ اس کی جوان لڑکی کو اس سے جدا کر دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

(بعد کے حالات کا علم نہ ہو سکا)۔ یہ سب قرآن وحدیث کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے۔ اگر بے پردہ ہو کر بغیر محرم کے نہ نکلتیں تو یہ روز بد کیوں دیکھنا پڑتا۔ ایسے دن رات بے شمار واقعات ہوتے رہتے ہیں لیکن ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں۔ (احکام ستر وحجاب)

پتلون، نقاب، اور شرعی پردہ!! عورتوں کے لئے لمحہ فکریہ:

عورتوں کے ماحول میں انواع واقسام کے ناجائز ملبوسات رواج پا گئے ہیں۔ ناجائز اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ یا تو بالکل تنگ وشفاف یا بالکل ننگے پن کے مشابہ ہوتے ہیں۔ عورتیں ان لباسوں کو استعمال کرتی ہیں۔ یا تو وہ ان کے حکم سے ناواقف ہیں یا پھر تساہل برتتی ہیں یا پھر غیروں کی تقلید کرتی ہیں یا نام ونمود کے لئے اور لوگوں کو خوش کرنے کے لئے۔ اگرچہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی ہو۔

ان ملبوسات میں پتلون بھی ہے۔ پتلون پہننے والی عورتیں حجت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ہم تو اپنے محرموں اور عورتوں کے ماحول میں پہنتی ہیں۔ اور پھر وہ جہالت کی وجہ سے اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دینا شروع کر دیتی ہیں۔ بہر حال جو خواتین اس لباس کے بارے میں درست اور برحق حکم معلوم کرنا چاہتی ہیں ان کی خدمت میں ہم درج ذیل فتاویٰ پیش کرتے ہیں۔

سوال: کیا عورت کے لئے مردوں کی طرح پتلون پہننا جائز ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب دیتے ہوئے شیخ عبدالعزیز باز کی زیر صدرات مستقل کام کرنے والی فتویٰ کمیٹی نے درج ذیل جواب دیا ہے۔

Marfat.com

عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ تنگ لباس پہنے کیونکہ اس سے جسم کی کمیت وکیفیت نمایاں ہوتی ہے اور یہ باعث فتنہ ہے اور پتلون کے بارے میں بھی اغلب کیفیت یہی ہوتی ہے کہ وہ اس قدر تنگ ہوتی ہے کہ وہ بدن کے ان اعضاء کی تحدید یعنی کمیت وکیفیت کو واضح کرتی ہے جن کو وہ پتلون گھیرے رہتی ہے اور چھپائے رہتی ہے گویا کہ پتلون پہننے والی عورت اس کیفیت میں ان عورتوں کی مانند ہوتی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

سوال: بعض عورتیں حجت پیش کرتی ہیں کہ پتلون ایسی کشادہ اور وسیع ہوتی ہے کہ وہ مکمل طور پر ساتھ ہوتی ہے لیکن شیخ محمد بن صالح العثیمین نے عورت کے لئے پتلون پہننے کا حکم بیان کرتے ہوئے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ پتلون اگرچہ کتنی ہی کشادہ اور وسیع ہو۔ مگر وہ عورت کے لئے ناجائز ہے۔ کیونکہ ایک ٹانگ کا دوسری ٹانگ سے جدا ہونا اور الگ نمایاں ہونا یک گونہ بے پردگی ہے۔

علاوہ ازیں اس میں یہ بھی اندیشہ ہے کہ اس عورت کا مردوں کے مشابہہ ہونا ظاہر ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اس امت کے دشمن یہود اور نصاری اور ان کی روش پر چلنے والے سیکولر ذہنیت کے لوگوں نیز مغربیت کے داعیوں نے عورت کو بے پردگی اور مردوں کے ساتھ اختلاط کی دعوت پر چلا کر معاشرے میں فساد پھیلانے کی بدترین چال چلی ہے۔

انہوں نے اس کا ڈائریکٹ مطالبہ نہیں کیا ہے بلکہ انہوں نے پہلے پہل عورت سے صرف آنکھیں کھولنے کی بات کی کہ وہ آنکھیں کھول کر چلے تاکہ راستے میں کہیں گر نہ جائے اور یہی اس فتن پرور چال کا آغاز تھا پھر انہوں نے بحث وتمحیص کے بعد کہا کہ عورت اگرچہ چہرہ کھول کر چلے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ دین آسانی کا نام ہے سختی کا نام نہیں ہے اور آپ ﷺ نے سختی برتنے والوں کی ہلاکت کی خبر دی ہے۔ لہذا عورت کا حقیقی پردہ تو اس کے دل میں ہوتا ہے نہ کہ اس کے چہرے میں۔ اس کیفیت کو کسی شاعر نے یوں بیان کیا ہے:

"انہوں نے عورت سے کہا کہ تو اپنا پردہ ہٹا دے۔ یا جو چیز تیرے پردے کی غرض سے کافی ہو اسے ہٹا دے۔ اب تو بے پردگی کے زمانے کا استقبال کر اور اپنا نقاب اتار

Marfat.com

پھینک۔حجاب کازمانہ تو ہم سے دور جاچکا ہے۔اور غائب ہو چکا ہے۔
پھرانہوں نے عورت سے کہا کہ تو اپنے ملبوسات میں یہ کپڑوں کے اوپر سے سیاہ سا لبادہ کیوں اوڑھتی ہے؟ تو زری کئے ہوئے اور کشیدہ کاری کئے ہوئے عباء کیوں نہیں پہنتی ؟ کیا یہ دنیا انہیں موتیوں اور نقرئی دھاگوں کی وجہ سے کھڑی نظر آتی ہے جونہیں بیٹھتی۔انہوں نے عورت سے کہا کہ تو راستے میں آزادی سے نہیں چل سکتی۔اس لئے کہ کپڑا نیچے سے تنگ ہے۔تو پھر اس کا حل کیا ہے؟ اس کا حل آسان ہے کہ تو اپنے کپڑوں میں نیچے سے ایک شگاف بنالے۔
پھر انہوں نے کہا کہ سرے سے اس کالے رنگ کی ضرورت ہی کیا ہے۔مقصد تو حجاب ہے لہذا کوئی رنگین پردہ زیب تن کرلو لیکن وہ پورا ایک ہی رنگ کا ہو اور تو بے پردہ مت ہونا۔
پھر وہ مسلسل وسوسہ اندازی کرتے رہے یہاں تک کہ لباس چھوٹے ہوگئے۔ عبائیں اور جلباب اتار دیئے گئے اور موسم بہار اور موسم سرما میں باد صبا کے ساتھ عورت کی زلفیں لہرانے لگیں اور اس انداز پر عورت بے پردہ اور نمایاں ہوکر (سامنے آئی) باہر نکل کھڑی ہوئی اور ترقی اور تہذیب کے نام پر اجنبی مردوں سے اختلاط کرنے لگی پھر تو عورت ان ساری حدوں کو پھلانگ کر ساحل سمندر پر بنے ہوئے ریسٹورنٹ میں اس طرح نمایاں ہوکر آنے لگی اور ایسے ملبوسات زیب تن کر کے آنے لگی جو کہ کچھ بھی نہیں چھپا سکتے۔
اب پھر کیا تھا اب تو عورتوں کی عصمت وعفت ان کے شوہروں کے ہاتھوں میں بھی باقی نہ رہ سکی بلکہ اب ان کی عصمتیں تو فیشن ساز یہودیوں اور ان فیشنیوں کی حوصلہ افزائی کرنے والوں کے ہاتھ میں چلی گئیں اور یہ ساری چال اس لئے بھی ہے کہ عورت کو مردوں کے برابر قرار دیئے جانے کی آواز اٹھائی جائے اور وہ عورت پھر اپنے چھپے ہوئے اور مقبوضہ حقوق کا مطالبہ کرے۔
اور اس طرح سے انحراف اور بے راہ روی شروع ہوگئی۔اے میری مسلمان بہن! کیا تو یہ سمجھ گئی کہ کس طرح حیا کو قتل کیا جاتا ہے اور کس طرح عفت اور عصمت پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

Marfat.com

میں ریت و مٹی کے نیچے آگ کی چنگاری محسوس کر رہا ہوں
اور مجھے ڈر ہے کہ وہ چنگاری کہیں شعلہ بار نہ ہو جائے
اس لئے کہ آگ دو لکڑیوں سے مل کر بھی بھڑکتی ہے اور
جنگ بھی بات چیت سے شروع ہوتی ہے

فیشنی نقاب استعمال کرنے والی عورت کا واقعہ:

اس نے بلند آواز سے چیخ ماری وہ کہہ رہی تھی کہ میں آئندہ کبھی بھی ہرگز اس طرف نہیں آؤں گی مجھے چھوڑ دو!! آہ۔ اگر میرے شوہر کو پتہ چلا تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اگر میرے باپ کو معلوم ہو گیا تو وہ مجھے ذبح کر ڈالے گا، میری توبہ میں دوبارہ نہیں آؤں گی میں دوبارہ ہرگز یہاں نہیں آؤں گی۔ تم نے میری زندگی کی عمارت کو درہم برہم کر دیا اور تم لوگوں نے میری شرافت وعزت وسعادت کو تاخت وتاراج کر دیا۔

اسے اچانک ایک آواز سنائی دی۔ ہم نے تیری زندگی کی عمارت کو ڈھایا ہے یا تو نے خود اپنی زندگی کی عمارت کو زمین بوس کیا ہے؟ اور آنسوؤں کے سمندر میں آواز ڈوب گئی جس میں سسکیوں کا ایک سلسلہ تھا جس کی آواز پسلیوں سے نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اس لڑکی سے اس آواز نے پرسکون انداز میں پوچھا کہ آپ یہ کام کر رہی ہیں؟ اور آپ نے یہ چیز کیسے پسند کی جب کہ آپ ایک پاکیزہ خاندان سے تعلق رکھتی ہیں؟

کیا آپ زنا کی سزا کو نہیں جانتیں جو کہ کتاب اللہ کے اندر موجود ہے۔ اس لڑکی نے (سیاہ فضا میں ایک نور) محسوس کیا جب کہ اس کے سامنے ایک نیک آدمی موجود تھا۔ اور وہ بولی میں آپ کو ساری بات بتا دوں گی جب سے میں پھسلنی شروع ہوئی اس وقت سے اب تک کی ہر بات بتا دوں گی لیکن آپ سے اپیل ہے کہ میرے باپ اور شوہر کو ہرگز نہ بتائیں تو اس آدمی نے سر ہلایا اور اس لڑکی نے اپنی گفتگو شروع کی۔

"میں پہلے شریف اور ایک خوش بخت عورت تھی اپنی زندگی میں مگن تھی۔ اس دنیا میں اپنے شوہر اور بچوں کے علاوہ مجھے کسی چیز سے دلچسپی نہیں تھی۔ اپنے شوہر کے ساتھ خوش وخرم تھی۔ وہ ادب واخلاق کے اعتبار سے بہت بہترین آدمی تھے۔ میرے پاس دو

Marfat.com

سال کا ایک بچہ تھا جو میرے دل میں خوشیوں کے پھول کھلاتا تھا۔ میں ایسی عورت تھی جو اپنے شوہر اور محرموں کے سوا کسی مرد کو نہیں جانتی تھی نہ میں اجنبی مردوں کو دیکھنا جانتی تھی اور نہ ان سے بات چیت کرنا اور میں جب بازار نکلتی تھی تو مکمل پردے والا شرعی لباس پہن کر پورے وقار سے نکلتی تھی۔

بازار سے ضرورت کی چیز خریدنے کے بعد اپنے شوہر، بچے اور گھر کی طرف لوٹنے کے سوا میری کوئی دلچسپی نہ ہوتی لیکن جب سے نقاب کا تعارف ہوا اور میں نے اسے پہنا تو یکا یک میری زندگی بدل گئی اور میرے شب و روز تبدیل ہونے لگے اور کثرت سے بازار جانے کا شوق بڑھ گیا ایک دن میں اپنے لئے میکسی خریدنے گئی اور دوسرے دن اسے واپس کرنے اور تیسرے دن اپنے بچے کے کپڑے خریدنے اور چوتھے دن اپنے لئے جوتے خریدنے گئی اس طرح ہوتے ہوتے بازار کا سفر شروع ہو گیا اور مجھے اس چیز پر فیشنی نقاب نے آمادہ کیا۔

میں نے مردوں کو گھور کر دیکھنا شروع کیا ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اور انہیں پسندیدگی کی نگاہوں کا احساس دلا کر تعریفی کلمات سننے شروع کر دیئے اور تعریف و مدح کے الفاظ میرے کانوں کو دستک دینے لگے اور وہ میری سرمے والی اور بڑی بڑی آنکھوں کو گھورنے لگے اور جب آنکھوں کی بات شروع ہوئی تو مجھے ہر مرتبہ تردد ہوتا اور مجھے خوف ہوتا۔

بسا اوقات میرے دل میں خوف خدا کی چیخ اٹھتی۔ اور میرے بیٹے کی آواز پورے مقام میں گونج اٹھتی امی ایسا نہ کرو لیکن آہستہ آہستہ ڈر ختم ہو گیا خوف نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور ایک دن وہ آ گیا جب میں خود پسندیدگی کے کلمات سننے کے لئے تیار ہو گئی۔ اور میری آنکھیں مسکراہٹ کو دیکھنے کے لئے آمادہ ہو گئیں جس کے ساتھ میرے واسطے ایسا کلمہ بھی کہا گیا جسے سنتے ہی میری نگاہیں رقص کر گئیں۔

اور جب اس نے میری اس خوشی اور آمادگی کو محسوس کیا تو اس نے فوراً اپنا ٹیلیفون نمبر دے دیا اور وہیں سے ہماری کہانی شروع ہو گئی اور ہم یہاں تک پہنچ گئے اور اس زمانے میں ہی اس ٹریجڈی کا موقع آ گیا اور پھر اب یہ وقت میرے سامنے ہے۔ طویل خاموشی، ایک طویل رات اور ایک طویل غم۔

Marfat.com

نقاب اور برقع پہننے کا حکم:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین سے ایک اہم سوال کیا گیا جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ آج کل عورتوں کے ماحول میں ایک ایسی چیز نمایاں ہو کر رواج پا گئی ہے جو قابل توجہ ہے۔ اسی کو نقاب کہتے ہیں اور عجیب بات اس ظاہری فیشن میں یہ ہے کہ وہ نقاب نہیں ہے۔

عورتوں کے یہاں اس نقاب کے پہننے کا طریقہ تو شروع شروع میں اس طرح تھا کہ چہرے سے سوائے آنکھوں کے کچھ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ پھر یہ نقاب آہستہ آہستہ کشادہ ہونا شروع ہوا چنانچہ اب آنکھوں کے ساتھ چہرے کا کچھ حصہ بھی نظر آنے لگا جو فتنہ انگیزی کا باعث ہے اور خاص طور پر جب بہت سی عورتیں اس نقاب کو پہنتے وقت سرمہ اور کاجل لگاتی ہیں اور اس بارے میں جب عورتوں میں مناقشہ کیا جاتا ہے تو وہ بطور دلیل کہتی ہیں کہ جناب نے ہی تو یہ فتوی دیا تھا کہ یہ چیز دراصل جائز ہے۔

لہذا ہم درخواست کرتے ہیں کہ آپ براہ کرم اس مسئلے کی مکمل وضاحت فرمادیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

تو اس کے جواب میں شیخ محمد بن صالح العثیمین دامت برکاتہم نے فرمایا کہ بلاشبہ عہد رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں بھی یہ نقاب رائج و معروف تھا اور عورتیں اس کا استعمال کرتی تھیں جیسا کہ ایک حدیث میں سے اس کا اشارہ ملتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"جب عورتیں احرام باندھیں تو نقاب نہ لگائیں۔"

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں عورتوں میں نقاب پہننے کا معمول تھا لیکن ہم اس کے حوالے سے اپنے موجودہ زمانے میں جواز کا فتویٰ نہیں دے سکتے۔ بلکہ مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے روکا جائے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک ناجائز صورت حال کی طرف پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

اور یہ بات جیسا کہ سائل نے بتائی ہے اور مشاہدے میں آچکی ہے اس وجہ سے

Marfat.com

ہم اسے اپنے موجودہ دور میں کسی بھی عورت کو خواہ وہ قریبی ہو یا دور کی ہو نقاب یا برقعہ پہننے کے جواز پر فتویٰ نہیں دے سکتے بلکہ ہم یہی بہتر سمجھتے ہیں کہ اس سے قطعی منع کیا جائے اور عورت کو چاہئے کہ وہ اس سلسلے میں اپنے رب سے ڈرے اور وہ نقاب کو نہ پہنے کیونکہ یہ ایسے شر کے دروازے کو کھولتا ہوا نظر آتا ہے جس کو بعد میں بند کرنا ناممکن ہو جائے گا اور چاہئے کہ ایسا پردہ اور حجاب استعمال کرے جو پورے جسم کے ساتھ مکمل چہرے کو بھی چھپائے۔ واللہ موفق ماخوذ از کتاب (الھاربات الی الاسواقد ار القاسم للنشر الریاض ص/ب) (جناب فضیلت الشیخ محمد صالح العثیمین صاحب)

Marfat.com

برقع

باعث افتخار ہے برقع
عظمت روزگار ہے برقع!
اس سے آتی ہے بوئے عز و شرف
یوں ہمیں سازگار ہے برقع!
باغ عصمت کا ہے گل رنگیں
اور حیا کی بہار ہے برقع!
لوح عصمت پر ثبت اس کے نقوش
رحمت کردگار ہے برقع!
اس سے مستور حسن نسوانی
حسن کارزار دار ہے برقع!
اس سے قائم ہے جو ہر عورت
کتنا عصمت شعار ہے برقع!
اس سے حاصل ہے قلب کو تسکین
قلب کا اک حصار ہے برقع!
جس کے دل میں کوئی قرار نہ ہو
اس کے دل کو قرار ہے برقع!

Marfat.com

حسن اخلاق کی حفاظت کو
کس قدر بے قرار ہے برقع!
حیف! تہذیب مغربی کے طفیل
کس قدر ہم پہ بار ہے برقع!

(تحریر: طاہر قریشی)

Marfat.com

ادارہ اشاعت اسلام کی مقبول و معیاری کتابیں

تحقیق و تصنیف : محمد انور بن اختر

۱۔ عبادات نبوی ﷺ اور جدید سائنسی تحقیقات

۲۔ عورت کی اسلامی زندگی اور جدید سائنسی تحقیقات

۳۔ اسلام قرآن اور محمد ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں

۴۔ انٹرنیٹ کے ڈسے ہوئے!

۵۔ سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنسی تحقیقات (جلد اوّل)

۶۔ سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنسی تحقیقات (جلد دوم)

۷۔ مثالی دولہا

۸۔ مثالی دلہن

۹۔ عالم اسلام یہود و نصاریٰ کی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے شکنجے میں

۱۰۔ یہود و نصاریٰ کی جیلوں میں مسلمانوں کی تڑپتی لاشیں

۱۱۔ پردہ اور جدید ریسرچ

Marfat.com

۱۲۔ محمد ﷺ دنیا کے سب سے بڑے ماہر نفسیات

۱۳۔ تبلیغی جماعت کی محنت کے عالم میں ثمرات

۱۴۔ قرآن کے سائنسی انکشافات

۱۵۔ عالم اسلام پر یہود و نصاریٰ کے ذرائع ابلاغ کی یلغار

۱۶۔ قرآن کے دنیا پر اثرات اور جدید سائنسی تحقیقات

۱۷۔ موت اور قبر کے حیران کن واقعات اور جدید تحقیقات

۱۸۔ اسلام صحت اور جدید سائنسی تحقیقات

۱۹۔ انگریزی اور مخلوط تعلیمی نظام پھیلانے کی سازشیں

۲۰۔ اسلامی تعلیمات اور جدید سائنسی تحقیقات

۲۱۔ اللہ کے نافرمانوں پر عذابات کے عبرت ناک واقعات

۲۲۔ سادہ نبوی اور فیشنی زندگی اور جدید سائنسی تحقیقات

Marfat.com

قرآن واحادیث اور جدید سائنس کی روشنی میں بے پردگی
کے نقصانات کو بتانے والی منفرد کتاب

پردہ
اور جدید سائنس

مؤلف: محمد انور میمن

ادارہ اشاعت اسلام
0333-2103655

Marfat.com